





U 82 57

3-12-05

Title - KULLIYAAT MAZM VILA

Creator - Mavret, Aziz Jang Balachur Vila.

Number - Matabus Azizul Matabus (Hyderabad).

Date - 13 37 H

Pages - 2 + 4 + 66 + 392

Subjects - Uddh, Sharyasi - Kulliyat - C - Darsuusen







To Lytton Library.  
ادب - ۱۸۸۸



URDU

1912  
5119  
440  
2204  
✓  
1211

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U8257

CREATED-2000

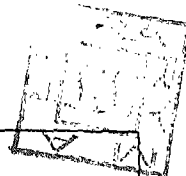


نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف

U.S. 114

1914

۹۸



CHECKED-2002







# کلیات

جسمین زبان آدو کے قصائد - دیوان غزلیات -  
رباعیات - قطعات تاریخی اور متفرق نظمیں مدون ہیں

طبع ادر

شمس العلماء جان بہادر لوات غزلیات جنگ بہادر و لکھنؤ

جسکی

رجسٹری جب قواعد نافذ ہوا ہو چکی ہے اور مصنف کے

تمام حقوق محفوظ ہیں

مطبعہ المصطفیٰ علیہ السلام







## تصحیح الاغلاط

(۱) ذیل میں اون نقلی بیسی غلطیوں کی صراحت کی گئی ہے جو طبع کتاب میں کاتب نے کی ہیں (۲) ایسے معرکے و محمول کی کتابت میں جو غلطی ہوئی ہے اسکو معذرت نظر ناظرین خود سمجھ جائیں گے (۳) ہمزے اور نقلوں اور مرکب کے ترک یا اضافہ تشدید و اعراب بے محل اور بعض الفاظ اُردو میں اسے ہونے کا اضافہ غلط کریں نے فہرست ذیل سے خارج رکھا ہے جس کو معترض ناظرین خود سمجھ جائیں گے (۴) نقلوں کے نشان شمار میں آخر دیوان پر پانچ ہندسوں کی زیادتی صفحہ ۳۱۳ سے آغاز ہوئی جو لائق اصلاح ہے

نام باب	نشان صفحہ	نشان سطر	نشان صریح	غلط طبع شدہ	صحیح - قابل اصلاح
۱	۲	۳	۴	۵	۶
حیوۃ الغریز	۴	۹	۰	چہیون	چھون
قصائد	۴۶	۱۶	۲	اس	اسکا
دیوان	۱۲	۱	۱	صحف	مصحف
"	۱۶	۱۲	۱	اول ما	اول ماہ
"	۲۶	۴	۱	زاد	واعظ
"	۵۴	۴	۱	ہواہ	ہوا
"	۵۹	۱۹	۱	دخترز	دخترز
"	۶۹	۱۴	۲	ہمین	ہین
"	۶۰	۱	۱	انابحر	انابحر
"	۱۰۶	۶	۲	رصد	رصد



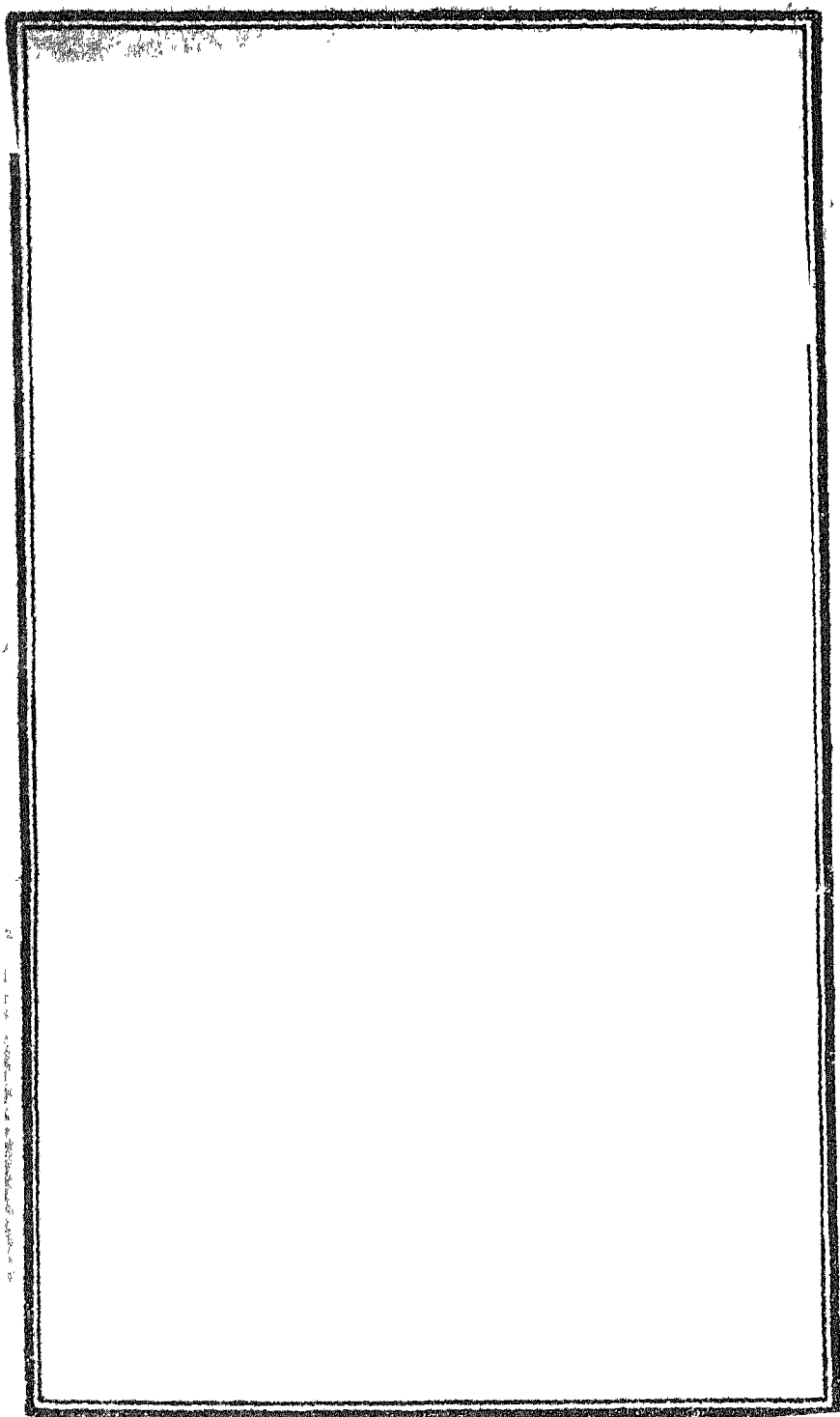
نام باب	نشان صفحہ	نشان سطر	نشان معنی	غلط طبع شدہ	صحیح بقابل اصلاح
دیوان	۱۱۵	۱۲	۱	نفرل	غزل
۲	۱۲۱	۷	۲	پے	پرے
۳	۱۲۳	۱۶	۱	تو	جو
۴	۱۶۱	۱۸	۱	زادہ	ملا
۵	۱۶۶	۱	۱	جو	جو
۶	۲۱۰	۱۳	۱	تیرے	ترے
۷	۲۳۰	۱	۲	ہین	مین
۸	۲۵۷	۶	۲	مرا	مرد
۹	۲۸۹	۱۵	۲	ے	ہے
۱۰	۳۲۸	۱۶	۱	ہوے	ہوتے
رباعیات	۳۵۸	۱۲	۲	گہٹیوں	گہٹیوں
قلعات تاریخی	۳۶۸	۱۸	۰	نواب	بنو نواب
متفرقات	۳۸۱	۳	۱	آنگہوں	آنگہوں کے
معیار فصاحت	۶	۶	۱	اپنے	بنے
۱۱	۲۱	۱۳	۱	یار	مار
۱۲	۲۷	۹	۲	قدر	قد
۱۳	۲۳	۱۵	۱	ماتار	اتار
۱۴	۶۶	۱۳	۲	آفتاب	آسیاب



## صدر فہرست مجموعہ ہدایہ معنی کلیات نظم و لا

صفحہ	صدر ابواب	ابواب ذیلی	صفحہ
۱	۲	۳	۴
۱	حیوۃ العزیز	مختصر سوانح عمری مؤلف	۱
۲	نیرنگ سخن	(۱) قصائد	۳۵
"	"	(۲) دیوان	۱
"	"	(۳) رباعیات با التزام مثل معنی کہاوت	۳۵۳
"	"	(۴) قطعات تارخی	۳۶۱
"	"	(۵) متفرقات	۳۷۶
۳	میار فصاحت	ترک الفاظ غیر فصیح و غلط کافرینگ	۱
۴	توسیع اللسان	نئے الفاظ کافرینگ جن کا استعمال کلیات و لا میں ہوا ہے۔	۱۶۵
۵	خاتمہ	قطعات تاریخ کلیات ہذا	۱۸۵







## فہرست حیوۃ العزیز

صفحہ	باب نمبری	باب	نشان
۳	۳	۲	۱
۱	حمد و ثناء	دیباچہ	۰
۱	ما اُطلی یا ثناء	قرم	۱
۲	سلسلہ تاجعفر طیار رضی اللہ عنہ	حب و لب	۲
۳	مقام و تاریخ ولادت و زائچہ	ولادت	۳
۴	تعلیم و تربیت کی صراحت	تعلیم و تربیت	۴
۵	(۱) ملازمت کے چودہ منازل	ملازمت	۵
۶	(۲) افسران اعلیٰ	"	"
۷	(۳) ماتحتین	"	"
۸	(۴) عام راست	"	"
۹	پبلک خدمات کے ۸ مراتب	پبلک خدمات	۶
۱۱	(۱) ترتیب و تدوین کتب کا عام بیان	علمی خدمات	۷
۱۲	(۲) تالیفات	"	"
۱۳	(۳) تصنیفات	"	"
۱۴	(۴) علمی سرپرستوں کا بیان	"	"
۱۵	(۱) سرکار عالی کے خطابات	اعزازات	۸
۱۵	(۲) گورنمنٹ آف انڈیا کے معطلیہ اعزازات	"	"



۱۵	(۳) دیگر اعزازات معظیہ سرکار عالی	"	۸
"	(۴) اعزازات متفرق	"	"
"	مقامی اور علمی یادگارین	یادگارین	۹
۱۶	(۱) صلاح اولاد	اولاد و طبع زاد	۱۰
"	(۲) طبع زاد	"	"
۱۷	(۱) تہیہ	شاعری	۱۱
۱۸	(۲) ترک الفاظ کی بحث	"	"
۱۹	(۳) اضافہ الفاظ کا بیان	"	"
۲۰	(۴) جہنہ الفاظ کا بیان	"	"
۲۱	(۵) اسم قائل ترکیبی اردو کا بیان	"	"
"	(۶) جمع اردو بقاعدہ عربی کا بیان	"	"
۲۳	(۷) مصادر اردو بقاعدہ عربی کا بیان	"	"
"	(۸) مفردات و مرکبات فارسی میں اردو کا	"	"
۲۴	(۹) اردو کی اضافت	"	"
۲۵	(۱۰) فارسی الفاظ سے مخالفت	"	"
۲۸	(۱۱) عربی رنگ کی اردو شاعری	"	"
۲۹	(۱۲) الفاظ مختلف فیہ	"	"
"	(۱۳) دکن کے محاورات	"	"
۳۰	(۱۴) ایک نئی بحر اور خاتمہ	"	"



# احسان الہدیہ

سوانح عمری مولف کا خلاصہ حسین اولاد کے ساتھ طبرزدی ہے

مولفہ

شہس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ والا تخلص جس کا

ضمیمہ

کلیات نظم و نثر ہے حسین اردو کے قصائد و تغزلیات وغیرہ ہیں۔

علیہ السلام علیہ السلام







## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس پروردگار عالم کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے مجھ کو اپنے ایسے نبی برحق کی امت میں پیدا کیا جس کا درجہ اسکے تمام انبیاء پر فائق ہے اور ایسے خاندان سے متعلق کیا جو عرب میں شریف مانا گیا ہے۔ اور ایسی ساعت میں عدم سے وجود میں لایا جو مبارک مانی جاتی ہے۔ اور ایسے بادشاہ کے نکل عافیت میں جگہ دی جس کا نام عثمان غنی اور جس کا لقب محی الملتہ والدین ہے (مہمستغین عن الخطاب واللقاب) وام اقبالہ۔ اور مجھ کو ایسی دولت عطا فرمائی جو دنیا کی سب دولتوں سے مرتجح ہے اور ایسی عزت عنایت کی جو مائیں میں ممتاز ہے۔ اور ایسی توفیق مرحمت فرمائی جس نے راہ راست پر قائم رکھا ہے۔ اور ایسی اولاد نصیب کی جو قبائلاً اور صلح سے (جہل جلالہ وعم نوالہ) جس و امہب العطا یا نے دنیا میں ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں کیا اس سے یہ توقع نہیں کیا سکتی کہ وہ عاقبت بھی بخیر کرے (کیون نہیں) انا علی کل شیء قدیر (۵) رحمت حق بھائی جوید پر رحمت اور بھائی جوید پر

(۱) میری قوم



میں عرب کی قوم قریش سے کہا جاتا ہوں اور بقول محققین - قریش عرب کے ایک مشہور اور زوی عزت قبیلے کا لقب ہے جس کے مورث اعلیٰ انصر ابن کنانہ تھے جن کی اولاد میں پیر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قریش - قرش کی تصغیر اور قرش ایک ایسی پھلی کا نام ہے جو سمندر کی سب پھلیوں پر غالب رہتی ہے چو کہ قبیلہ قریش عزت شرافت اور خوبی زبان عربی میں تمام قبیلوں پر فوقیت اور غلبہ رکھتا ہے لہذا یہ قبیلہ ملقب یہ قریش ہوا۔ اسی قبیلہ کے چند افراد جو ششم ہجری میں بصرہ سے کوکن گئے اور کوہ اہل ہند نے نواآیتہ یا ناطلی سے موسوم کیا۔ وجہ تسمیہ کی کافی صراحت میری تالیف (تاریخ النبی اکمل) میں ہوئی ہے۔

### (۲) میر احسب ونسب

(۱) احمد عبد العزیز مؤلف کتاب نذر ابن (۲) مولوی حاجی محمد نظام الدین مرحوم۔  
(۳) مولوی محمد حسین ابن (۴) محمد عبد اللہ قلعہ دار  
سرکار ونگول صوبہ ارکاٹ ابن (۵) محمد ادریس ابن (۶) محمد عبد اللہ ابن (۷) حافظ محمد  
عبد القادر ابن (۸) ابورجال حافظ احمد درویش ابن (۹) ابراہیم ابن (۱۰) احمد ابن (۱۱) عبد اللہ  
ابن (۱۲) داؤد ابن (۱۳) محمد العالم ابن (۱۴) جعفر الیسا ابن (۱۵) ابراہیم الاعرابی  
ابن (۱۶) محمد ادریس ابن (۱۷) علی الزینی ابن (۱۸) عبد اللہ الاکبر ابن (۱۹) ابن (۲۰)  
سیدنا جعفر الطیار رضی اللہ عنہ۔

میری والدہ مکرمہ کا سلسلہ نسب میرے جد نمبر (۴) محمد عبد اللہ قلعہ دار ابن محمد  
ادریس سے ملتا ہے۔

### (۳) میری ولادت



میری ولادت بمقام قصبہ تلور (مستقر ضلع) (صوبہ مدراس) بتایاںچ دوازدہم شریف  
شعبہ ربیع الاول ۱۲۸۵ م ۲۸ ستمبر ۱۸۶۸ء روز جمعہ صبح کے ۵ گھنٹے ۲۰ منٹ پر واقع  
ہوئی۔ میری بعض بالیفات میں سنہ ولادت غلط طبع ہوا ہے۔ اور اس زائچہ کی رو  
سے جو میرے والد مغفور کی رحلت کے بعد اونکے کاغذات سے مجھ کو دستیاب ہوا سنہ  
مذکورہ بالا صحیح ہے۔ میں نے اس زائچہ کی نقل ذیل میں کر دی ہے۔

### نقل زائچہ

آسریشا	اوتراشاٹا	پچا	آسریشا	آسریشا	ہستا	سردانا	پرواجاٹا	ہستا
۱	۳	۱	۴	۴	۲	۱	۱	۱
ذنب	راس	زحل	زہرہ	مشتی	عطارد	مربع	قمر	شمس
.	.	عطارد	مربع قمر	زہرہ	جوزا	ثور	حل	حوت
.	.	نویں گاہ کا زائچہ	راس	مشتی	ذنب	زائچہ پیدائش	قمر	قمر
زحل - ذنب	.	.	.	.	شمس	میران	عقرب	قوس

پیدائش کے وقت مشتری کا وٹا (۱۲ سال کی مدت) ۱۵- سال - ۳- مہینہ ۱۸ دن باقی

سردانا	زہرہ	مشتی	ذنب	زحل	شمس	عطارد	مربع	قمر	حوت	ثور	حل	میران	عقرب	قوس	زائچہ پیدائش
سردانا	زہرہ	مشتی	ذنب	زحل	شمس	عطارد	مربع	قمر	حوت	ثور	حل	میران	عقرب	قوس	زائچہ پیدائش

### ۴ میری تعلیم و تربیت

میری ابتدائی تعلیم میرے نانا مولوی غازی الدین صاحب مغفور نے کی۔ نو برس



کی عمر میں میں اپنے والد ماجد کے ساتھ جن کو تو اب ستر لاکھ جنگ مختار الملک بجاوردار الہام  
سلطنت آصفیہ نے طلب فرمایا تھا جید راہ آدایا۔ فارسی کا آغاز مولوی سید شجاعت علی  
صاحب سے ہوا اور پھر مولوی حبیب اللہ صاحب ذکا تخلص سے ملتا رہا اور فارسی  
کی تکمیل مولوی محمد حسین خان راقم تخلص الحیا طب بشیرین سخن خان بہادر سے ہوئی  
اور عربی کا آغاز اپنے والد محترم سے اور تکمیل مولوی سید وجہ الدین صاحب مدراسی اور  
مولوی محمد شہاب الدین صاحب سے فارسی شاعری میں میرے استاد سخن  
استاد و کار متقی۔ راقم۔ افضل اور سخیڑ پھرانی تھے۔ اور عربی نظم میں سید نابو بکر  
ابن شہاب اور اردو شاعری میں کامل لکھنوی۔ قدر بلگرامی۔ سالک۔ داغ۔ جلیل  
اور اختر مینائی۔ ان چھ بیون استادان زبان اردو سے حضرات کامل لکھنوی۔ قدر۔  
بلگرامی۔ سالک و داغ مغفور کے ملاحظہ سے میرا بہت تھوڑا کلام فیضیاب ہوا۔  
اور حضرت اختر مینائی اور جلیل نامور کے کرم نے قریب قریب میرے تمام کلام کو  
نظر اصلاح سے فیضیاب فرمایا۔

کسی شاگرد خوش طالع کی قسمت ہو تو ایسی ہو  
نظامت ہو تو ایسی ہو فصاحت ہو تو ایسی ہو  
صدارت نا بکرتی ہے امارت ہو تو ایسی ہو  
حکومت اسکو کہتے ہیں بلاغت ہو تو ایسی ہو  
فصاحت نام ہے اسکا لطافت ہو تو ایسی ہو  
اسی کا ہے رسائی نام رشت ہو تو ایسی ہو  
فرخ فکر سے روشن طبیعت ہو تو ایسی ہو

بلند اختر۔ جلیل الشان۔ مر سے استاد ہیں و تو  
خطاب انکا فصاحت جنگ وہ ہیں ناظم دولت  
امیر نامور کی یادگار و جانشین و ونون  
خیال انکا ہے عالی حاکم مضمون کمال انکا  
عجب لطف زبان و ونون کے ہے شاعر ہیں  
سپہر نظم پر فکر بلند انکی کنت افکن  
چمکتے ہیں حیات طبع انور سے زمانے ہیں



خیال نازک انکا مویش گافی میں کمر بستہ	عجب باریک بین ہیں یہ نزاکت ہو تو ایسی ہو
سختہ انان عالم میں انھیں کابول بالا ہے	زبان دانی کا کیا کہنا طلاق ہو تو ایسی ہو
سر ایا جامع علم و کمال و فضل ہیں دونوں	ولا شعر و سخن میں جامعیت ہو تو ایسی ہو

### (۵) میری ملازمت

(۱) میری ملازمت کی ۱۴ منازل (۱) فارسی زبان اور خوش قلمی کی بدولت میرا تقرر ابتدائی عدالت دیوانی خردین بہار سے سکے چلنی ہوا (۲) فن حساب کی خاص محارت کی وجہ سے محکمہ صدر المہام عدالت میں مہار پر تبادلہ ہوا۔ اور حسابات و قمر قحط کی امداد کے صلہ میں سے روپیہ کی مستقل ترقی اسی محکمہ میں ملی (۳) تنقیح حسابات بند و بست جو عیندی کی ضرورت پر مہار سے دفتر معتد مالگزاری میں تبادلہ ہوا اور اسی دفتر میں سے روپیہ کی مستقل ترقی ملی۔ (۴) تہذیب حسابات تعلقات صرف خاص منافع دیوانی کی ضرورت پر دفتر مجلس مالگزاری میں مہار سے تبادلہ ہوا اور پھر اسی دفتر میں مہار سے محاسبی دفتر مجلس مالگزاری کی خدمت ملی (۵) تخفیف مجلس مالگزاری کی وجہ سے پیشکاری ہو چکی اور گل پر مہار سے تقرر ہوا (۶) انتخاب احکام مالگزاری کے صلہ میں مہار سے میرا تقرر تحصیل داری تعلقہ کھم ٹپر ہوا (۷) سر مشتمل مالگزاری کے کام کی واقفیت نے مجھے بالاتر از سے مجلس انتظام صرف خاص مبارک کے عہدہ منتظمی پر مقرر کیا (۸) تخفیف مجلس صرف خاص مبارک کے بعد دفتر معتد پولیسکل و فینانس پر باغراض اصلاح دفتر آئی تنخواہ پر تبادلہ ہوا اور اس خاص کام کے صلہ میں (۹) میرا تقرر عہدہ صدر منتظمی و قمر صدر محاسب کرکرا پر مہار سے ہوا اور اسی دفتر میں ذخیرہ حساب و فینانس کی تالیف کے صلہ میں مہار سے عہدہ پرنسپل اسٹنٹ عطا ہوا اور (۱۰) تالیف (عہدہ القوائین) اسی دفتر



میں الیام تنخواہ سے مددگاری کا عہدہ ملا۔ اور بصلہ کارگزاری انتظام و فرائض عہدہ پر وہ  
 روپیہ کی مستقل ترقی ملی اور ۱۹۵۷ء فصلی کے موازنہ سلطنت کی ترتیب کے صلہ میں بہ ترقی وہ  
 صبا تنخواہ سے اول مددگار صدر محاسب سرکار مقرر کیا گیا (۱۱) مجموعہ قوانین مالگزاری کی  
 ترتیب کے صلہ میں میرا تبادلہ صاف ماہوار سے دفتر مقدمہ مالگزاری کی سوم مددگاری پر ہوا۔  
 اور بصلہ کارگزاری سررشتہ عطیات (۱۱) اسماء ماہوار سے عہدہ اول تعلقہ داری ضلع سیکر  
 پر تبادلہ ہوا اور اسی عہدہ پر لا تنخواہ کی تکمیل ہوئی۔ اور اسی آخری منزل سے نصف ماہوار کا  
 الیام وظیفہ عطا ہوا (۱۲) عطیہ وظیفہ سے پچھلے ہی میری خدمات پانچ گنا نواب سرتار خان  
 مرحوم میں منتقل ہوئیں اور لکھا ماہوار سے مقدمہ صدر محکمہ اور پھر اس کے ماہوار سے صدر  
 تعلقہ دار و مقدمہ صدر محکمہ و میر مجلس عدالت علاقہ مدوح قرار پایا۔ اور تقریباً سال کی ملازمت  
 کے بعد علاقہ مدوح سے بصلہ خدمات ماہوار کا وظیفہ عطا ہوا (۱۳) اس کے بعد  
 چند مہینوں تک دفتر مقدمہ فیئانس میں لکھا ماہوار سے مددگار مقدمہ رہا۔ اور (۱۴) حسب  
 فرمان خداوندی دام اقبالہ پانسو روپیہ ماہوار سے تقریباً ۳۰ مہینہ تک صدر محاسب  
 صرف خاص مبارک اور رکن معزز کمیٹی صرف خاص مبارک رہا یہ وہ زمانہ تھا جس میں علی  
 کامو کا سلسلہ استقلال کے ساتھ جاری ہو چکا تھا۔ پس اسی کے ساتھ ساتھ صرف خاص  
 مبارک کی دو خدمات کی عہدہ برائی نہایت مشکل فطرائی اور کثرت کاری وجہ سے میری صحت  
 نے جواب دیدیا یعنی میں شدید علالت میں مبتلا ہوا۔ اور کمال عاجزی اور مجبوری کی وجہ  
 سے میں نے خدمات مذکورہ سے معافی چاہی میرے آقا سے ولی نعمت کی عمر و راز ہوا اپنے  
 میری استمداد کی منظوری عطا فرمائی اور نہ صرف اسی قدر کرم پر قناعت ہوئی بلکہ اس  
 واقعہ کے چند ہی مہینے قبل میرے نام علی خدمات کے صلہ میں ماہوار کی ماہوار خاص



علاوہ وظائف حسن خدمت عطا ہوئی۔ اب میں اپنی موجودہ صحت کو سنبھالنے چکے  
اور آٹا روپیہ ماہانہ کے وظائف پاتے ہوئے اپنی علمی خدمات سے دولت و  
اقبال خنداوندی کا وظیفہ پڑھا کرتا ہوں اور اپنے اوالا العسزم پادشاہ کی علمداری  
اور قدر دانی کا دم بھرتا ہوں۔

تری دولت سے پاتا ہوں وظیفہ حسن خدمت کا | انک پروردہ دولت ہوں میں تیری پست

(۱۲) میرے افسران اعلیٰ | میری ملازمت کی ان ۱۴ منازل میں میرا بیچ مدارالہامیون  
سے تعلق رہا۔ (۱) سر سالار جنگ اول نواب مختار الملک (۲) سر سالار جنگ ثانی نواب  
عماد الحسن (۳) نواب سر آسمانچاہ جرم (۴) نواب سر وقار الامر مرحوم (۵) صہاراجہ  
یہیں اسلطقہ کسٹرن پر شاد بھادر۔ ہر ایک عہد وزارت میں میرا شمار اپنے ہم حشمتوں سے  
متاثر رہا پہلے عہد میں بیڑ شکار مانایا تھا۔ دوسرے عہد میں کار گزار تیسرے اور چوتھے  
عہد میں تجربہ کار اور پانچویں عہد میں خادم علم وظیفہ خوار۔

میرے افسران اعلیٰ جنگی ماتحتی کا مجھ کو فخر ہے (۱) مولوی حمید الدین مرحوم ناظم عدالت  
دیوانی (۲) خان بھادر مولوی محمد حسن خان مرحوم ناظم عدالت دیوانی (۳) نواب وقار الملک  
مرحوم معتمد عدالت و معتمد مال و صوبہ دار (۴) نواب حسن الملک مرحوم معتمد مال و پولیٹیکل و فینانشل  
سکریٹری (۵) نواب تنہور الملک مرحوم رکن مجلس صرف خاص مبارک و صدر محاسب سرکار عالی  
(۶) نواب قبال جنگ مرحوم (۷) نواب بدرالدولہ مرحوم (۸) سی کلارک (ارکان مجلس موصوف) (۹) مولوی  
یوسف الدین معتمد مجلس صرف خاص مبارک (۱۰) نواب احترام جنگ مرحوم (۱۱) نواب بیاض جنگ مرحوم (ارکان مجلس مبارک)  
(۱۲) نواب عابد جنگ مرحوم معتمد فینانس تھے اور یہ سب عہدہ دار حکمران پناہ گزیدہ ماتحت خیال فرماتے تھے  
(۱۳) میرے ماتحتین | میرے ماتحتین سے (۱) لائق اور ستائین افراد کے لئے میں



آئیہ رحمت تھا (۲) بے ایمان لیاقت مندوں کے لئے مصیبت (۳) نالائقان یا تدارکی  
 اسے میں غنیمت (۴) بددیانتان نالائق کے لئے مانع راحت و منفعت و دشمن ملازمت  
 لیکن میں نے ان چاروں مدارج میں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ کار گزاران  
 متدین کو صلہ خدات دلویا۔ ناکار گزار و نلو کار گزار بنایا۔ نالائقوں کو خطرات سے اور  
 بددیانتوں سے مخلوق کو بچایا۔ اسی برتاؤ کا نتیجہ تھا کہ حلقہ ملازمت میں سخت گیر مشہور رہا۔  
 اور اس وجہ سے کہ اہل دنیا میں دیانت داروں کا شمار بددیانتوں کے مقابلے میں کم سے  
 کم بھی کم ہے۔ آخر الذکر کے غلبہ کی وجہ سے ایسا حاکم جیسا کہ میں تھا سخت گیر سمجھا جاتا ہے  
 اگر میری خوش قسمتی سے میری ہر منزل ملازمت کے افسران اعلیٰ لیاقت مند دیانت دار  
 نہ ہوتے تو مجھ کو نقصان پہنچتا۔ خدا کا شکر ہے کہ اسکی نوبت نہیں آئی۔

(۴) میری نسبت عام رائے (۱) مالگزاری کے کام میں اعلیٰ ماہر اور رعایا کا طرفدار  
 سمجھا گیا۔ اور مختلف ذرائع سے رعایا کو خوش رکھ کر توفیر آمدنی کی (۲) عدالتی کام میں  
 میرے بہت کم فیصلے پائل میں منسوخ ہوئے۔ اکثر فیصلے صلح پر ہوئے (۳) انتظامی  
 کاموں میں کامیاب رہا (۴) عطیات کے کام میں طرفدار سرکار مانا گیا اور بحق معاشران  
 غیر معیار سے کہ قواعد سرکار کا پابند رہا اور حلوائی کی دکان پر واداجی کی فائدہ نہیں ٹپھی  
 (۵) عام طور پر دشمن اور دوست کی رائے میں دیانتدار مانا گیا۔ ملازمت کے حلقہ میں  
 سخت گیر مشہور رہا اسکی وجہ وہی ہے جو اس باب کے نمبر (۳) پر بیان ہوئی۔ خدا کی یہ  
 مصلحت اور میری خوش قسمتی ہے کہ میں بڑا پے میں نوکری سے ناخوش ہوں اور  
 کسی مجبوری نے مجھ کو اس شخصے میں نہیں بھنسیا۔

(۶) میری پہلک خدمات



قومی اور پبلک خدمات کا بیان درحقیقت ایک مکروہ خود ستائی ہے۔ اس فعل سے خدمت ادا کرنے والے کے اعمال کا ثواب گہٹ جاتا ہے۔ اور اس کے ترک کو بیان پر فضیلت ہے۔ لیکن محض اس وجہ سے میں اس باب میں قلم اٹھاتا ہوں کہ کتاب ناقص نہ رہ جائے۔ اور میری اولاد کو دستور العمل ہاتھ آئے تاکہ وہ بھی اپنے آپ کو پبلک خدمات کے لئے وقف کریں اور سنت اسلامی کی تعلیم کے ساتھ سنت آبائی سے بھی سبق لیں۔

(۱) ایک معینہ مدت تک میں ایک مہینے کی مفت واری رسالہ کا پورائٹر اور ایڈیٹر رہ چکا ہوں جس کا نام عزیز الانبار تھا۔ اس میں سیرونی خبروں کے علاوہ محاکم محروسہ سرکار عالی کی خبریں اور قانون مال و فینانس کے مضامین رہا کرتے تھے سالانہ چندہ بقدر مصارف طبع تھا۔ اس اخبار کے جاری کرنے سے مقصد صرف یہی تھا کہ پبلک کو مدد ملے۔ زمانے کی آب و ہوائ نے اس پورے کو آزادی رائے کے ساتھ سرسبز نہ ہونے دیا اور میں نے ناگوار پابندیوں کے ساتھ اس کے جاری رکھنے پر بند کر دینے کو فائق خیال کیا۔

(۲) اسکے بعد رسالہ (لسان الہند والعجم) کی اشاعت ایک معینہ زمانے تک تھی جو ماہواری اور علمی رسالہ تھا۔ اس کا چندہ بھی بقدر مصارف حقیقی تھا۔ لیکن سر پرستوں کی سر دھری نے اسکو چلنے نہ دیا۔

(۳) تقریباً ۱۵ سال تک میں نے مجلس صفائی حیدرآباد کی رکنیت کی خدمات سر انجام دیں۔ اور ایک سال وائپر سیڈنٹ بھی رہا۔ لیکن دشمنان آزادی رائے کی وجہ سے آخر عمر میں اس ذمہ داری کا تحمل نہ ہو سکا اور میں شکر گزار ہوں کہ میرے بانیہر بادشاہ نے میری علمی خدمات اور میری صحت پر رحم کر کے میرے استغفہ کو منظور فرمایا۔



۱۳) ایک دراز عرصہ تک مین مجلس طبابت حیدرآباد کا رکن رہا لیکن معتمدی کے بدلنے پر جب اس مجلس کی متفقہ رائے کی وقعت گہانس کے تنکے کے برابر بھی نہ رہی تو مین نے حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ کی بارگاہ مین اس کی اطلاع دیتے ہوئے بذریعہ استعفا کٹارہ کشی کی۔

۱۴) دو سال کیلئے الیترتخاب کینت مجلس وضع قوانین سرکار عالی کے لئے ہوا خدا کا شکر ہے کہ ہر مروجی اسکوترڈ نواب ہر فرجنگ بہادری کی معتمدی اور نواب سردقارالامرا بہادری کی مدارالہامی کے صدقے مین وہ زمانہ بہت آزادی کے ساتھ ختم ہوا۔

۱۵) طغیان روموسی کے انتظام مین مین نے اسپیشل مجسٹریٹ کی خدمت سرنگام دی جس مین ایسے ایسے اہم واقعات پیش آئے کہ اگر حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ کی خاص توجہ پر نہ ہوتی تو مین بھی اس طغیان مین بہ جاتا خدا کا شکر ہے کہ بادشاہ وقت کے زبردست سحرارے نے مجھ کو بہنے نہ دیا۔

۱۶) نایاب قلمی اور مطبوعہ کتب کی صد ہا جلدین مین نے اپنے صرفے سے فراہم کیں اور علی گڑھ محمدن کالج۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال۔ کتب خانہ محمدیہ مدراس اور بورڈ آف اکرز امرس کلکتہ کے ہاتھ بذریعہ گورنمنٹ آف انڈیا وقف کیں اسکے سوا اپنے ذاتی کتب خانہ کی جلدین بھی اسی کے ساتھ برسیل وقف بھیجیں نیز اپنی کئی تالیفات کی چھ ہزار جلدین انڈیا کی اکثر پبلک لائبریریوں اور علم دوست افراد کی نذر کیں۔

۱۷) طغیان روموسی کی امداد مین جب سلطنت ابد قرار نے چندہ وصول کیا تو مین نے چندے کے علاوہ اپنی تالیفات کی کئی سو جلدین نذر کیں اور صرف اسی



قناعت نہیں کی بلکہ اپنی پٹشن کا ایک حصہ بھی مدت العمر کے لئے وظائف میں وقف کیا۔ مندرجہ بالا تمام خدمات بغیر کسی معاوضہ کے ادا کی گئیں۔ اور ان خدمات کی کیا شان تھی۔ اور کس قدر آب و تاب کے ساتھ ادا ہوئیں۔ ان کی تفصیل اپنے منہ سے بیان کرتا میر اکام نہیں ہے۔ رکارڈ اوان سے بھر پڑا ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ ان کاموں میں جن جن زحمات اور فراحتوں کا سامنا ہوا اور جو جو تکلیفیں مجھ کو اٹھانی پڑیں۔ ان سے میر اول واقف ہے یا میرا خدا۔ اپنی اولاد کو میری یہی نصیحت ہے کہ پہلے کاموں میں وہ صرف خدا پر بھروسہ کر کے کوشش کریں اور ان مشکلات اور فراحتوں سے ہرگز نہ ڈریں۔ جن کا مقابل ہونا اس کام کے لئے معمولی بات ہے۔

### (۷) میری علمی خدمات

(۱) ترتیب و تدوین کتب (۱) تقریباً ۳۰ سال سے مجھ کو علمی کاموں کا ذوق ہے سب سے پہلے میں نے منتخب احکام مالگزار کی تدوین کی اور پھر مجموعہ احکام مال اور پھر مجموعہ قوانین مالگزار کی آخری کتاب رونو کو رڈ کی مثال اور تقریباً دو سو اڑھتالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس عرض مدت میں اس کے چودہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۲) مجموعہ احکام حساب و فینانس کی تدوین میں نے تین بار کی۔ سب سے پہلے خزانہ الحساب کے نام سے ایک کتاب لکھی اور پھر عمدۃ القوانين کے نام سے اور سب سے آخر خزانہ حساب و فینانس کے نام سے اس آخری کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۳) مجموعہ احکام عطیات کی تدوین سب سے پہلے اعظم العطیات کے نام سے



ہوئی اور پھر عطیات آصفیہ کے نام سے۔

(۴۴) شرح قانون مال۔ اس کتاب کا نام اگرچہ شرح ہے لیکن اس کی مجموعی حیثیت اسکی مستحق ہے کہ میں اسکو متن سے ملقب کروں۔

(۴۵) شیرازہ وفا تر۔ یہ آفس گائڈ ہے جس میں وفرداری کا طریقہ اور رجسٹر کے نمونے اور ترتیب کی ہدایات ہیں۔

ان کتابوں کی سبک نے بہت قدر کی اس کے خالص نفع کی یادگار میراعزیز بلخ اور عزیز و لاہ ہے جس میں میں مع اپنے خاندان کے سکونت پذیر ہوں۔

سرکار ابد قرار نے میری ان قانونی کتب کا صلہ آج تک بقدر رسات ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے۔

(۴۶) تالیفات فقون مختلفہ میں میری (۱۴) تالیفیں حسب ذیل ہیں۔

(الف) فن تاریخ۔ (۱) تاریخ النوائط جس میں قوم نوائط کے حالات زبان اردو میں بیان ہوئے ہیں (۵۹۲) صفحہ کی کتاب ہے (۲) محبوب السیر۔ یہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ کے عہد سلطنت کی تاریخ فارسی زبان میں ہے۔ (۱۱۴) صفحہ پر شامل (۳) عطیات سلطانی یہ معاشد ارون کی تاریخ جس میں اردو زبان میں پادشاہان سلطنت کے عطایا بے ارضی و نقدی کامیان اور سلطنت آصفیہ کی خاص مراعات کا ذکر ہے (۲۰۰) صفحہ پر شامل۔

(ب) فن سیاق (۵) سیاق دکن جس میں سیاق عرب و عجم اور حیدر آباد کے سیاق کا بیان اردو زبان میں ہے (۱۸۰) صفحہ پر شامل۔

(ج) فن فلاحیت (۶) ترکاری کی کاشت جس میں ترکاریوں کے بونے کا



موسم اور نگہداشت کا طریقہ مع دیگر ہدایات زبان اردو میں ہے اور (۱۵۱) صفحہ پر شامل۔  
 (۷) فلاحۃ النخل۔ یہ کتاب کھجور کی کاشت سے مخصوص ہے جس میں کل ضروریات کاشت کا ذکر ہے۔  
 صفحہ پر شامل۔ (۸) کاشت انگور جس میں انگور کی کاشت کی مکمل ہدایات زبان اردو میں ہیں (۲۴۶) صفحہ پر شامل  
 (۹) فن جل (۱۰) غرائب الجمل جس میں تاریخ گوئی کا مفصل بیان زبان اردو میں ہے  
 (۲۰۸) صفحہ پر شامل۔

(۱۱) فن طیور (۱۲) حیوة الاحیاء۔ اس کتاب میں رنگین کبوتروں کے اقسام اور ان کے  
 پالنے کا طریقہ زبان اردو میں بیان ہوا ہے (۱۴۳) صفحات پر شامل۔  
 (۱۳) فن لغت (۱۴) مصطلحات و کن (۱۵) جس میں وکن کی ملکی اصطلاحات کی تعریفات  
 زبان اردو میں بیان کی گئی ہیں۔ (۲۹۰) صفحہ پر شامل (۱۶) آصف اللغات یہ فارسی زبان  
 کا لغت ہے۔ زبان فارسی میں جس میں ہر لفظ کا اردو ترجمہ بھی ہے۔ اس کا اختتام ۲۸ جلدوں  
 پر متوقع ہے۔ اور ہر ایک جلد (۶۰۰) صفحہ پر شامل جسکی ۱۲ جلدیں چھپ چکی ہیں یہ مطبوعہ جلدوں  
 کے صفحات کا آخری نمبر (۷۲۰) تیسرے جلد زیر طبع ہے (۱۳) الثانیث والتدکیر جس میں  
 اردو زبان کے مستعملہ کل اسماء کی تائید اور تذکیر کا بیان اور الفاظ مختلف فیہ کا تفسیر  
 ہوا ہے۔ چار جلدوں کی کتاب ہے جسکی پہلی جلد زیر طبع ہے۔

(۱۷) قصیدہ ناز (۱۸) شعر و سخن (۱۹) زبان فارسی کا کلیات نظم و الاشاع ہو چکا ہے اور  
 (۲۰) صفحہ پر شامل (۲۱) زبان اردو کا کلیات یہی ہے جس کی ابتدا (حیوة الغریز) یعنی مختصر  
 سوانح عمری مصنف سے ہے جس سے یہی کتاب مراد ہے۔ آخر پر رسالہ (معیار فصاحت) اور  
 مجملہ (۵۰۰) صفحہ پر شامل۔

مندرجہ بالا علمی تالیفات کے صلہ بالیف میں میری سرکار ابد قرارنے اس وقت تک عکس العمل



کے انعام سے سرفراز فرمایا ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا نے (۱۸۷۷ء) اور مجبوری (۱۸۷۸ء) دونوں سرکاروں کی علم دوستی اور میری محنت کی قدروانی کی دلیل ہے اور نہ صرف اسی پر کتابوں بلکہ بذریعہ حکم موعود ہوں کہ آصف اللغات کی جو جلدیں آئندہ شائع ہوتی جائیں گی ان سے ہر جلد پر سرکار عالی سے (۱۸۷۸ء) اور سرکار انگریزی سے (صاحبکار کا انزیریم عطا ہوا کریگا۔

(۳) میرے علمی سرپرست اور معاونین | میری علمی خدمات کے اعلیٰ سرپرست (۱) حضرت خزان مکان علیہ الرحمہ تھے اور آپ سے بڑھ کر (۲) فضیلتہا آب آقاسے ولی نعمت محی الملتہ

والدین۔ ہر اکڑ الٹھ پائینس میر عثمان علیخان بھادر بالقابہ فرمانروا سے دولت آصفیہ (۳) ہر اکسلسی لارڈ ٹرنڈر بالقابہ۔ واسر اسے بھادر معاوین سے (۱) نواب سر اسما بھادر

بالقابہ (۲) نواب سر وقار الام مقفور بالقابہ (۳) مہاراجہ مین السلطنتہ سر شہنشاہ بھادر بالقابہ مدار المہامان دولت آصفیہ (۴) سر ایم۔ ایف۔ اڈویر بالقابہ (۵) سر سی۔ ایس۔ بیلی۔ بالقابہ

برٹش رزیرڈنٹ جید آباد (۶) کرنل ڈبلیو میگ بالقابہ (۷) الفسٹنٹ کرنل اس۔ بی۔ نیشن بالقابہ اول مدوگاران برٹش رزیرڈنٹ (۸) نواب فخر الملک بھادر معین المہام عدالت و

تعلیمات (۹) آر۔ آئی۔ آر۔ گلانی۔ سی۔ آئی۔ ٹی۔ فینانشل معین المہام (۱۰) آنریبل نواب عمار الملک پٹا۔ سی۔ ایس۔ ای۔ (۱۱) نواب سرفریڈون ملک بھادر کے۔ سی۔ آئی۔ ٹی۔ پوٹیل

صدر المہام (۱۲) نواب فضیلت جنگ مقفور (۱۳) ڈاکٹر۔ ٹی۔ ڈی۔ راس بالقابہ (۱۴) آن بنگال (۱۵) الفسٹنٹ کرنل۔ ڈی۔ سی۔ فلاٹ آف کلکتہ جن سب کا مین دل سے شکر گزار ہوں

### (۸) میرے اعزازات

(۱) سرکار عالی کے خطابات | فرمانروا سے سلطنت آصفیہ نے مجھ کو میری قانونی تدوین کے صلہ اعزاز میں (خان بہادر) (نواب عزیز جنگ) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔



(۲) نواب وائسرائے ہند کا معظیہ اعزاز | ہنر اسٹینٹنی گورنر جنرل ہند نے میری علمی خدمات کے صلہ میں (۱) شمس العلماء اور پبلک خدمات کے صلہ میں (خان بھادر) کا اعزاز عطا فرمایا اور دونوں اعزاز کے اسناد کے ساتھ کاشمیری چٹہ، عمامہ، تمغہ شمشیر، تمغہ قیصری اور ایک قیمتی کراچی کا خلعت بھی عطا ہوا۔

(۳) دیگر اعزازات معظیہ سرکار عالی | سلطنت آصفیہ نے علاوہ خطابي اعزاز اور (ماہم) ماہوار خاص کے میرے گھر پر لین کا چھروا اور اعزازی آٹھ سروب کی تعیناتی اور اون کی انجیرری جعداری بھی عطا فرمائی اور یہ ساری عزت میری خدمات علمی کا صلہ ہے۔

(۴) اعزازات متفرق | (۱) رائل ایشیائیک سوسائٹی بنگال نے مجھ کو اپنی سوسائٹی کا ایسوسیٹ ممبر بنایا اور (۲) جان۔ امبیولنس اسی سوسیٹیشن انڈیا نے لائف ممبری کی سند دی اور (۳) بورڈ آف ریلوے آف انگلنڈ نے نظام ڈومینین کے کل ریلوے سفر کے لئے سلور فری پاس عنایت کیا جس کے ذریعہ سے مین واڈی ریلوے، ورگل ریلوے، اورنگ آباد ریلوے، محبوب نگر ریلوے اور نیزاون تمام ریلوں پر چوٹینہ جاری ہوں۔ فیسٹ کلاہین مع دو خدمتیاں ٹھہر ڈکلاس کے بلا ادائی گرائیہ ریل سفر کر سکتا ہوں۔

### (۹) میری مقامی یا دیگرین

میری علمی یا دیگرین کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامی یا دیگرین ممالک محروسہ سرکار عالی میں قائم ہیں (الف) دارالسلطنت حیدرآباد کا محلہ سلطان پورہ جس میں میرا عزیز باغ اور عزیز واقع ہے (ب) علاقہ پایگاہ سر وقار میں وقار آباد (ج) علاقہ محمدیہ کے تعلقہ کوٹلیمر میں عزیز آباد یہ تینوں آبادیاں میری مقامی یا دیگرین ہیں۔



### (۱۱) میری اولاد اور طبخراو

(۱) میری صالح اولاد میں اپنے خالق کا شکر گزار ہوں جس نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو چار لڑکے عطا فرمائے ہیں جو لائق اور صالح ہیں جن کی دیانت میرے خاندانی شرف کی جلا ہے۔ اور اپنے آقا سے ولی نعمت کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جس کی دیانت پرستیت میں او کو عزت عطا ہوئی۔

(۲) مولوی غازی الدین احمد جو مجلس عالیہ عدالت کے مددگار جسٹس ہیں اور (صحا) روپیہ تنخواہ پاتے ہیں۔

(۳) مولوی محی الدین احمد جو ڈپٹی کسٹرن کر وڈ گیری ہیں اور (صحا) ماہوار پاتے ہیں۔

(۴) مولوی علی الدین احمد جو (صحا) ماہوار کے ساتھ سرشتہ مال کے سوم تعلقہ ہیں۔

(۵) روپیہ کے تعلیمی وظیفہ سے طالب العلم اور سائنس دان

کلاس کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور اس وقت تک عثمانیہ یونیورسٹی کے انگریزی امتحان ایک

میں کامیاب اور عربی کے امتحان (مولوی) کی سند حاصل کر چکے ہیں اور ایف۔ اے

اور مولوی عالم کی تیاری کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے دلی ہے کہ میری اولاد اپنی

خاندانی دیانت کی صفت کو قائم رکھے۔

(۱۲) میری طبخراو میرے فارسی کلام کا کلیات طبع ہو چکا ہے۔ اور اردو شاعری

کا کلیات یہی ہے۔ جس کی تہذیب یہ مختصر رسالہ ہے اور جس کے خاصہ پر رسالہ

میں ارضاحت بطور ضمیمہ۔ میری دلی دعا ہے کہ میرا کلام فارسی و اردو مسترز

ناظرین زبان دان کے پسند ہو اور مجھ کو دعا سے خیر سے یاد کریں۔ میں قدر وافر سے

امید کرتا ہوں کہ وہ میری غلطیوں کو معاف فرمائیں۔



(۱۱) میری شاعری

(۱) تمہید | میری شاعری ہر ایک زبان میں متقدّمین اور متاخرین کی تاج ہے۔ میں متقدّمین اور متاخرین کے کلام کو فصیح اور قابل استناد سمجھتا ہوں اور ان کے مستعملہ الفاظ اور محاوروں کے استعمال میں مجھ کو ذرا تامل نہیں ہوتا۔ معاصرین کا یہ طرزِ نثر کو پاستند ہے کہ وہ بعض الفاظ کو (جن کا استعمال متقدّمین اور متاخرین کے کلام میں ہے) ترک کرتے ہوئے یہ فرما دیتے ہیں کہ اب یہ الفاظ فصیح نہیں مانے جاتے اس ارشاد کے متعلق میرا یہ سوال ہے کہ اس قصداً کامیاب کیا ہے اور کس نے یہ فیصلہ کیا ہے بعض معاصرین اہل زبان یہ جواب دیتے ہیں کہ (جمہور اہل زبان معاصر نے) لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ استاذان معاصرین یہ اختلاف کیا کہ بعض تو بعض الفاظ کو فصیح مانتے ہیں اور بعض ان کے ترک کو مناسب خیال کرتے ہیں بوجہ خود ان کے باہمی اختلاف موجود ہے تو پھر اہل زبان معاصر کہ بالاتفاق فیصلہ نہ ٹھہرا۔ ایسی حالت میں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم ایسے غیر متوجہ اور (مختلف فیہ) طریقہ کے پیر و بنکر متقدّمین اور متاخرین کے کلام پر (جس میں ان الفاظ قابل ترک کا استعمال ہے) اس کا وہبہ لگائیں کہ وہ غیر فصیح ہے۔ شعراے معاصر عرب و عجم بالاتفاق آج اپنے اپنے متقدّمین اور متاخرین کے کلام کو فصیح مانتے ہیں۔ اگرچہ ان دونوں کی زبانوں میں بھی قییم زمانہ کے مقابلہ میں بہت بڑا تغیر ہو چکا ہے۔ لیکن باوجود اسکے ان کو اس کا وعزے نہیں ہے کہ ہماری زبان حال۔ متقدّمین و متاخرین سے زیادہ فصیح ہے اور شعراے معاصر عرب و عجم کا یہ طرز ہے کہ وہ متقدّمین اور متاخرین کے طرز کی پیروی کرتے ہیں برخلاف اسکے بدقسمت اردو کا قصیدہ منگھج ہے اور اسکی وجہ ہوا اسکے۔ میری سمجھ میں نہیں آتی کہ کلام ان فن خاں ہوں بلکہ انسان کا امتداد اور زمانہ حال کے شعرا جامعیت علوم میں متقدّمین و متاخرین بلکہ متوسطین کے پیر و بنکر ہوں۔



میں خال خال جوافر اس صفت سے متصف ہیں (جیسے میرے استاد) ان کے خیالات کبھی ایسے نہیں ہیں جنکی فیکہ شکایت ہے۔

(۲) ترک الفاظ | متقدمین کے بعد متاخرین کا زمانہ تھا اور ان کے بعد متوسطین کی نسبت

ہر زمانے میں ہر شخص کا ذوق طبیعت جدا رہا جس استاد نے اپنے کلام میں جس لفظ کا استعمال چاہا کیا اور جس لفظ کو چاہا ترک کیا لیکن ترک الفاظ کی یہ وہوم نہ تھی اور نہ کسی نے کوئی رسالہ یا ہدایت نامہ ترک الفاظ کے متعلق شائع کیا وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ رنگ کچھ تحسن اور سنجیدہ

تھیں ہے کہ کسی اور کے ذوق کو ہم اپنے ذوق کا تابع بنائیں اور کنا تینہ استادان سلف کے

نام پر دہشتہ گامین برخلاف اسکے معاصرین میں ایسے ہدایت ناموں کی بھر مار ہے چھوٹے

چھوٹے متعدد رسائل میری نظر سے گزرے ہیں جن میں ترک الفاظ کی وہوم ہے۔ استاد

وٹ نے اپنے تئیں الفاظ کو اپنے آخری دیوان میں کتاب داغ میں ترک فرمایا اور اس کا اشارہ خانہ

دیوان میں بھی کیا مگر اس صراحت کے ساتھ کہ شاگردوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ذوق کے

حفاظت سے خواہ ترک کریں یا لکریں۔ اس وقت تک مجھ کو مختلف رسائل سے الفاظ قابل ترک کی

جو اطلاعات ملی ہیں ان کی فہرست میں اپنے کلام کے آخر پر بدیہ ناظرین کرونگا۔ اور ساتھ

ہی اپنے اور اپنے استادوں کے ذوق کا اشارہ بھی لیکن اس اشارے سے کسی اور شخص کے

ذوق کی مخالفت مراد نہیں ہے بلکہ ہر شخص اپنے ذوق کا مالک ہے۔ الحاصل یہ ہے کہ اپنے کلام

میں ان الفاظ خاص کے ترک کا پابند نہیں ہوں میرے ذوق نے عموماً جس لفظ کو پسند

کیا میں نے اپنے کلام میں اس کا استعمال کیا اور جس لفظ کو اپنے ذوق کے خلاف پایا اس کو

یہ تحریر دیا میں کبھی اسکو پسند نہیں کرتا کہ ہر استاد و معاصر کے شاگردوں کا گروہ دوسرے شا

اور اسکے شاگردوں پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ فلاں فلاں متروکہ الفاظ ان کے کلام



میں ہیں شاعری کی خوبی کا مدار اس پر نہیں ہے کہ ہم ان فروعات پر بحثیں کرتے پھریں اور  
حلقہ زبان کو تنگ کرنے کی کوشش کریں اور اصول سے بے خبر ہیں شمس العلماء۔ حالی معذور  
نے اپنے دیوان کی تہمید میں ترک الفاظ کے متعلق جو مبسوط بحث کی ہے اس سے ہر کوئی لفظ بلفظ  
اتفاق ہے اور آخر میں انھوں نے اپنا جو خیال نظام فرمایا ہے میں اسکو بکھنڈہ بدیہ ناظرین  
کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس ضرورت کے لحاظ سے ہم زبان کے دائرے کو تنگ کرنا چاہتے  
نہیں سمجھتے اگر فی الواقع وہ ضرورت پیش آنے والی ہے تو یہ قیدیں خود بخود اٹھتی چلی جائیں گی  
اور لوگوں کو بجائے اسکے کہ اپنی زبان کو تنگ اور محدود کریں مجبوراً دوسری زبانوں سے  
دریوزہ گری کرنی پڑے گی۔ اور اگر اردو لٹریچر کی ترقی کا خیال ایسا ہی دور از کار خیال ہے جیسا  
کہ مسلمانوں کی علمی تمدنی اور اخلاقی ترقیات کا تو یہ بحث پیش از وقت نہیں بلکہ ناوقت ہوگی  
(۳) اضافۃ الفاظ | میرے کلام میں بعض ایسے نئے الفاظ بھی ہیں جن کو میں نے بقول  
شمس العلماء۔ حالی معذور مجبوری غیر زبانوں کی دریوزہ گری سے حاصل کیا ہے اگر میں  
ایسا نہ کرتا تو میرا مطلب کبھی ادا نہ ہو سکتا میں نے اون جدید مضامین کو ترک کرنے کے  
مقابل جزا مانے کی نئی روشنی میں پیدا ہوئے ہیں۔ اس دریوزہ گری کو بہتر خیال کیا  
استادان معاصر اس کے مخالف ہیں وہ نہیں چاہتے کہ عاشقانہ شاعری میں سوا اون  
مضامین کے جو سلف سے چلے آتے ہیں کوئی نیا مضمون داخل ہو۔ اور میں اس خیال کا  
مخالف نہیں اور لکیر کا فقیر رہتا نہیں پسند کرتا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر نئی تحقیقات اور  
نئے مراسم اور عادات کا ذکر شاعری میں داخل نہ ہوگا تو لغات زبان کا سرمایہ کبھی ترقی  
نہ کرے گا اور زبان کو معرض ترقی کے متزلزل نصیب ہوگا۔ میں اپنے کلام کے آخر پر ان الفاظ  
جدیدہ کی بھی ایک فہرست بدیہ ناظرین کو دے گا جو میرے کلام میں مستعمل ہوئے ہیں۔ اور



استادان معاصر سے بھی امید کرتا ہوں کہ نئے الفاظ کو اپنی شاعری میں داخل کرنے اور قلم  
زبان کو وسیع فرمانے کی کوشش فرمائیں۔

(۴) **ہند الفاظ** شعرے معاصر کا فرض ہے کہ زبان اردو کی شاعری کے لئے سب سے  
پہلے الفاظ ہند سے آگاہ ہوں جس کے بغیر اردو کی شاعری صحت کے ساتھ نہیں ہو سکتی

اردو زبان میں اس لئے غیر کے صد ہا الفاظ داخل ہیں جن میں سے ہند کی تعریف صرف  
انھیں الفاظ پر صادق آسکتی ہے جن کا استعمال اردو میں ایسے معنوں میں ہوا ہے جنکا

تعلق برسبیل مجاز اور الفاظ کے حقیقی معنوں سے قائم ہے جیسے (حدت) یہ زبان عرب کا  
لغت ہے جس کے معنی غری میں (تیسری آہن) ہیں اگر اس کا استعمال اردو میں انھیں

معنوں میں ہے تب تو وہ لفظ عربی ہی کھلائیگا۔ اور اگر گرمی اور حرارت کے معنوں میں ہے  
تو اس لئے کہ معنی برسبیل مجاز حقیقی معنوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اس لفظ کو ہند

کہیں گے۔ اسی طرح لفظ (جیمہ) زبان فارسی کا لفظ اور فارسی میں (سیون کی ایک  
خاص قسم) کا نام ہے۔ اگر ہم اردو میں اس لفظ کا استعمال انھیں معنوں میں کریں گے

تو کہا جائیگا کہ لفظ فارسی کا استعمال ہم نے کیا۔ لیکن اگر اس لفظ کا استعمال اردو میں  
بمعنی مکرو فریب ہوگا۔ (جیسا کہ ہو رہا ہے) تو یہ لفظ زبان اردو کا لفظ سمجھا جائیگا ہم اسکو

ہند نہ کہیں گے اس لئے کہ مکرو فریب کے معنوں کو اس لفظ کے حقیقی معنوں سے کوئی  
تعلق مجازی نہیں ہے جب ہم کو ہند کی تعریف معلوم ہوگئی اور ہم ہندیات زبان اردو

سے واقف ہو گئے تو ہم فارسی اور عربی زبان کے ان الفاظ کو جو اردو میں ہند ہیں فارسی  
ترکیب کے ساتھ استعمال کر سکیں گے جیسا کہ سحر نے اپنے کلام میں حدت کا استعمال

ہر ترکیب انسانی کیا ہے (۵) حدت باد فاکو غضب ہوئی ہے یہ ہر بیالی انھیں تجالہ



لب ہوتی ہے جو خلاف اس کے ہم (جیہ) کو منہ کر و فریب بہ ترکیب فارسی (جیہ و دشمن) بمعنی (دکرو و فریب) نہیں استعمال کر سکتے اس لئے کہ نجیہ ان معنوں میں اردو کا لفظ ہے نہ جہتہ اس قدر معلوم ہونے کے بعد اب ہم (حدت باؤ) کو زبان فارسی کا مرکب اضافی نہ کہیں گے بلکہ (اردو کا مرکب اضافی بقاعدہ فارسی) کہیں گے اس لئے کہ فارسیوں نے لفظ (حدت) کا استعمال بمعنی گرمی و حرارت نہیں کیا ہے۔

ہم نے اپنے کلام اردو میں (تعویذ قبر) کا استعمال کیا تھا جس پر ایک استاد معاصر نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ تعویذ ان معنوں میں جن معنوں میں تم نے استعمال کیا ہے نہ عربی میں مستعمل ہے اور نہ فارسی میں پھر مرکب اضافی کی ترکیب کیسی ہیں نے سحر کا شعر مذکورہ بالا پڑھ دیا۔ وہ فرمانے لگے کہ سحر کا تسامح ہے (حدت باؤ) بھی غلط ہے اور (تعویذ قبر) بھی جب میں نے جہتہ کی تعریف کی اور حدت و تعویذ کی تہنید کا ذکر کیا تو ارشاد ہوا کہ یہ نئی باتیں کہاں سے پیدا کی جا رہی ہیں ہماری زبان ان تاویلات سے معرت ہے۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اہل لغت اردو ہر ایک لفظ عربی و فارسی کے ساتھ تہنید کی صراحت کرتے تو شعرا سے معاصر جہتہ سے واقف ہو رہتے۔ صاحب آصفیہ یا ور کسی محقق اردو نے سلامتی سے (حدت) کا تو ذکر ہی نہیں فرمایا اور نجیہ پر صاحب فرہنگ آصفیہ نے زبان فارسی کا اشارہ کر کے فریب کے معنی بھی اسی کے قول میں لکھ دیئے۔ استادان وقت سے جواہر ادعربی اور فارسی کے بھی ماہرین البتہ لغات عربی و فارسی سے معنوں کی حقیقت دریافت کر کے الفاظ جہتہ کو معلوم کر سکتے ہیں لیکن محض اردو دان شاعر کسی لغت اردو یا ور کسی کتاب سے ان معلومات پر قادر نہیں ہو سکتے۔ اور جب تک الفاظ جہتہ کی انکو اطلاع نہ ہو وہ تحت الفاظ کے ساتھ شاعری نہیں کر سکتے۔ بنا برعلیہ میں نے اپنی تالیف



(التانیث والتذکیر) میں اس ضروری کام کو کیا ہے جو زیر طبع ہے۔ اب میں استادان  
الہربان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کو الفاظ ہند اور اسکے ساتھ (مرکب اضافی  
اردو بقاعدہ فارسی) کا تصفیہ فرمانا چاہیئے تاکہ (مقدمین و متاخرین ذوی علم) کے کلام  
صحیح پر شعر سے معاصر غلطی یا تسامح کا الزام نہ لگائیں اور اپنے کلام میں غلطی کرنے نہ پائیں  
مجھ کو بہت افسوس ہے کہ معاصرین الہربان ترکیب اضافی الفاظ ہند کے خفا میں  
اور بعض نے جنکو استاد کی کام و دعویٰ ہے اپنی تصانیف میں (تعوذ قبر) کی اضافت  
کو غلط لکھا ہے۔ ان بزرگوں کے خیال کے لحاظ سے گویا (حدت بادہ) کی ترکیب بھی غلط ہے  
ان حضرات کا یہ خیال بالفاظ دیگر استادان سلف کے کلام پر غلطی کا الزام لگاتا ہے۔ میری  
راے میں خود ان کی غلطی ہے اور اسکی اصلی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنی زبان کے الفاظ ہند سے  
واقف نہیں ہیں۔ اور فارسی شاعری کا مذاق انکو ہے ہی نہیں۔ اور اگر ہے تو بہت کم  
ورنہ وہ ایسا فیصلہ بر خلاف استادان سلف کبھی نہ کرتے۔

(۵) اسم فاعل ترکیبی | زبان اردو میں اسم فاعل ترکیبی بھی ہے جو فارسی ترکیب سے لیا گیا  
جیسے (بزرگداشت) اور (برقنداز) وغیرہ اور یہ ترکیب الفاظ ہند سے گزر کر ٹھیک اردو  
الفاظ کے ساتھ بھی ہے جیسے (بیٹرباز) (پلم بردار) وغیرہ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے  
پچھلے دور کی تعریف میں (اندھیرا پسند) کا استعمال کیا ہے اور (بہاؤ شاہ زل) بھی اردو  
کا اسم فاعل ترکیبی ہے جس پر بعض الہربان ناک بھون چڑھاتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اردو  
زبان میں فارسی اور عربی کے نہ صرف الفاظ مختلف طریقوں پر مستعمل ہوئے ہیں۔ بلکہ ان  
زبانوں کے بعض قواعد بھی لئے گئے ہیں (مرکب اضافی) (اسم فاعل ترکیبی) کے سوا۔

(۶) جمع بقاعدہ عربی | بھی اردو میں موجود ہے جیسے کاغذات۔ فسادات۔ نشانات۔



مکانات۔ دیہات وغیرہ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ متقدمین اور متاخرین ذی علم نے۔۔۔  
 (۷) مصداق اردو بقاعدہ عربی کا بھی استعمال کئے ہیں۔ جیسے چاہت۔ بحالت۔ بگت۔ بادشاہت  
 وغیرہ اور نہ صرف اسی پر اکتفا ہوئی ہے بلکہ عوام ولی نے بقاعدہ فارسی باے معیت کو بھی  
 اردو الفاظ کے ساتھ استعمال کیا ہے جیسے (گھر گھر) (ہاتھ بہ ہاتھ) (دیکھو فرہنگ آصفیہ میں  
 حرف (ب) کی تعریف) نہ صرف اسی قدر بلکہ مفردات و مرکبات فارسی میں بھی تصرف ہوا ہے جیسے  
 (۸) مفردات و مرکبات فارسی میں تصرف | عاشقانہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کو زبرد نے  
 (آنا) کے ساتھ قافیہ کیا ہے۔ اور عاشقانہ کے ہاے ہوز کو الف سے بدلا ہے۔ اور  
 اکثر متقدمین اور متاخرین کا بھی یہی عمل ہے (زندہ) حقیقت میں اُسے منظور خاطر بیان  
 نہ آتا تھا نہ فطرت جملہ تھا و سر کا صندل کا بھانا تھا ازل سے الفت روے حسینان آب  
 گل میں ہے نہ مزاج اپنا لڑکپن میں بھی اوبت عاشقانہ تھا

اسی ایک لفظ تم کب پر قناعت نہیں ہوئی بلکہ اسی قسم کا تصرف (آب و دانہ) میں بھی  
 ہوا جو تم کب عطفی ہے۔ (زندہ) مسافر تھے عدم کی سیر کرنے یاں بھی آئے تھے نہ رہے  
 یاں جب تک قسمت میں آئے آب و دانہ تھا

اسی پر اکتفا نہیں ہوئی بلکہ (قلب اضافت) میں بھی اسی قسم کا تصرف ہوا جیسے (زندہ)  
 (۹) بھری رہتی تھیں اس میں صورتیں آئینہ رویوں کی نہ یہ اپنا خانہ دل بھی کبھی آئینہ خانہ  
 تھا اُستادان معاصر اردو اس حد تک تو متقدمین و متاخرین کے تصرف کو صحیح مانتے  
 ہیں لیکن اسی قسم کا تصرف (مرکب اضافی) میں اونکی رائے میں غیر صحیح ہے جیسا کہ شب  
 دہلوی کے کلام میں موجود ہے جو کہ ایک مشہور شاعر اور عالم بتھر گزرے ہیں (۱۰) وہ بھی  
 یارب عجب زماں تھا نہ اسکے گھر میر آتا جانا تھا پڑ جب وہ کوچہ مرا ٹھکانا تھا نہ سر تھا اور سنگ

اس کا استعمال کیا



استان تھا؛ استادان معاصر فرماتے ہیں کہ (مرکب اضافی) میں اب اس قسم کا تصرف جائز نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیوں اور (مرکب اضافی) کی کیا خصوصیت تو یہ جواب ملا کہ جہوں معاصر کی رائے میں عرض کرتا ہوں کہ جہوں معاصر سے فارسی کا ذوق رخصت ہو چکا ہے اور انکی رائے بے دلیل ناقابل لحاظ ہے۔ رافوس ہے کہ استاد داغ اور جناب امیر حسین رہے جن کو معاصرین میں قوت اجتہادی حاصل تھی اگر مہرتے تو خود اس کا استعمال فرماتے اور معاصرین کی اخلاقی قوت کو بڑھاتے اور دائرہ زبان کو تنگی سے بچاتے۔ متقدمین اور متاخرین کے صحیح استعمال کی داد دیتے اگر ان دونوں بزرگوں کے کلام میں اس کا استعمال نہیں ہے تو یہ بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ اس استعمال کے مخالف تھے۔

واضح ہو کہ اگر یہاں مرکب اضافی کسی فارسی غزل کا قافیہ واقع ہو جس کی روی حرف الف ہو تو قواعد زبان فارسی کی رو سے بھی ہم اس کی ہائے ہوز کو الف سے بدل سکتے ہیں۔ فارسیوں نے خود اس تبدیل کو جائز رکھا ہے جیسے (یاسہ و یاسا) (سنگ خارہ) و (سنگ خارہ) ائمہ معتدین فارسی نے اسی سند پر اس قاعدہ تبدیل کو بیان کیا ہے اور صد ہا ایسے الفاظ میری نگاہ سے گزرے ہیں جب خود زبان فارسی نے اس کو جائز رکھا۔ تو اہل زبان معاصر کا برخلاف استادان سلف اس سے کنارہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فارسی اور اسکے قواعد کا کامل ذوق نہیں رکھتے۔ میں نے اپنے کلام میں عمدہ اس کا استعمال اور استادان سلف کی پیروی کی ہے۔

(۹) اردو کی اضافت | اہل زبان فارسی کی خوشہ چینی میں اس قدر مبالغہ کیا ہے کہ بقاعدہ فارسی اور میں بھی ایک نئی اضافت قائم ہوئی ہے جیسے (شاد آصف) اور (استاد داغ) کی اضافت۔ فارسی میں بدل اور بدل منہ کے درمیان کوئی اضافت نہیں ہوتی۔ برخلاف



اسکے اردو میں یہ ایک نئی قسم کی اضافت قائم ہوئی ہے ایک جانب تو مقتدین و متاخرین ان زبان استاد فارسی کے دلدادہ تھے کہ اپنی زبان میں (خلافت قاعدہ فارسی) نئی اضافت کے موجب بنے اور دوسری طرف معاصرین زبانداران الفاظ جہند کے جائز مرکب اضافی کو ناجائز قرار دینے لگے۔ استادان ذی علم کو غور فرمانا چاہیے۔

(۱۰) فارسی الفاظ سے مخالفت | بعض استادان معاصر کی ذوق زبان فارسی کی وجہ سے بعض فارسی الفاظ کو بھی اردو قرار دیتے ہیں اور بقاعدہ فارسی اُن کے استعمال کو غلط ٹھہرتے ہیں اُن کا یہ فیصلہ بعض کتب لغات متعارفہ زبان فارسی اور اپنے نقد معلوماً تپ رہی ہے۔ یعنی جس لفظ فارسی کو انھوں نے لغات متعارفہ فارسی میں نہ پایا اور جس کا استعمال انکو شعراے سلف کی زبان میں بوجہ قلت تلاش نظر نہ آیا۔ انھوں نے حکم لگا دیا کہ یہ فارسی لفظ نہیں ہے۔ وہ اس بات پر غور نہیں فرمائے کہ اگر انکی قلت معلومات کی وجہ سے کسی لفظ فارسی سے متعلق اُن کو فارسی ہونے کا اطمینان نہ ہو تو اُن کو اسکی تحقیق مزید سے کام لینا چاہیے۔ اگر وہ اپنی کمی معلومات کی وجہ سے خود ایسے لفظ کا استعمال نہ کریں تو مضائقہ نہیں لیکن کسی اور شخص کے استعمال پر اُن کا اعتراض کرنا اور تحقیق مزید کی محنت سے بچنا یا اپنی مغدوری پر سکوت نہ کرنا قابل اعتراض ہے ہر ایک زبان کے بہت سے الفاظ کتب لغات سے متروک ہیں اور کلام استادان سلف میں اُن کا استعمال پایا جاتا ہے۔ لیکن ہماری قلت معلومات کی وجہ سے وہ ہماری نظر سے نہیں گزرے۔ اور بہت سے الفاظ مرکبہ ایسے ہیں کہ اہل انتہا نے انکو معمولی خیال کر کے کتب لغات میں نہیں بیان کیا۔ ایسی حالت میں باوجود اسکے کہ انکی ترکیب سے اُنکے فارسی ہونیکا ثبوت ملتا ہے۔ ہم کو اُن الفاظ کے قائل



نہ ہونے پر اصرار کرنا ہماری کمی معلومات کے سوا اور کیا خیال کیا جاسکتا ہے مثلاً  
 (۱) خاکہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ خاک کے فارسی ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے  
 نسبت سے مرکب ہونے کے بعد وہ خاصاً مرکب فارسی ہے اسکے معنے وہی ہیں جو  
 اردو میں (خاکہ) کے معنے ہیں لغات متعارفہ فارسی نے اس لفظ کو نہیں لکھا اسلئے  
 کہ معمولی مرکب اپنے حقیقی معنوں میں ہے۔ کلام استادان سلف میں اس کا استعمال  
 اگر کم کو نہ ملایا استادوں نے اس کا استعمال ہی نہ کیا ہو تو اس لفظ کو فارسی کے  
 دائرے کے کبھی خارج نہیں کیا جاسکتا اگر اردو میں (بہ تبدیل) ماسے ہو تو بالکل  
 استعمال ہو اور لغات اردو نے اسکو اردو قرار دیا ہو تو اسکی اصلیت میں نہیں  
 سکتی پس اگر یہ لفظ (خاکہ) کا استعمال فارسی ترکیب کے ساتھ کریں اور (خاکہ تصویق)  
 کو اپنے اردو کلام میں باندھیں تو کبھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح۔۔۔  
 (۲) نقشہ۔ ضی (نقشہ مکان) مفرس ہے۔ نقش زبان عرب کا لفظ ہے اور فارسی  
 میں یعنی تصویر مستعمل سپرہے نسبت بڑا کر نقشہ مکان کے معنوں میں استعمال  
 کر سکتے ہیں۔ اگر لغات فارسی نے ان معنوں کو ترک کیا یا ہماری قلت تلاش کی وجہ  
 سے ہم نے استادان سلف کے کلام میں اسکو نہیں پایا تو اسکی اصلیت میں نہیں  
 سکتی۔ اردو میں نقشہ بمعنی نقشہ مکان مستعمل ہے۔ اور ہم اسکو زبان اردو کا لفظ نہیں  
 سمجھتے۔ اور بہ ترکیب اضافی (نقشہ مکان) کا استعمال کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔  
 (۳) ہجان یعنی معشوق۔ فارسی ہے۔ صاحبان لغات اردو اور بعض استادان  
 معاصر نے اپنی کمی معلومات و کمی تلاش کی وجہ سے اسکو ان معنوں میں اردو خیال  
 کیا ہے۔ اگرچہ فارسی لغات نے بھی ان معنوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن کلام قدما



سے یہ معنی ثابت ہیں اگر میں میری قلت تلاش کی وجہ سے کلام قدما میں اسکو نہ پاتا، جب بھی اسکو ان معنوں میں فارسی ہی کہتا اسلئے کہ فارسی میں جان بمعنی روح تسلیم ہے اور استعارہ معشوق کو روح کہنا اپنا اختیاری فعل ہے۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ باوجود سکوت اہل لغت فرس و چہ کو استادان سلف کے کلام میں اس کا استعمال مل گیا پس اردو میں لفظ (جانا) کا استعمال بمعنی اسے معشوق بقاعدہ فارسی صحیح ہے جسکو بعض (استادان معاصر اردو) غلط خیال کرتے ہیں جن سے مجھ کو اختلاف ہے (کمال بخند) تا تو رفتی می رو و پیوستہ جان از جسم من بہر کجا جان می رود با و در وان ہم می رود و (صائب) تا بوسہ بمن ز لب و لسان رسید بجانم بلب رسید و لب من بجان رسید و اسی طرح - - - - -

(۳) پلک۔ میری تحقیق میں بمعنی مژگان فارسی زبان کا لفظ ہے ان معنوں میں معاصرین عجم کی زبان پر نہیں ہے کتب معتبرہ لغات فارسی نے ان معنوں کو ترک کیا ہے۔ صاحب برہان قاطع فرماتے ہیں کہ پلک بمعنی پلک چشم است و آنرا لحاف چشم نیز گویند و بمعنی جفن خوانند۔ خان آرزو نے سراج اللغات میں فرمایا کہ پلک صاحب برہان گوید کہ بمعنی جفن گویند۔ آن خطا است چہ کہ جفن مژگانہ گویند و آن ہوسے باشد و این پوست و پلک پلک ہندی نیز ہمین است و دروز نباشد کہ در فارسی اصل نیز بہرین معنی آمدہ باشد و پلک تصغیر لب باشد۔ صاحب غیاث اللغات نے البتہ پلک کو موسے مرہ کے معنوں میں لکھا ہے۔ اور صاحب لغات سروی نے معنی جفن پر قناعت کی ہے۔ صاحب فہرہنگ آصفیہ نے پل اور پلک دونوں کو ہندی اور پل کو پلک کا جمع کہا ہے میں اسکو فارسی ہی کہتا ہوں (خسر و دہلوی) پلک ہی زند و دل ہی بردہ چشمت بہ جو جاوے کے لب اندر فسون بچسباند (دولہ) سوزن پلکا کلام سوئی و پیہ دہنکا کلام روئی و افتادہ ہزار یوسف و ہر پڑا سے چہ وقتا کلام کوئی و اگرچہ کو اتفاق سے



شہر و بلوی کا استعمال ہاتھ نہ آتا جب بھی میں اس لفظ کو فارسی ہی کہتا معاصرین عمر باوجود اسکے کہ عاوردہ حال میں یہ لفظ انکی زبان پر نہیں ہے لیکن وہ اسکو فارسی مانتے ہیں۔

جب تحقیق لغات کا کام ایسا نازک ہے اور ادوات تحقیق ایسے ناقص ہیں تو ہر کس نے تاکس اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کس لفظ کی کیا حقیقت ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے ہندی کھدیا اور ہستان معاصر اردو نے فارسی ترکیب کے ساتھ اسکے استعمال کو غلط ٹھہرایا حاصل اسکے متعلق میرا عام فیصلہ اور اپنا طرز عمل یہ ہے کہ جس لفظ کے فارسی ہونے پر مجھ کو اطمینان ہو تا ہے اگرچہ عاوردہ معاصرین فرس میں وہ مستعمل نہ ہو۔ اور کتب لغات فارسی اس سے ساکت ہوں۔ لیکن میں اسکو بہ ترکیب فارسی اردو میں استعمال کرتا ہوں۔ معتبر فقہین کے اعتراض کی وجہ کو کچھ پروا نہیں جب انکو زبان فارسی کا ذوق حاصل ہو گا اور انہی معلومات بڑھائیں گے۔ اور کلام فارسی پر عبور حاصل کریں گے۔ وہ خود اپنے

اعتراض پر خاموش ہوں گے۔ اور ادب و سقوت تک وہ میرے اس طرز عمل کو غلط سمجھیں تو سمجھا کرین میں اس رنگ پر جیسا کہ اون کا رنگ ہے زبان کے حلقہ کو تنگ کرنا پسند نہیں کرتا (۱۱) عربی رنگ کی اردو شاعری میں نے اپنے کلام میں عربی رنگ پر ایک شعر لکھا ہے (۱۲)

رہبر کامل سیل اشکِ پدیدہ زارین تیری آنکھیں بے ایک استاد معاصر فرماتے تھے کہ اشک کی اضافت بسوسے دیدہ اسلئے صحیح نہیں ہے کہ مضاف مصرع اول میں ہے اور مضاف

الیہ مصرع ثانی میں اور پھر پانچ اضافتوں کا متصل جمع ہونا اردو میں نارست ہے۔ اور تین اضافتوں سے زیادہ مکر وہ میں نے یہ جواب دیا کہ آپکا ارشاد اسلئے درست ہے کہ مقتدرین اور متاخرین اور متوسطین کی شاعری میں پھیلا رنگ نہیں ہے لیکن جب میں نے اوپر کے شعر میں عربی کا اشارہ کر دیا ہے۔ اور عربی شاعری میں یہ ترکیب متصل ہے تو ایسی جہت میں



کیا بُرائی ہے فرمایا جدتِ نحین بدعت ہے اور قابلِ ترک۔ دوسرے ارشاد کے متعلق میں نے عرض کیا کہ جب فارسی ترکیب ہے اور غالب و بلوی کا کلام اس سے خالی نہیں ہے تو پھر وجہ کراہت کیا ہے۔ فرمائیے کہ غالب کی بات غالب کی ساتھ۔ لیکن استادانِ اردو اسکو بدتِ نحین کرتے ہیں نے عرض کیا کہ اپنا اپنا ذوق اور پھر میں نے ان دونوں مسائل میں اپنے استادانِ جلیل و اختہ عینائی سے استصواب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عیبِ شاعری کا استعمال بھی اظہار کے ساتھ غلطِ نحین ہے جب عربی شاعری کا اشارہ ہے تو پھر غلط کیوں ہونے چلا یہ سچ ہے کہ اردو شاعری کا یہ طرزِ نحین ہے اور نہ فارسی کا۔ اضافہ تو کلی نسبت آپ نے فرمایا کہ فارسی ترکیب میں کبھی غلطِ نحین اپنا اپنا ذوق ہے۔

(۱۱۳) الفاظ مختلف فیہ | جن الفاظ کی تائید و تذکیر میں سلف سے اختلاف چلا آتا ہے اون کے استعمال میں میری خوب گت بنی۔ جس قدر میرا کلام دلغ مغفور کے ملاحظہ میں پیش ہوا اس میں تین وئی کی بول چال کا پیر و بنایا گیا جن غزلوں کو استادِ جلیل اور اختہ عینائی کے ملاحظہ کی عزت ملی میں اون میں زبانِ لکھنؤ کا پیر ہون اور میری یہ دو عملی یک باہم و وہو کی مصداق ہے آئندہ زمانے میں میرا کلام اس شخص سے نجات پائے گا اسلئے کہ میں نے الفاظ مختلف فیہ کا تصفیہ اپنی تالیف (التائید و التذکیر) میں ایک ایسے اصول عام پر کر دیا ہے۔ جو کل الفاظِ زبان پر حاوی ہے۔

(۱۱۴) دکن کے محاورات | میں نے اپنے کلام میں خال خال محاورات دکن کا بھی استعمال کیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کا اشارہ بھی کر دیا ہے۔ جبہ کو یقین ہے کہ بہت تھوڑے زمانے میں دکن کے بعض محاورات اہل زبان کے کلام میں داخل ہو جائیں گے مگر



اس کا انتظار ہے کہ مجتہدین زبان جیسا کہ ترک الفاظ اور دوپٹے ہوئے ہیں  
اسی طرح اضافہ الفاظ پر آمادہ ہو جائیں اور ایسا زمانہ بہت قریب آیا ہوا ہے۔

(۱۲۲) ایک نئی بحر | میری نعل نشان (۲۰۹) کے دو اشعار ذیل کے مروج ثانی کی نسبت  
ایک استاد دہلوی کا خیال ہے کہ اوکی بحر غلط ہے (وہ ہونہا ہے) تم پر جو مرتب ہے اُسے  
زمین شعر میں دفاد و راہنما میں دلا کے اسیر و ستھوری میں استاد و آپ کا خیال  
یہ ہے کہ اس بحر کے (صدر و ابتدا) میں (فعل - مقبوض) نہیں آتا اور پھر اس کے  
ساتھ (عروض) میں (فع - مخدوف - محقق) کا لانا درست نہیں ہے اور آپ کا خیال  
یہی ہے (قدر بلگرامی) کی تالیف (قواعد العروض) پر جس میں استاد سخن نے  
(بحر متقارب) کے ذیل میں فرمایا ہے کہ زبان فارسی وارو میں اس بحر کی اصل  
آٹھ بار فحواں رائے میں ہے اور اس کے اوزان نوے قسم پر مشتمل ہیں (الخ) اور  
ایکے ذیل میں بحر نشان (۱۲۱) (فعل - فعلن - فعل - فعلان) پر فرمایا ہے کہ۔

(فائدہ) فعلن - یہ کہ اس بحر میں تین قسم کے صدر و ابتدا اور چار قسم کے حشو اور  
آٹھ قسم کے عروض و ضرب آسکین مثلاً (فعلن - اٹم) یا (فاع - اٹرم) یا (فعل -  
مقبوض) کو صدر و ابتدا بنا سکتے پھر (فعلن - سالم) اور (فعلن - محقق) اور (فاع -  
مقبوض - محقق) اور (فعل - مقبوض) کو حشو ٹھہر سکتے پھر (فعلن - سالم) یا (فعلن -  
سینغ) یا (فعل - مقصور) یا (فعل - مخدوف) یا (فاع - مقصور) میں ایسا (فع -  
مخدوف - محقق) خواہ (ابتدا) یا (فعلن - محقق) یا (فعلان - محقق) - مستحکم عروض و  
ضرب مقرر کیجئے تو ان عروض و ضرب ہشت گانہ کو صدر و ابتدا سے سہ گانہ میں ضرب  
دینے سے چوبیس وزن پیدا ہونگے بعدہ اون چوبیس کو حشو یا چھار گانہ کہیں



ضرب دینے سے چھیلوے اور ان حمل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اکثر مقام پر تحقیق ناجائز یا ظلم  
 غیر جائز ہو کر وزن غلط ہو جائیگے اور یہ بات عمل سے آئینہ ہو سکتی ہے اسلئے راقم اس  
 کے نزدیک صدر وابتدا صرف اثرم اور حشو مقبوض اور عروض و ضرب سالم یا مستحب یا مکتوب  
 یا محذوف لانے سے چار وزن پیدا ہوں گے اول (فاع فعول فعولن) دوم (فاع فعول  
 فعول فعولان) سوم (فاع فعول فعول فعول) چھارم (فاع فعول فعول فعل) بعد  
 ہر ایک وزن میں آٹھ قسم کے عمل کرنے سے تیس اوزان صاف نکل آئیگے اور وہ اعمال  
 ہشتگانہ مؤلف نے اس طرح استخراج کئے (الف) رکن دوم میں اسکے ماقبل تحقیق کر دیا  
 ارکان کو بحال خود رہنے دو (ب) دوم و سوم ارکان میں تحقیق کر دیا باقی بحال خود (ج)  
 دوم و سوم و چھارم تک بقی کر دیا (د) بیچ میں تحقیق نکر دیا باقی سب میں (ه) دوم رکن میں  
 تحقیق نکر دیا باقی سب میں (و) دوم و سوم رکن میں تحقیق نکر دیا باقی میں تحقیق  
 کر دیا (ز) کسی رکن میں تحقیق نکر دیا اس سے پہلی وزن تخلیک (ح) صرف بیچ میں تحقیق  
 کر دیا باقی حالت پہلی پر رکھو جنکی ترتیب ارشالین حسب ذیل ہیں (الخ)  
 استا و دہلوی فرماتے ہیں کہ (قدر بگرامی) کی اس رائے کے لحاظ سے جسکی نقل  
 اوپر ہوئی۔ اس بحر کے (صدر وابتدا) میں صرف (فاع۔ اثرم) سے کام لینا چاہئے  
 اور (فعول مقبوض) سے اخترا مؤلف حقیر عرض کرتا ہے کہ میرے دوسرے ہمتا  
 سخن شیرین سخن خان راقم تخلص نے اپنی تالیف (میزان الاشعار) میں اس بحر کے  
 (صدر وابتدا) میں (فعول۔ مقبوض) کا استعمال فرمایا ہے اور امیر خسرو کی خالق  
 باری سے اسکی سند بھی ملتی ہے اب رہا (عروض و ضرب) میں (رفع۔ محذوف مجتبیٰ) کا اتمام  
 اس سے صاحب (میزان الاشعار) نے اخترا کیا ہے اور (قدر بگرامی) نے باستنا وکلا



اسیر مقصور ثنائی ۴۰-۴۱-۴۲ میں اسکو مستقل قرار دیا ہے۔ دونوں استادوں کی  
 تمثیلیں استادان سلف کے کلام پر مبنی ہیں پس (راقم شیریں سخن خان) کی رائے اور  
 امیر خسرو مقصور کی سند سے (صدر و ابتدا) میں (منقول) مقبوض کا جواز ثابت ہے  
 اور قدر بلگرامی کی رائے اور اسیر مرحوم کی سند سے (عروض و ضرب) میں (رفع)  
 مخدوف (مجتب) کا جواز۔ اب استاد دہلوی کا یہ فرمانا کہ یہ دونوں ایک مصرع میں جمع  
 نہیں ہو سکتے جیسا کہ ہمارے (مصرع) مخدوری میں استاد دہلوی جمع میں تبدیل  
 ہے جس بحر کے چاروں ارکان سالم میں تغیرات نہ کی گئی (فائدہ مبینہ قدر بلگرامی)  
 جائز ہیں۔ اس میں شہر شخص اپنے کلام کو (مخصوصات ناجائز) سے بچا کر اور تغیرات  
 کا استعمال کر سکتا ہے۔ اور مؤلفین کتب عروض نے بلور مثال جن اوزان کا ذکر کیا  
 ہے صرف انھیں اوزان کی پابندی ہم پر لازم نہیں ہے۔ اگر استاد دہلوی اس لحاظ  
 کے پابند ہیں تو آپ کو مبارک۔ اس قدر صراحت کے بعد اب میں عرض کرتا ہوں کہ  
 میرے ہر دو اشعار متذکرہ بالا کی بہتر متقارب ہے اور (ع) زمین شعر میں فناؤ  
 بہ وزن فعول۔ فاع۔ فعولن۔ فع۔ اسکی ابتداء (مقبوض) (حشو اول) (مقبوض)  
 (مجتب) (حشو دوم) (سالم) اور ضرب (ابتداء) اسی طرح (ع) مخدوری میں استاد  
 بہ وزن فعول۔ فعلن فعلن۔ فع۔ اس کی ابتدا (مقبوض) (حشو) (مجتب)  
 اور ضرب (ابتداء) ہے اگرچہ میری رائے میں یہ دونوں بحر حسب قواعد عروض  
 متعارف ہیں۔ لیکن محض اس لئے کہ استاد دہلوی مثالی اوزان کے پابند ہیں  
 میں نے ان کی آئین اسکو بحر جدید سے موسوم کیا ہے۔

(۱۵) خاتمہ آخر پر میں معترضانظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ اگر میرے کلام کے

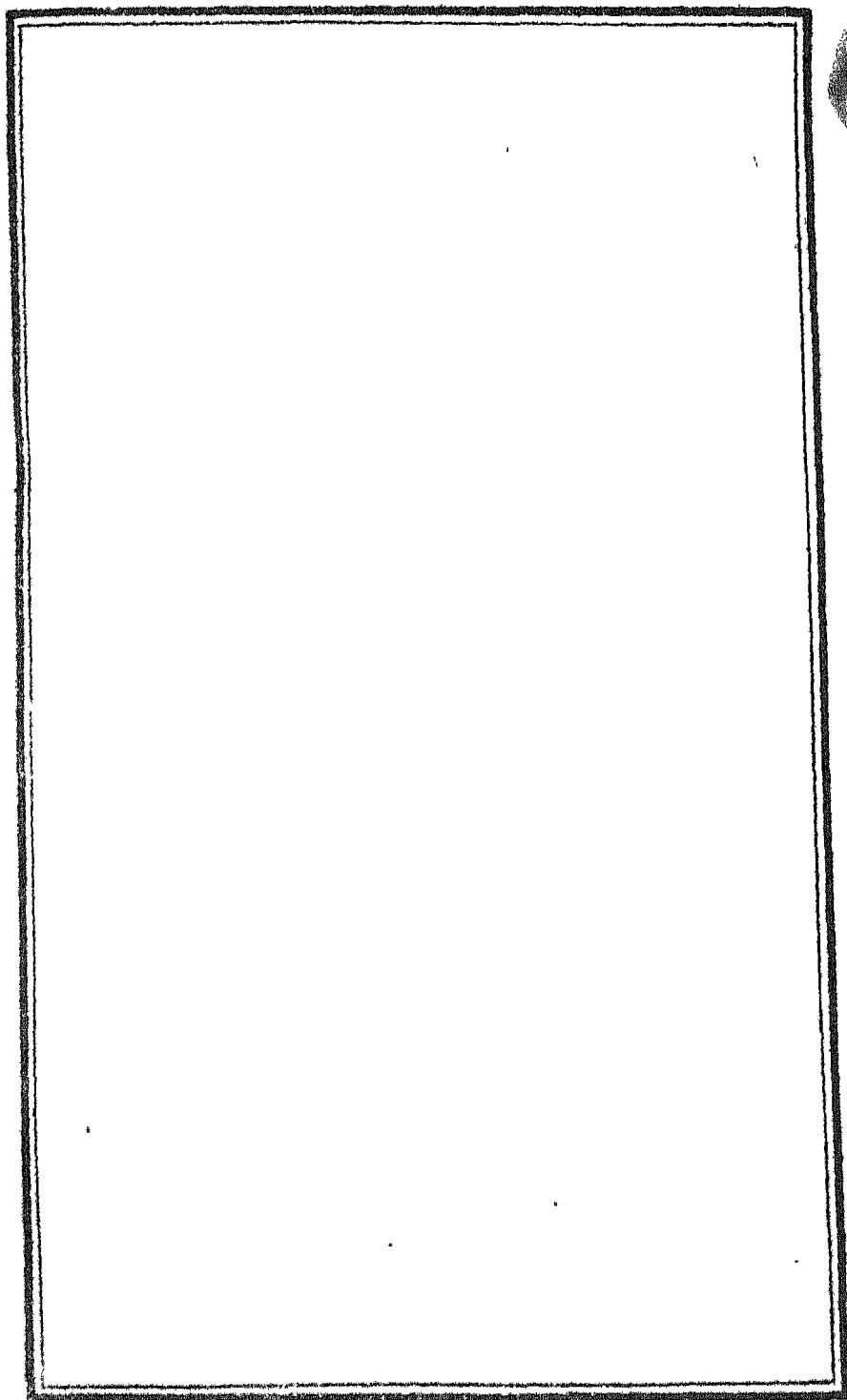


اسی استعمال کو اپنی رائے میں غلط سمجھیں تو متقدمین اور متاخرین کے کلام پر عبور حاصل کرنے تک غلطی کا حکم نہ لگائیں۔ آج کل معاصرین اہل زبان کا یہ رنگ بھی قابل اصلاح ہے کہ وہ جس چیز سے خود واقف نہیں ہیں بدون تحقیق اسکو غلط فرما دیتے ہیں۔

خادم الشعرا۔ و لا



۳۳





# زیرنگ

اردو کا کلیات جبین دیوان رباعیات قطعات تاریخی اور متفرق نظمیں مرقوم ہیں

طبع اود

شہسپا العلماء خان بہادر نواب غریب جنگ بہادر والا۔ مختص

خٹکو

اردو میں حضرات سالک کمال۔ دغ منہو۔ جلیل اور آخرت نیانی سے ملندہ حاصل

مطبوعہ عزیز پریس حیدر آباد دکن



10  
11  
12  
13  
14  
15

16

17  
18

19



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قصیدہ بہ مدح آقا سے ولی نعمت قدر قدرت - قوی شوکت - آصف جاہ سابق منظر الملک  
والملک نظام الدولہ نظام الملک - ہرگز الشہ بائیس میر عثمان علی خان بھادر فتح  
جنگ - جی - سی - ایس - آئی جی للملتہ والیدن فرمانروا سے سلطنت آصفیہ نام

ماہ فیض اسدا ازل حقائق اکبر سے  
ہوا فیض سخن حاصل بہین ہر اک سخنور سے  
دکا و افضل و آغا کمال الدین سخنبر سے  
مقدار نے کیا محسوسم کو ایسے رہبر سے  
جمل میں مرتبہ اپنا بڑا قدر ہنرور سے  
نراکت فکر نے پائی جلیسل نکتہ پرور سے  
ولا بچکا ستارہ چرخ عینائی کے اختر سے  
بھائے اشک کے مضمون پہ افسو دیدہ تر سے  
ملی نعمت امیر و امیر اور ثواب کے در سے  
خیال نازک گل سے ہوا سے سنبھل تر سے  
لال و آتش و برق و منیر و قہر و اختر سے  
ظفر غالب جلال و آس و معروف و مقدر سے  
بچھا کر دہن دل بھر لیا شکونے گوہر سے  
بڑھائی اپنی ہمت اور ہم باہر ہرے گہر سے

بنے شاعر ہم اپنی طبع گوہر زاکے جوہر سے  
زبان چلنے لگی تائید فطرت بخت یاور سے  
لمتہ فارسی میں راقم شیریں سخن سے تھا  
دکھانے پائے تھے پھلی غزل اردو کی ساکھ سے  
مر لطف سخن کامل ہوا کمال کے صدقے میں  
لمتہ و آغ سے تھادے گئے جب آغ وہ دلیر  
توجہ اسے کی اور شاعری میں اپنی قیمت کا  
قلبی اور در کے نالو سے دل و نئے لگا اپنا  
کلام ذوق و گویا سے بڑا پھر ذوق گویائی  
نیر و نکہت و رنگین نے ہر کو رنگ بونگشا  
ہوا حاصل فروغ آتش بانی میں شرف پایا  
بلندی فکر کو حاصل ہوئی زور طبیعت میں  
خیال بحر میں ڈوبے تو ہاتھ آیا در مقصد  
زبان رشک و عاشق سا حرو و سر و جرات



اسیر نامور نے پھر ملا یا زلف و لب سے  
نڑ کر مہینے کی منہ یا د عثمانِ مخمور سے  
ہوئی تکیبِ رخصت پھر مرے مدوح کا

کلام زند و ستودا سے پہنکنے ہم لگے جدم  
رہائی کی نظر آئی نہ ہم کو جب کوئی صورت  
اگر زایسی نظر آئی غزالِ چشمِ جان کی

### مطلع ثانی

سراپا مقفل اہل زبان میں جس کے جوہر سے  
کیا قائم زمین شعر پر گرد و نئے سر سے  
نظر آتے ہیں اسکے سامنے وہ آج آخر سے  
بچھٹکتی چاندنی پڑتی ہے اُس ماہِ منور سے  
دکن دلی پہ ہاڑی لے گیا شاہِ مخمور سے  
نکل آئے سخنِ سنجان عالم شوق میں گھر سے  
صدائے آفرین نکلی زبان اہل جوہر سے  
خط عارضِ حمینون کا نخل دیوانکے مسطر سے  
ہر اک مصرع ہے فائق ابرو مشکین و لب سے  
لکھین گئے اسکو ہم اور اوراقِ دل پہ آبِ گوہر سے  
موقع ہے ہر اک اسکی غزل کنایہ کا زبور سے  
رضائیں شگفتہ باج لیتے ہیں گل تر سے  
چمکتی ہے طراوت و مبدم ہر مصرع تر سے  
کلام اس نکتہ پر ورکا ولا بہتر ہے بہتر سے  
بڑا دون اسکی زرخیزی کو وصفِ شاہِ خاور سے

سخن کو ہے شرف اسے شاعر و ایسے سخور سے  
سخنور ہو تو ایسا ہو کہ جسکی فکر عالی نے  
سپھر نظم پر خورشید ہنکر جو چمکتے تھے  
شبستانِ سخن سے مٹ گئی زلف و مکی تاریکی  
یلاغت کا جھینب عوسے تھا وہ بھی آج نہیں  
جس اُس دیوان شاہی سے ولا شائع ہوئے ہیں  
غزل بھلی پڑ ہی جدمِ سخندانانِ عالم نے  
ہر اک صفحے سے اسکے عارضِ بان میں سر سے  
ہر اک شعر اُس کا ہے بیت الغزل حسنِ عانی میں  
حقیقت آبِ زر کی بیچ ہے اسکی کتابت میں  
درِ دندانِ یاقوت بن دندان کی مدحت میں  
طراوت سے سخن کے غنچہ دل کیوں نہ کھنکھاتا  
کلام شاہ کی شادابی مضمون کا کیا کہنا  
کہا اہل زبان نے لکھنؤ میں یک زبان ہو کر  
تقاضا ہے سخنِ سنجی ہے لکھنؤ میں مطلعِ ثالث



## مطلع ثالث

تو دریا دل ہے اور جیب صدق معور گوہر ہے  
ترسے دست کرم سے جب تو لنگر ہو گیب عالم  
عمیم البذل عثمان غنی جب ہے لقب تیرا  
کرم ہوتا ہے ہاتھوں سے خبر جنگو نہیں ہوتی  
نہ ہو کیون تشنگان ادا حاجت کی سیرالی  
برآمد شوق سے ہوتا ہے تو حاجت براری کو  
صلہ دینے میں تو ممتاز ہے دل کھو لکڑیا  
قدر قدرت لقب جیسے ہوا تیرا شہ باذل  
کرم سے جب مسرت آپکو ہوتی ہے آقا  
مقابل وصف پامردی کا تیری لے شہ عالم  
گہٹا یا اور مٹا یا مفلسی کو تیری حکمت نے  
ترا عجاز ہے یا یکدلی کا ہے اثر شاہا  
نہ کیون جوش محبت میں ہوں قربان تجھ کیلئے  
والا ہم طبع روشن سے دکھا کر مطلع رابع

## مطلع رابع

فضیلت ناز کرتی ہے فروغ طبع انور سے  
تری حکمت کو مانا ہے حکیموں نے بہت بڑا کر  
طبیعت ہے تری ممتاز علم و فن کے جوہر سے  
نیوٹن۔ ڈارون۔ سقراط۔ لقمان سکندر سے  
کھلاتا ہے گل تر اس چمن میں باوہر تر سے



علم و ہنر مشہور ہے سارے زمانہ میں  
نظام الملک آصفیہ سابع ہے لقب تیرا  
شخصیات مان یورپ میں ہے تو اکرا لٹا ہائیں  
تہن کی حقیقت کیا جو کئے سامنے تیرے  
شیعاعت ہو گئی رستم کی کچھ ایسی رونوچ کر  
تغویٰ ہے تجھے بیشد و دارا و سکندر پر  
جھانسانان عالم اور شہنشاہان نام آور  
ریسان دول شاگرد ہیں تیری قلم و کے  
نہ ہو پھر کہیں پریشان فرخ شاہی سے صفحہ  
اگر تو چاہتا شکل نہ تھا پچھ فصل سے حق کے  
صد اقت کی تری تصدیق ہو گئی اسے کیا  
ترے انصاف کا شہرہ ہے کچھ ایسا زائیں  
سفر کرتے ہیں شاہ باگ بگری ایک شتی میں  
نہیں کچھ خوف اب گردکشون سے ناواؤ کو  
نظر جسدن سے رہتی ہے تری افعال عالم  
چلا کرتی ہے لیکن گند ہے تلوا ز ظالم کی  
ہوا دولت سے استیصال جبر و ظلم کا ایسا  
وقع جرم ہے عناق سیاست ہو تو ایسی ہو  
وہیں پابند ہو جاتا ہے وہ اپنے ہی سیر

ہوا آراستہ تو گوہر حکمت کے زبر سے  
ممالک میں مخاطب ہو شاہ مظہر سے  
ترا اکیلے ہر سر کیوں ہو پھر تاج قیصر سے  
مقابل ہو کے تہرا آجہ جب ہیں ترے  
وہتا ہے دل اسکا ہدیت شاہ دلاویس  
ترا ہے مرتبہ فائق سلیمان و سکندر سے  
زمانے میں سبق لیتے ہیں تیرے شوکت و  
سبق لیتے ہیں ارباب ریاست تیرے دفتر  
ڈرا کرتے ہیں جب مرج تیرے میر لشکر سے  
ترے ویرا تر آتے فرشتے آسمان پر سے  
نسب کا سلسلہ ملتا ہے جب صدیق اکبر سے  
کوئی ڈر نہ نہیں عالم میں گرد و نثار سے  
بسر کرتے ہیں باہم قمری و شاہین بادی سے  
ترے ڈر سے ڈرا کرتا ہے ہاتھ بایک پیر سے  
وہ شوق ہو کے کرتے ہیں گمارہ اپنے بند سے  
ستم باغی بنا تعمیل احکام سے  
دکن تیری بدولت ہو گیا خالی شکر سے  
ہوا ہر ایک بد کردار واقف اپنے نیغہ سے  
دکن میں حمزہ یادہ پاؤں پہلا تا ہے چادر



ہر اک محتاط ہے کچھ اس قدر اپنی حفاظت میں  
 زمانے کے حوادث سے بچے ہم لے شہ فشان  
 شریعت میں ہے تو ولد ادہ صوم و صلوة ایسا  
 فضیلت تیرے نظم سلطنت کی ہو عیان آصف  
 تری دولت نے کی پروسیوں کی قدر کچھ سی  
 (متلع نیک ہر دوکان کہ باشد) پر عمل تیرا  
 ہوئی اس دور عثمانی میں یونیورسٹی قائم  
 اگر آتا ہے کوئی امتحان ملک کو تیرے  
 فطانت اسکی تیرے سامنے چلنے نہیں پاتی  
 صفائے روسے روشن ہیں ہر شاہ کچھ چکائی  
 صفائے قلب کا منظر حسین صاف ہے تیری  
 بلال چرخ - نعل سم بناے آسمان منزل  
 صفات اسکے عیان ہیں در روشنی طرح ہم پر  
 ولا حد ادب کا (مقتضی) یہ ہے قلم رو کو  
 شہ مرسل کے صدقے میں بحق نہجین یارب  
 رہے جب تک آہی بجا اور ہو بحر میں پانی  
 سلامت تو رہے دنیا میں نہ ائم آصف سامع  
 ہمارے سر پہ ہو قائم ترے اقبال کا سیا  
 ترا حامی ترایا و رہنے دست ید الہی

ڈرا کرتا ہے مرغ خانہ اپنی تیغ شہر سے  
 سحر اتیری دولت کا ملام کو مقتدر سے  
 فرہ ملتا ہے بکھو نعرہ اللہ اکبر سے  
 ملا کر کوئی دیکھے اُسے آئین اکبر سے  
 ہنس مردان نام آور چلے آتے ہیں باہر سے  
 ہر اسے دہن ملک و کن مقصد کے گوہر سے  
 مکمل صنیعہ تعلیم افراد ہنس ورت سے  
 پٹ جاتا ہے شکر خیر بیان باہری باہر سے  
 ہمیشہ دل لگی کرتا ہے تو چرخ فوٹکرت سے  
 ترے آگے نظر آتے ہیں آئینے مکدر سے  
 سمجھ جاتے ہیں ہم غصے کو تیرے تیرے تیرے  
 ملی عزت اُسے تیرے (فلک پیا نکا ورت سے)  
 ہر اک فرد بشر آگاہ ہے وصف ہنس ورت سے  
 اٹھاؤ ہاتھ اور مانگو دعا درگاہ و اورت سے  
 طفیل چار یار مصطفیٰ و آل الہی سے  
 گہر نکھلین صدف سے اور صدف جہنگل سے  
 تعلق ہو ترا عالم میں قائم ہفت کشور سے  
 رہے سر سبز تو داؤم عروج بخت یا ورت سے  
 لے امداد تجھ کو ذوالفترت رو دست جید سے



رہے محفوظ تیری سلطنت اشرار کے شر سے	تیرے بدخواہ و بداندیش یا مال حوادث ہر
	و وظیفہ ہے مرا شام و سحر شکرانہ نعمت و وظیفہ حسن خدمت کا ولا پاتا ہوں اس در
	مستدین بیدار آقا کے لی نعمت و امان
ہوئی ہر اک آسانی مرا دول کے پاس میں اسی کی حامی مشہور ہے اس آستانے میں	آہی و ہوم پہ چرو و سخا کی اس نہ مائی شا بھری ہے دولت و دنیا و دین شہ کے خیرین
	و کن میں آج عثمان غنی کی ہے جھانپا ہانی اسی کے نام سے اب دولت آصف ہے عثمانی
عمل احکام قرآنی پر صبح و شام ہے اس کا سدا مخلوق کی راحت رسالی کام ہے اس کا	مبارک حکمران عثمان علیہ السلام نام ہے اس کا اصول شرع پر ثابت قدم اسلام ہے اس کا
	مذاہب اور مل کی سرپرستی اس کا شیوا ہے ہر اک فرد بشر عالم میں اس کا نام لیوا ہے
بسلطت برتر از خاقان بشوکت ہمہ ستر جمیر جہاندار و جہان آرا جہان گیر و جہان پرور	نظام الملک صفحہ دار اسے فریدوں جوان مرد و جوان دولت جوان سال جوان
	شہ ملک و کن فرمانروا سے دولت آصف فلاطون زمن نام و نشان صولت آصف
یہی دولت کا والی ہے ولایت ہو تو ایسی ہو یہی حکمت کا بادی ہے ہدایت ہو تو ایسی ہو	یہی دولت کا والی ہے ولایت ہو تو ایسی ہو یہی خلقت کا بادی ہے ہدایت ہو تو ایسی ہو
	عطا کا شوق اور غصہ خط کا فوق ہے اس کو



صفات خاص میں پیشینویں فوق ہے اسکو	
یہی کوہِ تحلل ہے۔ ستانت اسکو کہتے ہیں	یہی کسرتِ تال ہے ذہانت اسکو کہتے ہیں
یہی چرخِ تحلل ہے فطانت اسکو کہتے ہیں	یہی رازِ توکل ہے اعانت اسکو کہتے ہیں
اسی کی برو باری رازدار ہو شیار ہی ہے اسی کی رازداری خلق کی حاجت براری ہے	
اسی کو خلق کہتی ہے سلیمانِ حشمتِ دولت	اسی نے نام پایا ہے سکنتِ رسلوت و صلوت
یہی ہے رستمِ دورانِ قوی بازو قوی ہمت	اسی کا ہے لقبِ شاہِ قدر قدرت قوی شوکت
جوانِ مردون میں ہے شوقِ اسکے احکامِ شجاعت کا کہن سالون میں ہے ذوقِ اسکی رائے و عقل و فکر کا	
طریقت میں ہے سالک اور کمال عشقِ مولیٰ	شریعت کا ہے حامی اور نامی زہد و تقویٰ
فضیلت اسکو حاصل ہے علومِ دین و دنیا میں	سوا ہے مرتبہ اس شاہ کا دنیا سے عقلمی میں
اسی کی ذات سے علم و عمل نے قدر پائی ہے اسی سے قالبِ کسب و معرین جان آئی ہے	
مہمِ سلطنت کا یہ بڑا بیدار والی ہے	رموزِ مملکت میں اسکی دانائی نرالی ہے
اسی کی ذات سے اس ملک کی فزغندہ فانی	اسی سرکارِ نوری شان کا لقب سرکارِ عالی ہے
بحسنِ رائے او ہر انتخاب او بجا باشد وزیرِ عظمیٰ سالارِ جنگ بے ریا باشد	
یہی وہ ہے جو پابندِ اصول دین و دنیا ہے	یہی ہے وہ جو احکامِ شریعت کا خلاصہ ہے
یہی ہے جس کے عدل و داد کا عالم میں چرچا ہے	یہی ہے نصیحتِ نوشیروانی میں جو کیلتا ہے



	معین اسکے بہن فخر الملک حق پرور عدالت میں امین اسکے بہن انوار اللہ رہبر شہریت میں	
سیاست میں ہے آپ اپنی مثل یہ فرو لانی عطا کی بہ بیڑے کورات دن گلے کی چو پانی	کیا کرتا ہے بیداری سے خلقت کی نگہ پانی پایا یا بکری کو بہم اک گہاٹے کا پانی	
	معین سلطنت میں افتخار الملک والملت کیا اس نے عدا و با و فکرت کو شہد دولت	
ما کرتا ہے وہ و نرات فریادی سے بے کھٹکے مظالم پیشگان فتنہ پرور دار پر کھٹکے	جفا کاران ظالم اسکی خدمت میں بھین بھٹکے ستم کاران بد اندیش اس کے ملک سے کھٹکے	
	بحرام پیشگی اقدام سے آگے بھین بڑھتی و کھیتی اور بھلی کی بیل بھی منڈوئے بھین چڑھتی	
بسم کرتے بہن افراد رعایا شاد کامی سے پلیس اپنے فرائض پر ہے قائم نیک نامی سے	شہ ذی شان ہے واقف انکے حالات ہنگامی سے ہر اک صوبے میں ہمارے امان خوش اطمینانی سے	
	دکن میں قدر کے قابل بنے خدمات بھگن کے سیاست پروران و دور میں مداح ہیں جن کے	
جوانمردی میں شہزادوں سے چائے سبق پایا شجاعت میں شجاعان عرب کا ہے یہ ہم پایا	قنون حرب میں استاد لانی نظر آیا سدا ہے اسکے سر پر حیدر گرا کا سایا	
	پہ سالار اعظم ہے یہ اپنی فوج شاہی کا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے دل ہر سپاہی کا	
بناسرا فسر الملک شجاع اس فوج کا فسر ہے عثمان یا جنگ اس فوج دیر اس کا فسر		



اسی دولت کے صدقے میں ہے وہ کرنل سے نام	بڑبائی اسکی عزت شہ نے ایڈمی سی کے عہد پر
وزیر فوج اس کا خانخانان دلاور ہے	جفاکش ماہر الدولہ اسی کا میر دقتر ہے
مد اعلیٰ اور مخارج پر ہے بنی ہر حساب اسکا	اصول خاص پر مثال ہے ہر اک تدو باب اسکا
سیاق و قمری اس ملک میں ہے لاجواب اسکا	ہر ایک اقلیم میں ضرب اشل ہے انتخاب اسکا
جمیب الدین محاسب اور جنرل کنٹرولر ہے	گلینسی اس کا فینانشل مددگار نیٹر ہے
خزانہ شاہ کا معمر افضال الہی سے	قلوب خلق ہیں بہر پورا اسکی خیر خواہی سے
ہے روشن سلک اسکی شاہ کی روشن نگاہی سے	ہمیشہ چشم بدین دور ہے اقبال شاہی سے
مال اندیش اک مرد جوان ہے مہتمم اس کا	دیانت کیش نصر اللہ خان ہے مہتمم اس کا
اسی کی مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں امیر اس کے	صدائق کی صفت ہیں فرد کامل ہیں امیر اس کے
تجمل کے سبب ہیں صاف گوشت پذیر اس کے	تفحص اور تفتق ہیں صفات بے نظیر اس کے
عہد الملک کی دیر نیکی کی داودیت ہے	فریدون جنگ کی رائے رزین سے کام لینا ہے
وہ شج و بسط سے ہوتا ہے ہر تحریر پر قلم	تجمل کے سبب ماقول و قول تقریر پر قادر
فراست کی بدولت بر محل تدبیر پر قادر	کیا اسکے تدبیر نے اسے تفتدیر پر قادر
دبیر آسمان - لوح و قلم - سب اسکے گہر ہیں	اسی کے مقہد احمد حسین نکت پرور ہیں

۱۵ اصطلاح کوئی نہ  
خزانہ عامر کی ملک کا



اطبا اسکے ہیں سب بے بدل فن طبابت میں فلاطونان عالم راہن ہیں انکی خدمت میں	ہر اک انہیں کا ہے ضرب اشل وصف خلقت میں ارسطو اسکے شاگردوں سے ہے آئین حکمت میں
ارسطو یا جنگ اس کا طبیب ماہر فر ہے حکیم نامور شہ میر خان اسٹاٹ سر جہ ہے	
دیانت اسکے عہد ہیمنت میں مسکراتی ہے اسی کی دہاک سے ناراستی وقت اٹھاتی ہے	خیانت خوف سے اسکے ہمیشہ منہ چھپاتی ہے سچائی کی صفت ہر طرح اسکے دکھ جاتی ہے
وہ دل سے چاہتا ہے راستی اور نیکنامی کو بنایا عرض یگی اپنا صداوقی جنگ نامی کو	
سخن کا قدروان ہے اور جہد ملی میں کیتا نکات شعر کو باریک بینی سے سمجھتا ہے	اسکی نکتہ دانی کا سخن سخنوں میں چرچا ہے سخن فہمان عالم کا یہی ملجا و اوہی ہے
جلیل نامور کو اس نے بخشا رتبہ عالی اسی کے عہد میں حاصل ہے اختر کو خوش اقبال	
رعیت اسکی ہے خوشحال کھیتی کے مہل ہے نوران حقہ لیا جاتا ہے انکی جمع کمال ہے	خزائن اس کے مالا مال تو غیر مدخل سے دعا سرکار کو دیتے ہیں نمبر دار بے لال ہے
امور مال میں ڈنڈا پ ہیں اعلیٰ نظامت پر وکن کو ناز ہے جنگی بزرگی اور قدامت پر	
رنجائیاں لگ گئی نامرچا ابواب زراعت میں تقواوی سے نہ اکر تہ ہے ہنگام ضرورت میں	ید طولی ہے شہ کو ہر طرے علم فلاحت میں خزائن وقت ہے اس کا کشاورز و انکی رحمت میں
فتح الدین بزرگ اس کے صوبہ داروں کے	



	محبت ہے جنہیں حب سے زیادہ کاشتکاروں سے	
تجارت جبر سے محفوظ اور سختی سے ہے ہار کا کیا انگو مرعات شہی نے شاہ کامنوں	اصول شام ہے آزادی تجارت کا قانون گہٹا محصول شاہی اور حاصل اسکا روز افزون	
	اسی صیغے کا ناظم لعل خان ہے جان نثار کا بڑا یا خلق میں خوش انتظامی نے وقار اس کا	
امور عامہ پر ہے توجہ اس کی سرنامہ ہر اک فرقہ رعایا کا ہے اپنے اپنے مذہب کا	اسی صیغے سے رکھتا ہے تعلق مذہبی و فتر بہم وابستگی انکو ہے مثل رشتہ و گوہر	
	سپر و جید رمی ہے دفتر اعلیٰ عدالت کا تعلق ہے اسی سے کو تو الی اور طبابت کا	
مکمل ہو گئی اب مجلس عالیہ دولت ہوئی منظور شدہ سے رکن زائد کی نئی ہمت	بڑے ارکان مجلس اور یحییٰ باقی رہی قلت سراج کلمہ دان کو کی عطا مجلس کی حرکت	
	بنایا میر مجلس حاکم الدولہ بھادر کو بلندی اس نے بخشی پایہ استر و تفاخر کو	
اسی کارکن ہے عبدالغفور محدث گتر اسی مجلس کا ہے ذوالقدر جنگ قدرون	اسی کا ہے نظامت جنگ نامی رکن نام اسی ہائیکورٹ کا اک جج ہے سید ہاشم لایر	
	مشیر شاستر باقم ملند ایک اس کا مہر ہے ضیاء الدین فاضل مفتی دین پیر ہے	
توسیع اصول مجلس وضع قوانینش یائین بہین طرز ہمایون و اوتنیش	بحکم خسرو می ہر لحظہ صادر شد فرامینش برسم خسرو ان و برین دستور و آئینش	



	قوانین و قواعد از برائے ملک جاری شد مشیر صبیحہ قانون اوکشا چاری شد	
وہ صبیحہ - صبیحہ تصدیق دستاویز نام اسکا ہوا تھا دولت خضران مکانی میں قیام اسکا	حقیقت میں ہے توثیق عہد و خلق کام اسکا کمال ہو گیا شہ کے کرم سے انتظام اسکا	
	ملا جنرل انیساکر کا عہدہ جارج ہندی کو توثیق کر دیا دولت نے اسکی حق پسندی کو	
نصاب صبیحہ تعلیم کو کامل کیا اس نے مصارف کے لئے سرمایہ وافر لیا اس نے	ہر اک حلقے پہ اک ناظر مقرر کر دیا اس نے بہت سا انتظامی بار اپنے سر لیا اس نے	
	لطیفی کو مستر کر دیا اس کی لطافت پر ہنرمند و نکو اطمینان ہے جنکی لیاقت پر	
مستظم انتظام پوسٹ میں ہے شہ کی سبکی اسی عہد ہمایون میں ہوا مینا ڈر جاری	مستین اسکے کرم سے انتظامی و قنین ساری سنا ہے ہو رہی ہے آجکل کی چلی کی تیار	
	اسی ہر رشتہ نامی کا ناظم ٹاکس ہو من ہے اسکھ اللہ بڑا ذی تجربہ اور ماہر فن ہے	
فن تعمیر میں اس نے مذاق خاص پایا ہے کمال فن میں میر احمد علی کو آزا پایا ہے	ہر اک ایوان شاہی بر محل سے بنایا ہے براہ قدر وانی ہر مرتبہ اس بڑا پایا ہے	
	رواق بادشاہی میں دست ترکی بنا ڈالی ایسی ذات سے ہے اس ریاست کی خوش آفا	
رفاہ عام میں اسکی مسرت عین فطرت ہے جد ہر دیکھا آدہ ہر باندی جھٹلاں صحت ہے		



نہوں کا فیض جاری ہر طرف آثار رحمت ہے	ہمارا راحت و آرام سب اسکی بدولت ہے
کثیر و ازیر کو کر دیا اس نے صفائی کا	اسی در سے اُسے موقع ملا بخت آزمائی کا
نظام صرف خاص خسرو می بہتر سے بہتر ہے	وکن مین ملک اس کا ایک صوبے کے برابر ہے
کئی تحصیلدار و سپرنٹنڈنٹ افسر ہے	ہر اک تحصیل پر تحصیلدار اس کا مقرر ہے
اسی کا مقصد ہے نیک طینت راے سر لیدر ہے	وکن مین جسکی خیر اندیشیوں کا ذکر ہے گھر گھر
بفرق تاجدار ما بود دست پید اللہی	بدست اقتدار او زمام ملک پکچا ہے
درآمد تا بطلش نور عین آسمانجا ہے	عیان شد اقتدار و ولش از ماہ تا ماہی
چو حسن انتظام صورت خورشید روشن شد	انفاؤش در سواد ملک از دست اہل حرمین شد
یہی ہے سر پرست علم اہل فضل کا حامی	بہتر مند و کشائوق قدر دانی سے ہونامی
فنون خاص مین اسکی توجہ سے نئی نمای	اسی کی پختہ کاری سے اسے کہتے ہین علای
مؤلف مین اسی سرکار کا ہون اک زمانے سے	جہان مین وقف ہے دولت مرے علمی خزانے سے
مری تالیف قانونی سے واقف اہل فہمین	مرے شعر و سخن کے قدروان ارباب جو فہمین
فن تاریخ مین میری کتب بہتر سے بہتر ہیں	لغات فارسی مین میری تصنیفات اکثر ہیں
فلاحت کامری شمع ہے فلاحان اکبر مین	جس کا تذکرہ تاریخ گو بیان سخنور مین



اسی دولت نے پالا مجھ کو آخرش محبت میں ہوئی منتوں نامیری اسی غلج تھابت میں	سنجھالا ہوش اسی سرکار عالی شان کی دولت میں برس چرمیں گزرے آصف سادس کچھ
نہک پروردہ دولت ہون میں سرکار عالی کا جوانی میں وظیفہ ملکیا سپرانہ سالی کا	
مری نیشن میں استحقاق سے بڑھ کر رعایت کا کرم شہ کا میرے اشغال علمی پر نہایت ہے	ہر اک موقع پہ انعامات سے مجھ پر رعایت کا اسی سرکار سے میری مدد سچا رعایت کا
مری اولاد نے پائے میں عہد سے اس یاست میں بھگواند وہ کامل ہن تدین اور فرست میں	
اسی دولت سے سہ پہر مجھ کو خطاب جنگی خانہ کا بیکار سے مشاغل اسے مامور سلطانہ کا	اسی سرکار نے دی مجھ کو اک شمشیر لائمانی تفنگ میں قیمت ساعتی فرمود ازانی
ملے بڑش سے دواغرا اسی دولت کے صدقہ میں میں خلعت سے ہوا متاز اسی دولت کے صدقہ میں	
متعلقہ اول تھا ولا عہد جوانی میں نمایان خدمتیں کین دولت غفران کا میں	بس کی زندگی اور عمر گزری کامرانی میں صلے ہر اک کے پائے میں نے ان کی نگاہ میں
بہت سے انقلابات زمانہ بیش و کم دیکھے بڑھاپے میں جہان آقاے نعمت کے قدم دیکھے	
اسی گلزار میں مثل چمن ہے خاندان میرا ہوا خواہی سلسلہ گلشن کی ہے نام و نشان میرا	چمن میں ہے ولا اک شلخ گل پر آشیاں کا رہے سر سبز یارب تاقیامت باغبان میرا
اسی کے دم قدم سے آمد باد بھاری ہے	



	عرق ریزی سے اسکی اس چمن کی آبیاری ہے	
شہا تیری بدولت مال دولت مجھ کو حاصل ہے تو میرا قدر دان اور قدر و قیمت مجھ کو حاصل ہے	ترے اقبال سے اقبال مغرت مجھ کو حاصل ہے شفقت سے تری تیری محبت مجھ کو حاصل ہے	
	توئی آقائے من۔ من بندہ درگاہ ویشانت تو جان عالمی۔ جانم فداے لطف و احسانت	
مہدس کامرے چاروں طرف عالم میں چرچا ہے مرا حسن طلب تیری توجہ کے سوا کیا ہے	تری موج و ثنا میں یہ مرا نا در قصیدہ ہے جھکیل نامور کے فیض سے میرا یہ دعویٰ ہے	
	ترا تاج کوئی مجھ سے بڑا کر ہو نہیں سکتا مرا نقاد کوئی تجھ سے بڑا کر ہو نہیں سکتا	
اکہی تا ابد قائم رہے اس شاہ کا کیا عریفہ جب پریشان حالیوں نگاہ میں نہ پہنچا	بسکدوش اس نے مجھ کو فکر آئندہ سے فرما مری عین علالت میں یہ حکم خسروی آیا	
	وعدا دوار ہو تو تم مطمئن شے کی عنایت سے وظیفہ پائین گے پس ماندگان مدد رعایت سے	
اکہی جب تک انسان میں زور طلاق ہو بہم دست و قلم میں داو راجب تک رفاقت ہو	طلاق میں خدا یا جب تک اے صنف صداقت قلم میں یا خدا جب تک رقم کرنے کی طاقت ہو	
	شہ عثمان ہوا اور ملک دکن کی حکمرانی ہو اوکن کی سلطنت چہ پایہ تسلیم ثانی ہو	
جہان میں جب تک قائم رہے یار بھائی رہے جب تک اکہی سلطنت پر حکم سلطانی	میر شاہان پر ہو جب تک اکہی ظلم و نروانی خدا یا جب تک استقامت رہے تار عثمانی	



	<p>سریر آراے ملک آصفی عثمان عظیمیان ہو          علی ہو اس کا حامی اور مددگار اس کا عثمان ہو</p>	
--	---	--



# دیوانِ والا



زبان اُردو کا دیوان جس میں استادانِ سلف و حال کی طرحوں کی تحریکیں

طبعاً

شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز خاں بہادر و لا تخلص

جنتی

جسٹری سب قبا عدنا قذہ ملک سرکار عالی ہو چکی ہے حقوق محفوظ ہیں

عبدعزیز الطالع حیدر آبادی







## فہرست دیوان اردو (نیرنگِ سخن)

صفحہ نمبر	مطلع غزل	صفحہ نمبر	
۱	یہ مطلع دیوان ہے مطلع تری طلعت کا	۱	بسم اللہ عنوان ہے عنوان تری مدحت کا
۲	تقدیر کی مابین امتضا تری قدرت کا	۲	القاب قدر قدرت تمنہ تری ولت کا
۳	مطلع یہ نرا ہے مطلع تری طلعت کا	۳	خورشید پہ ہوتا ہے دہو کا تری صورت کا
۵	یہ عاشق بندہ بے دام ہے تیری محبت کا	۴	وہ دہمنی دست ہے لے یا تیرے دل کا
۶	عجب کیا ہے جو رہے ہمہ باران تیری رحمت کا	۵	بہا کرتا ہے دریا آنکھ سے اشکِ ندامت کا
۸	اثرِ رنگِ گینے غلام کی شوخی اور شرارت کا	۶	میں عاشق ہوں مہرِ معشوق پر کالہ بے آفت کا
۹	اب دل سے مرے ضبطِ الم ہو نہیں سکتا	۷	ہجران سے زیادہ کوئی غم ہو نہیں سکتا
۱۱	جنتِ مریجانِ مہین ہے دم ہو نہیں سکتا	۸	کیا ترک کرین عشق کو ہم ہو نہیں سکتا
۱۲	نالوں سے کبھی ضبطِ فنان ہو نہیں سکتا	۹	فریاد سے بند اپنا دہان ہو نہیں سکتا
۱۳	ہر سر و چمن سرورِ روان ہو نہیں سکتا	۱۰	ہر روحِ روان ہو مریجان ہو نہیں سکتا
۱۵	کھدین ہو نہیں مین کھون بان ہو نہیں سکتا	۱۱	تردین مینِ لعل ہے زبان ہو نہیں سکتا
۱۶	بزمِ مینِ مجکو سوا شرم کے حامل نہوا	۱۲	کبھی خلوتِ مین تری یار مینِ داخل نہوا
۱۷	اس کا دھوے کبھی تسلیم کے قابل نہوا	۱۳	کبھی سورج ترے عارض کے حامل نہوا
۱۹	کون ہے وہ جو ترے حسن پہ مال نہوا	۱۴	خلقِ تجھسا کوئی اسے حورِ ثمال نہوا
۲۰	گلِ رخسار کبھی پھول پہ مال نہوا	۱۵	ہا جب تک تری گردن مینِ حامل نہوا
۲۱	ماہِ تابانِ نیگیا خاکا اسی تصویر کا	۱۶	جب کہ کچھ نقشہ کسی کے روئے پر تصویر کا
۲۲	تھامِ ادا مِ نفسِ صبا داسِ پنجر کا	۱۷	کچھ نہ پوچھو حال میرے مالہ شبکیہ کا



۱۸	جانان جو ترا عاشق خاک کف پا ہوتا	۲۳	واسن کے تصدق میں آنکھوں میں پاتا ہوتا
۱۹	بے وجہ اگر ہم سے وہ یار تھا ہوتا	۲۴	دم اپنا اسی غم سے گھٹ گھٹ کے تھا ہوتا
۲۰	جب شہرت جان پر ورس لب سے پاتا	۲۵	بیچارہ ترا دلبر مر کے جیسا ہوتا
۲۱	مرے جاتے تھے تم روا کیسا مسکراتا	۲۶	ہمکاتے تھے ہم پر آہ وہ بھی کن مانا تھا
۲۲	اگر مقصود آنا تھا تو دشمن کرنا مانا تھا	۲۷	اگر تنہا نہ آیت کا ارادہ تھا نہ آنا تھا
۲۳	کفن کی ٹھہر چادر خاک دفن کا بچھوٹا	۲۸	جھکان ہم سر سے تھے وہ کسی تربت کا کونا تھا
۲۴	نچکولے جان جو عشق قہر بالا ہوتا	۲۹	پھر مرا عالم بالا پہ حوالا ہوتا
۲۵	دلیر آتش تو جگر میں مرے پھالا ہوتا	۳۰	آہ لب پر تو زبان پر مری نالا ہوتا
۲۶	دل عاشق جو ترے غم سے بھرا ہوتا	۳۱	دل ترا در سے خالی نکل آیا ہوتا
۲۷	اگر حقیقت کو تری میں نے نہ پایا ہوتا	۳۲	اپنے دلیر ترا نقشہ نہ جیسا ہوتا
۲۸	اگر مرد مسلمان کو کبھی عشق صغر ہوتا	۳۳	یہاں بت کی پریش اور وہاں طغ جرتا
۲۹	اگر عاشق تمہارا عشق میں ثابت قہر ہوتا	۳۴	نیرسوا کی کا ڈر ہوتا نہ رنج درد غم ہوتا
۳۰	جو اوراق فلک پر حال لایا رقم ہوتا	۳۵	نیشن سرفراز زین سرفراہ قلم ہوتا
۳۱	سپتے ہیں ہم رنج و الم آپ کا	۳۶	ہے دل ناشاد میں غم آپ کا
۳۲	عشق نہ ہوتا جو صنم آپ کا	۳۷	جھکو نہ ہوتا کبھی غم آپ کا
۳۳	اسکی برباد کیا خواہاں اگر ہو جائیگا	۳۸	خانمان برباد تیرا در بدر ہو جائیگا
۳۴	وہ اگر کوٹھے پہ اپنے جلوہ گر ہو جائیگا	۳۹	نور باطن ہدیہ اہل نظر ہو جائیگا
۳۵	برقی سے تر الپ تنوں سے قہرانا	۴۰	ست عارفانہ نورین بجلی کا انبالا
۳۶	خیر ہے کہ دے نہ دے نہ دے نہ دے نہ دے	۴۱	غم دلین فناں لب پر زبان پر مری نالا



۳۷	دل نے مجھ سے مین اچھل کر اچھا لالا	۳۷	تیرے قہر بالا کا ہوا عشق دو بالالا
۳۸	زلف لیلیٰ سے ترمی کا کل کا جھگڑا ہو گیا	۳۸	جب تو مجھ کو کو بنوں عاشق کو سو دھو گیا
۳۹	کیون نہ پٹا ہے اسے غلام تجھے کیا ہو گیا	۳۹	غیر کو چھپا ہے عاشق تجھ کو دھو کا ہو گیا
۴۰	آج کل کیوں حکم تیرا سب سے بالا ہو گیا	۴۰	کیوں حکم تیرا زمانے سے زالا ہو گیا
۴۱	خطا نکل آیا تو حسن اسکا دوبا لا ہو گیا	۴۱	ماہر کے چاند سے کھڑے پہ بالا ہو گیا
۴۲	اپنے پھلوں سے کیا کیل ل چو اپنا کھو گیا	۴۲	کام اس صدمے سے لے دلیر ہوا ہو گیا
۴۳	غم نے کچھ اس قدر تجھے لا غربنا دیا	۴۳	فرش زمین مریض کا بستر بنا دیا
۴۴	عاشق کے دل نے یار کو دلیر بنا دیا	۴۴	اُس دلربا نے غم کا آستہ گھر بنا دیا
۴۵	عارض کو جب خدا نے گل تر بنا دیا	۴۵	گلشن نے شاخ گل پہ مرا گھر بنا دیا
۴۶	اشکو کو موج غم سے سمندر بنا دیا	۴۶	قطروں کو آب اشک نے گوہر بنا دیا
۴۷	منہ چھپا برین لے ماہ فانیہ دیا	۴۷	چاندنی رات ہے کھٹے پہرہ چھوڑ دیا
۴۸	اپنے قابو میں ہے گول سے دھوا دیا	۴۸	پر کسی اور کے قابو میں ہے قابو اپنا
۴۹	ہے دامن مرے عشق کسی وقت جاکا	۴۹	جو خانہ بر انداز ہے طناز ہے بائیکا
۵۰	کیون ہو نہ سکا وہ صفائے نگاہ کا	۵۰	کیون ابھی ہوا اتنا فتنہ نگاہ کا
۵۱	مانا ہوا یہ تو ہے ہوس کی زبان کا	۵۱	اُس گلشن عالم میں ہے رخ فتنہ زبان کا
۵۲	عاشق کے دل میں ہے عالم ہمارا	۵۲	کیا ہو گیا ہے عشق کسی کا خدا کا
۵۳	وہ بہرہ خیم ہوتے ہیں انیس یار کا	۵۳	پتھر ہیں یہ تیرے ہر پہرے خدا کا
۵۴	کیا اعتماد ہستی کا پاندار کا	۵۴	کیا اعتماد ہے باز نہ کی ستمدار کا
۵۵	پروردہ قدیم ہوں پروردگار کا	۵۵	بالا ہوا غلام ہوں آقا کے یار کا



۶۸	خدا جانے تجھے یہ ہو گیا کیا	۵۶	کے تو نے ستم عاشق پہ کیا کیا
۶۹	کہا عاشق نے میرے حق میں کیا کیا	۵۷	وہ کہتے ہیں عدو سے کچھ سنا کیا
۷۰	ابھی تو دیکھے ہوتا ہے کیا کیا	۵۸	بہت کچھ اور ہوتا ہے ہوا کیا
۷۱	اسکے اس فہم کو میں پہیر سمجھ کا سمجھا	۵۹	غیر کو اپنا وہ اپنے کو پرایا سمجھا
۷۲	کر سی یار کو میں عرش معلیٰ سمجھا	۶۰	یام دلدار کو دل عالم بالا سمجھا
۷۳	قنہ گر سلجھی ہوئی زلفوں کو اچھانے لگا	۶۱	جب کبھی عاشق پریشان کو سمجھانے لگا
۷۴	اپنا سایہ دیکھ کر میت سے تھرنے لگا	۶۲	جب ترے منہ کے مقابل قیامت نے لگا
۷۵	ہاتھ سے پھر دامن صبر و سکون جانے لگا	۶۳	جب کسی گل پیر میں پر دل مرا آنے لگا
۷۶	مہدم نالہ ہوا آج جو بلبس تیرا	۶۴	میں ہوا خواہ دل جان سے ہوں بگڑا
۷۷	تا قیامت رہے یہ دور تسل تیرا	۶۵	دل گرفتار ہے اسے حلقہ کا کل تیرا
۷۸	کبھی بھولے سے بھی ایجان نہ آتا تیرا	۶۶	یا دعا شق کو ہے پیمان کو بھلا تا تیرا
۷۹	دل چرا کر مری جان آنکھ چھڑا تا تیرا	۶۷	یا دوسے آنکھ چھڑو کون سے لڑا تا تیرا
۸۰	پڑا رویا کیا بستر پہ وقت آہ اٹھ بیٹھا	۶۸	شب فرقت میں عاشق کا لیٹا گاہ اٹھ بیٹھا
۸۱	میں اٹھ بیٹھا تو پھر چلنے کو وہ گاہ اٹھ بیٹھا	۶۹	بگڑا کر جب مرے پھلو سے وہ گاہ اٹھ بیٹھا
۸۲	کعبہ دل بخدا کا فرزند مہ سے ملا	۷۰	دور جانان کا پتا حلقہ کیسو سے ملا
۸۳	آبراری کا لقب اسکو اس آئینہ سے ملا	۷۱	ہمو کے نایاب مرا لشک جو لوگو سے ملا
۸۴	اسکے پر تو سے ہے عالم میں ہزار نام فقا	۷۲	طلعت جانان سے چلتا ہے ترا کا نام فقا
۸۵	ہے وہی راہ ہمارا راہ برجام شراب	۷۳	دست ساقی ہے وہی نام نظر جام شراب
۸۶	تیرے لب تک نہ ہوئی دستہ میں جام شراب	۷۴	دل ہی دل میں ہی آخر میں جام شراب



۷۵	شرم کی ہے تیرے عارض پر نقاب	۴	اس سے ہو سکتی نہیں بھر نقاب	۹۱
۷۶	عارض جلوہ ہے عارض پر نقاب	۵	تیرے عارض کی بنی ہمسر نقاب	۹۲
۷۷	جب سمجھتا ہی نہیں کوئی زبان عنید	۶	پھر سمجھ میں آئے کیونکر داستان عنید	۹۳
۷۸	عشق گل سے بڑھ گئی گلشن میں جان عنید	۷	باغ میں چلنے لگی سب پر زبان عنید	۹۴
۷۹	مرنے والوں کو جھٹم سے ڈراتا ہے طبیب	۸	جان نثار و کاخِ لطف نظر آتا ہے طبیب	۹۵
۸۰	آج تشخیصِ مرض کے لئے آتا ہے طبیب	۹	تختہ شش مجھے اپنا بنا تا ہے طبیب	۹۷
۸۱	آگے سے گرتے ہیں فطرتِ طحسین کی	۱۰	میرے رونے سے ہے جاری چوہرِ طحسین	۹۸
۸۲	آئینل سے بھر گیا یہاں تیرے نہیں آب	۱۱	نی گیا آنسو تو اتر ایدہ روشن میں آب	۹۹
۸۳	شام سے آگئی کیا شامتِ شب	۱۲	نورِ عارض سے گئی عزتِ شب	۱۰۰
۸۴	وجہِ تکلیفِ بنی خلعتِ شب	۱۳	میرے دل میں زہی الفتِ شب	۱۰۲
۸۵	انجامِ کار سے کبھی غافل نہیں جاب	۱۴	جے بے بصر گر ہے بڑا دور میں جاب	۱۰۳
۸۶	مہر و کسے انوکھاس سے ہے مجھ میں جاب	۱۵	کیا خود نما ہے آئینہ آتشیں جاب	۱۰۵
۸۷	فدا محسن پر ہیں حسینانِ یورپ	۱	ترے ناز پر ناز ہیں نازینانِ یورپ	۱۰۶
۸۸	غیر سے خوش ہم سے خفا کیوں ہیں آپ	۲	آئینہ عکس نما کیوں ہیں آپ	۱۰۷
۸۹	حقیقت کو ہم سے چھپاتے ہیں آپ	۳	بناوٹ کی صورت دکھاتے ہیں آپ	۱۰۸
۹۰	چرخِ مین سے گل کھاتے ہیں آپ	۴	ہتھیلی پر سر سون جاتے ہیں آپ	۱۱۰
۹۱	آئینہ دیکھ لیں جو مری چشم تر سے آپ	۵	حیران کچھ اس قدر ہوں کہ ہوں تجھ سے آپ	۱۱۱
۹۲	حیران آئینہ میں ہیں کسی نظر سے آپ	۶	آئینہ بن گئے ہیں جو اس کے اثر سے آپ	۱۱۲
۹۳	پسھراجِ محبت کے آفتاب ہیں آپ	۷	فروغِ حسن سے سو بجلی آپ تاب ہیں آپ	۱۱۳



۹۴	حجاب بزم سے گر کر نقاب میں آپ	۸	حیا و شرم سے دلدادہ حجاب میں آپ	۱۱۴
۹۵	کبھی شمن سے نہ گھبرائے آپ	۹	کام ہمت سے لے جائے آپ	۱۱۵
۹۶	آئے آئے جلد آئیے آپ	۱۰	میری آغوش میں آجائیے آپ	۱۱۶
۹۷	رات کی رات تو رہ جائے آپ	۱۱	جھٹ پٹے وقت چلے جائے آپ	۱۱۸
۹۸	جی میں آجائے تو پھر آئے آپ	۱۲	دل نہ بھلے تو چلے جائے آپ	۱۱۹
۹۹	کیا ہوا افسوس کس غلوت میں میں پڑا ہوں	۱۳	کون ہے دشمن ان جھپٹے میں کسے درستی	۱۲۰
۱۰۰	بانہ جب امنی لڑکے ہج ہر سے آپ	۱۴	کیوں کہلاتے ہیں پھر اپنی آنکھ کے منہ سے آپ	۱۲۱
۱۰۱	سیرے دشمن سے لڑی اُمّی نہ رہا ہے آپ	۱۵	لگ گئی آگ کلیجے میں ادھر آپ سے آپ	۱۲۳
۱۰۲	بے بائے وہ چلے آئے ادھر آپ سے آپ	۱۶	بھول کر راہ وہ بھنچے مرے گھر آپ سے آپ	۱۲۴
۱۰۳	نظر نہ آئی مرے گلے زار کی صورت	۱	نہ نکلی آج کوئی وصل یا ر کی صورت	۱۲۶
۱۰۴	گزری خیال زلف میں ایسا ن کام ات	۲	دیکھا کیا میں خواب پریشان کام ات	۱۲۷
۱۰۵	کیوں ہوا دلدار کی لبت میں لال چاٹ	۱	بیدلی نے کر دیا کیوں گھر سے لیز لال چاٹ	۱۲۸
۱۰۶	دختر رز کے بلیب ہم سے ہوئی یار کی کاٹ	۲	چل گئی یہ بیخودان سن نہ نکار کی کاٹ	۱۳۰
۱۰۷	کاٹ میں کاٹ ترے بارے خدار کی کاٹ	۳	جسکی خجالت سے کٹی جاتی ہے توار کی کاٹ	۱۳۰
۱۰۸	کیا جوڑ تقدیر کا ہے تقدیر کی تائینٹ	۱	تذکیر تدبیر ہوئی تدبیر کی تائینٹ	۱۳۲
۱۰۹	تم شکایت مری اغیار سے کرتے ہو جوت	۲	لو کہنے پر مرے تم مجھ سے پھر نہ جوت	۱۳۳
۱۱۰	ہم سنتے ہیں جانی کو ہوتے غم کے گھر آج	۱	کر جائیگے ہم بھی اسی دنیا سے سفر آج	۱۳۴
۱۱۱	بہان مرے ہو کے نہ آتے وہ اگر آج	۲	موقوف نہ ہوتا مری دنیا سے سفر آج	۱۳۵
۱۱۲	جانان زہی فرقت میں کٹی شام و سحر آج	۳	بستر پہ تڑپتے رہے ہم آٹھ پھر آج	۱۳۶



۱۱۳	زلف بھان میں چھپے تھے اسکے کمر و فر کے بیچ	۱	آگئے ہم بیچ میں اور چل گئے دشمن کے بیچ	۱۳۷
۱۱۴	غنیچہ باغ نے جب کی دہن باری کی جانچ	۲	پھول جھڑنے لگے منہ سے ہوئی گفتار کی جانچ	۱۳۹
۱۱۵	چشم کرمان سے ہوئی خنجر خونخوار کی جانچ	۳	آب سے آب چمی مارنے کی باری کی جانچ	۱۴۰
۱۱۶	دل مرا حاضر ہے ظالم خنجر خونخوار کہینچ	۴	ہے سر تسلیم خم شمشیر جو بیدار کہینچ	۱۴۱
۱۱۷	آہ جو دل سے نکلتی ہے غبار کی طرح	۱	بھٹلاتی ہے سر چرخ ستار کی طرح	۱۴۲
۱۱۸	عارض تر بہن تری کامل چین کی شان	۱	گلشن میں شان گل سے ملی ستر کی شان	۱۴۳
۱۱۹	ہاتھوں سے ہاتھ آئی جو اسر گلبندی شان	۲	تشبیہ اسکی بن گئی نخل چین کی شان	۱۴۴
۱۲۰	تم کو ایام جوانی میں ہے آرام پسند	۱	ہو کہو ہنگام ضعیفی میں ہوا کام پسند	۱۴۷
۱۲۱	چاند کھٹنے لگا کمال کے بعد	۲	زور و سورج ہوا زوال کے بعد	۱۴۹
۱۲۲	جور سے باز رہا یار مرا میر سے بعد	۳	ہو گیا ہاتھ بھی خنجر سے خفا میر سے بعد	۱۵۰
۱۲۳	کبہ ڈھاؤ گے سترم میر سے بعد	۴	کس پہ برساؤ گے غم میر سے بعد	۱۵۲
۱۲۴	جاتی نہیں ہے دل سے میر سے گلبندی کا	۵	جس طرح عندلیب کے دل سے چین کا	۱۵۳
۱۲۵	جب ہوا زاہد کو اپنی یار سائی کا گھنٹہ	۱	کیون نہ ہو اُس بت کو پھر اپنی خدائی کا	۱۵۵
۱۲۶	ہم لکھا کرتے ہیں اس شوخ کو اکثر کاغذ	۱	چاک کر دیتا ہے بے دیکھے شکر کاغذ	۱۵۶
۱۲۷	لا ترے پر کو بنا دوں میں کہو تر کاغذ	۳	بال و پر سے کھین کر جائے نہ اڑا تر کاغذ	۱۵۷
۱۲۸	چے گل کو اگر ناز تری گلبندی پر	۱	خیمے کو تفاخر تری غنیچہ دہن پر	۱۵۹
۱۲۹	ہوتے ہیں خدا گل تیری نازک بدن پر	۲	قربان ہے بلبل تری گلاب سبزی پر	۱۶۰
۱۳۰	بستم یار کا غم سے ستم ڈھاتا ہے دشمن پر	۳	وہ جاتا ہے نیب کر تو بھٹکتی ہے سب پر	۱۶۱
۱۳۱	نقاب تار زار کا نہیں ہے کسے دوش پر	۴	چہ راغ اندر ہے چہ رو چہ چاہے کو کس پر	۱۶۲



۱۳۲	آبادہ کیوں ہوا ہے تو اسکے ہلاک پر	۵	بسل تیری نگہ کا ٹپتا ہے خاک پر	۱۶۳
۱۳۳	غصہ کچھ اس قدر ہے سنگ کی ناک پر	۶	کتنی نظر ٹری تو گس ان ہے خاک پر	۱۶۴
۱۳۴	جو میں نے دیکھی تھامی صورت بناو میں آنیہ	۷	جین روشن تھی کئی دن گم مری آنیہ میں کر	۱۶۴
۱۳۵	جلا لیں کپل ہمارا جاگ میں لگا کر	۸	بھائیں آنکھوں سے ہم بھی ریا پر آنیہ بھلا کر	۱۶۵
۱۳۶	میری خاطر خاطر زابد نہ اسے مختار توڑ	۱	مے سے کرسو بار تو بہ پھر سے سو بار توڑ	۱۶۷
۱۳۷	جب نہیں کھتی ہے تیغ ابرو و رخسار توڑ	۲	پھینک دے اپنی سپرے پھلوان کو ابرو توڑ	۱۶۸
۱۳۸	ہے ناز سے بہتر ترے انداز کا انداز	۱	انداز سے بڑھ کر ہے ترے ناز کا انداز	۱۶۹
۱۳۹	پر چھوٹا جو مجھے جلا دجنا کار کے پاس	۱	نیمہ گہری مجھے آجاتی ہے لوار کے پاس	۱۷۰
۱۴۰	ہوئی جو عاشق لانا کو گلبند کی تلاش	۱	تو عن لیب کو ہونے لگی چمن کی تلاش	۱۷۲
۱۴۱	تم نے مرے دل کو کر دیا خوش	۲	آباد رہو رہو رہو سدا خوش	۱۷۴
۱۴۲	خوش و تراقہ دل رہا بخشش	۳	رفقار ہے خوش تری ادا خوش	۱۷۴
۱۴۳	کرتا ہے سیکھ سے میں ہر مست و شرب	۱	پر دین بے خود کیے ہو ابے نقاب نص	۱۷۵
۱۴۴	حلقہ زلف میں تیرے مرے دلیر عاقل	۱	چودہویں رات کا ہے ماہ نور عاقل	۱۷۷
۱۴۵	نہ کیوں کسی سے اتنی بنے مردان کا عاقل	۲	وہ شعلہ جس سے کسی کا کرترا الٹھا عاقل	۱۷۸
۱۴۶	کبھی گلستان لعل ہو تو وقت خط عاقل	۳	کبھی گلزار باغ کلفت بنا تو وقت عاقل	۱۷۹
۱۴۷	بغداد مدت جب کبھی آتا ہے خط	۱	آپ کا آنکھوں میں پھر جاتا ہے خط	۱۸۰
۱۴۸	چلے جہان سے ہم اسے دلیر باحد خط	۱	یہ آخری ہے ہماری دوا خلد خط	۱۸۲
۱۴۹	جلنے لگی تو سنہ سے نہ نکل فناں شمع	۱	ضبط فنان میں خوب ہوا اتنا شمع	۱۸۳
۱۵۰	شعل کی طرح جلنے لگی جب بان شمع	۲	شعلے پر دود آہ بنی داستان شمع	۱۸۴



۱۵۱	یاد ہے اچھی طرح ہے ہم کو بچپن کا چراغ	۱	جب جلایا تھا دکن میں ہم نے یگانہ چراغ	۱۸۵
۱۵۲	ہے چراغ روز تیرے قہر روشن کا چراغ	۲	ماہ شب افروز شب میں تیرے سکن کا چراغ	۱۸۶
۱۵۳	قائم ہے جب کنا رحمت میں جائے زلف	۱	عارض سے گلے سے لپٹا کیوں بجائے زلف	۱۸۸
۱۵۴	جس ات لگ گئی مرے دلوں کو ہوائے زلف	۲	ایسا اثر ہوا کہ ہوا مبتلا سے زلف	۱۸۹
۱۵۵	دل مر کیوں ہو سو جان سے پروا نہ عشق	۱	شمع محفل ہے ترا عارض جانانہ عشق	۱۹۰
۱۵۶	شیشہ و جام سے معمور ہے مینا نہ عشق	۲	باو عشق سے لبریز ہے مینا نہ عشق	۱۹۱
۱۵۷	کیوں مجھ سے بنے بیٹھے ہوا بجان ابھی تک	۱	خاموش ہو کیوں تم پہ میں قربان ابھی تک	۱۹۲
۱۵۸	کئے جائینگے یوں جھٹکے تک	۲	میں سھون ظلم آپ کا کب تک	۱۹۳
۱۵۹	سوز سے میرے گلی ایل ترے ان میں آگ	۱	تیرے دامن نے گدا دی میرے جان میں آگ	۱۹۴
۱۶۰	تیرے نقشے نے گدا دی عارض روشن میں آگ	۲	شمع ہے جالی کے پردے کے ہر لہر میں آگ	۱۹۵
۱۶۱	ڈھاک کیا پھولا گدا دی ہے کسی نے بن میں آگ	۳	لاڈلہ دشتی سے روشن کوہ کے دھن میں آگ	۱۹۶
۱۶۲	زلف کی گئی نی رہتی ہے تیرے میں آگ	۴	کھاٹا کھاتی ہے تو پڑ جاتی ہے سارے میں آگ	۱۹۷
۱۶۳	کیوں ہو رہا ہے شوق میں بے اختیار دل	۱	کیوں جھکے ہا ہے تیری طرف بار بار دل	۱۹۸
۱۶۴	سب کے ہیں تیرے ہاتھ میں رو رو و گارو	۲	فضل و کرم کا ہے ترے امیدوار دل	۱۹۹
۱۶۵	پڑ گیا تو نفس تنگ کے پالے بلبل	۳	پڑ گئے آج تریحسان کے لالے بلبل	۲۰۰
۱۶۶	پڑ گیا آج تو کیوں عشق کے پالے بلبل	۴	تجاکو کرتا ہوں میں خالق کے حوالے بلبل	۲۰۱
۱۶۷	اس گلبد کو تنگ ہے تن پر قبائے گل	۵	کیوں کو بھی کی شرم سے دھجنا جائے گل	۲۰۲
۱۶۸	گلر جو سر میں کے گلے میں لگائے گل	۶	جائے میں چھپر خوشی سے نہ پھولا لگائے گل	۲۰۳
۱۶۹	پھولے ہیں آج عارض گل سر میں کے پھول	۷	نازک ہیں لال لال ہیں جیسے چمن کے پھول	۲۰۵



۱۶۰	جب کبھی آپہن آجاتے ہیں ہم	۱	بے خودی سے اپنی شرملتے ہیں ہم	۲۰۷
۱۶۱	جب کبھی آنکھیں اڑا آتے ہیں ہم	۲	لڑا گئی قسمت تو لڑ جاتے ہیں ہم	۲۰۸
۱۶۲	کوچے سے ترے اگر گئے ہم	۳	ایجان سمجھ کہ ہر گئے ہم	۲۰۹
۱۶۳	دل سے ترے کیا اتر گئے ہم	۴	جیتے جی ہائے مر گئے ہم	۲۱۰
۱۶۴	آراؤں کے چلے گئے اپنے مکان سے ہم	۵	چھوڑا قصہ تو روٹھ گئے آشیان سے ہم	۲۱۱
۱۶۵	ایسے تھکے ہیں نالہ و آہ و فغان سے ہم	۶	کچھ ہو گئے ہیں جان جہان نا تو ان سے ہم	۲۱۲
۱۶۶	قید مہتی سے نہ ہوں کب تک آزاد ہم	۷	دام سے زلفونکے چھڑ گئے نہ اے صبا و ہم	۲۱۳
۱۶۷	دوستوں کہتے ہیں کام اپنے فقط کام سے ہم	۸	پھر نظر آتے ہیں کیوں عشق میں کام سے ہم	۲۱۵
۱۶۸	دل لگاتے نہ اگر اپنے دل آرام سے ہم	۹	اپنے کاشانے میں بستے بہت آرام سے ہم	۲۱۶
۱۶۹	جب تھکے کسی کو عشق کا افسانہ ہم	۱۰	سننے والے کو بنائے تیرا دیوانہ ہم	۲۱۷
۱۷۰	عشق میں کہتے ہیں ایجان شربتِ مدد ہم	۱۱	اپنی زندگی سے بنے ہیں کن خیالہ ہم	۲۱۸
۱۷۱	جب بے بسی کو جان گئے بے کسی سے ہم	۱۲	قسمت کو اپنی مان گئے بسا ہی سے ہم	۲۱۹
۱۷۲	جس دن سے لگ گئے ہیں جان کسی سے ہم	۱۳	کھو بیٹھے اپنے دل کو عجب بے بسی سے ہم	۲۲۰
۱۷۳	بیکٹے ابرو کمان کیوں کر نشان تیر ہم	۱۴	ہو گئے کس کے اشاریے تیرے شیر ہم	۲۲۱
۱۷۴	گھائل ہوئے جو آپ کے تیر نظر سے ہم	۱۵	میتاب ہو کے رہ گئے زخمِ جگر سے ہم	۲۲۲
۱۷۵	محر و مہر جا رہے ہیں خدائے تیرے در سے ہم	۱۶	مابوس ہو رہے ہیں دعا کے اثر سے ہم	۲۲۳
۱۷۶	کیوں نہ اتریں ساحلِ مقصد سے لکڑیاں ہم	۱۷	رہتے ہیں لکھا سفید چشم دریا بار ہم	۲۲۴
۱۷۷	کیا قیامت کا اثر ہے آپکی تقریر میں	۱	دل کیجے جاتے ہیں جذبِ قوتِ تاثیر میں	۲۲۵
۱۷۸	دل و راجب سے پسند اس افسانے میں	۲	آتش سوزِ جگر اگل رہے آتشِ گیر میں	۲۲۶



۱۸۹	دہست ہونہیں جسے حاجت شراب نہیں	۳	وہ دل بھلا ہوں جسے لذت کباب نہیں	۲۲۷
۱۹۰	وہ کم سنی کے سبب خوگر نقاب نہیں	۴	نگہ میں شرم نہیں آنکھ میں چاب نہیں	۲۲۸
۱۹۱	نخل جاے مراد م جب پہنچ جاؤں میں	۵	تمنا بس یہی دل میں ہے اور دل نہیں	۲۲۹
۱۹۲	حسن دیدار میں تیری آنکھیں	۶	نور اہلکار میں تیری آنکھیں	۲۳۱
۱۹۳	کیسی خوشخوار میں تیری آنکھیں	۷	تیرے نکوار میں تیری آنکھیں	۲۳۲
۱۹۴	سخن شکر زبان شیریں فصاحت ہو گئی	۸	کئی بوسے مری نغمہ بابت ہو گئی	۲۳۳
۱۹۵	لیا دل دیکے دم کو عنایت اسکو کہتے ہیں	۹	دیا دل رکھ لیا غم کو محبت اسکو کہتے ہیں	۲۳۴
۱۹۶	تیری جفا سے گرجے صیبت کشیدہ ہوں	۱۰	لیکن نہیں مجال جو تجھ سے کشیدہ ہوں	۲۳۶
۱۹۷	ایجان ضبط اشک سے میں ابدیدہ ہوں	۱۱	گر کر تری نگاہ سے اشک چکیدہ ہوں	۲۳۷
۱۹۸	جسدن سے گلہ جو نگا کر جان زیدہ ہوں	۱۲	جسب امید چاک ہے دہن کشیدہ ہوں	۲۳۸
۱۹۹	ستم آج ہم پر نزلے ہوئے ہیں	۱۳	تجمل سے ہم بھی سنبھالے ہوئے ہیں	۲۳۹
۲۰۰	تلشے کو نالک میں آئے ہوئے ہیں	۱۴	وہ عارض سے پردہ اٹھائے ہوئے ہیں	۲۴۰
۲۰۱	عیادت کو اجاب آئے ہوئے ہیں	۱۵	نگاہوں سے ہم کو بچائے ہوئے ہیں	۲۴۱
۲۰۲	زبان اپنی اسے بد زبان تم سنبھالو	۱	نگہ کالی کبھی منہ سے اپنے نکالو	۲۴۳
۲۰۳	وفا داروں سے اپنے بیو قانامہ زبان کیوں	۲	جفا کے بعد بھی مجھ پر خفا یہ کیا کیوں	۲۴۴
۲۰۴	تم منظر قدرت خدا ہو	۳	یا آئینہ خدا ہوا	۲۴۵
۲۰۵	ظلم آپ کا اس سے بڑھ کے کیا ہو	۴	فرماتے ہیں کم ہے جو ہوا	۲۴۶
۲۰۶	اسے یار دشمنوں سے عداوت ہی کیوں نہ ہو	۵	ولدار دوستوں سے محبت ہی کیوں نہ ہو	۲۴۸
۲۰۷	آئے ہیں آپ دل بٹھانے کو	۶	اپنا عاشق مجھے بٹھانے کو	۲۴۹



۲۰۸	ہوانہ دلپاڑا کے ہو تو کیونکر ہو ۷	۷	دعا دعا نہ رہی پھر کھو تو کیونکر ہو ۲۵۱
۲۰۹	برق نگہ کو چمکا دو ۸	۸	صورت روشن دکھا دو ۲۵۲
۲۱۰	میں نے دیا ہوں ہر تھیں باہر کو زیادہ ۹	۹	نہیں مجھ کو کچھ بھی غم نہ تھیں باہر کو زیادہ ۲۵۳
۲۱۱	جس بہت سے طبیعت آگئی ہو ۱۰	۱۰	معتوق ہے اپنا جو کوئی ہو ۲۵۵
۲۱۲	تم حور ہو غیر تیری ہو ۱۱	۱۱	تم رشک بہتان آوری ہو ۲۵۶
۲۱۳	ترے عارض سے تیرے گھر میں پرکاش ۱۲	۱۲	قفس میں بند تھا ہے غنایاں تیرے ۲۵۷
۲۱۴	چھپتے اسلئے ہیں اپنے روتے روشن ۱۳	۱۳	نہ دیکھیں شمشاد کی عریانی تن کو ۲۵۸
۲۱۵	اے مرے صہبان ادھر آؤ ۱۴	۱۴	آج تک تھے کھان ادھر آؤ ۲۵۹
۲۱۶	میرے آرام جان ادھر آؤ ۱۵	۱۵	جار ہے ہو کھان ادھر آؤ ۲۶۰
۲۱۷	کھو چکے جب ہم جوانی کا مزہ ۱	۱	اب نہیں کچھ زندگانی کا مزہ ۲۶۱
۲۱۸	وہ اڑاتے ہیں جوانی کا مزہ ۲	۲	لوٹتے ہیں زندگانی کا مزہ ۲۶۲
۲۱۹	ہفتے لگے وہ لطف و کرم سے ملا کے ہاتھ ۳	۳	ادن کی دانے چھین لیا دل بٹا کے ہاتھ ۲۶۳
۲۲۰	دل اپنا لگ گیا جو کسی دلبر کے ہاتھ ۴	۴	پھر اپنے دل سے پیٹھ گئے ہم اٹھ کے ہاتھ ۲۶۵
۲۲۱	اے جفا جو تری جفا ہے یہ ۵	۵	اگر جفا نہیں تو کیا ہے یہ ۲۶۶
۲۲۲	حسن کیا ہے جڑی بلا ہے یہ ۶	۶	اگر چہ ظاہر میں خوش نما ہے یہ ۲۶۷
۲۲۳	خیر ہے آج وہ کیوں آئے ہیں تلوار کے ساتھ ۷	۷	ہم لیٹ جائیں گے اسے تیغ تیرے وار کے ساتھ ۲۶۸
۲۲۴	خبر بگفت ہیں آج تمھاری داک کے ساتھ ۸	۸	وزرات زندگی ہے ہماری تھنا کے ساتھ ۲۶۹
۲۲۵	دل اچھا ہے آج کسی دلبر کے ساتھ ۹	۹	عاشق کو سابقہ ہے کسی ہونہار کے ساتھ ۲۷۰
۲۲۶	وہ سر جھکائے بیٹھے ہیں شرم و حیا کے ساتھ ۱۰	۱۰	آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں ہم التجا کے ساتھ ۲۷۱



۲۶۷	جلوہ گرج وہ کوٹھے میں کس آن کے ساتھ	۱۱	جانہ ہو کر دھجکتے ہیں عجب شان کے ساتھ	۲۶۳
۲۶۸	انعام لیا کرتے ہیں اغیار ہمیشہ	۱۲	کیا ہم ہیں سزاؤں کے سزاوار ہمیشہ	۲۶۴
۲۶۹	آنکھوں میں تری آنکھ کی توار ہمیشہ	۱۳	کانوں میں تری تیغ کی جھنکار ہمیشہ	۲۶۵
۲۷۰	وہ کر کے پلٹ جاتے ہیں اقرار ہمیشہ	۱۴	ہم جا کے پلٹ آتے ہیں ہر بار ہمیشہ	۲۶۶
۲۷۱	جب ہوا آئینہ رو تیرے برابر آئینہ	۱۵	جھکو دیکھلانے لگا پھر اپنا جوہر آئینہ	۲۶۷
۲۷۲	گر نہ ہوتا اس خطا نازک کا جوہر آئینہ	۱۶	عکس کے بدلے نظر آتا مستور آئینہ	۲۶۸
۲۷۳	جب تری تصویر میں ہے روئے انور آئینہ	۱۷	آئینہ اندر ہے قائم اور باہر آئینہ	۲۶۹
۲۷۴	جب خود ہی دل تیرا ہے مرے دل پر آئینہ	۱۸	حیران ہوں کیوں چڑھاؤ تھے دل پر آئینہ	۲۷۱
۲۷۵	تم ہم پر کرو یا رستم اور زیادہ	۱۹	برداشت کئے جائینگے ہم اور زیادہ	۲۷۲
۲۷۶	جتنسا تو کرے ہم پستہ اور زیادہ	۲۰	اتنا ہی تجھے چاہینگے ہم اور زیادہ	۲۷۳
۲۷۷	کھین یارب بچاے مرے یار کی آنکھ	۲۱	کھین پھر جائے نہ مجھ سے مرے دل لڑائی	۲۷۴
۲۷۸	میں گیسرات تو آہٹ سے پہلی لڑکی آنکھ	۲۲	بند تھی شکر خدا دشمن بکارت کی آنکھ	۲۷۵
۲۷۹	جب کبھی ٹپکے عاشق پر مرے یار کی آنکھ	۲۳	کبھی جھپکی نصین اس طالب بید کی آنکھ	۲۷۷
۲۸۰	میری آنکھوں میں سما جائے اگر یار کی آنکھ	۲۴	میان بکریوں کی زبان کسی توار کی آنکھ	۲۷۸
۲۸۱	باعث بیماری عاشق تری بیمار آنکھ	۲۵	آکھ خوزیری واسق تری خو خوار آنکھ	۲۷۹
۲۸۲	خود غرض ہے عین سستی میں نرمی شہناز	۲۶	اپنے مطلب میں بڑی ہشیار ہے شہناز آنکھ	۲۸۰
۲۸۳	تیری صورت سے خیال دلی کدورت تیری	۱	اس کدورت میں نہاں مجھ سے محبت تیری	۲۹۲
۲۸۴	یار پاتا ہوں کچھ اتاری ہوئی صورت تیری	۲	آج کیسے ہے مرجان طبیعت تیری	۲۹۳
۲۸۵	غبار دل تصویر میں بنا تصویر بڑی کی	۳	بہرئی تصویر میں ہیں مری تفریق تیری	۲۹۵



۲۹۷	ہم کو اُلفت تمھاری موزت سے	۴	تم کو نفرت ہماری صورت سے	۲۹۷
۲۹۸	ہم بھٹکنے لگے تجھے شامت سے	۵	پھٹسگئے زلف کی عنایت سے	۲۹۸
۲۹۹	تم ہو معذور اپنی فطرت سے	۶	ہم بھی مجبور ہیں طبیعت سے	۲۹۹
۳۰۰	مقابل جب کسی عاشق کیے چشم ببار ہوئی	۷	کبھی سیکان کبھی خنجر کبھی تلوار ہوئی ہے	۳۰۰
۳۰۱	سید ابو گل ہوئے تھے سناج مر گئے	۸	آنکھیں کھلی نہ تھیں کہ جہان سے گزر گئے	۳۰۱
۳۰۲	کہتے ہیں وہ مدد سے مخالف کے گھر گئے	۹	وہ کیا گئے کہ ہم بھی جہان سے گزر گئے	۳۰۲
۳۰۳	مل گئے یار مرے لب جو ترے گالوں کے	۱۰	آج دم پھر تجھے تسکین ملی نالوں سے	۳۰۳
۳۰۴	آتش عشق بھڑکتی ہے مرے نالوں کے	۱۱	تن مرا چ نہ سکا آگ کے پرکالوں سے	۳۰۴
۳۰۵	تیری صورت ہے یا کہ صورت ہے	۱۲	یہ ہے بت یا پری کی صورت ہے	۳۰۵
۳۰۶	کیا صفا لی ہے کیسی صورت ہے	۱۳	دیکھ کر آئے کو حیرت ہے	۳۰۶
۳۰۷	ہر ادا میں تری نزاکت ہے	۱۴	ہر سخن میں ترے لطافت ہے	۳۰۷
۳۰۸	تیرے عاشق کو تجھ سے اُلفت ہے	۱۵	تجھ کو عاشق سے اپنے نفرت ہے	۳۰۸
۳۰۹	جب خفا ہو کے برس مجھے تم لے یا پر	۱۶	تم پیاو لے مرے اشکو لے لگا یا پر	۳۰۹
۳۱۰	گر نو پیہ ترا پر تو رخسار پر ہے	۱۷	پہم ضرورت کبھی سوچ کی نہ زہار پر ہے	۳۱۰
۳۱۱	بلائے وہ اگر ہم کو تو جلتے اپنی آنکھوں سے	۱۸	اگر تے قدم لگاتے اپنی آنکھوں سے	۳۱۱
۳۱۲	ادا لوں کی ادا اگر وہ دکھاتے اپنی آنکھوں سے	۱۹	تریکہ ہم قدم انکے لگاتے اپنی آنکھوں سے	۳۱۲
۳۱۳	اگر وہ چشم حیران کو ملاتے اپنی آنکھوں سے	۲۰	ہم انکو انکی تصویر میں کہاتے اپنی آنکھوں سے	۳۱۳
۳۱۴	زنگار زلفوں نے کیا نکالا ہے	۲۱	ایک کالی ہے ایک کالا ہے	۳۱۴
۳۱۵	قد تمھارا بلند و بالا ہے	۲۲	عاشقوں کے جگر یہ بھالا ہے	۳۱۵



۲۶۵	تو نہ منت ہے اور نہ بالاسے	۲۳	کھین باتوں میں آنے والا ہے	۳۲۰
۲۶۶	خدا جانے مرے کہنے کا مطلب آپ کیگا	۲۴	اگٹ کر بات کے سمجھانے والا کو خدا کیجیے	۳۲۱
۲۶۷	خدا جانے وہ اپنی کا کلچ پھانک کر کیا سمجھے	۲۵	بہت کچھ ہم نے سمجھایا مگر انکی بات سمجھے	۳۲۲
۲۶۸	بتوں کے حسن کو ہم تو خوش لے رہے تھے	۲۶	تم ایسے کو خدا سمجھے تو پھر تم سے خدا کیجیے	۳۲۳
۲۶۹	جو طبیعت مریدان خوف خدا کرتی ہے	۲۷	وہ برائی میں بھی عالم کا بھلا کرتی ہے	۳۲۴
۲۷۰	کیون نسیم سحری روز چلا کرتی ہے	۲۸	فقتہ برپا وہ گلستان میں کیا کرتی ہے	۳۲۵
۲۷۱	ہے زبان نیز بہت کچھ فرماتا کرتی ہے	۲۹	دکھتا ہوں اری تلوار تو کیا کرتی ہے	۳۲۶
۲۷۲	خدا جو عاشق ہمیں بنانا تو عاشق بنایا	۳۰	جو خجتن سے ہمیں ملانا تو جان سے نکال دیا	۳۲۷
۲۷۳	جو ہم کو پتھر خدا بناتا کسی کی لوح فرما دیا	۳۱	جو سنگد لے کبھی ملانا تو ایک ٹھوکرا دیا	۳۲۸
۲۷۴	ہیں حسیدان جس مچو تھانہ گس کے	۳۲	گشتہ شہرت دیدار تھے جو زنگس کے	۳۲۹
۲۷۵	وہ سوچتے ہیں ہمیشہ کلام سے بچنے کے	۳۳	وہ گھورتے ہیں جراب سلام سے بچنے کے	۳۳۰
۲۷۶	درگزر کی خبر آتی ہے سزا سے بچنے کے	۳۴	تیر کی کشش نظر آتی ہے خطا سے بچنے کے	۳۳۱
۲۷۷	آگے عاشق کی لڑی شرم دیا ہے	۳۵	پھر وہ عارض پر پڑی زلف سا ہے	۳۳۲
۲۷۸	عارض سے تری زلف رہا جہان آئی	۳۶	عاشق کو تر سے اسکی خیر تار آئی	۳۳۳
۲۷۹	بھروسے سے اوپر آج سواری کد آئی	۳۷	امید سے بڑھ کر مری امید بڑا آئی	۳۳۴
۲۸۰	المشہد کہ آئید بڑا آئی	۳۸	قست سے مجھے بار کی صورت نظر آئی	۳۳۵
۲۸۱	اگر تیری زبان پر دہم سے ختم ہو سکے	۳۹	غضب ہو جاتے اس تلوار تیرے دھم سے	۳۳۶
۲۸۲	تھارے عشق میں تیرے قدیم نام میں	۴۰	نہیں آسان کوئی اس امید میں تیرے	۳۳۷
۲۸۳	نہ ارمان لے سکے اور نہ ناکامی کا غم سکے	۴۱	نکلتا ہے اگر تیرا تو ممکن ہے کہ دم سکے	۳۳۸



۲۸۴	کیون تیرے آستان پہ بہت لہروں کا دم	۲۲	کیا بات ہے جو آج بڑا اہتمام ہے	۳۴۳
۲۸۵	ہم کو جہان میں عشق بت سبز فام ہے	۲۳	زہر نگہ سے کام ہمارا تمام ہے	۳۴۴
۲۸۶	طوطی کی طرح یا تو شیریں کلام ہے	۲۴	ذوق سخن حلاوت جان سکنا نام ہے	۳۴۵
۲۸۷	آپکے قدموں پہ چہ قربان ایجان ہم ہو	۲۵	یہ نہ آیا کچھ سمجھ میں آپ کیوں بہم ہو	۳۴۶
۲۸۸	جواب صاف ہو گیا اپنے مقدس	۲۶	اکہی گج ہم یا یوس جاتے ہیں ترے در	۳۴۷
۲۸۹	سبق ہم کو ملا اک فلسفے کا عشق و کبر	۲۷	محبت کی کشش ہونے لگی سینے کے اندر	۳۴۸
۲۹۰	میں دکر التجا کرتا ہوں اپنے دیدہ ترے	۲۸	اسی میں خیر ہے پانی گزر جائے مر مرے	۳۵۰



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ عنوان ہے عنوانِ تری مدحت کا  
 مین فیض سے سرمد کے سالک ہوں طریقت کا  
 خادم ہوں رسالت کا پیر و ہوں امامت کا  
 مین دل سے ہوا شیدا اس صانعِ قدرت کا  
 صورت مین یہ قدرت ہے صنعت مین نہ درشت کا  
 روشن جو ہر سینہ دل بن گیا آئینہ  
 چھرا ترانورانی روشن تری پیشانی  
 منظر مین ترے لے دل چار آئینہ منظر ل  
 آئینے سے پیدا ہے صورت سے ہویدا ہے  
 دیکھا رخِ انور کو پایا ترے منظر کو  
 خلاق کی قدرت سے انسان کی خلقت سے  
 محبوبِ خدا تو ہے معشوقِ مر تو ہے

یہ مطلع دیوان ہے مطلعِ تری طلعت کا  
 صدقے مین محمد کے پابند شریعت کا  
 سنی ہوں جماعت کا پابند ہوں سنت کا  
 انسان کیا پیدا جس نے تری صورت کا  
 خود صانعِ قدرت ہے عاشقِ تری صورت کا  
 ہاتھ آگیا گنجینہ یہ نور ہے قدرت کا  
 صورتِ تری لاثانی یہ راز ہے وحدت کا  
 شاہد مین ترے کامل تو راز ہے کثرت کا  
 جلوہ تری صورت کا درجہ مری حیرت کا  
 قائل تری وحدت کا شاہد تری کثرت کا  
 مین اپنی حقیقت سے عالم ہوں حقیقت کا  
 خالق وہ محبت کا عاشق ہوں مین الفت کا



صدیق سے دائم ہے تصدیقِ صداقت کی عثمان سے بلا منہ حاتم کی سخاوت کو اسلام کی دولت میں ایمان کی ملت میں جو یانِ حمایت ہے خواہانِ شفاعت ہے کیا پوچھے حال اپنا فرقت میں ملال اپنا خالق کی عبادت سے قرآن کی تلاوت سے وہ غیر ہے مین تیرا شیطان ہے عدو سرا جانان یہ غزل میری ہے حمد و ثنا تیری	فاروق سے قائم ہے انصافِ عدالت کا مولا سے بلا صدقہ رستم کو شجاعت کا شاکر ہوں میں نعمت کا ممنون تیری منت کا مستوجبِ رحمت ہے عاصی تیری اُمت کا خالق سے وصال اپنا پوئید ہے صہمت کا مولے کی اطاعت سے مشتاق ہوں طاعت کا یانِ ہار ہے پھولونکا وان طوق ہے لغت کا مطلع تیری مدحت کا مقطع مری طاعت کا
---	--

جب وحدت و کثرت کا شاہ ہے وجود اپنا  
ہوتا ہے **قولا** وہو کخلوت میں بھی جلوت کا

القاب قدر قدرت۔ نمنا تیری دولت کا سہ دست یدِ الہی مولا تیری طاقت کا تن بہتر ہے چھتا ہے ملبوس لیاقت کا رتبہ ہے رئیسوں سے اعلیٰ تیری حضرت کا بحشد سے بڑھ کر ہے رتبہ تیری صولت کا دولت تیری عثمانی صولت تیری لاثانی تو عدل میں نام آور انصاف ترا بہر ایمان ترا مذہب ہیں ان سے رفی سب کہتی ہے تجھے خلقت آقا سے ولی نعمت	(۲) تقدیر کی ماہیت امضا تیری قدرت کا پھر ماہ سے تا ماہی شمس و زری قوت کا سر پر ترے زیبا ہے عمامہ فضیلت کا فائق ہے امیر دن سے ادنیٰ تیری ولت کا دار اسے خزون تر ہے درجہ تیری ولت کا ہے سایہ یزدانی سایہ تیری دولت کا عالم میں ہے صورتِ مگر گسری تیری نصفت کا حامی ہے ترا مشرب بہر مذہب ولت کا ہر ایک کی ہے قسمت حصہ تیری نعمت کا
---	---



<p>وہ پھل تری طاقت کا ثمرہ یہ شجاعت کا خاتم ہے ساحت کا خاتم ہے سخاوت کا بختا ہے زمانے میں و شجاعت کی شہرت کا کتبہ ہر اک دل پر شاہا تری عظمت کا ہے فوق ہمیں تیرے شکرانہ نعمت کا سحر ہے ہمارے سر شاہا تری رحمت کا میں صاحبِ قسمت ہوں بدہ تری نعمت کا شعرہ تری صولت کا جھنڈا تری دولت کا حامی تری دولت کا حافظ تری شوکت کا اولاد کے سر پر ہو سایہ تری شفقت کا</p>	<p>تینے ترے پنجے میں نصرت ترے قبضے میں دولت کا دہنی ہے تو عثمانِ غنی ہے تو دارا و سکندر کی شہرت ہے فسانے میں مسکوک ترا ہو کر چلتا ہے شہِ حناور ہے تجکو فر اپنے احسان و سخاوت سے کو صفحہ ہستی پر لاکھوں ہوئے دستِ گر پروردہ نعمت ہوں وابستہ دولت ہوں دائم رہے دنیا میں قائم رہے دنیا میں سلطان دو عالم ہو خلاقِ معظم ہو قسمت تری یاد ہو آباد ترا گھر ہو</p>
<p>سب کچھ ہی دیا مجکو اب چاہئے کیا مجکو ملتا ہے والا مجکو صدقہ اسی دولت کا</p>	
<p>مطلع یہ ترا ہے مطلع تری طلعت کا اُس دن سے ہوا چو آفتابِ قیامت کا یوسف نے اُڑایا ہے خاک تری صورت کا قربان ہوں عیادتِ پر خرم ہے تری فرقت کا بیخانی میں شعرہ ہے زندہ کی کرامت کا اعجازِ صیحا ہے لٹکا تری قیامت کا شک و حل کے ہونے میں نقشہ شبِ فرقت کا</p>	<p>خورشید پہ ہوتا ہے دھوکا تری صورت کا جس دن سے ہوا شعرہ اس یار کی قامت کا لیٹا ہے جایا ہے نقشہ تری صورت کا کیا حال کھوں دلیر بیمارِ جہت کا پانی جو برستا ہے اشکوں سے ملالت کا جان بخشی لب کیا ہے جانِ دمِ عینے ہے وہ مست ہیں سونے میں ہمست ہیں تیرے</p>



دشمن اُسے چمکائے یاں دل میں سما جا  
وہ قبر پر آتے ہیں چادر بھی چمکاتے ہیں  
تھا بارگراں دل پر وہ اب نہ رہا مضطر  
ڈر کر تری باتوں سے چکر تری گھاتوں سے  
جب دل ہی گیا برسے بولا میں سنگمر سے  
اسے نخل قدیموزوں قربان ترخ گلگون  
اسے شمع رُخ انور پر واند بنے تجھ پر  
تازک نظری میری کیونکر ہوا داپوری  
وہ رہتے ہیں بن کھن کر وہ چلتے ہیں بن بکر  
آئینے میں صورت ہے آئینے کی صورت ہے  
بے حرم سزا پا کر ہم سہتے ہیں اسے دلبر  
دشمن کو وہ لاتے ہیں تبھ اُسکو دکھاتے ہیں  
کیا ہاتھ ملانا تھا بجلی کا لگانا تھا  
سینے پہ ہے کوہِ غم گھٹنے لگا اس کا دم  
مینا ہے زبان اور قل قل کی صدا لب پر  
خط دیکھ لیا میرا مطلب پہ تسلیم پھیرا  
اسے آشک جو قطر سے موتی نظر آجائے

پھلو کوئی ہاتھ آئے گرتیری شکایت کا  
پر دے میں چھپاتے ہیں انخامری تربت کا  
شاگر ہوں میں اسے دلبر اس تیری عنایت کا  
درجہ ترے ہاتھوں سے پایا ہے شہادت کا  
لجائے مرے سر سے یہ بار امانت کا  
ہے بارِ دل مخزون پھل تیری محبت کا  
پائے جو دل مضطر پروانہ اجازت کا  
ہر ایک ادا تیری مضمون ہے نزاکت کا  
دکھلاتے ہیں تن تن کر جو بن ہے کس آفت کا  
آئینے کو حیرت ہے یہ راز ہے حیرت کا  
ظاہر جو کرین تجھ پر ڈر ہے تری تجلت کا  
تکلیف بڑھاتے ہیں حیلہ ہے عیادت کا  
یہ قتل نمونہ تھا جانان تری حکمت کا  
عاشق کے لئے ہر دم سامان ہے مصیبت کا  
واعظ ہے بھان منبر شیشے کی ملاقا کا  
ہو کر ہی رہا پورا لکھامری قسمت کا  
اٹھ جلتے پھر آنکھوں سے پردہ تر غفلت کا

الفت کے ہیں ہم بھوکے پھلو میں ہے دل اس کے  
مقطع میں ولا اپنے پھلو ہے محبت کا



وہ دشمنِ دوست ہے اے یار تیرے مالِ دولت کا  
 عدو ہے آشنا نا آشنا محرم ہے خلوت کا  
 تنفر ہے مجھ اپنے عدو سے تیری الفت کا  
 سگِ زبان سے کچھ نفی نظر آتی تھیں اپنی  
 خیالِ خام نے اگر جگایا خوابِ غفلت سے  
 اُڑایا حضرتِ زاہد نے ناخ و خیرِ رزکو  
 وہ آہستہ اٹھے پھلو سے اٹھا در و زور وں سے  
 بلاؤں سے بچا یا اپنے جھپٹ ماقہ تم نے  
 تیری الفت ہے اُسکے آبِ گل میں سبکی خلقت میں  
 بچی قاصد کی جان وہ دیکھ کر اسکو ہو سے حیران  
 ترے حجام کی ہے تاک میں یہ دل جلا عاشق

بھان قائم باقید است دولِ بردار و آزارش  
 سرِ غیر نہ کرے حرمتی یوں دُختِ سرِ رزکی  
 وہ گلِ رو باغ میں ہے اپنا نالہ نغمہ بکبیل  
 ابھی تھی سر و صغریٰ نارل سے کم حرارت تھی  
 مرا جاتا ہے کیوں وہ بوا الہوس پور بہمن پر  
 جو منہ آئے وہ دشمن میں زمین پر اسکو دے مارو  
 کسی کو ذوق ہے شکر انوارِ تِنا نعمت سے  
 عدو سے کوئی کرتا ہے مدارا جس طرح عاشق

(۳۴) یہ عاشق بندہ بے دام ہے تیری محبت کا  
 لڑا کرتی ہیں آنکھیں غیر سے دعوے ہے حقیقت کا  
 میں اب سمجھا سببِ مجھ سے مر جانِ تیری نفرت کا  
 ہے سب آخوانِ باقی فقط ہے ڈہانچِ ہمت کا  
 ملا تھا خراب میں موقع جو ہم کو کسترِ راحت کا  
 فساد اس میں ہے اے ساقی تھیں حضرتِ اکبر کا  
 حواس اپنے گئے ساتھ اسکے تھا وہ ایسی شدت کا  
 رہی زلفوں سے دوری تھا اصولِ عامِ حکمت کا  
 ترا عاشق ہے اے معشوقِ تیرا تیری الفت کا  
 گرامِ فون سے پورا ہوا منشا سفارت کا  
 بنایا جب ترا خطِ قصہ ہے اسکی حجامت کا  
 اُمیدِ وصل میں ہوتا ہوں ایجانِ رنجِ فرت کا  
 دیا مفتی نے وہ خطِ آج قوسے اسکی حرمت کا  
 چمن میں آج کچھ رنگ اور ہے اپنی طبیعت کا  
 ابھی غصے سے کیوں پارا چڑھا تیری حرارت کا  
 کہنِ سالی سے سرِ چکارا ہے آج پنڈت کا  
 پھر اندازہ کرے میرے مقابل اپنی طاقت کا  
 کسی کو شوق اس عالم میں ہے کفرانِ نعمت کا  
 کوئی عاشق بنا دھیسے عدو، انصافِ صداوت کا



<p>وہ اسکے گوشت کا بھر کا یا اسکے خون کا یا سا کوئی آزاد ہے مے خوار ہے رند و بچی صحبت میں جر پھیلین تیلیان نکھین کلان میں بنگین اپنی اگر دعوے ہے دشمن کو تو پھر ثابت کرے مجھے بنایا ہے موکل کیوں عدو نے میرے شاہد کو سنائی تو نے فرد جرم کیوں اپنی شکایت کی ترتیب بچین کا بوسہ کر نہیں سکتا مجھے مجرم نصو کی مقبرہ ہر گز گواہی میرے دشمن کی</p>	<p>کوئی دعوت میں منصوبہ جاتا ہے عداوت کا کوئی زاہد بنا پابند احکام شریعت کا دکن کا ہیبتی آئینہ ہون بہوت ہیبت کا جوین بیٹھا ہے حاکم آج تو فصلِ خسرویت کا خیال اسکو رہے احکام قانونِ کالت کا صدائی کے لئے تیار ہوں منکر ہوں تہمت کا ہوئی عارضِ مادی عذر ہے حدِ سماعت کا عدالت میں یہی نشان ہے قانونِ شہادت کا</p>
---	---

گزالت سے جو پیش آئے عدو ہم اس سے بدالین  
وِلا ہر گز نہیں یہ مقتضا اپنی شرافت کا

<p>بہا کرتا ہے دریا آنکھ سے اشکِ ندامت کا (۵) خدا قاتل کو بٹھے مستحق ہوں یا جنت کا وہ آئے نزع میں تھا کج بود ہو کا عور جنت کا اگر مرتے تھے تم تجھ پر تو کیا تھی قتل کی حاجت عدو حرفِ غلط ہے پھر نصین تاخیر کی حاجت وہ عارض بن گیا ہے آئندہ عارض کی صحبت ریانِ بچ کے آخر چھنس گیا اُس زلفِ بچان میں کیا سیراب تو نے تشنہ لب کو آبِ خنجر سے لیا بوسہ یہ قدرت کا صانع ازل ہے جب</p>	<p>عجب کیا ہے جو برسے حمید بارانِ تیری تربت کا ملا ہے تیرے ہاتھوں جب مجھے درجہ شہادت کا تو فرمانے لگے میں ہوں برا ہو تیری غفلت کا شکار یہ نہ تھا ہر گز تقاضا آدمیت کا اگر نا کچھ نصین مشکل مر جان حرفِ علت کا خیال اُنکو ہے کیوں اٹھوں پھر چھپتی زیت کا یہ پھندا بال کا ہے چ ہے یا اپنی قسمت کا عفاک اللہ پانی سر سے گز رہے شہادت کا ہوا عاشق تری صورت سے اپنے حسنیت کا</p>
--	---



عیادتِ تعزیت و نون بہن مکن ایک محفلے مین  
 کروں کیا مرثیہ کافی بال سے باریک ہے مضمون  
 وہ تصویر اپنی میرے ہاتھ سے لیکر یہ کہتے ہیں  
 میرے جوشِ محبت کا تماشا دیکھ لو چل کر  
 تو غل عاشقی کا بڑھ گیا شاعر بنے مسم بھی  
 مقید ہو گئی وہ بڑھ گئی جس دن سے آراہی  
 نشانِ باقیِ نصین دینا میں اُٹھ لے کی ٹھوکر سے  
 تو دوسرا تہ ہے کیوں وائس کی سورت کو نمبر پر  
 وہیں ہم جل رہے شمعِ رخِ انور پہ اسے ظالم  
 ترا حامی ترے سر پر ہوا دستِ یدِ اللہی  
 حداقت آپ کی عینے جو تشخیصِ مرض کرتی  
 بلا میں لیکے وہ بوسے پہ بوسہ دیکے کہتے ہیں  
 مے ہم تجھ پہ صادق آئی ہم پر خوشی کیونکر  
 تیری صورت سے سیرت تک سانی ہو نہیں سکتی

سوال از آسمان کروم جواب از سیماں آمد  
 کرو ہر کام میں پابندی اوقات کو لازم  
 بگو کہ ہم ہوئے سید ہے تو دشمن تھا رفو چکر  
 ہماری صحبتِ ناخوش سے آنکھی زبان بگڑی  
 رہے آباد یارب جیسے آباد دکن دامن

ترا سیما را بہمان ہے دم بھر کی مصلحت کا  
 نمونہ ہے ترا موسے کمر بستی نزاکت کا  
 مشابہ میرے آئینے میں ہے عکس اسکی صورت کا  
 سمندر میں ہے قائم جزر و مد ہر جو کی الفت کا  
 ویا محبوب نے جسدِ وظیفہ حسنِ خدمت کا  
 پڑا اسے سر و قریبے گلے میں طوقِ الفت کا  
 زبانوں پر فقط باقی رہا اک نامِ تربت کا  
 سمجھتا ہوں میں اظنا تو ہے شیدا جسکی صورت کا  
 بلا جب ہم کو پروا نہ تری محفل سے نصبت کا  
 مقرر ہو گیا محکوم تیرے دستِ قدرت کا  
 نخواستہ آپ کا بیساریوں محتاجِ صحت کا  
 یہ آئینہ مرِ اخلاق ہے پر یونکی صورت کا  
 نتیجہ ہے یہ اسے شاہِ تری جھوٹی شہادت کا  
 زمانے میں ہے شہرہ حسنِ صورت حسنِ سیرت کا  
 طلبِ بوسے کی تھی قیدی ہوں زلفوں کی حرمت کا  
 یہی مشابہی مفہوم ہے قانونِ قدرت کا  
 اس اپنی بزدلی پر اسکو دعوئے تھا شجاعت کا  
 ہوا اہلِ حین اہلِ سخن سے فیضِ صحبت کا  
 یہی مرکز ہے دورِ آسمان میں باری خلقت کا

نور اللغات



نظر اس ماہ تابان پر پڑی ہے بے نقاب مین  
ولا تغیر سے چمکا ستارہ اپنی قیمت کا

مین عاشق ہون مرعشوق پر کالہ ہے آفت کا  
مین دلدادہ ہون پیاری پیاری تو بھلی صورت کا  
تیری قیامت مین ہے حسن سرا پاکس قیامت کا  
تیرا دامن ہے مطلع آفتاب حسن قیامت کا  
قیامت ہے تیرے زیر قدم ٹھوکر کے حدیث مین  
نئی منطق ہے کچھ حاجت نہیں صغرے و کبر کی  
بھل آئے اگر خورشید روائیوان مغرب پر  
نئی کیا بات ہے آئی اگر وہ تیری قیامت سے  
سپند آسا چٹخا ہون مین تیری آتش لب پر  
کرامت کیوں ٹھوٹھو کرے جب کاشف مین مرقد کے  
مری صورت سے لی بھڑا نہ تو تصویرِ حشر کی  
نگاہ ناتوان تصویر ہے بیمار آنکھوں کی  
نہ آئے فرشتہ بالین کے سوا کچھ اور آنکھوں مین  
چڑھائیں کیوں بھون گزرا ہے سرستیں کا پانی  
خیال بوسہ لب ذوق لعل بادہ پرور مین  
جوا نر تیر در پھلو بہ است از سپر در پھلو  
خط و ابرو نے تیرے عکس کو قائم کیا ورنہ

اثرِ رگ رگ مین ہے ظالم کی شوخی اور شہرت کا  
مراد لدا مومن حسن صورت حسن سیرت کا  
قیامت عکس ہے آئینہ تصویر قیامت کا  
گریبان چاک ہے پیراہن صبح قیامت کا  
یہاں ہنگامہ عشر ہے لشکا تیری قیامت کا  
حقیقت مین نتیجہ ہے قیامت تیری قیامت کا  
تو پھر چرچا ہوا اس عالم مین آثار قیامت کا  
قیامت کو تری ٹھوکر سے ڈر ہے اپنی شامت کا  
نمک پروردہ دولت ہون اقلیم ملاحت کا  
سہرا ک مردہ ہے قائل آپ کے کشف و کرامت کا  
بگولا دامن صحر اکا کا مہری وحشت کا  
ہماری ناتوانی عکس ہے تیری نزاکت کا  
بچھونے پر اگر لہین عکس عاشق کی نجافت کا  
نئی تلوار ہے مہین جبین ڈر ہے ہلاکت کا  
بیاضون جگر یا مزارِ تان کے شہرت کا  
جوان ہے دخت رز کی ظلم ہے پیر طریقت کا  
ٹھکانا تھا نہ آئینے مین آئینے کی صورت کا



<p>تری حیرت سبب ہے تیرے آنکھنے کی حیرت کا  تجربہ کی صورت کا تجب تیری صورت کا  تراچہ کرہ ہے آفتابی علمِ ہیئت کا  ٹھکانا ہی نہیں اللہ اکبر تیری ہمت کا  یہ رونا ہے کہ پانی یہ گیا چشمِ مروت کا  رتے کو چہ میں ہوا شک بے انداز اپنی قہر کا  سہا ہے مجھے اس بحر میں مضمون کی جدت کا  جہیل و بھر و تسلیم و ظفر و مومن لطافت کا  عزیز و بند ہے یاں ناطقہ اپنی طلاق کا  زباں کا فکر کا بندش کا مضمون کی لطافت کا  بھرے موتی سے دہن مال ہے سار غنیمت کا  جسے چاہوں میں باندھوں لاج ہوئی کرم کا  سخن گوئیوں کو دعویٰ ہوا اگر اپنی طلاق کا</p>	<p>رہا حیران دم بھر و بچھ کر تو اپنی صورت کو  یہاں خط ہے وہاں ہے داغ و دھن و منکس باہم  بنے افشاں کے تارے۔ مہر و مدد عارضِ ہلال  نہ تڑپا میں نہ خنجر تو وقت فرج کہتے ہیں  پلائے کیوں نہیں تم آپ خنجر اپنے نشے کو  پیا کرتے ہیں ہم خون جگر کھاتے ہیں غمِ دین  بہت رونہی ہوئی ہے یہ زمیں لکھوں تو کیا لکھوں  میں پیرو ہوں خیر و صابر و جو ہر نصیر افشا  زباں کھلتی نہیں بندش میں کچھ چلتی نہیں اپنی  حرہ ملتا ہے جب انجی میں ہوں کسی غزل میں  لکھتا ہوں میں مضمون خوب لوٹے جس کا جی چکا  مضامین دست بستہ سامنے یاں اپنے حاضر ہیں  شگفتہ ہوز میں کہیں ہیں گے وہیں ادا</p>
<p>ٹپکتی ہے لطافت لے ولا ہر صبح ترے  بلاغت کہہ رہی ہے واہ کیا کہنا فصاحت کا</p>	
<p>(۷) اب دل سے مرے ضبطِ اہم ہو نہیں سکتا  بھولے سے تری آنکھ میں غم ہو نہیں سکتا  باتھوں سے ترے مجھپہ کرم ہو نہیں سکتا  میں دہر و اقلیم عدم ہو نہیں سکتا</p>	<p>ہجران سے زیادہ کوئی غم ہو نہیں سکتا  دل میں تے عشاق کا غم ہو نہیں سکتا  جب تک ترے خنجر سے مراد دل نہ ہو مال  جب تک ترے ہاتھوں سے ہے خون کا ڈال</p>



تم کو کئے گئے جاتے ہو عشاق سے وعدے  
 طواری بلا ہے مری قسمت کا فسانہ  
 سبقت ہے نگہ کو تری ابرو پہ سر  
 ہو جائے بھلا بے مدد غیر روانہ  
 مستی میں تری زنگس مخمور کا ہمسر  
 ہو جائیگی تو قیر ترین اس سے زیادہ  
 جب اسند میں مجھ کو ہے اس کا مر محبوب  
 بتخانہ بنے کعبہ جو پھر جائے مزلول  
 جہنگ نہ بندھے کوچہ دلدار کا احرام  
 سوز دل سوزاں کی حرارت ہے تجل  
 مضمون پریشاں ہو تشبیہ ہے تھیں  
 وہ تیرے فطرت میں نہیں اسکی وضع  
 غیروں پر جو ہوتا ہے گرم ہوتا ہے تم ہے  
 جھٹکے سے پہ چڑھانا نام ترا تیرے تم سے  
 جب چھوٹے قائم ہو جان نیک مڑو کی  
 جھکنا اس روگردن میں ہے ابرو تر اس ترنچ  
 ہر ناز پہ مڑتا ہوں کوئی مجھ سے زیادہ

ٹکھائیں کسی بات سے ہم ہو نہیں سکتا  
 یہ دفتر عشاق میں ضم ہو نہیں سکتا  
 تلوار میں پیکاں کا ستم ہو نہیں سکتا  
 اتنا ترے بیمار میں دم ہو نہیں سکتا  
 محفل میں کبھی ساغر جم ہو نہیں سکتا  
 اخلاق سے کچھ مرتبہ کم ہو نہیں سکتا  
 کیوں غیرت عشوق عجم ہو نہیں سکتا  
 کیا پر مغال شیخ حرم ہو نہیں سکتا  
 تیرے میں کبھی طوف حرم ہو نہیں سکتا  
 غم سے مرے سینے پر ورم ہو نہیں سکتا  
 سنبھل میں کبھی دلف کا خم ہو نہیں سکتا  
 مانند کھماں پیچھے میں خم ہو نہیں سکتا  
 کیا ہم پہ کرم ان پر ستم ہو نہیں سکتا  
 منصف کوئی ظالم سے علم ہو نہیں سکتا  
 مجائیں لب زخم ہم ہو نہیں سکتا  
 تیغ ہے طرف دار حکم ہو نہیں سکتا  
 پروردہ صد ناز و نعم ہو نہیں سکتا

بے روک لٹاتا ہوں لاگو ہر مضمون  
 کچھ اس سے خزانہ مرا کم ہو نہیں سکتا



کیا ترک کریں عشق کو ہم ہو نہیں سکتا  
 کیوں ہم بہو ستم پر ہوستم ہو نہیں سکتا  
 انصاف اگر ہے تو ستم ہو نہیں سکتا  
 لشکر کا خزانہ ہے مرے حشرے دل میں  
 جب تک تھے ہاتھوں سے مرا سترہ قلم ہو  
 تم غیر پر ہوتے ہو غیا کیوں مرے آگے  
 مقتل میں تیغ پکاروں میں کسی کو  
 تم مجھ سے بیاں کرتے ہو غیر فوکی حبت  
 اس چشم جہان میں ہوتا ہاری کبھی ناک  
 زیر قدم یار پہلاتے ہیں ہم آنکھیں  
 قابو سے ہمارے وہ ہرن بن گئے کل جا  
 غیر نے سخن ہونے لگے منہ پر ہمارے  
 ثابت ہو کسی اور کا آنا مرے آگے  
 ابرو کو تقویٰ ہے ترے تیر نگہ پر  
 تم جو رو جھا مجھ پر کرو اور زیادہ  
 چلتی ہے مگر چال حسینوں کی ہر کچھ اور  
 دم بھرتے ہیں اس کا کبھی آئینے میں  
 طیارہ آہ دل عاشق اے معشوق  
 رنگ اور شبابت ہے مگر چین نہیں بخ پر

(۸) جب تک (مرحباں) دم میں ہر دم ہو نہیں سکتا  
 دشمن پہ کرم پر ہو کرم ہو نہیں سکتا  
 کیا کر نہیں سکتا وہ کرم ہو نہیں سکتا  
 رونے سے مرا غم کبھی کم ہو نہیں سکتا  
 حال دل نا شاد و قسم ہو نہیں سکتا  
 اس جلیہ سے ہلکا مرا غم ہو نہیں سکتا  
 مجھ سے یہ ترے سر کی قسم ہو نہیں سکتا  
 اب اس سے کوئی بڑھکے ستم ہو نہیں سکتا  
 آنکھوں میں میری ساغر خم ہو نہیں سکتا  
 رستی پہ کبھی نقش قدم ہو نہیں سکتا  
 آنکھوں میں ہر جب نقش قدم ہو نہیں سکتا  
 سنکڑا نہیں خاموش ہوں ہم ہو نہیں سکتا  
 جاناں یہ تر نقش قدم ہو نہیں سکتا  
 اس تیر میں تلوار کا دم ہو نہیں سکتا  
 کچھ دل سے مرے ولو کہ ہم ہو نہیں سکتا  
 تلوار میں ایسا خم و چم ہو نہیں سکتا  
 عشاق کو دیکھا ہے وہ دم ہو نہیں سکتا  
 برساے ترے بام پہ ہم ہو نہیں سکتا  
 زلفوں میں تری ناگ کا ستم ہو نہیں سکتا



<p>فانم ہے ہندو کا دھرم ہو نہیں سکتا ہے سچ میں دشمن کا قدم ہو نہیں سکتا</p>	<p>اے زلف جہاں مصحف عارض ہے اسلام فانز مراد دل مقصود ہے جنگ</p>
<p>یہ ہے وہ زمیں جس کے برابر ہوے ہم بھی سر سبز والا اپنا قدم ہو نہیں سکتا</p>	
<p>نالوں سے کبھی ضبط فغاں ہو نہیں سکتا سیٹھنے میں مرے ضبط فغاں ہو نہیں سکتا نالوں نے کہا ضبط فغاں ہو نہیں سکتا نالہ مرا ہمدرد فغاں ہو نہیں سکتا پھر کیوں اثر آہ و فغاں ہو نہیں سکتا شاعر کے سوا پیر جواں ہو نہیں سکتا یہ اشک مرا آب رواں ہو نہیں سکتا جودل میں ہے مطلب بیاں ہو نہیں سکتا بیار کو تیرے خفقاں ہو نہیں سکتا پر دیکھنے میں دھواں ہو نہیں سکتا بے پیر کبھی سپر مرغیاں ہو نہیں سکتا دنیا میں کوئی کام نہاں ہو نہیں سکتا کیوں برق کی آتش میں دھواں ہو نہیں سکتا کیوں نام ترا و زباں ہو نہیں سکتا گو آپ چو ریکا گماں ہو نہیں سکتا</p>	<p>(۹) فریاد سے بند اپنا دہاں ہو نہیں سکتا شیٹھنے میں اگر بند دھواں ہو نہیں سکتا دم رک کے جو آنکھیں نکل آئیں مری باہر ورد دل ناشاد سے ہے اس کو تعلق جب دل سے کریں آہ فغاں آتی ہو لب پر بوڑھے ہوئے لیکن ہے جواں اپنی طبیعت جب تک وہ نہ برے مری آنکھوں سے زیر ہمیت سے تری اپنی زباں چل نہیں سکتی جب تک دل عاشق میں نہ پیدا ہو توتوش انجن ہے شب و روز دکھتا ہے مراد دل زاہد ہے جواں دختر ز اس کی بغل میں اخفا سے بھی مخفی نہ را ز تہہ سارا ایندھن کی لطافت سے ہے آہو نہیں سکتا خاموش ادب کے ہیں تو پھر یہ بھی ادب ہے دل اپنا گیا کس نے لیا آپ ہی کہدیں</p>



<p>کوہِ عنبر و اندوہ کا ہے وہ متجسس تعریند ہے بازو پہ تری آنکھ کا جاو جب دیدہ و دانستہ ہوا جرم سے انماض نظرون میں سبک آپ کی ہوں اس سے زیادہ کیا غیر کی خاطر سے کروں عشق کو خست گو وعدہ دیدار قیامت پہ ہے قائم غیر دن کی محبت کو چھپاتے ہیں وہ ہم سے اشکون کا سمندر ہے مرے دل کا سفینہ</p>	<p>غصہ ترا اس دل پہ گراں ہو نہیں سکتا ہوتا تھا مگر اب تو یہاں ہو نہیں سکتا انصاف کا یان و ہم و گمان ہو نہیں سکتا اس دل پہ کوئی بار گراں ہو نہیں سکتا یہ کام تو مجھ سے مرجان ہو نہیں سکتا جاری وہ کبھی حکم بھان ہو نہیں سکتا عاشق سے کبھی عشق نہاں ہو نہیں سکتا کیون ساحل مقصد یہ رواں ہو نہیں سکتا</p>
<p>مدراس وطن ہوش سنبھالا ہے دکن میں سچ ہے کہ ولا اہل زبان ہو نہیں سکتا</p>	
<p>ہر روح رواں ہو مریحان - ہو نہیں سکتا (۱۰) کہنے سے کوئی اہل زبان ہو نہیں سکتا رہتے ہیں مرے دلین غم و رنج و الم آہ اے خضرِ تمبین چشمہ سربستہ مبارک مجرم ہے عدو مجھ کو سزا ہوتی ہے تجویز ہے قوسِ قزح - لوحِ نہیں اسمیں فری احوال مرا غیر سے کیوں پوچھ رہے ہو دلین ہے ہر اک بات - مرے حال کو دلدار ہو آنکھ سے اس مصحفِ عارض کی تلاوت</p>	<p>ہر سر و چن سرور رواں ہو نہیں سکتا ہر نعمتِ بلبل ہر فغان - ہو نہیں سکتا جانان کبھی خالی یہ مکان ہو نہیں سکتا رگ جاے مری عمر رواں ہو نہیں سکتا بیدا ہے انصاف بھان ہو نہیں سکتا ابر و کار تری نام کسان ہو نہیں سکتا کب تم سے کہا میں نے بیان ہو نہیں سکتا تو کھدے اگر مجھ سے بیان ہو نہیں سکتا قرآن یہ کبھی نوک زبان ہو نہیں سکتا</p>



تحقیقِ جدیدہ سے ہے ثابت مرے استاد  
مرباط میں کیوں گیسو مشکین کو چھپائیں  
اندیشہ قاتل سے عیان ہے کہ مر خون  
گرم آہون کی پرواہی نہیں لالہ رخون کو  
تعریف وہ جب تک نہ سنے تیری زبان سے  
گرتا ہے ابھی طفل ہے کم عمر ہے نادان  
کرتے ہیں شب و روز ٹلیفون سے باتیں  
آتی ہے خبر تار پہ الفبا زبان ہیں  
جب آنکھوں میں ہوتی ہیں اشاروں سے بھی باتیں  
سننے ہیں ہر اک بات کو ہم آپ کھے جائیں  
بھوٹا ہے وہ شکوہ میں کروں غیر کے آگے  
آجائے شب و صبح تو پھر دیکھئے استاد  
مارے گئے ہم آنکھوں میں تصویر ہے اسکی  
یہ آہ مری برق بجلی کی ہے تجھ سے  
رو و دل نا شاد ہے آہون کا کتا یہ  
گو صفحہ ہستی سے سنا ہے ترا عاشق  
خاطر سے تری ترک کرے عشق کو یہ کام

تجیر ہے آہون میں دیوان ہو نہیں سکتا  
نافہ کبھی ہیمان میں نہان ہو نہیں سکتا  
مقتول کی آنکھوں سے نہان ہو نہیں سکتا  
لاسے کو کبھی خوفِ خسراں ہو نہیں سکتا  
مانی سے ترا نقش دہان ہو نہیں سکتا  
ساتھی کے بغیر اشک رواں ہو نہیں سکتا  
کیون تارِ نظر انکا زبان ہو نہیں سکتا  
کیون تارِ نفس اپنا زبان ہو نہیں سکتا  
کیون تارِ نظر اپنا زبان ہو نہیں سکتا  
ہل جائے کبھی اپنی زبان ہو نہیں سکتا  
یہ عاشق صادق پہ گمان ہو نہیں سکتا  
کیون آفتِ جان راحتِ جان ہو نہیں سکتا  
ظالم کو یقین ہے کہ گمان ہو نہیں سکتا  
بجلی کے جلائے میں دیوان ہو نہیں سکتا  
اس و دوسے مقصود دیوان ہو نہیں سکتا  
لیکن کبھی بے نام و نشان ہو نہیں سکتا  
عاشق سے کبھی اسے مرہجان ہو نہیں سکتا

کیا فکرِ قولا تم سے مقابل ہو سخن میں  
مکن نہیں اسے اہل زبان ہو نہیں سکتا



تر و بد میں ہل جاے زبان ہو نہیں سکتا (۱۱)  
 وہ کہتے ہیں کیا ضبطِ فغان ہو نہیں سکتا  
 ہمدرد لبوں کی ہوزبان ہو نہیں سکتا  
 بخیر کو انجن میں حکیموں نے کیا بند  
 آواز کو جب کرتے ہو آ لے میں مقید  
 دم اٹھا اگر بند ہو آہوں سے ہماری  
 کیا بھول گئے آپ زینحی کی جوانی  
 کھدے اُسے آئی ہے قضا وقت سے پھلے  
 ہاتھ آن نہیں سکتا گہرا شکِ صدف کو  
 خنجر پہ مرے اشک سے تم آبِ چڑھالو  
 رہنے دین (مرحبان) وصال اپنا وہیں آپ  
 تیغ نگہ یار کی ہے سینہ سپر آہ  
 یہ ہے وہ جہان جس میں سکو بھکانر ہا نام  
 سید ہی تھی جھکی ہے نگہ ناز حیا سے  
 کیا پوچھ رہا ہے ارے ظالمِ احوال  
 عاشق کے لئے کیا ترے کوچے کاٹھکانا  
 وعدہ تو ہوا وصل کے آثار نہیں ہیں  
 سامعِ تری گاتا ہے نتیجہ نہیں کوئی  
 گو مجھ پر گزرتی ہے ترے ہر سہرے تکلیف

کھدی وہ نہیں میں کھون ہاں ہو نہیں سکتا  
 چلا کے میں کہتا ہوں کہ ہاں ہو نہیں سکتا  
 دسار ہونا لون کی فغان ہو نہیں سکتا  
 پھر کس نے کھا ضبطِ فغان ہو نہیں سکتا  
 پھر ہم نہ کرین ضبطِ فغان ہو نہیں سکتا  
 پھر وہ بھی کھین ضبطِ فغان ہو نہیں سکتا  
 کیوں کہتے ہیں پھر سیرِ حراں ہو نہیں سکتا  
 کوچے سے ترے نقل مکان ہو نہیں سکتا  
 اشک گہر بحرِ روان ہو نہیں سکتا  
 بے اسکے گلے پر وہ روان ہو نہیں سکتا  
 وصل آپ کا جب ہم سے یہاں ہو نہیں سکتا  
 تلوار سے کچھ خوف یہاں ہو نہیں سکتا  
 راحت سے کوئی کام جہاں ہو نہیں سکتا  
 یہ کس نے کھا تیر کمان ہو نہیں سکتا  
 اک حرفِ مرے غم کا بیان ہو نہیں سکتا  
 یک لفظ سکونِ دل کا وہاں ہو نہیں سکتا  
 پوچھا تو کھاروٹھ کے ہاں ہو نہیں سکتا  
 شکوہ ترا ہونے کو کھان ہو نہیں سکتا  
 فریاد سے کھولون میں زبان ہو نہیں سکتا



<p>خوش ہو گئے محفل میں تو بوسے کی طلب پر کیون تم کو بڑا تلے حد و بزم سے باہر ارشاد ہے دشمن کی زبانی شبِ پیمان یہ زندہ بگور آپ پہ مرتا ہے یقیناً رہبرینِ جلیل و ظفر و داغ ہمارے</p>	<p>وہ کہتے ہیں خلوت میں بھان ہو نہیں سکتا کیا آنہیں سکتا وہ بھان ہو نہیں سکتا یاں آئیے آتا تو دہان ہو نہیں سکتا اس موت پہ مرنے کا لگان ہو نہیں سکتا رگک جا سے قلم اپنا بھان ہو نہیں سکتا</p>
<p>ظاہر ہے <b>قولا</b> اپنی بھان پیچھدانی ہر شاعر نادان ہمہ دان ہو نہیں سکتا</p>	
<p>کبھی خلوت میں تری یار میں داخل نہوا جب مرا منہ ترے عارض کے مقابل نہوا بودیا تخمِ محبتِ مرے دل نے لیکن کیا ستم ہے کہ جگہ مل گئی تا اہلون کو اول ما سے نکلا مہِ کامل بن کر تابِ عاشق کو نہ تھی جن جہان سوز کی یا بیدہنِ منہ میں کیا کرتا ہے اپنے بائین کیا ثبوت اس سے ہو بڑھ کر تری یکتائی کا سامنے کیوں اُسے رکھتا ہے بتا دے مجھ کو کھینچ کر اسکے ٹھکانے سے نہ لایا جب تک تجھ پہ مرجائیں تو روزِ رخ کو سمجھ جائیں شست خوفِ تھا حور سے یا داسے نہ تیری صورت</p>	<p>(۱۲۶) بزم میں مجھ کو سوا شرم کے حاصل نہوا پھر مرادل ترے آغوش کے قابل نہوا بارِ خاطر کے سوا کچھ مجھے حاصل نہوا بے وفا کیوں میں تری بزم کے قابل نہوا چاند اپنا کبھی پابندِ منازل نہوا یہ سبب تھا جو کبھی تیرے مقابل نہوا اسکی تقریر سے دعوے مرا باطل نہوا سارے عالم میں کوئی تیرے مثل نہوا آئینہ جب تری صورت کا مقابل نہوا آئینہ خود تری صورت کا مقابل نہوا اتشِ غم کا جھٹسم بھی مقابل نہوا مر کے تجھ پر بھی میں فردوس میں داخل نہوا</p>



<p>جرم مخفی ہے کچھ ایسا کہ شہادت نہ ملی یاں تقابل میں بھی اپنوں پہ توجہ نہ ہوئی خنجر ناز سے نکلی نہ ہوس اس دل کی غرق ہم (خوب ہوا) غم کے سمندر میں ہو روٹھ کر کیوں مجھے محفل سے نکالا تو نے ہوشیاری سے تری خیر نہ تھی کچھ اسکی آنکھ دیتا ہے چراتا ہے کبھی چھپ چھپ کر سامنے غیر کے کیوں مجھ پہ ستم ہوتا ہے ہم تھے خلوت میں نہاں سو گئی قسمت اپنی ہوں وہ آزاد کہ زندان ہے مرا دستِ جوں</p>	<p>ستم اس کا کبھی فریاد کے مقابل نہوا وان تغافل میں بھی اغیار سے غافل نہوا ستم ایسا دیکھی اپنے مقابل نہوا غفیت ہے کہ اس جبر کا ساحل نہوا بے اجازت تری محفل میں میں داخل نہوا یہ غفیت ہے کہ عاشق ترا غافل نہوا ایک لمحہ میں تری آنکھ سے غافل نہوا کبھی دشمن پر ستم میرے مقابل نہوا آج کیا بات ہے وہ نیند میں غافل نہوا قید میں بھی کبھی پابند سلاسل نہوا</p>
---	---

توڑ کر پھول گریبان میں لگایا اوس نے  
خیر گزری کہ قولا شورِ عینِ دل نہوا

<p>کبھی سورج ترے عارض کے حائل نہوا (۱۳) چاند جب تک میرے مہر کے مقابل نہوا ماہِ نوظاق ہے تشبیہ کے قابل نہوا رہنا کوئی نہ تھا عمر بھٹکتے گزری مجھ کو آسان ہوا آپ پہ مرنا سو بار بے اجازت تری خلوت میں ہوا وہ داخل ہار دشمن کے گلے کا تھا جو کل محفل میں</p>	<p>اُس کا دعویٰ کبھی سلیم کے قابل نہوا پر تو نور سے اس کے مد کا مل نہوا جفت ابرو کا ترے تد مقابل نہوا قافلہ اپنا کبھی اصل منزل نہوا جس طرح قتل مرا آپ کو مشکل نہوا ہم کو آسان نہوا غیبر کو مشکل نہوا بے حیائی کا تری میں متحمل نہوا</p>
---	---



سچ کھازندہ دلون نے ہے سمجھدار کی موت  
 انگلیوں پر تری فرقت کے جودن گنتے لگے  
 چاہنے پر ترے قابو میں نہ آیا دشمن  
 دل دیا اس کو مگر دل نہ بلا دشمن سے  
 وصل کا شوق محبت کا اثر اب سبھے  
 سبب موت کی تشخیص میں ہوتی مشکل  
 ساتھ تھی گرد تھی تو مر اگو ہر اشک  
 ظلم دشمن پہ ہے بوسے کے سوا کچھ نہ ملا  
 خواب میں بھی تری رلفونے پکار رہتا ہوں  
 دلبری یوں تجھے آسان نہ ہوتی دلدار  
 بے کسی آلہ خوریز کے مرنے اُس پر  
 فوج کرتے ہوئے فرمانے لگے: یہ اللہ  
 جب ترے عشق نے ڈھائی ہے یہ آفت بچھر  
 چشم جو ہر سے ٹپکنے لگے اشک خنجر  
 دوست دشمن میں نہ کی اسے یہ جان کوئی نیز  
 کا فر زلف پہ مرنے کی سزا ہے ہون  
 اس غزل میں نہ ہوئی میری تنہا پوری  
 جب یہ پتھر کی اسی طرح میں ہوں غزل چار

میں تنافل کی طرح آپ کے غافل نہوا  
 ہاے قسمت کہ کبھی عفت انا مل نہوا  
 بے طلب ہاتھ میں ہو یہ بھی مراد مل نہوا  
 دلربائی پہ بھی عاشق ترا بیدل نہوا  
 کیوں مبرہ دل سے جدا خنجر قاتل نہوا  
 یہ غنیمت ہے کہ غمرہ تراقا مل نہوا  
 کیوں سمندر میں غم عشق کے سال نہوا  
 یہ کرم بچہ کہ دیدار بھی حاصل نہوا  
 میں نیکل میں بھی پابند سلاسل نہوا  
 یہ غنیمت ہے کہ دلبر سا مراد مل نہوا  
 اُس کو مشکل نظر آیا مجھے مشکل نہوا  
 یہ اُسی کی برکت تھی کہ میں بسمل نہوا  
 کیوں مصیبت کا میری تو مت کفل نہوا  
 قتل میں رزم سے کیوں رزم ترا دل نہوا  
 اسکے انصاف میں فرق حق و باطل نہوا  
 تھیں مسلمان مگر خلد میں داخل نہوا  
 بحر کامل نہ ہوئی شوق بھی کامل نہوا  
 شاعروں سے کوئی بھرا اپنا مقابل نہوا

اکن نزاکت سے ایسا اس نے دلا میرا دل



جس کا احساس مرے دل کو بہ شکل نہوا

خلق تجھسا کوئی اسے خور شہماں نہوا (۱۴۴) کون ہے وہ جو ترے حسن پہ ماں نہوا  
کوئی مشوق باین حسن و خصاں نہوا کوئی مخلوق باین شکل و شہماں نہوا  
سیرت و صورت مقبول میں تجھسا کوئی جامع منتخب شکل و شہماں نہوا  
صفِ عشاق چب ترے نظر کی ظالم نہ بچا کوئی جو اس تیغ سے گھاں نہوا  
کوچہ عشق میں ثابت قدمی کی جس نے مدت العمر وہ پابند لب نہوا  
کچھ طبعیوں سے بھان بن نہ پڑی اسے تم یہ مرض انکی دوا سے کبھی زائل نہوا  
تیرے دربار کی اجازت سے ہم آئے ہیں بھان عمر بھر ہم سے کبھی ترک و سائل نہوا  
آخری لطف دکھائے تمھیں اسے باوہ کشتو اپنی قسمت سے زمستان کا اوائل نہوا  
میرے دیوان سے مکتوب سے بڑا بھان کوئی مجبور و لچسپ رسائل نہوا  
تیرے مول سے ہے بھگو غرض اسے فانی مھر میں تو کبھی پابند رسائل نہوا  
گرچہ غماز کیا آپ نے دشمن کو لکر اختیار آپ کا اس سے کبھی زائل نہوا  
لکھنؤ سے تو رہی خط و کتابت لیکن حیدر آباد سے کیوں رسل و رسائل نہوا  
ہاتھ سے اپنے وہ سائین کو دیا کرتے ہیں کا سہ سہ مر اکیوں کا سہ سائل نہوا  
خضر انبیا کی چشمک پہ کیا کرتے ہو میں اشارے سے کبھی آنکھ کے سائل نہوا  
پردہ گوشس پہ ہے اپنی سمانت کا درآ پردہ رخ کی طرح یہ کبھی حائل نہوا  
زور بازو سے پہنچتا ہے وہ دریا میں بھی قطرہ اشک برائیل سے سائل نہوا  
ہم نے پوچھا تو کھا جہر و قدر ہے خاموش مفتیویہ تو کوئی حیل سائل نہوا

بجھ کر اچھون پہ ہے تزیج زمانے میں جلیں



## تیرے مانندِ دلا گنجِ فضلِ نھوا

ہا جب تک تیری گردن میں حائلِ نھوا (۱۵) گلِ زحار کبھی پھول پہ مائلِ نھوا  
 یا جب تک میں ترے حسن سے سائلِ نھوا اپنی زلفوں کی طسج تو کبھی مائلِ نھوا  
 میں بھی سائل نہ ہوا یا ر بھی مائلِ نھوا خیر گزری کر وہ گردن میں حائلِ نھوا  
 کبھی پردہ تری تصویر کا حائلِ نھوا کبھی تیرا کبھی محتاجِ دلائلِ نھوا  
 جس نے دیکھا تجھے دعویٰ کو ترے مان لیا جس کبھی دل میں ہوا معرفتِ یار کا شوق  
 لبِ جان بخش پہ مرتے ہیں ہزاروں لیکن تو نے دیکھا جسے بیتا تو منہ پھیر لیا  
 اپنے بیمار کی لازم ہے تجھے ہر روی چوٹ پر چوک ہوئی لاکھ جت یا ہم نے  
 ہمارے اغیار پہ آتی ہے طبیعتِ تیری تا اگر یہ نے دُرا شک کو چھدنے نہ دیا  
 تیرے پیمان کے مقابل ہے مرا قولِ قرار جسکے آجانے سے جا تا ہر دل قابو سے  
 سات پر دون سے نظر آتی ہے پتلی تیری ہر سخن موقع و ہر نکتہ معنی سے دارد  
 مومن و مانع و صابر نے کھا اشکِ ظہیر

گلِ زحار کبھی پھول پہ مائلِ نھوا  
 اپنی زلفوں کی طسج تو کبھی مائلِ نھوا  
 میں بھی سائل نہ ہوا یا ر بھی مائلِ نھوا  
 خیر گزری کر وہ گردن میں حائلِ نھوا  
 کبھی پردہ تری تصویر کا حائلِ نھوا  
 کبھی تیرا کبھی محتاجِ دلائلِ نھوا  
 جس نے دیکھا تجھے دعویٰ کو ترے مان لیا  
 جس کبھی دل میں ہوا معرفتِ یار کا شوق  
 لبِ جان بخش پہ مرتے ہیں ہزاروں لیکن  
 تو نے دیکھا جسے بیتا تو منہ پھیر لیا  
 اپنے بیمار کی لازم ہے تجھے ہر روی  
 چوٹ پر چوک ہوئی لاکھ جت یا ہم نے  
 ہمارے اغیار پہ آتی ہے طبیعتِ تیری  
 تا اگر یہ نے دُرا شک کو چھدنے نہ دیا  
 تیرے پیمان کے مقابل ہے مرا قولِ قرار  
 جسکے آجانے سے جا تا ہر دل قابو سے  
 سات پر دون سے نظر آتی ہے پتلی تیری  
 ہر سخن موقع و ہر نکتہ معنی سے دارد  
 مومن و مانع و صابر نے کھا اشکِ ظہیر



پانچ شعرون میں ہر ہی حضرت ناسخ کی غزل	بحر مانع نہ ہوئی و تافیہ حامل نحو
متحد ہو کے دخیل آج ولا کھتا ہے	کیا ابھی تیری زبان کا کوئی قائل نحو
<p>(۱۶) ماہ تابان بن گیا حنا کا اُسی تصویر کا جس کی جنبش سے دہلتا ہے کلیجہ شیر کا کثرتِ جوہر سے دم گھٹنے لگا شمشیر کا در نہ جتا ہی نہ تھا حنا کا تری تصویر کا یہ تراگوں نے زخمِ زبان سیب ہے کشمیر کا دور تک شہر ہے تیرے عفو کی تعمیر کا مست ہے بلبل تری زنگینیِ تقریر کا فلسِ مہی سے بنا ہے دام مہی کیسے کا آئینہ تصویرِ حیرت ہے تری تصویر کا ہے نئے انداز پر یہ سلسلہ تعمیر کا کچھ مار سیہ سے کام لو کفگیر کا کچھ بلا آنے کو ہے حلقہ ہلا زنجیر کا سست کیوں اتنا قلم ہے کاتبِ تقدیر کا ہو عطا تمنا زینِ شعر کی جاگیر کا ہو گیا مجھ پر اثر اس خواب کی تبصیر کا تھا یہ عالم میری آہِ گرم کی تائیسر کا</p>	<p>جب کچھ نقشہ کسی کے روئے پر تنویر کا ہوں میں گھائل تیرے ابرو ہر شمشیر کا ہو کے باہر میان سے کہنے لگی وہ آبِ آب بنگئی نقشِ دہن میں موصلم تیری اسکی خوشبو ہے منقحِ قلب عاشق کے لئے در گزر میری خطاؤں سے عبث تو نے نہ کی عارضِ گلگون پہ تیرے پن گلِ بلبلِ نثار میری فطرت نے پھنسا یا جھکو بند زلفِ مین فرطِ حیرانی سے کچھ اپنی ٹھین اسکو خبر ایک سے ہے ایک فائق خانہ زنجیر زلف اک چکا دیگ ہوس میں جب خیالوں کا پلاؤ زلفِ پیچان پر ہوا گزری تو سنبل نے کہا صفحہ عارض پہ چوہ سال میں بکتھا ہے خط فکرِ عالی کے صلے میں اسے شہِ ملک سخن خواب میں داسر تا مجھ کو جگایا رنے ابر کار و ناتھا بجلی کی مہنسی تھی رات بھر</p>



<p>کام اُس پرستہ ابرو نے کیا گلگیر کا مجلسِ پیرِ طریقت کو ملا دن پیر کا سیرِ نابالغ کو ڈر ہوتا ہے چرخِ پیر کا</p>	<p>شمعِ رخ پر دود آہ گرم جب گل بن گیا تحفلِ پیرِ مغان نے ٹھکان لی ثنبد کی شب مینِ جوانِ عمر و جوانِ طلع ہوں تیرے عین</p>
<p>لن ترانی آتشِ موسیٰ کی اُسدِ مِ سر دھھی جب بھڑک اٹھا وِلا شعلہ مریِ تقریر کا</p>	
<p>تھا مرادامِ نفسِ صیاد اُسِ نجیر کا پلیٹان کھاتا ہے منصوبہ مریِ تدبیر کا جب وہاں زخم نے بوسہ لیا شمشیر کا ہے ہمارے پیشِ مینی پھوٹنا نجیر کا ترنہ ہو گا خون سے دامن تریِ شمشیر کا جدولِ خط سے پتا ملنے لگا تحسیر کا صانعِ قدرتِ مصور ہے تریِ تصویر کا خاکساروں کو عجب نسخہ ملا کسیر کا جب وہ پلٹ گی نشانہ ہوں میں اپنے حیر کا دوہ آہ آتشین حلقہ بنا زنجیر کا نقش ہے تیرا قدم اس خاکِ دانگیر کا سوزِ دل میرا قہر ہے غمِ شبیر کا قہریِ پیشانی میں ظالمِ نقش ہے قہر کا واقعہ اُس خسرو شیرین و جبرِ شیر کا</p>	<p>کچھ نہ پوچھو حال میرے نالہ شہگیر کا کیا بتاؤں حالِ اپنی گردشِ تقدیر کا لمگیا مجھ کو دمِ قتل آپ کے بوسے کا ذوق آنکھ سے گرتے ہیں آنسو ناک سے بہتا ہے حق قتل کے دن ہو گی میری ناتوانی وجہ موت صفحہِ رخ سے ترا پتھر کتابی بن گیا مانی و بھڑاوسے کچھ بن نہیں پڑتی بھان نقشِ پاسکے ترے کشتو کا سر اس کی خاک آہ دل میری ہوئی چرخِ مقوس تک بند زلفِ سحان نے نہ ڈالا طوق گردن میں ہی میں نے آنکھوں میں جگہ دی ہے جھلنے کے عرصہ ماتمِ شبیر کا ہے غمکہ مومن کا دل سرکشوں نے سر جھکا یا ہے ترے فرمان ہے بہت شیریں زبانِ میثہ فرما دے</p>



<p>دیکھ کر اوس اوسے روشن کا چمکنا راہ یار کے تارِ نظر میں ہے مرے اشکو کی ملک حکم زلف یار سے مجھ کو ہوا جس دام وصف چشم سرگین میں ہو گئی آواز بند صفحہ رخ پر تھی سرتاسر خطِ لب کی کمی ہے مری آتش زبانی التہاب سوز دل</p>	<p>حوصلہ کچھ پست ہے خورشید عالمگیر کا کس نگہ نے کر دیا مورتی میں بر ملا تیر کا مستحق تھا میں پریشان حال اسی تعزیر کا خون سے بڑھتا نہیں کچھ حوصلہ تقریر کا مصحف عارض ترا محتاج تھا تفسیر کا کچھ مرے دل میں نہیں ہے حرفِ افشیر کا</p>
--	---

شرم آتی ہے دلا رکھتے ہوئے اپنا قدم  
اُس زمین پر جسہ قفسہ ہے اتیر و تیر کا

<p>جانان جز ترا عاشق خاکِ کعبہ پا ہوتا پامال تراد لبسِ مٹی میں ملا ہوتا نفسِ کعبہ پاتیر عاشق جو بنا ہوتا بیمارِ محبت کا بوسہ جو لیا ہوتا بہتر تھا ترے ہاتھوں غیر و نکاح بھلا ہوتا یہ بجا ہے غضب اُنکا پا کر مجھے محفل میں جس رنگ کا سامان تھا آمد کا تری ظالم معتوق جدِ ہر جاتا رخِ باندہ کے چھ جاتا آثارِ جدائی ہیں تفسیر میں عاشق کی بربادی عاشق کے بدلے سے جیہی ڈرتا پھر تیری زبردستی عالم میں مثلِ ہوتا</p>	<p>دامن کے تصدق میں آنکھوں میں پا ہوتا پیوندِ زمین ہو کر نقشِ کعبہ پا ہوتا عشاق کی منزل کا وہ راہ نما ہوتا جان پروری لب نے مرے نہ دیا ہوتا گو حق میں مرے ظالم کیسا ہی بُرا ہوتا پہلے ہی اگر مجھ سے کہتے قویجا ہوتا ابھٹھا تھا نہ آتا ہی آتا تو بُرا ہوتا اپنی حرکت سے دل جب قبلہ نما ہوتا ملتا وہ اگر اسکی قسمت میں لکھا ہوتا ولمیں ترے لہ ظالم جب خوفِ خدا ہوتا خود مار کے عاشق کو روئے نہ دیا ہوتا</p>
---	--



<p>دشمن کے تصدق میں کیا کیا تھا ہوتا بس اپنی طلاق کو رہنے بھی دیا ہوتا جو اپنے مستدر میں کھتا تھا ہوتا جب قصد وفا ہوتا وعدہ بھی کیا ہوتا پھر حضرت زاید کا پیشاب خطا ہوتا</p>	<p>یہ خیر ہوئی ظالم آگاہ ہوا ورنہ ہم خوب سمجھتے ہیں جھوٹی تری لفظی اسے دل کسی آفت کی پرواہی نہ تھی ہکو وعدے پر ترے لغت لاحل ولاقوۃ یہمانے میں آجاتا گر محتب شرعی</p>
<p>مومن کی زمین ہے یہ قابض ہیں وکلا جبر بے اون کی اجازت کے ایسا نہ کیا ہوتا</p>	
<p>دم اپنا اسی غم سے گھٹ گھٹ کے خفا ہوتا میں اُسپہ فدا ہوتا وہ اُسپہ فدا ہوتا نایابی کو ہسر کا مضمون ادا ہوتا حاصل نہ مجھے جاناں کچھ غم کے سا ہوتا خط بھول کے بھی تجھ کو میں نے نہ لکھا ہوتا اس جانے سے بہتر تھا گر میں گیا ہوتا گر بند قبا کھلتا وہ عتدہ کشا ہوتا کرنا جو گلہ ہوتا خود تم سے کیا ہوتا آنکھ اسکو زرا دیکر پھر دیکھ لیا ہوتا جو لب سے ٹپک پڑتا وہ آب بقا ہوتا تقدیر میں گر ہوتا پھر وصل ہوا ہوتا اشکوں سے ٹپک پڑتا رخت شہدا ہوتا</p>	<p>بے وجہ اگر ہم سے وہ یار خفا ہوتا معشوق اگر اپنا مجبور خدا ہوتا آنسو کا جوہر قطرہ دامن پہ گرا ہوتا دم دینے کو گرا تے تم آج تو کیا ہوتا معلوم اگر مجھ کو قسمت کا لکھا ہوتا وان عیش کی صحبت ہے اغیار کی نکت ہے اب روپ گرہ اُن کی عاشق کی مصیبت تھی عماز سے نفرت ہے غیبت سے عداوت ہے دشمن کو ہے شک دلبر بیدل کی دلیری پر اسے خضر سلم تھی جان بخشی لب اسکی فرقت کا مزا پایا تدبیر سے باز آیا دامن پر مے قاتل جب قطرہ خون دل</p>



<p>کافر کا ستم سہتا زلفیں میں پھنسا رہتا عاشق کو اسے قاتل دھوکے میں کیا گھائل ہم کہنے پہنتے ہیں رہ رہ کے وہ کہتے ہیں برقِ دل عاشق نے تیرے قذریا اسے تم وہ عیدے پہ آجاتے ہم شوق سے مرجاتے عریاں جو گیا ہوتا پیرس کی نمائش میں</p>	<p>ایمان کی گر کہتا تو مجھ سے خفا ہوتا ایسا نہ کیا ہوتا ایسا نہ کیا ہوتا عاشق کا بُرا ہوتا عاشق کا بُرا ہوتا بے تار کے انجن کا کچھ کام لیا ہوتا کچھ تم نے کیا ہوتا کچھ ہم نے کیا ہوتا نمبر مرے دلبر کا اچھٹوں سے سزا ہوتا</p>
<p>ٹوٹا ہی نہیں اب تک کفر اس کا فکرا ورنہ معشوق کو موہن نے کافر نہ کہا ہوتا</p>	
<p>جب شربتِ جاں پرور اُس لب سے پایا ہوتا قابو اُسے بجاتا کیا کچھ نہ کیا ہوتا دل میرا لیا ہوتا اپنا بھی دیا ہوتا دل دشمن فاسق کو ایجاں نہ دیا ہوتا یہ جبر ہے عاشق پر ایسا نہ کیا ہوتا گر حکم دیا ہوتا پھر دیکھ لیا ہوتا وہ وہ عیدے پہ آجاتے دشمن کو بھی لے آتے بوسہ جو ترا ملتا دونوں کو مرامت جیتے ہیں ترے دم سے مرتے ہیں سے غم سے گالی وہ اگر دیتا قاصد سے سُن لیتا خط پھیک کے مسند پر قاصد تھا رفوچکر</p>	<p>بیمار تراد لب مر مر کے جیسا ہوتا موقع میں اگر پاتا پھر دیکھ لیا ہوتا یالے کے دیا ہوتا یا دیکے لیا ہوتا اس عاشق صادق کو بیدل نکیا ہوتا دل اُس نے مرے دلبر خود متکلو دیا ہوتا جو تجھ سے نہ ہو سکتا وہ کام کیا ہوتا کوٹھے پہ اگر جاتے پھر میں بھی گیا ہوتا تو نے بھی لیا ہوتا میں نے بھی لیا ہوتا دبباز نہ ہے جو ہم سے دم اسکو دیا ہوتا پیغام ہی کہہ بتا خط رہنے دیا ہوتا مشکل تھی جو لے دلبر ایسا نہ کیا ہوتا</p>



<p>عاشق جو ترا مرنے کیا کچھ وہ نہ پھر کرتا گر راہ میں مل جاتے تنہائی سے گھبراتے وہ رات اگر آتے دشمن کو لگا لاتے جاتا تو کہاں جاتا پھر ہاتھ بھی آ جاتا دشمن کی بن آئی ہے بے پر کی اڑائی ہو کیوں تم نے مجھے روکا اصرار پر کیوں ٹوکا گر حیلہ شرعی سے پاتا وہ جواز اُس کا</p>	<p>دشمن کو بھی لے مرنے حمله جو کیا ہوتا گر وہ نہ سمجھ جاتے سمجھا ہی لیا ہوتا ہم صبر نہ کر جاتے کیا جانے کیا ہوتا آتا تو کہیں اپنا اُلو نہ گیا ہوتا تہمت جو لگائی ہے ماور نہ کیا ہوتا کہنے تو دیا ہوتا کچھ سُن تو لیا ہوتا زاہد عمل طائر پہلٹ سے لیا ہوتا</p>
---	--

حافظ تھا ولا قرآنِ مومن کا بچا ایمان  
عارض نے کیا احسان زلفوں سے گیا ہوتا

<p>مرے جاتے تھے تم پر وہ کیسا سُکڑا تھا تجھے اے صانعِ قدرت نہ صنعت کا کیا تھا یہاں آہ و فغاں سر پٹینار و ناز لانا تھا خطا تھی غیر کی اُسکی سزا عاشق کو دی تھی اجازت ہم نے چاہی کہ دیا ہنس کر بہت اچھا پلا کر غیر کو ساغر لگائی آگ سینے میں لیا سوتے میں بوسہ چومک کر کہنے لگے یہ کیا وہی مجنوں وہی فرادہ ہیں ہم عشقِ دلیر ہیں وہ ہم سے دل لگی کرتے تھے ہم بھی لٹھ کاٹتے بناوٹ سے بگڑ کر غیر پر تم ہم پر کیوں برسے</p>	<p>ہمک کرتے تھے ہم پر وہ وہ بھی اک زنا تھا فقط مقصود اُسکو اپنے اُتھونے بنا تھا وہاں بھل ہیں انکی رات بھر گناہ جانا تھا قسم اللہ کی برتاؤ تیرا ظالم سنا تھا بلا جاتی ہے اپنی صرف اُن کو آ زمانا تھا فقط مقصود اُس ظالم کو میرا دل جلا نا تھا تو عاشق نے کہا مقصود سوئے کو بگڑا تھا وہی اپنا ہے جو شیریں و ایلے کا فسانا تھا وہاں تھی دل لگی اوریاں کسی سول لگانا تھا خطاب اُس سے تھا مقصد گالیاں بکھڑانا تھا</p>
---	--



عشاق کی کوعتیں ہیں چار یہ پہلا ہو گا مانتھا  
تو آگے چلے ہاتھ تیرے سر پر شامیانا تھا  
گلے میں ہاتھ تھا دشمن کے لغزش کا بہانا تھا  
اگر کب تک سے سر جکڑا گیا تھا بیٹھ جانا تھا  
اگر بیمار تھیں آنکھیں تو کیوں انگوڑا مانتھا  
نیاز اپنا تھا یہ وہ ناز اُن کا دلہنا تھا  
جسے سمجھے تھے ہم کہہ وہ تیرا آستانا تھا  
ہے وہ اک طرف اور اک طرف سارا زانا تھا  
کنا یوں سے مری دل کی محبت مان جانا تھا

سلام سہو پھیرا دیکھنے کو کس کے لئے زاہد  
بڑی حرمت ہوئی کل تیرے عاشق کو جناز  
پسند آئی ہیں تھیں مضمون یہ بھی جلد سے  
کے نمبر سے نیچے سر کے پھل کیوں خیر ہے زاہد  
ہوئی یہ خیر جو دل دیکے ہم نے صلح کی اُسے  
جھٹکنے وہ لگے دامن گیسے ہم انکے قدموں  
ترے زینے کے آگے کیا حقیقت رنگاں ہوئی  
کچھ ایسے خود غرض ہیں یہ ہم دھرم میں طلب  
اشارہ سے اگر تم اپنی نفرت کو دکھاتے تھے

والا نے کھول کر دل میں لٹائے گوہر مضمون

کہ گویا سینہ حاتم میں قاروں کا خزانہ تھا

اگر تھخا نہ آئے کا ارادہ تھخا نہ آنا تھا  
محبت ہم سے تھی تھو تو تنہا کیوں نہ آنا تھا  
جب تھخا نہ آئے نہیں دشمن کے گھر منظور جانا تھا  
ہم سے تھخا نہ آئے کو یہ فقط اُن کا بہانا تھا  
ستگر ایسے آئے سے تو بہتر تھا نہ آنا تھا  
سمندر تازہ پر اسنگ یہ گویا تازا نا تھا  
کھڑے تھے ہم وہاں چھپک چھپا اسکا لڑنا تھا  
اگر رکھتا تھا روزہ ایسی محل میں نہ آنا تھا

اگر مقصود آنا تھا تو دشمن کو نہ لانا تھا  
عداوت ہم سے تھی اسکو تو کیوں دشمن کو لانا تھا  
یہاں کچھ نصرتی کا ہم سے حیلہ تھا بہانا تھا  
کسی کا یا کسی کے پاس آنا تھا نہ جانا تھا  
جو آیا اس طرح آیا کہ دشمن کو لگا لایا  
چڑھے گھوڑے پہ کس انداز سے وہ ہائیں بچا  
جہاں بیٹا تھا ولبرواں عداوت بیٹھا تھا بستر  
رہا ساغب گف تو منظر انظار کا زاہد



<p>قضا آئی مگر جاتے ہی اس کو مقتدر میں      تماشاً ہم نے دیکھا انکی تنہائی کا چھپ چھپ      رلاتے ہیں ستم یہ ہے کہ رونے بھی نہیں دیتے      وہ نازک انگلیاں کنگھی سے اٹکی ہلتی جلتی ہیں      پڑے ہیں آج عجاج دعا وہ گنج تربت میں      ٹھکتی چال میں وہ اسطرن سے رات جب گزرے      مرے جلتے ہیں اہم جہاں تھنا ہے دیکھ کر حیراں      وفات دشمن مرحوم سے غم بڑھ گیا اپنا      ہوا تیر انگنی کی مشق میں بھی یہ ستم دلیر      نظر آتی تھیں ہکوسیکردن عاشق کی نفیر      چڑھی سنگ دل دلدار پر تیغ نگہ جدم      حیات کیا بری تھی زگر سے بیمار سے اپنی</p>	<p>ابھی کوچے میں اُس ظالم کے اپنا آب و دانا تھا      مقابل آئینہ زہر کے اُن کا مسکراتا تھا      ہنسا کرتے تھے جب ہم اُن کے بچپن کا دانا تھا      خدا کی شان آتی تھی نظر پنجے میں ششانا تھا      اسی عالم میں نرود کا نہ جگہ کچھ ٹھکانا تھا      قدم تیزی سے واں اٹھے جہاں میرا ٹھکانا تھا      حقیقت میں ہوئے قرباں قضا کا اک بہانا تھا      بہاتے تھے وہ آنسو اور رزولے کا بہانا تھا      نشانہ چوکتا تھا وہ ملاست کا نشانہ تھا      کسی کی صورت صافی تھی یا آئینہ خانہ تھا      فسانوں کی دہاں پر اسکی تیزی کا فسانہ تھا      اسے ہمارا الفت کو کبھی تو دیکھ جانا تھا</p>
<p>غزل لکھی ہے ہم نے رمد کی اسطرح شکل میں      ولا مقصد فقط زور طبیعت آزمانا تھا</p>	
<p>کفن کی منہ پہ چادر خاکِ مدفن کا کچھ نہ تھا      یہاں ہلکو غمِ قرقت میں ساری رات روتا تھا      وہاں ہنس ہنس کے اندازِ خند و پرلوٹا ہوتا تھا      خدا اگر ہم تھے ان پر وہ خدا ہوتے تھے دشمن ہ      غضب کی گرمیاں ہیں اور تہا را پیرن ہ</p>	<p>۲۳ جہاں ہم سو رہے تھے وہ کسی تربت کا کونا تھا      وہاں رونے پہنسا بہتر راحت پہ سونا تھا      یہاں رو کے پھر آنسو سے اپنے منہ کو دھونا تھا      ہنسا کرتے تھے وہ ہم پر اسی کا ہم کو رونا تھا      ذرا دامن کو اپنے میرے اشکو نے بھگونا تھا</p>



سنا ہے وہ عدو کے ساتھ ہیں ایرانِ خلوت میں  
 نمک چھڑکا گیا ہے زخمِ دل پر اُن کے چہرے کا  
 عدو تھا پست قد اُس قدِ بالاکِ بلند سی  
 سچاتے تھے تم اسکو بزم میں جس طرح جی چاہے  
 نہو کیوں سرد مہری سرد پانی سے نہاتے ہو  
 نظر آتی پھر ان کو جو ہر عاشق کی نایابی  
 کسی کے بارِ خاطر سے وہ بار آور ہو آخِر  
 غلط فہمی سے جا پہنچا میں اُن اور وہ یہاں  
 حقیقت نوکِ مرگاں اور دلِ عاشق کی کھجورانی  
 بزمِ بے خودِ دشتے کہ بعد از جنگ یاد آید  
 ہمشاد امنِ جہی تو آپ کی مرگاں کی سوزن  
 دھلا یا تھا اگر دشمن کا مُنہ دلیر نے ہاتوں سے  
 اُسے تارنگہ کا تار پٹو وہ لگا دیتا  
 ذرا سونے نہ پائے رات بھر جاگے ہو خلوت میں  
 جیس پر اسکی ہیرا باتھ میں یا قوت کے گنگن

بہت افسوس ہے اس کا ہوا وہ جو نہو نا تھا  
 جی بھی تو کچھ مزے لے بھی اشکو نکا سلو نا تھا  
 وہ بونا باتھ میں ڈلے کے جو رو کا کھلو نا تھا  
 ہتھارے باتھ میں عاشق لڑا کین کا کھلو نا تھا  
 کسی عاشق کے اشک گرہ سے اسکو نہو نا تھا  
 ذرا تارنگہ میں اشک کے موتی پر ونا تھا  
 کبھی تخمِ مجتہب آپ کا دل میں نہ بونا تھا  
 مری قسمت میں نہ آئی ہوی دولت کو کھو نا تھا  
 مرے دشمن کے سینے میں ذرا اسکو چھو نا تھا  
 ہوا اور ہو چکا تقدیر میں جو کچھ کہہ نا تھا  
 پرو کر رشتہ تارنگہ سینا پر ونا تھا  
 تو پھر عاشق کو اپنی زندگی سے ہاتھ نہو نا تھا  
 سفینہ میرے دل کا ناخدا کو گر ڈو نا تھا  
 تھکے ماندے ہو تم جاناں ذرا مُنہ ہاتھ نہو نا تھا  
 گلے کے بار تھے موتی تو پھر پلوں میں سو نا تھا

ولا اس بحر سے بھر شناور کیوں پار نہیں

جب انکا قافیہ تھا پار اور اپنا ڈو نا تھا

۲۴

پھر مرا عالمِ بالا پہ حوالا نہوتا  
 مُنہ مرے دشمنِ مردود کا کالا نہوتا

مجلوے جاں جو عشقِ قدرِ بالا نہوتا  
 رفے دشمن سے جو خلوت میں اُجالا نہوتا



<p>تیرے جلو کا کوئی دیکھنے والا ہوتا ایسے ظالم جو کوئی پلو چھنے والا ہوتا مجھ سے بڑھکر نہ ترا چاہنے والا ہوتا شرم والی تھی جو کوئی دیکھنے والا ہوتا حسنِ بے بہ تھا جو کوئی دیکھنے والا ہوتا ایکے تلووں میں مرے اشک کا چھالا ہوتا داغ کھا کر گل تر باغ میں لا ہوتا میں گلے سے نہ اترتا جو نہ لا ہوتا ورنہ منصوبہ عاشق تہ وبالا ہوتا خط عارض سے ترے چاند کو لا ہوتا میری غیرت نے اسے مار ہی ڈالا ہوتا گر تجھے نور کے سانچے میں نہ ڈھالا ہوتا ایک سے ایک ستم ہم پہ نہ لا ہوتا وعدہ دیدِ قیامت پہ نہ ٹالا ہوتا</p>	<p>لن ترانی جز باں سے نہ نکالا ہوتا یوں نکرتا کسی مظلوم پہ دن رات ستم فیصلہ اس کا جو ہوتا تیرے دل سے تو کوئی حسنِ خورشید کو کافی ہے تجلی کی نقاب جب بصیرت ہی نہیں کسکو دکھاو گئے ظالم دوڑتی گرتے زخماں پہ عاشق کی نظر سیکھش میں جو عارض پہ نظر پڑ جاتی شیر غصے سے بنے بیٹھے ہیں کھا جانے کو خیر گزری کہ پریشاں نہ ہوئی زلفِ سیا نکل آتا تو پھر اٹھتی مرے دل سے تو خیر چھپ گیا شرم سے دشمن کی بغل میں اپنے ہاتھوں نہ بناتا تجھے صنّاعِ ازل خیر گزری جو وعدہ آج نہ آیا ورنہ اپنی قاست کا خیال اسکو جو آتا تو بیل</p>
<p>غم اسی کا ہے والا خاطر دشمن سے فقط یوں مری بات کو سن سُن کے نہ ٹالا ہوتا</p>	
<p>آہ لب پر تو زباں پر مری نا لا ہوتا پھر گلے میں مرے دلدار کے ڈالا ہوتا ہاتھ میں نے بھی گلے میں سے ڈالا ہوتا</p>	<p>۲۵ دل میں آتش تو جگر میں مرے چھالا ہوتا تارگر یہ گہرا شک کا مالا ہوتا ہار کی طرح جو ہوتا مرے گلہ گستان</p>



<p>تیغِ ابرو کو اگر بچھ میں ڈالا ہوتا کاش دشمن نے مجھے مار ہی ڈالا ہوتا لطفِ اس کے قد بالا کا دو بالا ہوتا جوش سے حسنِ خدا داد دو بالا ہوتا اور بھی حسنِ خدا داد دو بالا ہوتا نہ سنبھلتا جو سنبھل کر نہ سنبھلا ہوتا اپنی دستِ ارفضیت کو سنبھلا ہوتا ساغرِ چشمِ زمرّد کا پیالہ ہوتا پیالے سے اسکو نہ آغوش میں پا لیا ہوتا جب کوئی دل کسی آغوش کا پا لیا ہوتا اشتبِ ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا اک ترے چاہ زخمِ ان سے نکالا ہوتا کھینچ کر پھر مرا ارا مان نکالا ہوتا</p>	<p>خوب مٹا سرو گردن میں جو جھک رہا ہے تیر کس کے سینے سے لپٹ کر تو بننا سینہ سپر جلوہِ افروز وہ ہوتا جو کبھی کوٹھے پر لال غصے سے جو ہوتے وہ گلابی رُخسار وا د ملتی جو اُسے عالم بالا سے جلیل دل تڑپنے جو لگا ہاتھ میں تیرے دلبر محض وجد نہیں ہے اسے ملا تو نے مردمک دیدہ میگوں کی جو ہوتی باقی بے وفا چل ہی دیا چھوڑ کے دلہا کیسیا کیوں نہ ہوتا اُسے غم سے جدا ہو گیا سما دیا نہ کرم زلف سے ہوتا جو تیر چاہتا گر ترا انداز تو سو بوسہ کو بھونکتا دل میں برآئی ترے خنجر کی مراد</p>
<p>چلے یا محض دلبر سے ولا خیر ہوئی یوں سنجاتا تو سنگمر نے نکالا ہوتا</p>	
<p>۲۶ دل ترا دروسے خالی نظر آیا ہوتا خوابِ بیداری میں محکو نظر آیا ہوتا خواب میں عالمِ رویا نظر آیا ہوتا پس آئینہ روشن نظر آیا ہوتا</p>	<p>دل عاشق جو ترے غم سے بھرا آیا ہوتا اپنے وعدہ پہ وہ دلبر اگر آیا ہوتا شبِ بیاں جو مرے خواب میں آتا ہوتا دل مرا لے کے مکرنا تو ترے سینے میں</p>



<p>میری آنکھوں میں اگر تو نظر آیا ہوتا میں نے اسکو جو لگتا رگڑا یا ہوتا شبِ اولِ مہِ کاملِ نظر آیا ہوتا اپنا مقصد ترے ہاتھوں سے ہر آیا ہوتا ورنہ وہ چاند سا کھڑا نظر آیا ہوتا پھر تو پیغامِ ترا تا رہا یا ہوتا پھر تجھے عاشقِ صادق نظر آیا ہوتا تو نہ کوٹھے سے سرِ شام اتر آیا ہوتا ہم نہ چھوٹے جو کوئی مال پر آیا ہوتا رہستہ کاٹ کے تو اس کے گھر آیا ہوتا خونِ آنکھوں میں ہماری اتر آیا ہوتا ہاے نبرے تو واعظ اتر آیا ہوتا عکس تیرا مرے دل میں اتر آیا ہوتا</p>	<p>اپنی آنکھوں میں بٹھاتا مرے منظورِ نظر موتیا بند نہوتا مرے آنسو کا گھر تیرے ماتھے پہ نہ ہوتا جو لالِ ابرو دلِ بادل میں چوڑا کسی ارباب کی تلاش ابرِ مطلع پہ ہے یا منہ پہ ہے ہر کے نقا آلہِ دل سے ملا سلسلہٴ تارِ نفس سجگو ہوتی اگر ایجان حق و باطل کی نگاہ آج کیوں چہرہٴ خورشید لبِ بام ہے زرد کیوں نہ سمجھیں مرجابِ غیر کو اپنا دشمن جا پہنچتا تری دعوت پہ جو تیرا عشق سنگِ دل پر وہ چڑھاتا جو کبھی تیغِ نگاہ نوبتِ ریشِ مبارک نہ پہنچنے پاتی رکھیا فرا آنکھ کا ہوتا جو مقابلِ تیرے</p>
<p>کاش قدموں سے ترے پسکے ولا بجے غنا سرگس آنکھوں میں تیری نظر آیا ہوتا</p>	
<p>۲۷ بچنے دلیر ترانہ نہ بنایا ہوتا کبھی عاشق مجھے اپنا نہ بنایا ہوتا سر سے چلکر وہ ترے سامنے آیا ہوتا قطرہٴ اشکِ پسینے سے گرایا ہوتا</p>	<p>گر حقیقت کو تیری میں نے ٹپایا ہوتا عشق میرا جو ترے دل کو نہ بھلایا ہوتا تو نے عاشق کو محبت سے بلایا ہوتا میری حالت پہ ترا دل جو بھرا یا ہوتا</p>



دل مشوق پہ ہوتا جو مرے دل کا اثر  
 رہنا تیری حقیقت کا نہ ہوتا جو مجھ سے  
 چشمِ باطن میں جو تیری نظر آتی تصویر  
 منزلت تیری نہ ہوتی کبھی کم طرفوں میں  
 ہاتھ اپنا جو بڑھاتا مری بیعت کے لئے  
 اسمِ اعظم کا ترے ورنہ ہوتا جو مجھے  
 عشقِ بازوں کی حقیقت مری جان کھلجاتی  
 ولولہ اس کا گھٹانے کے عوض بن کر  
 ہون میں بیمار تر اشربت دیدار مجھے  
 اپنی صنعت پہ ہوا صانعِ قدرت عاشق  
 تیری آنکھوں میں اگر میں نہ سہا نامر کجاں  
 گر محبت سے دکھا دیتا تو بوسہ دیکر  
 رات آتا تو مجھے مردِ مک چشم کے ساتھ  
 کھولتا تو اگر آنغوشِ محبت مجھ پر  
 تیرے بیمار کو بیمار سے ہوتی راحت  
 خوابِ غفلت سے جگانا جو مجھے تھا منظور  
 دیکھتا تو صفتِ خلقِ حسینانِ فرنگ  
 خیر گزری نہ لگی قیدِ تلندری کی بھان

میرے آنسو کو نہ آنکھوں سے گرایا ہوتا  
 اپنے معشوق سے پھر تجھ کو نہ پایا ہوتا  
 پھر اسے صورتِ جانان سے ملا یا ہوتا  
 گر نہ مرشد نے حقیقت کو چھپایا ہوتا  
 دیکھے بوسہ اُسے آنکھوں سے لگایا ہوتا  
 مجھ پہ شیطاں و پری دیو کا سایا ہوتا  
 دل نے گرا رازِ محبت نہ چھپایا ہوتا  
 حوصلہ اس مرے دل کا نہ بڑھایا ہوتا  
 چشمِ بیمار کے ساعنبر سے پلایا ہوتا  
 اپنے ہاتھوں تجھے اُس نے نہ بنایا ہوتا  
 میری آنکھوں میں کبھی تونہ سما یا ہوتا  
 میں نے قدموں کو ان آنکھوں سے لگایا ہوتا  
 اپنی آنکھوں میں مریجانِ سُلا یا ہوتا  
 پھر تجھے اپنے کیلجے سے لگایا ہوتا  
 اپنی آنکھوں کو کبھی اُس سے ملا یا ہوتا  
 بن کے خورشیدِ مرے خواب میں آیا ہوتا  
 کسی میڈم سے اگر ہاتھ ملا یا ہوتا  
 ورنہ چار ابرو عاشق کا صفایا ہوتا

عشق کو ترک کرے کیوں تری خاطر سے قولا



خبط اس کا نہ ترسے سر میں سما یا ہوتا

اگر مردِ مسلمان کو کبھی عشقِ صنم ہوتا (۲۸) یہاں بت کی پرستش اور وہاں طوفِ حرم ہوتا  
اگر معشوق اپنا غیر معشوقِ عجبم ہوتا  
نذرِ باندہ کر جھگڑا مثلاً نکتہ سنجون نے  
اگر معشوق کو کہتے ہوئے آپ استاد  
سمجھ انو مؤثبات باندہتے معشوق کو گرم  
جو کھدیتے زبانِ نانو مؤثبات لفظ عاشق کو  
جو معشوق حقیقی کو نذرِ باندہتے شاعر  
مجازی اور حقیقی کو ملا دیتے اگر باہم  
مؤثبات باندہتے گر آپ معشوقِ مجازی کو  
نذرِ باندہتے معشوق کا ہوتا جیسی جائز  
زبانِ دانو اگر جائز نہ تھا مادہ کو نذرِ کہنا  
خطا کیا تھی جو معشوقہ کسی معشوق کہتے  
کرامت گر نہ ہوتی نکتہ سنجان مغلزرا کی  
اگر معشوقہ ہندوستان کو دیکھ پاتا وہ  
جو ملے دیکھتے میثم کی خوش روی نہ پوشختی  
بڑی مشکل میں چنسن جاتا تھا عاشقِ نحوی  
فدا ہوتے بن حوران ہشتی حسن پر تیرے  
سوالِ عاشقِ صرفی سے وہ ایسے بگڑ بیٹھے

تو جان عاشقان ہند پر دوناستم ہوتا  
وگر نہ باعثِ تحقیر معشوقِ عجبم ہوتا  
جینان عجم کو اپنی رسوائی کا غم ہوتا  
تعلق عاشق و معشوق کا قائم بہم ہوتا  
تو ہندی شاعری پر آپکا لطف و کرم ہوتا  
تو معشوقِ مجازی کو عزیز و کچھ نہ غم ہوتا  
تو خالق پرستون کے عقیدے پرستم ہوتا  
سوا دکھتو بھی غیرتِ ملکِ عجم ہوتا  
اگر معشوق اپنا مثل معشوقِ عجم ہوتا  
تو پھر معشوقِ ہندستان مؤثبات علم ہوتا  
رفیقو اختیار اتنا تو ہم کو کم سے کم ہوتا  
تو معشوقِ نذرِ لکھنؤ میں کیوں صنم ہوتا  
تو جانِ دل سے عاشقِ اسپہ معشوقِ عجم ہوتا  
تو معشوقانِ بدخلق عجم کو غم یہ صنم ہوتا  
جو معشوقِ مؤثبات بھی نذرِ کرم سے علم ہوتا  
پھر لے جان کیوں یہ کو چہ ترارِ شکارم ہوتا  
کہ بحث اُسے اگر بڑی جی جواب کن و لم ہوتا



نہ ہوتی گروِ آلا سے بے رنجی مخصوص اپنے ظالم  
تو پھر اسکو نہ اس عالم میں رسوائی کا غم ہوتا

اگر عاشق تمہارا عشق میں ثابت قدم ہوتا (۲۹)  
کف دشمن میں میر بجان اگر تیرا قلم ہوتا  
نجاتے ہم اگر خلوت میں دلیر بار غم ہوتا  
عدو کو تو نے بلوایا جو مجھ کو بھیج کر گھر پر  
لیا تھا ایک بوسہ بے اجازت اکی خلوت میں  
اسی میں خیر ہے دشمن سے خوش ہوتے ہو تم فر  
گرتے بام اشکوں سے اگر آنکھوں کے پٹیارے  
بناوٹ گرنے ہوتی میرے دشمن کی پسند آنکو  
وصال دخت رز ہوتا تو پھر حکمتا مزار اہر  
بلا یا دیکھے دعوت اپنی عزت کے بڑھانے کو  
تغائب کا مزا ملتا اگر چھپ کر وہ چلے دیتے  
وہ بگڑے دیکھ کر خلوت میں محکومہ بٹ کر جا  
ہمارا سوز دل بڑھتا تری کم التفاتی سے  
تو مندی سے ڈر کر چھتے ہو خیریت میری  
نہ سہ سکتا ترا عاشق کبھی یہ تختیان تیری  
بخاؤنچی حقیقت اور صیبت جانتا تو بھی  
صدانالوں کی گرتیری ہنسی سے گونجتی ملکر

نہ رسوائی کا ڈر ہوتا نہ رنج و درد غم ہوتا  
جواب خط کی تیزی سے قلم کا سر قلم ہوتا  
طرح کر آپ جھلکتے تو کیوں ہم پرستم ہوتا  
ارے ظالم کسی پر اس سے بڑھ کر کیا تم ہوتا  
اگر میں مانگتا اُن سے تو پھر لا و نعم ہوتا  
تمہارا دفتر اخلاق بد خلقی میں ضم ہوتا  
تری محض پہ پھر عاشق کا حلقہ و بیدم ہوتا  
وجود عاشق صادق جہان میں مقہوم ہوتا  
نہ منہ سے چھوٹی وہ ناک میں پھر اس کا دم ہوتا  
جو آجاتے تو ان کا مرتبہ اس سے نہ کم ہوتا  
کسی کے نقش پا پر اک مسافر کا قدم ہوتا  
تو پھر مجھ کو خوشی ہوتی اگر دشمن کو غم ہوتا  
تو جوشِ عشق اپنا سر دھری سے نہ کم ہوتا  
نہ دل میں بھونکتے خنجر نہ سینے پر درم ہوتا  
اگر تیری طرح پروردہ ناز و نعم ہوتا  
اگر میری طرح پروردہ ناز و نعم ہوتا  
تو پھر احباب کو محفل میں لطیف زیر و بم ہوتا



<p>بھان باند ہے چلا جاتا ہے دشمن اپنی چاکوں سے مرا رو نہ ہے جاری سوز دل سے خشک ہے پانی</p>	<p>مر محفل کو آتا اگر کھلا اُس کا جسم مہم ہوتا اگر ہوتا مری آنکھوں میں ایجان کچھ تو غم ہوتا</p>
<p>وہ ہستے غیر سے دن بھر تو دم بھر اپنے تیرا سے اگر مہم کا تو لا اتنا تو ہم پر کم سے کم ہوتا</p>	
<p>جو اوراقِ فلک پر حالِ دل اپنا رقم ہوتا اگر اُس شکلِ دل کو میری بربادی کا غم ہوتا سرا پایا رکابِ لوحِ خاطر پر رستم ہوتا ترا موی مکر پہزاد کا گرو مستم ہوتا نہ ہوتا وہ اگر واقف رموزِ بید بانی سے کفِ پاکی تمہارے کھینچتا تصویر اگر مافی قدم کا نقش وہ لیتا تمہارا ہم قدم ہو کر جو ہوتا نیم جان ارژنگِ نقشِ نوکِ مژگان سے تواضعِ خیر ہے ایجان نہیں ہے تیری فطرتِ بیا خطوطِ ہندی آنکھوں نے پائے لالہ درخشے بلا لیسے کی گر مٹی اجازت تیری زلفوں سے جو محبوبِ فدِ معشوق ہوتا تیرے عاشق کا بکایا بار دل سے بجگو تیشے کی محبت نے اُسے دم دیکھ تو نے اپنے ہدم کو کیا میدم میں رو کر کیا کرتا ہوں ہکا بار خاطر کو</p>	<p>(۳۰) نیتان سرا فر از زمین صرفِ قلم ہوتا جہاں کیوں جہاں ہوتی ستم پر کیوں ستم ہوتا فدا اُس فور کے پتلے پر دل سرتا قدم ہوتا تو پھلے نقشِ ابرو سے اُسی کا سر قلم ہوتا تو پھراس کا مصوّر ہر و ملکِ عدم ہوتا تو پھر قد مونکے نیچے صورتِ نقشِ قدم ہوتا اگر مافی فنِ تصویر میں ثابت قدم ہوتا لبِ جان بخش کی تصویر سے وہ تازہ دم ہوتا اگر ہوتی تو پھر تیرے قدِ بالا میں غم ہوتا پھر اس ساغر میں تیرے کیونج و صفیہ جامِ حم ہوتا بڑا احسانِ عاشق پر تیرے سر کی قسم ہوتا تو پھر اپنا رقیب اپنا حبیبِ محترم ہوتا وگر نہ دل پہ تیرے کوہِ کن اک کوہِ غم ہوتا بھڑکرتا ترا دم جب تک اسکے دم میں دم ہوتا اگر ایسا نہ کرتا آج دل پر کوہِ غم ہوتا</p>



<p>بھرے تھے روپ گزری خیر وہ غافل ہو کر  نیاز عاشقی اور نازِ معشوقی اگر ملتے  کیست کیفیت سے کی بتا دیتی ہے ملا جلی  کسی نے کچھ نہ لکھا اس زمیں میں آتش  یہ پتھر ملی زمیں ہے کیا کوئی رکھتا قدم ہے</p>	<p>غضب ہوتا غضب ہوتا ستم ہوتا ستم ہوتا  وہاں عاشق کا سر ہوتا جہاں ترا قدم ہوتا  تہا سے پیٹ بہریشہ یہ پتھر کیوں کم ہوتا  اگر ہم بھی نہ لکھتے شاعر و دستم ہوتا  جوڑک ٹوک کر یہاں چلتا وہ غائب قلم ہوتا</p>
<p>اگر ہوتے ولا اس سرزمین پر میرزا سا لاک  وہ اپنے رہنا ہوتے میں اُن کا مقدم ہوتا</p>	
<p>ہستے ہیں ہم رنج و الم آپ کا ۳۱  اپنے رفیقوں پر ستم آپ کا  ہو گا جیسی حال رستم آپ کا  جب سے ہوا اپنا عدد و در و سیاہ  آج گئے بڑھ گئی عزت مری  پھیل گیا آہ جگر کا دھواں  ہیں مریجاں آپ سے ہم جانب  خیر اسی میں ہے کہ دل کا غبار  رہتے ہیں ہم اپنے غم آباد میں  چلنے لگے رات جو عاشق کے ساتھ  ظالم و مکار و جھٹکار سے  بال کا پھندا ہے ہر کھوے زلف</p>	<p>ہے دل ناشتا و میں غم آپ کا  میرے رفیقوں پر کرم آپ کا  سر ہو قلم یا ہو ستم آپ کا  پتھر نہ ہو عجیب ستم آپ کا  ہو گیا مرتبہ کرم آپ کا  کیوں نہ لکھتے سینے میں آپ کا  ہم سے ہے کیوں ناک میں دم آپ کا  ہم پر برسے سے ہو کرم آپ کا  ہستے ہیں ہم جو رستم آپ کا  اچھ نہ سکا ایک قدم آپ کا  نام ہے عالم میں عسکرم آپ کا  داؤں ہے یہ رستم آپ کا</p>



<p>و علیٰ خلافی کی بدولت جناب  دشمن بدخواہ سے یکساں ہو کر  ہو نہ سکا غیر سے اخلا سے راز  شکوہ کی نوبت اگر آئے تو پھر  بیچ نہ سکے ہاتھ سے میرے عدو  کہتے ہیں کیوں اپنا وطن لکھنؤ  ہو ہی گیا لے مر بجاں جاں نشا  دشمن و عاشق میں ہو الف و نشر</p>	<p>خون ہے کھل جاے بھرم آپ کا  آہ وجود اور عدم آپ کا  کھول دیا اس نے بھرم آپ کا  کیوں نہ کریں آپ سے ہم آپ کا  بیچ میں ہو کر نہ تدم آپ کا  نام ہے معشوق عجم آپ کا  رہرو اقلیم عدم آپ کا  اُسے کرم اُسے ستم آپ کا</p>
<p>طرح پسند آئی ولا آپ کو  زور سے چلتا ہے قلم آپ کا</p>	
<p>عشق نہ ہوتا جو صنم آپ کا  غیر یہ یہ لطف و کرم آپ کا  سر پہ مرا اور قدم آپ کا  کس نے بگاڑا ہے وہم آپ کا  آپ اگر بت ہیں تو ہم بت پرست  عرش بریں آپ کی کرسی بنا  غیر یہ ہوتا ہے کرم پر کرم  آپ کی اُلفت سے بنا ہے غلام  کاتب تقدیر ہے خطا طایپ</p>	<p>۳۲ مجھ کو نہ ہوتا کبھی غم آپ کا  ہم پہ ہے کیوں جور و تم آپ کا  صبر مرا اور ستم آپ کا  کھول دیا کس نے بھرم آپ کا  ہم نہ بگاڑیں گے وہم آپ کا  خانہ کعبہ ہے حرم آپ کا  ہم پہ ستم پر ہے ستم آپ کا  بند کلبے دام و درم آپ کا  لوح پہ چلتا ہے قلم آپ کا</p>



<p>کیوں نہ مرے خط کا ملے یوں جوتا ہاتھ میں دشمن کے ہیں لکھتے جوتا آپ کے دم سے ہے ہمارا قیام دیتے ہیں دم آپ سلامت ہیں صبح و مساپیے ہیں خون جگر صحبت نا جنس حد میں ہیں آپ دشمن پر فن ہے بڑا چالباز چلتے ہیں کچھ ایسی نزاکت کی ٹال ہو کے قدم بوس ہو پا کمال صورت خورشید جہاں تاباں ہیں جھوٹ ہے یہ ہو نہیں سکتا کبھی لاکھ ہو نقصان ہمارا مگر بت کی پرستش نے سنبھالا مجھے</p>	<p>ہاتھ ہے دشمن کا قلم آپ کا چھین نہ لیستا جو قلم آپ کا شام و سحر بھرتے ہیں دم آپ کا ہم کو غیبت ہے یہ دم آپ کا شام و سحر کھاتے ہیں غم آپ کا اپنا نہیں مجھ کو ہے غم آپ کا جس کے قدم پر ہے قدم آپ کا مل نہ سکا نقش قدم آپ کا سر پر ہے عاشق کے قدم آپ کا نور ہے سرتا بہت دم آپ کا شکوہ کریں غیر سے ہم آپ کا کچھ نہ بگاڑیں کبھی ہم آپ کا سامنے اپنے ہے صنم آپ کا</p>
<p>آپ کی خلوت میں جو آئے ولا ڈرے نکل جائے نہ دم آپ کا</p>	
<p>اُس کی بربادی کا خواہاں تو اگر ہو جائیگا اس کا منصوبہ جو یوں زیر و زبر ہو جائیگا رونے والے سے اگر تو بے خبر ہو جائیگا دورے میں تو اگر ساقی نہ ہو گا میری جاں</p>	<p>۳۳ خانِ ماں برباد تیرا در بدر ہو جائیگا کام عاشق کا تمام لے فتنہ گری ہو جائیگا تیرے دلیں میرے نالوں کا اثر ہو جائیگا میکشوں کو سر پہرہ و ران سر ہو جائیگا</p>



<p>سروہری اسطرح قائم رہی گریہ سے ساتھ          بھر نہوگا ہلکو اُس کی خانہ بادی کا غم          کیا گزرتی ہے ترے عاشق پہ سچاں اُن          میں ہاں ہو کر بھی ڈالوں گا نہ ظالم تجھ پہ          یوں سگ دریاں اگر بچا لیکھا شون کا دوست          مستحکم بنکر اگر مسجد میں بیٹھینگے گھر تک          اگر فضیحت سے بچیکنا صبح نمبر سوار          قوت برقی توجہ میں اگر پیدا ہو سی          گر چک تیرے رخ انور کی ہو گی منعکس          بحر غم ہے اور لنگر زلن تختیں کے جہاز          زخم کاری ہے مرے دل پہ تہاری تیغ کا          اس زمیں میں دیکھ پاؤں گے اگر میرے کلام</p>	<p>جان مخروں میں برودت کا انہر جا لیکھا          گردل معشوق میں عاشق کا گھر ہو جا لیکھا          دیکھ لیکھا تو اچانک گرد و صبر ہو جا لیکھا          غم خدا پانی مرا خون جسک ہو جا لیکھا          کو چہ دلمار فنا لاجی کا گھر ہو جا لیکھا          زادوں کے ناک میں مرغی کا پر ہو جا لیکھا          میرے دل پر قولِ اعجاز کا اثر ہو جا لیکھا          دل تھا سے عاشقوں کا تار گھر ہو جا لیکھا          پھر مرے لشکر کا پانی آبِ زہر ہو جا لیکھا          ناخدا تو ہے مراد دل مار ہو جا لیکھا          پھر تو منصوبہ تھا راکار گر ہو جا لیکھا          رند پھر ندی سے اپنی بے خبر ہو جا لیکھا</p>
<p>قدرِ حبِ الفت کی بزمِ یار میں ہونے لگے          پھر محبت میں ولا بھی نامور ہو جا لیکھا</p>	
<p>وہ اگر کوٹھے پہ لپٹ جلو گر ہو جا لیکھا          تختہ لالہ میں گرتیہ لگزر ہو جا لیکھا          بھولے بھٹکے گر کبھی ظالم را دھر ہو جا لیکھا          قافلے کے ساتھ گرتیرا گزر ہو جا لیکھا          گردِ غلطاں سے تو جھٹکیگا دامنِ اسطرح</p>	<p>نورِ باطن ہدیہ اہل نظر ہو جا لیکھا          اسکے داغِ دل پہ اک داغ دگر ہو جا لیکھا          عاشقوں میں اس کا پیمانِ حشر ہو جا لیکھا          الفتِ لیلیٰ سے مجنوں بے خبر ہو جا لیکھا          آبِ گوہر سے مرے آنسو کے تر ہو جا لیکھا</p>



تیری غفلت پر تصدق حالِ عاشق کی تجھے  
 ہے مرے تن کے نفس پر جب تمہارا اختیار  
 تیری معشوقی نہ کر دیگی اگر بے اختیار  
 دل ترے تیر نگاہِ ناز کا ہو گا ہدف  
 شاعر و گر موشگافی اس طرح ہوئے لگے  
 شاعری میں موشگافی سے بچا رہتا ہو میں  
 زلف سے گرے مجھ تیرے چہر کی کتاب  
 ہے مثل جسکو چاہا ہے سہا لیں ہے وہی  
 ساغرِ مخمور میں پائے گا اگر اپنا خمار  
 شکرین لب سے کسی کے مل گیا عاشق لب  
 اسے خونِ مجھ کو نہیں حشت میں تھنائی کا خوف  
 ہے رقمِ سیابِ دل کی بیقراری کا بیان  
 ہے جو دستِ ناز کے خنجر کا پانی تا کمر  
 بید بانی کی اتارے گا تری تصویر وہ  
 ناک پر انگلی نہ رکھ کھٹکے تیرا چاند ما  
 اس طرح بڑھتی چلی جائیگی جب زلفِ دراز  
 وصل کی شب تم اگر منہ سے سٹاؤ گے نقاب

جب خبر ہوگی کہ عاشق بے خبر ہو جائیگا  
 پھر تو میرا مرغِ جان بے بال ہو جائیگا  
 عشق کا الزام پھر عاشق کے سر ہو جائیگا  
 تیغِ برسیگی تو پھر سینہ سپر ہو جائیگا  
 موبہ موشل دہنِ موسے کمر ہو جائیگا  
 ورنہ مضمون سے خفا موسے کمر ہو جائیگا  
 اس کا شیرازہ پریشان سرسبز ہو جائیگا  
 بخور ہو گا بحرِ منظور نظر ہو جائیگا  
 بادِ گلگون بگڑ کر بے اثر ہو جائیگا  
 اب تو میرا بے دہن شیر و شکر ہو جائیگا  
 دہنِ صحرائین مجنون ہم سفر ہو جائیگا  
 پارہ خطِ اثر کے میسر نامہ بر ہو جائیگا  
 پھر تو عاشق کے لئے بالائے سر ہو جائیگا  
 جب قلمِ ہیزاد کا موسے کمر ہو جائیگا  
 ورنہ اسے رشکِ قرشق الہ ہو جائیگا  
 عاشقِ محزون کا قصہ مختصر ہو جائیگا  
 مجھ کو باگِ مرغ سے خوفِ سحر ہو جائیگا

اگر سمجھ لیگا کلامِ ناسخ و رند و استیر  
 پھر قولا لطفِ سخن سے بہرہ ور ہو جائیگا



برقی ہے تر المپ ستون ہے قد بالا (۳۵) ہے عارض پر نور میں بجلی کا اُجالا  
 رہ رہ کے چڑھاتے ہو پیالے پر پیالا  
 دیتا ہے تو ہر کام میں دشمن کا حوالا  
 افیون نے چین سے جو مفتی سمجھے پالا  
 اب حلت و حرمت کی مکر جسے کوئی بحث  
 ملا جو بنی بنت عنب آپ کی دُہن  
 کیون ساکھ گئی کھول دیا کس نے بھر مارج  
 دھوتی میں تو بچھولانے سہا اُسے پٹت  
 ہو جائیگا عاشق اُسے دل ایک نظر میں  
 ہم روپ میں دشمن کے گئے رات تب تک  
 گیارہ میں بناوٹ سے تو کہتے ہیں گیارہ  
 رور و کے سنایا جردل زار کا طلب  
 اگسام میں بد حال میں تھک سکود کھائیں  
 سنتا ہوں کہ خلوت میں گیا بے ادبی سے  
 بوسے کا یہ نام تو بولا کہ خبہ روار  
 پروا تو نہ کر قتل کی اسے دل ہو مقابل  
 دن کو تری چوری سے چراتا ہے تراش  
 دزدین یک بوسہ نہ نقصان لیت  
 اگر بوسہ دزدیدہ کس باز سے ستانی

(۳۵) ہے عارض پر نور میں بجلی کا اُجالا  
 دھوتی سے ہوئے جاتے ہو باہر اچھی والا  
 حیلہ اُسے تو نے یثیب دھوڑا نکالا  
 پھر دختر زرا سکی بہن ہے تری خالا  
 خالا ہے تری یا کسی شیطان کی خالا  
 پھر ہو ہی گیا ابن عنب آپ کا سالا  
 اسے سیٹھ دوالی میں جو نکلا ہے دوالا  
 اسرا پور برہمن نے اڑایا جو دوشالا  
 معشوق غم سے ہرے ولسر کو پالا  
 فرما لے لکے جامہ بے عاشق کو پالا  
 چلے یاں سے نکل تو نے ہرے حکم کو پالا  
 عیار نے ہنس نہیں کے مری باکو پالا  
 باقو نہا اب کوئی پھیچا سننے والا  
 منہ دشمن فاسق کا ہوا رات سے کالا  
 پائیگا مزا پھر جو کبھی منہ سے نکالا  
 نقشہ کسی خونریز کا آنکھوں میں جالا  
 کیون دزد حنا تو نے اسے کاٹ نہ ڈالا  
 چوان دزد حنا نے غم دزد دست دے کالا  
 بشدار کہ دزد قتل کنہا این کارو بالا



محفل میں قولا ہو گئی اغیار کی کثرت  
اجباب کو بہن چن کے سنگ نے نکالا

خنجر ہے مکہ دل میں مڑہ سیسے میں بچا ۳۶  
ناگن سے لپٹنے جو لگا زلف کا نکالا  
پردے سے جو اُس عارضِ تابان کو نکالا  
پردے کو جو اس عارضِ تابان نے سنبھالا  
اظرافِ بین عارض کے تجلی کی شعاعیں  
بیہوش ہے دہچپن سے ترے حسن کا شہا  
وانِ غیر سے پردہ ہی نہیں بیان مرے آگے  
ہے جس میں مریجان اُسی کشتیِ دل کو  
اس کا ہے غم اے دل مرادِ من ہے بغلِ میں  
کیون شمس و قمر ہو سکے اس کے مقابل  
منہ بند ہے سہا ہے ترے جو کو عاشق  
پھر ہونے لگی چھپر تری نوکِ مڑہ کی  
میں خور، بھیتا ہوں دتری چال پہ قربان  
ہم خیر نہاتے ہیں ہر اک بات میں تیری  
وانِ غیر کو بھر بھر کے پلاتا ہے توسا قی  
غیر دن سے خفا ہم پہ جیادہ رسہ انصاف  
دہر کے سے اُڑا یا ہے مجھے میری بھلا سے

غم دل میں فغان لبِ پزبان پر مری نالا  
کٹکھی نے لپٹنے نہ دیا کھول ہی ڈالا  
خورشیدِ نظر آنے لگا آنکھ میں نکالا  
عارض سے چھپا ابر میں سورج کا اُجالا  
جیسے مہ کال کی حوالی میں ہے ہالا  
جس روز سے تو نے مریجان ہوش سنبھالا  
پردے سے کبھی پاؤں بھی باہر نہ نکالا  
اے اشکِ روانِ سیل پہ اپنی تو بھالا  
کیا رنج اُٹھانے کو اُسے گود میں پالا  
گو تو نے فلک اُس کو چھپا اس کو نکالا  
شکوہ ترا اس نے نہ کبھی منہ سے نکالا  
پھر ہونے لگا زخمِ جگر سوکھ کے آلا  
تو نے مریجان کیون تجھے محفل سے نکالا  
چھینکا تو کہا یرحمک اللہ تعالیٰ  
یانِ اشک سے لبریز ہے عاشق کا پیالا  
کیون دل کا بخار آپ نے اُنپر نہ نکالا  
ایدل تو دل یار کو بھل دیکھے بھگالا



کھل جائیگی پھر تیرے مظالم کی حقیقت زلزلوں سے بچھا دام تو دانہ ہے یہ خال اسے قامت بالا سے تو چون بام برآمد حوران بہشتی ہمہ تن محو خرامت	ملجائیگا ظالم جو کوئی پوچھنے والا اسے طامرد دل آج ہے کچھ دال میں کالا قدر قد بالا سے تو گروید و دولا بالا سے تو بالا بود از عالم بالا
---	--

ستودانے کہا تیرو لا کون بلا ہے  
دیکھیں تو بھلا ہم بھی ذرا اسکو بھلا

دل نے مجھے سینے میں اچھلکر جو اچھالا غائب مرے پھلو سے ہے آغوش کا پالا دلبر نے سنبھلکر اسے ہر چند سنبھالا لے یار سے بدلا تجھے ملجاسے جوت بو برپا میں کروں آج ہی ہو کر ترا پا مال اس جینے سے مرنا تھا بھلا مر گئے تجھ پر سودل سے ہندس ترے عاشق پہ ہیں بان مرکز ہے ترا خال تو خط دائرہ حسن زلزلوں سے لپٹ جاؤنگا میں لے کے بلا میں دوڑی ہے مری آنکھ کسی خار مرثہ پر بے پروہ آہنگ فنان لب پہ ہے جاری آنکھوں کا تخیل مرے دل میں ترا خنجر داغ اس کا مرے دل پہ ہے (لالہ ہے مراد)	۳۷ تیرے قد بالا کا ہوا عشق دو بالا یعنی مراد دل سدا اللہ تعالیٰ دل ہو ہی گیا ہاتھ سے اس کے تہ و بالا ساتھ اپنے اسے دل دل دلبر کو بھالا فردا سے قیامت پہ اگر وعدے کو ٹالا کیون مرتے کو تو نے مر بجان مار ہی ڈالا مضمون نیا دہنڈ کے اس نے جو نکالا رخ ہندوئے عشق کا پھلا ہے مفت لا آجاسے جو غفل میں مرا گیسوؤں والا پائے نگہ تیز میں ہے اشک کا پھالا بہر روی دل سے ہے زبان پر مری نالا مرگان کا قصہ ہے مرے سینے میں بھالا کیون کہتے ہیں شاعر ترے رخسار کو لالا
--	---



<p>عارض کو کیا حال نے لالے سے ملقب عارض ہیں ترے پھول تو یاں ہیں گہر اشک غیروں سے ہو ارس و رسائل کی پہنچی یہ خوف ہے اسکو کہیں راہ نہ نکل جائے صناع ازل نے مرہ بجاں اتمہ سے اپنے جامی بننا سے رخ محبوب چہ خوش گفت ایں جن جال است کہ روے تو نخل کرد</p>	<p>تردید میں ارباب سخن کہتے ہیں لا لا تو ہار گئے کا ہو مرے میں تر ا لا لے باد صبارہ سے خط اکس کا اڑا لا خنجر کھرے دل سے سمجھ کر نہ نکالا کیا نور کے قالب میں ترے جسم کو بٹھالا الحمد لمن قد رحسنا وجمالا بالعارض والمحابب بلاداً وھلالا</p>
<p>ہو جائیگا معلوم والا لطفِ زباں کا انشاء و ظفر کو غزل اپنی تو دکھا لا</p>	
<p>زلف یلے سے تری کا کل کا جھکڑا ہو گیا ۳۸ قیس دیوانہ تھا میری عقل کو کیسا ہو گیا جس نے دیکھا تنکولے مہر وہ شیدا ہو گیا چشمہ جیواں سے کیا نسبت لبِ بخشش کو روزِ محشر اور شبِ فرقت میں ہیں لیلِ نہار چشم دریا بار کا ہو اس سے بڑھکر کیا نبوت کس کی بے پرواہیوں نے در بدر مجھ کو کیا تھا قیامت اپنے حق میں وعدہ فرمائے حشر غیر وہ ہم سہیل تھے ابتدائے عشق میں آڑ میں پر دکی عکسِ مردک سے آپ کے</p>	<p>جب تو بھنوں کو جنوں عاشق کو سودا ہو گیا وہ اگر بھنوں بنا کیوں مجھ کو سودا ہو گیا جسکو دیکھا تو نے لے دلبر وہ تیرا ہو گیا تھا وہ نازِ خضر یہ رشکِ میسج ہو گیا (زلف و قامت) کیا ترے عاشق کا ہونا ہو گیا ایک قطرہ اشک کا بڑھ بڑھ کے دریا ہو گیا اپنے ہاتھوں کیوں مرا معشوق رسوا ہو گیا تیری قامت کے تصدق آج بر پا ہو گیا جس کا نبر آخری تھا اے پہلا ہو گیا پتیلیوں کا مدت کو خاصا متا شا ہو گیا</p>



کو چڑھ جاناں سے جب آنے لگی ٹھنڈی ہوا  
 مر رہے تھے آپ پر ہم مر گیا دشمن بھی آج  
 جلد لو اس کی خبر آئینہ رخسار سے  
 اشک سے دامن میں موتی میں میٹھنڈل  
 آئے تھے وعدے پر لیکن پھر گئے وہ اٹنے پاؤں  
 سروہری سے کسی کی جم گئے آنکھوں میں اشک  
 لاکھ وہ چیخے کسی نے کچھ نہ فانی ایک بات  
 وہ ہمنما ز پر تھے عاشقوں کے سر تھے گیند  
 سوز دل سے آج میری آہ بھک سی اڑ گئی  
 دن کو ہے سورج تجلی سے تری قریب  
 شاعر و یہ طرح مومن کی ہے فراتے ہیں آپ  
 مدعی منکر ہوں میں تجھ پر ہے اب بار ثبوت  
 باہمی ہیر سٹروں کی بحث جب ہونے لگی  
 جب ثبوت مدعی تردید پر فاسق نہیں  
 لکھ چکے ہیں ذوق و ناسخ جو ہر ورثہ کسیر  
 ایک سے ہے ایک بڑھ کر نکتہ سخنوں کا کلام  
 سحر کی جادو بیانی نے کیا کافر کو زیر

جو گر آنسو مری آنکھوں سے اولا ہو گیا  
 آپ کی نیت جو بدلی اس کا بلا ہو گیا  
 کچھ نہیں بوسے کا ڈر عاشق کو کٹتا ہو گیا  
 موتیوں کی آب سے دامن بھی بیا ہو گیا  
 سخت برگشتہ سے یاں سیدھا بھی اٹھا ہو گیا  
 برف کی ٹمکنی سے دل دشمن کا ٹھنڈا ہو گیا  
 مصحف عارض پر کل بوسے پر بوسا ہو گیا  
 عشق بازی کیا ہوئی بدلو کا نقشا ہو گیا  
 آہ میرے دیکھے فخر میں دھماکا ہو گیا  
 چاند شب کو عارض تاباں سے تارا ہو گیا

آج باطل سارے اُتار دوں کا دعویٰ ہو گیا  
 مجھ کو حق تردید کا قسمت سے پیدا ہو گیا  
 سننے سننے ناک میں م آج حج کا ہو گیا  
 فیصلہ یہ ہے کہ دس مس اس کا دعویٰ ہو گیا  
 طرح مومن کا سخن سخنوں میں چرچا ہو گیا  
 مدعی ناسخ سے باطل تیرا دعویٰ ہو گیا  
 کل جو مومن کو پری پیکر کا سا یا ہو گیا

ضعف ایماں سے ہوا عالم کے دلیں انقلاب  
 کعبہ مومن و لا کاسر کا گر جا ہو گیا



کیوں پڑتا ہے اے ظالم تجھے کیا ہو گیا ۳۹  
 عاشقوں کی بزم میں اُس کا گز کیا ہو گیا  
 ہمارے ہم غفلت میں کیا سمجھے تھے پھر کیا ہو گیا  
 گھر میں ہم تھے منتظر باہر وہ رہنا ہو گیا  
 حسن مطلع تیرے دوا بروہیں یا بہتال ہو گیا  
 کیوں لڑتا ہے اے دلبر ذرا تو ہی بتا  
 اے تھے لیکن بگڑ کر چلے گئے دشمن کے ساتھ  
 کہہ دیا خاموش۔ گویا ئی مری نصرت ہوئی  
 لوگ کہتے ہیں ہوئی مسموم تیری آنکھ سے  
 چلے یا دلدار میرے سامنے دشمن کے گھر  
 اب میں سمجھا رہا ہوں ہنس نہ سکے کیوں بڑے  
 سامنے تیرے ہوں میں بلکہ نہیں اپنی خبر  
 ہم سے تھا آنے کا وعدہ چلے گئے دشمن کے گھر  
 میں نہ تھا وہ آئے میں آیا تو پایا اسکا کارڈ  
 ہم سے ترک عشق ہو گا اس خیال سے  
 واں تغافل سے تمہارے کچھ نہیں بنوئی خبر  
 دور ہیں میرے جنات سے کلاں میں  
 اڑھ گیا خط ہاتھ سے اور بے پناہ آواز  
 تیرے لکھنے کے ہیں ہر جگہ میں تمہاری تین

غیر کو سمجھا ہے عاشق شبکو دھوکا ہو گیا  
 لڑ پڑے آپس میں باہم اُنکے جھگڑا ہو گیا  
 مال اپنا جسکو سمجھے تھے پر ایا ہو گیا  
 کس زالی چال سے وعدے کا ایفا ہو گیا  
 واہ اکیلی میں مضمون دہرا ہو گیا  
 میرے سینے میں اگر دل تھا تو پھر کیا ہو گیا  
 ہمارے قسمت ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا  
 واہ کیا کہنا جو تیرے منہ سے نکلا ہو گیا  
 کیوں قضا آئی نہیں کیا جانے کیا ہو گیا  
 کیا کہوں میں ہمارے کیا سمجھا تھا پھر کیا ہو گیا  
 ہمارے شادی مرگ سے اب کام اپنا ہو گیا  
 میں نہیں سمجھا خدا جانے مجھے کیا ہو گیا  
 ہم یہاں کس کس میں بیٹھے ہیں اس کیا ہو گیا  
 ایک ساعت میں یہاں فرس کیا کیا ہو گیا  
 ہاں بہت کچھ اور ہوتا ہے ابھی کیا ہو گیا  
 ہاں تجاہل سے ہمارے غیر اپنا ہو گیا  
 خال اس چینیہ پہ مرنا بھی تماشا ہو گیا  
 خط کہو تر نامہ بر بہیات عفت ہو گیا  
 کان کا جھمکا تر اُغتہ تر یا ہو گیا



آئے بعد از وقت پچانے سے اب کیا فائدہ  
ہے زبان عاشق صرفی پہ یہ گردانِ ظلم  
زور و کوشش عارض کا کہاں نصیب  
اعطو منبر پہ کیوں بے حرمتی کرتے ہو تم  
ہم کو ہے ذوق سخن اپنی غزل ہے نذرِ ذوق  
مر گئے ہم تم پہ جو ہونا تھا جلتا نا ہو گیا  
ہو رہا ہے ہو چکا ہو گا ہو ا تھا ہو گیا  
جب کبھی مانگا بگڑا کر لال پیلا ہو گیا  
دختر رز کی یہاں حرمت کا فتویٰ ہو گیا  
ہاں بہت کچھ ہلک لکھنا ہے ابھی کیا ہو گیا

خط جو آیا مر گئے ہم تھا یہی اُس کا جواب  
اے ولا قسمت کا لکھا آج پورا ہو گیا

آج کل کیوں حکم تیز اسب سے بالا ہو گیا  
دشمن اُس کا ہم نوا لاہم پیا لا ہو گیا  
ہم سے کڑواتے ہو تم غیار سے شیرِ شکر  
خوب تا کا دخت رز کو جب وہ ہتے چڑھ گئی  
دوڑ و آزاد دوپٹے باز و فقیر و میکشو  
آہ سے نکلی فحائل آنکھوں سے آنسو تھوڑا  
مزختمِ شہتِ دل ہے آنکھیں آبیار  
اُونٹنہیں سکتی تہا سے خالِ غرض کی گس  
بے بصر ہے بے نقابی ہو مبارک آپ کو  
تارِ قطروں کا بندھا جب تیرے حاضر کا عرف  
سنا کر یہ میں تھا قائم بکر مر وار پر شک  
تیرے چھو لینے سے ہوتا ہے تشنچِ جسم میں  
کیوں ستم تیرا زمانے سے نرالا ہو گیا  
کیسی آسانی سے میں اُس کا نولا ہو گیا  
کیوں لبِ شیریں کا دشمن ہسم پیا لا ہو گیا  
ساغرِ مخمور زاہد کا پیا لا ہو گیا  
آج میخانے میں ساقی کا پیا لا ہو گیا  
ور دِ دلِ جہدم بنا ہمدرد نالا ہو گیا  
جب ہے اشکِ رواں نالے سے نالا ہو گیا  
کیا مرا تارِ نظر مگر می کا جب لا ہو گیا  
روتے روتے آنکھ میں عاشق کے جالا ہو گیا  
گوہرِ نایاب کا گردن میں مالا ہو گیا  
تیز بی مرزا گانکے برے اندالا ہو گیا  
ہاتھ تیرا برق و ش بھلی کا آ لا ہو گیا



<p>سرو گلشن کے گلے میں طوق قمر کیا پڑا وصل کی شب اے مژدن کیا خطا تھی مرغ کی وہ جا ہے رات دن محفل سے ملتا ہی نہیں</p>	<p>قدتر اس سرور دان جب سرو بالا ہو گیا نور عارض سے مرے گھر میں اجالا ہو گیا نام پر دشمن کے کیا گھر کا قبلا ہو گیا</p>
<p>وہ تو تھا ہی تھا مگر رونا ہے اس کاے <b>تولا</b> میرے رونی پر عدد بھی ہنسنے والا ہو گیا</p>	
<p>خط کل آیا تو حُسن اس کا و بالا ہو گیا ۴۱ جب تری چشم و مژدہ کا استخلا ہو گیا نوک مرگان کا قصہ را سکی تیری کا خیال پھر جرات پر مری ہونے لگی مرگان کی چھیڑ قمر وقت میں گرے ہوتے ہم اے ناحق شب اب میں سمجھا شاعر و کیوں لاہ رو اسکا ہے نا سر میں سودا دل میں تم گھٹنے لگا سینے میں دم زلف گندلی مار کر کائے کی جب مادہ . نئی دل میں سوز عشق اور سینے میں شعلے ہیں بلند شرم عارض سے گل تر تھا چمن میں آب تاب خال مرکز دائرہ خط مینی و ابرو و عمو و راست مانند الف تھی آپ کی زلف دراز سرو و مھری نے ہوا خواہوں پہ کیوں پایا تم تیری آنکھوں نے لایا ساغر نیگون میں زہر</p>	<p>ماہ رو کے چاند سے کھڑے پہ بالا ہو گیا پار سنچرول سے اور سینے سے بھالا ہو گیا بڑبڑتے بڑبڑتے سینہ عاشق میں بھالا ہو گیا ہاے پھر میرے جگر کا زخم آ لا ہو گیا خیر یہ گزری کہ فصل حق تعالیٰ ہو گیا خال عارض رواج گل . منہ اسکا لا لا ہو گیا رنگ عاشق ہے ستم حدت سے کالا ہو گیا ملکیا ناگن کا تنہ رنگ کالا ہو گیا طاق ابرو اپنا پھر کاجل سے کالا ہو گیا قطرہ شبنم دل سوزان کا چھلا ہو گیا مندھی اشکال سے عارض مقالا ہو گیا اُسکے پیچ و تاب سے اس کا امالا ہو گیا کیون ہر اک قطرہ مرے آنسو کا ٹالا ہو گیا بھام یا قوتی زمرہ کا پیلا ہو گیا</p>



<p>ہے برآمد اپنے بالا خانہ عالی پر آج  سائے مصحف ہے اور ایمان سے کہتا ہوں  عالم بالا میں حوروں سے ملی جب داؤں  ماشتان ہند کا ایجاد ہے۔ گن۔ لاٹنگ۔ برج  قلبیہ کے حسن سے ایمان کی پوچھو اگر</p>	<p>حسن اسکے قد بالا کا دو بالا ہو گیا  حسن عارض زلف کافر سے دو بالا ہو گیا  آنکھ میں عاشق کی حسن انکا دو بالا ہو گیا  آہ سے کلی فغان پھر اُس سے نالا ہو گیا  اس نعل کا لطف اسے مومن و بالا ہو گیا</p>
<p>اس زمین میں کہ چکے استاد نسخ پھر نسیم  اے قولا دونوں پر اپنا بول بالا ہو گیا</p>	
<p>اپنے پھلو سے یکایک دل جو اپنا کھر گیا  سو گئی قسمت تری اسے قنطر کیا ہو گیا  وصل کی شب میں وہ ایسا ناتوان سا ہو گیا  یہ تجب ہے کہ دلہن کے اس بیدل سے تاج  کل وہ آدھ میکھا دشمن ہمہ کرنے کو ستم  یار گل تھا اپنی خلوت میں اکیلے راست بھر  نامہ برخط لکے اپنے جاچکے ہیں سیکڑوں  کھدیا تم نے نہ آؤ گے کبھی عاشق کے گھر  چلتے چلتے کہدیا اس نے نہایت درو سے  یوں نہ محض سے اٹھانا تھا کسی دتے کو یا  وصل کی شب رات بھر سوتا ہر تیرے سا  مر گیا عاشق ملی تجھ کو تو اسکو بھی نجات</p>	<p>۴۲ کام اس صدمے سے اسے دلبر ہمارا ہو گیا  اپنے وعدے پر سنا دلدار اپنا ہو گیا  جاگ اٹھی جب اپنی قسمت یا اپنا ہو گیا  پوچھتے ہیں وہ بتا تو تیرا دل کیا ہو گیا  آج غصہ تجھ کو آجانے سے جسے ناگو گیا  اپنی نادانی سے موقع ہاتھ سے یارو گیا  تیرے دے آہ پھر واپس نہ آیا جو گیا  تھی یہی تقدیر جو ہونا تھا پورا ہو گیا  کیون خفا ہوتے ہو تم عاشق تمہارا لو گیا  ہاے اپنی زندگی سے ہاتھ اپنا ہو گیا  آج وہ عاشق ترا م قد میں تنہا ہو گیا  اپنی آنکھوں نامہ اعمال اپنا ہو گیا</p>



<p>آگئی شامت جو لے اُس یارِ رِنا کو گیا          بت کا عاشق ہون میں انا مجھ کو بچپنا دو گیا          گر حد و پوچھے تو جاناں اسکو سچا دو گیا          دشمنی کا تخم جو دشمن ہمارا بویا          راگھا اس نے تو آیا جب وہ بولا پو گیا          وسعتِ مضمون سے لیکن دل کشا دو گیا          ہاتھ سے تو من کے موقع ہاے استادو گیا</p>	<p>ہاے دشمن کیا گیا اپنے گئے ہوش و حواس          وان نجاتِ عشق کا بھدرا کرانا ہے مجھے          گوشہ خلوت میں میں پھسکر رہو نگار ات بھر          اک ناکِ ن بار لائیک تری خاطر یہ یاد          کاٹھ کی تیلی ہون پور برہمن کے ہاتھ میں          قافیہ اپنا ہوا اُسنا دوسرا جو کے تنگ          دیکھ لیتا یہ نزل اپنی تو وہ کچھتا ضرور</p>
<p>ہم نے بوسے پر لیا بوسہ قولا خلوت میں رات          کچھ نہ بھی اسکو خیر اپنی تھکا تھکا سو گیا</p>	<p>ہم نے کچھ اس قدر مجھے لاغری بنا دیا          کو پے کو تنے و رد خیر بنا دیا          گھوڑے گدھے میں تو نے نہ کی ہاے کچھ تیر          آوارگی میں دوڑ کے گرتا ہے سر کے چل          پھوڑا بنا جو تیرے غم عشق سے جگر          پکڑے ہوئے تھے خط سے بناتے تھے جی          ظلم صریح میں بھی قدر بوسہ ہم رہے          تعلیم مغربی سے بگڑ کر وہ کہتے ہمیں          شیشے کے تھے کوڑو پتھر تاک جھانک نے          عاشق نے اپنی الفت دل کے ثبوت میں</p>
<p>فرش زمین مریض کا بستر بنا دیا          خیر شکن نے ہم کو مطلق بستر بنا دیا          دشمن کو دوستوں کے برابر بنا دیا          عاشق نے طفلِ اشک کو خود سیر بنا دیا          مرگان کو تیری آنکھ نے نشتر بنا دیا          دشمن نے ان کا کان پکڑ کر بنا دیا          کھینچی جو کھال جنتِ سلیم بنا دیا          اس نے تو عاشقوں کو بھی نیچر بنا دیا          زار کو دختِ ناک کا شوہر بنا دیا          تیغ نگہ کو توڑ کے خنجر بنا دیا</p>	<p>غم نے کچھ اس قدر مجھے لاغری بنا دیا          کو پے کو تنے و رد خیر بنا دیا          گھوڑے گدھے میں تو نے نہ کی ہاے کچھ تیر          آوارگی میں دوڑ کے گرتا ہے سر کے چل          پھوڑا بنا جو تیرے غم عشق سے جگر          پکڑے ہوئے تھے خط سے بناتے تھے جی          ظلم صریح میں بھی قدر بوسہ ہم رہے          تعلیم مغربی سے بگڑ کر وہ کہتے ہمیں          شیشے کے تھے کوڑو پتھر تاک جھانک نے          عاشق نے اپنی الفت دل کے ثبوت میں</p>



<p>تانبے کے قرص کو مہِ انور بنا دیا  گٹا اُتے پروں کو اڑا کر بنا دیا  کیا جو ششِ غم نے دل کو سما دیا  دل ہاتھ سے گیا تو سنبھل کر بنا دیا  تقدیر نے جو ہم کو بگڑا کر بنا دیا  ارکانِ ہند سی سے مکتہ بنا دیا  جسکو مری ضمیر نے مضمر بنا دیا  عارضے سے بچ کر زلف - دلاور بنا دیا  بازمی کو عشقِ باز نے جزیر بنا دیا</p>	<p>قدرتِ خدا کی ہے مرے سر کے عکس نے  میرش اُڑ گئے کہوتر قاصد کے آپ نے  آنکھوں سے میری آہ اُبلتے ہیں اشکِ گرم  خطا سکا بڑھ گیا تو گئے ہم بدل کے روپ  نائی بنے غلام بنے کیا نہ ہم بنے  ناپا زمینِ شعر کو مستاحِ فکر نے  تقصین ہے نامدار کے مضمون کی شاعر و  لیکر چراغِ رات کو کرتی ہے رہزنی  چالوں سے تیری ڈر کے ہلاتا ہے ہاتھ پاؤں</p>
<p>قطرےِ دلا پکتے ہیں چھن چھن کے اشک کے  آنکھوں کو ہم نے عشق کا فلٹر بنا دیا</p>	
<p>ہم اُس داریا نے غم کا اُسے گھر بنا دیا  عاشق کے حق میں اُسکو ستگر بنا دیا  مظلوم بچو اس کو ستگر بنا دیا  کوچے نے فرشِ خاک کو بستر بنا دیا  خالق نے اسکو خلق کا رہبر بنا دیا  کینے نے تیرے ولین مر گھر بنا دیا  اسے شعر و جواہر مستور بنا دیا  حق نے دہن کو چشمہ کو شرب بنا دیا</p>	<p>عاشق کے دل نے یار کو دلبر بنا دیا  ہم کو خدا نے عاشق و دلبر بنا دیا  قدرت کا اپنی - یار کو منظر بنا دیا  بالین جو سنگِ دل کا بنا سنگِ آستان  شکرِ خدا کہ نقشِ قدمِ خاکسار ہے  دل را بدل رہیت و رین گنبدِ سپھر  پروانہ خود چراغ بنے کیون نہ بزمِ مین  غلمان و حوشرشتہ ترے لب کے چبے</p>



<p>صنعت کو تو نے سد سکندربنا دیا نقش و نگار پھول کتہ کر بنا دیا مردہ چو اس نے گنبد مر مر بنا دیا آہوں نے میرے خط کو کیوں تر بنا دیا زردار اسکو ہم نے بگڑ کر بنا دیا لوح جہیں پہ خط مقتدر بنا دیا کیوں تو نے دل کو سان کا پتھر بنا دیا گناہ اُس کو نام مٹا کر بنا دیا دشمن کا نام آنکھ بچا کر بنا دیا اشکوں کو دل نے بادۂ حسرت بنا دیا اُس خط کے وارے کو مدور بنا دیا</p>	<p>حائل ہے اپنا آٹھ پہر تیسرا آئینہ شیشے میں میرے دل کے خیال نگار نے سیری نہیں سرور میں اپنی نجات کے یا ہو کی میرے منہ سے صدا جب ہوئی بلند خاک کی بن آئی جو بکنے لگی شراب دست قضا نے خط کو ترے پار بچھلے کچھ کاٹ کم نہ تھی تری تیغ نگاہ کی مضمون میرے خط کا جو آیا اُسے پسند قاصد نے خط دیا تو کرنے کے واسطے ہم رو رہے تھے بزم میں جب چلرا تھا دکا پر کارِ دست قدرت پروردگار نے</p>
<p>چارابروں کے بار سے بکے بنے والا اُسکے کرم نے ہم کو قلمدربنا دیا</p>	<p>عارض کو جب خدا نے گل تر بنا دیا ۴۵ خالی نے جب بدن کو گل تر بنا دیا سرورواں نے سرو کو ہمسربنا دیا گلبن پر آشیاں جو کیا عندلیب بنے ایسی ہی کہ حور بنی کیوں نہ پھر بنے گویند خاک را بنظر بکیمیا کنند</p>
<p>گلشن نے شاخ گل چرا گھر بنا دیا جائے کو گلبدن نے مشجر بنا دیا قامت کو اپنے رشک صنوبر بنا دیا اپنی گلی میں تو نے مرا گھر بنا دیا تو نے بنے بنی کو جو زیور بنا دیا خاک قدم نے مس کو یہاں بنا دیا</p>	<p>عارض کو جب خدا نے گل تر بنا دیا ۴۵ خالی نے جب بدن کو گل تر بنا دیا سرورواں نے سرو کو ہمسربنا دیا گلبن پر آشیاں جو کیا عندلیب بنے ایسی ہی کہ حور بنی کیوں نہ پھر بنے گویند خاک را بنظر بکیمیا کنند</p>



ملتی نہیں ہے یہ وہ میگوں سے کیوں شرار  
ابر و سے مرد مک صفت مرگانی لے کمان  
آبادہ۔ گامیاب ہوئے وصل سے بھی ہم  
ہے خط میں دور چہرہ روشن بھی گول گل  
نا چاہو مور ابر کی مستی میں بارے  
تشبیر شاعرانِ عجم ہے (سنو سنو)  
اتو ہمیں بنانے لگے بزمِ غیر میں  
جب پیکوے میں سے کی چمک سے ہوا وہ جو  
واعظ نے کی جو۔ تعلق مینا پہ قالِ قاتل  
پھولوں کی سیج میں۔ نے سجا کی شب و سجا  
تیری ہوائے زلف نے زلف نہ بیا کے سنا  
دل پھٹ گیا ہو کاٹ سے تیغِ نگاہ کی  
اہلِ نظر کی آنکھ میں قلب پر مرستہ  
سوزِ جگر سے قازمِ عالم ہو اپنے خشاکیہ  
چہرہ کتاب ہے تو خط اب کے خاستہ  
کیا بات ہے ذرا تو کہو کس غبار نے  
رستے کاش عاشقوں کو موتی ہی مانتے

کس نے تمہاری آنکھ کو سا غربنا دیا  
ترکوں کی فوج کا تجھے انسربنا دیا  
قسمت نے کامِ امید سے بڑھکر بنا دیا  
قدرت نے اسکو مہرِ منور بنا دیا  
طاؤس اپنے آپ کو تن کر بنا دیا  
ساغر کو کان۔ کان کو سا غربنا دیا  
ہم نے بھی ان کی بات کو بکر بنا دیا  
سورج کو آفتاب کا سا عسربنا دیا  
شیشو نگو ہم نے جوڑ کے منبر بنا دیا  
اشکِ خوشی سے پھولوں کا زیور بنا دیا  
سنبھل کے دل کو باغ میں مضطر بنا دیا  
آرنگھ کو تو نے رنوگر بنا دیا  
جب پڑ گئی تو اُس نے اُسے زربنا دیا  
گیہ نے جنگلوں کو سمندر بنا دیا  
چہین جہیں سے یار نے مسطر بنا دیا  
آئینہ جہیں کو مکدر بنا دیا  
جب شاعروں نے سمجھ کر نہ گربنا دیا

معشوقِ نازنین کو موتی نہ باندھ کر

مادہ کو شاعروں نے واکا زربنا دیا



اشکوں کو موج غم نے سمندر بنا دیا  
 سینے کو دل کی آگ نے مہر بنا دیا  
 چاہا جسے خدا نے تو نگر بنا دیا  
 کم ایک سے تو ایک سے بڑھ کر بنا دیا  
 قاصد کو عاشقوں نے بنایا سفیر عشق  
 غم سے بھر آئی آنکھ تو پینے لگے ہم اشک  
 پینے سے اُس کے عاشق ضابطہ تہ لب  
 تیرے دئے دو آتشہ لب کا ہے اثر  
 دونوں طرف سے ہے تری تصویر جلوہ  
 گالی نے اُس لب نمکیں کے مذاق سے  
 مرنے کے بعد و فن کی حاجت نہیں ہی  
 ہنسنے لگا۔ جو میں نے اسی کے گلے کا  
 سوز جگر نے سینہ عاشق کی بزم میں  
 سنگین دست ہر کہ بظاہر ملائم است  
 تیرے ادا و ناز نے اندازِ حسن سے  
 صنعت نے زورِ علم۔ تجلاتے عقل سے  
 چڑھ کر اُتر گیا ترے دانتوں پہ رنگِ پیا  
 ظالم کے استحالہ چشم و نگاہ نے  
 مجھ پر پڑی نگاہ تو آبِ اُپسنے چڑھ گئی

۴۶

قطروں کو آبِ اشک نے گوہر بنا دیا  
 شعلوں نے میرے دل کو سمندر بنا دیا  
 دارا اُسے تو اسکو سکندر بنا دیا  
 تجھ سے بُرا تو غیر سے بہتر بنا دیا  
 جسکو دیا پیامِ پیہر بنا دیا  
 ضبطِ الم نے آنکھ کو ساعِ بند بنا دیا  
 آنسو کو کیوں نہ آبِ مقرر بنا دیا  
 جس نے لبوں کو قند مکرر بنا دیا  
 مانی نے اک قلم میں دو سپر بنا دیا  
 کھاری کو تلخ۔ تلخ کو شکر بنا دیا  
 غم نے مجھے زمیں کے برابر بنا دیا  
 اسکو (سمجھ کے پھول) اُٹھا کر بنا دیا  
 مہرِ نفس کو شمعِ منور بنا دیا  
 صائب نے تیرے قلب کو ہتھکڑ بنا دیا  
 عاشق مجھے تجھے مراد لبس بنا دیا  
 لوسے کو یاد گاؤں سکندر بنا دیا  
 ہیرے کو محلِ محل کو گھر بنا دیا  
 خنجر سے تیغ تیغ سے خنجر بنا دیا  
 اشکوں کو دل نے تیغ کا جوہر بنا دیا



<p>گنگھی درختِ شانہ بنا سیرِ باغیں مقتل میں لے قتل پہ روئے کیوٹے عظمت میں اقتدار میں قدرت میں حسن میں دشک و اتیر و تاسخ و رتد و تیر نے روندی ہوئی زیں یہ اہل زباں کی ہر لطفِ دبان و حسنِ مضامین عشق نے</p>	<p>سنبھل کو زلف نے جو معسّر بنا دیا تیغِ نگہ میں دیکھ جو ہر بنا دیا تجگو خد نے اپنے برابر بنا دیا غزلوں کو اپنی عشق کا دفتر بنا دیا جس نے مجھے زمیں کے برابر بنا دیا اپنی غزل کو غیر سے بہتر بنا دیا</p>
<p>اہل زباں کی بزم کا صدقہ ہے لے والا قیض اثر نے تجگو سخنور بنا دیا</p>	
<p>منہ چھپا ابر میں لے ماہِ فلک تو اپنا دل سنبھلتا ہی نہیں اب کسی پہلو اپنا بیٹھ پہلو میں ہمارے اسے دلبرِ دلدا یہ تعجب ہے کہ آغوش میں آ کر شبِ وصل بیدلی پر مرے دلبر جو تجھے ہو کوئی شک صفتِ مرگاں کی چڑائی ہے یہاں سینے پر وصل میں ہجر کا پہلو یہ نکالا اس نے شاعرِ می کے لئے اردو سے ملے کے بغیر دخترِ رز نے کہا چوم کے لب زاہد کے غیر روٹھا تو وہ کہتے ہیں مجھے کر کے خطاب دشمنی ہم سے نہ خیر منا تو اپنی</p>	<p>چاندنی رات ہے کوٹھے پہ ہے مہر و اپنا یہ تعجب ہے کہ اُسپر نہیں قابو اپنا گرم جوشی سے تری گرم ہو پہلو اپنا سر و مہری سے بچاتا ہے وہ پہلو اپنا میں دکھا دو نگا تجھے چیر کے پہلو اپنا نیزہ بازوں سے دباتا ہے وہ پہلو اپنا میرے پہلو سے ہٹاتا ہے وہ پہلو اپنا حیدر آباد میں چلتا نہیں ٹٹو اپنا ایک ہی جام سے چلو میں ہے اُٹو اپنا نہ گیا ہاتھ سے اپنے کہیں اُٹو اپنا تجھ سے بگڑیگا نہ کچھ بھی اے اُٹو اپنا</p>



<p>دور ساغر سے جو چکرانے لگا میرا سر قلزمِ اشک کے طوفان سے ہو عالمِ غرباب ڈھونڈتی آئی ہے دشمن کی ہنسی خیر تو ہے منتظرِ باغ میں تھے ہم بھی ہواہ خواہ اسکے ڈھک ڈالے ہوئے چلتا ہے ہمارا دشمن میرے رونے پر متحیر سے ہنسنے جاتے ہو دخترِ رز نے کہا دیکھ کے ملا جی کو دلبری عشوہ گری اسکی تیاغ سے عیاں خان و ماں لوٹ لیلے گیا دل زلفوں کے پس آئینہ رخسار وہ دیتا ہے سبق سروبالا ہے نہیں سروچہن لے قری تازیا نے کی سزا ہکو ملی زلفوں سے اُسکے کانوں کا کرن پھول بنا را تو نکو میں سمجھتا ہوں وہ رات آئینے پہلو میں</p>	<p>ہنس کے وہ کہنے لگے گول ہے لٹوا اپنا کوچہ یارِ سمندر میں ہے ٹاپو اپنا کہتی ہے رات سے گم ہے وہ ٹھکٹا اپنا ہو گیا یار ہوا کھا کے اُڑ پھو اپنا بچ رہو کج و جزا رہے سمجھو اپنا ڈوب مرنے کیلئے بس ہے یہ چلو اپنا یہ مخالف تو ریا کار ہے تھو تھو اپنا نوجواں نورس و نوخیز ہے گبر و اپنا کالے پانی کا سزاوار ہے ڈاکو اپنا شکوہ دشمن نے بنایا میاں مٹھو اپنا رہنے دے باغ میں تو نعمت کو کو اپنا کچھ نہ تھا یا ر قصور اس میں سر مو اپنا مرتبہ تو نے بڑھایا گل شبو اپنا صبح سے آج پھر کتا ہے جو بازو اپنا</p>
---	---

ہم مرید اُسکے ہیں رندی میں زبنداں ہو کر

آج رہ رہے ولا رزِ سخنگو اپنا

<p>اپنے قابو میں ہے گودل مرے دجواپنا تو نے جانے نہ دیا ہاتھ سے قابو اپنا کام تو اپنا بنا لے اے دل لبر سے</p>	<p>۴۸ پر کسی اور کے قابو میں ہے قابو اپنا تو نے کام اپنا بنایا کسی پہلو اپنا جس طرح ہر کے جب تک چلے متا پنا</p>
--	---



دلِ دلدار کو دل اپنا بنا دیر نہ کر  
 میرے قابو میں وہ کیوں آنے لگا خراب  
 دلبری اسکی ہے قابو میں تجھے کر ہی لیا  
 خواب میں بھی نظر آجائے اگر پسند نہ کر  
 پھر مری شیفگی پر نہو حیرت تجھے کہ  
 لاکھ ہم تجھے مرہن تو ہے خدا غیروں پر  
 بے نیالی میں جو آئینہ نظر آجائے  
 ہے پسند اسکو جھکائے ہوئے سر باندھ لگا  
 غدر خواہی سے نہو تاج وہ کافر ہم  
 تیرے دربار میں ہوتا اگر آئینہ دکن  
 اپنے دشمن کے مقابل نہیں پارتا بھی ہم  
 روز روشن میں چمکتا ہے وہ ہیرے کی طرح  
 چاند آئینہ بنا دیکھ کے صورت اپنی  
 چار ہیروں سے مصع ہے جہیں کا زبور  
 دیکھ کر سبزہ خطِ عکس میں وہ کہنے لگو  
 سبزہ خط پہ جو کرتا ہے رم لے آہو چشم  
 کیوں نہامت سے نہو جائے یہ اس آئینہ  
 نظر آئیگا جو آنکھوں سے بھیگا فلزم  
 صدف چشم کے صدر نے میں بنا ہے گوہر

نہ نکل جائے کہیں ہاتھ سے قابو اپنا  
 کر لیا میرے دل زار پہ قابو اپنا  
 اسے دل رکھ تو دل یار پہ قابو اپنا  
 کیا یہ ممکن ہے کہ شیدائے نکرے تو اپنا  
 میری آنکھوں نے جو دیکھے کبھی منہ تو اپنا  
 نہ ہو اور نہ ہو گا مری جاں تو اپنا  
 خوف مجھ کو ہے نہ عاشق ہو کہیں تو اپنا  
 بیٹھنا سامنے تو میں کے دوزخ تو اپنا  
 ٹیکتا جوڑ کے ہاتھوں کو میں زانو اپنا  
 نذر دیتا تجھے دل ٹیک کے زانو اپنا  
 سنگدل سیل ترا سنگ ترا زانو اپنا  
 رشک خورشید فلک کیوں نہو مہر و اپنا  
 اپنی تصویر پہ حیراں ہے مہر و اپنا  
 چار چاند اسکو لگے مہر ہے مہر و اپنا  
 خوب دل بھر کے چریگا اسے آہو اپنا  
 کیا سمجھنے لگا رمنا اسے آہو اپنا  
 دھونڈنے پر بھی نہ پایا کوئی آنسو اپنا  
 کشتی دل کا ہوا خواہ ہے آہو اپنا  
 چشمہ دل کا ہے قطرہ ہر اک آنسو اپنا



<p>اس سے کیا بڑھ کے ہونا یا بی گوہر کا ثبوت ہم کٹائیے کو بلاغت میں نہ کرتے قائم چشمِ زخمِ نگہ دینے جو صبر نہ لگے بادۂ عشق سے ہے اپنا پیالہ لبریز مصحفِ مرغ سے سمجھتے ہیں مسلمان ہون</p>	<p>ہاتھ آیا نہ کسی کے کوئی سہنسوا اپنا گرا اشارہ نہ دکھاتا ترا ابر و اپنا نہ دکھا تو کبھی تلوار کو ابر و اپنا کشتی میں ٹھکانا ہے لب جو اپنا زلفِ کافر سے تجھے کہتے ہیں ہند و اپنا</p>
<p>اس زمیں میں ہیں وکاسجھ بیاں داغ و آہیر اُسکی آنکھوں سے یہاں چل گیا جاد و اپنا</p>	
<p>ہے دل میں مرے عشق کسی آفت جاں کا دشمن کو مرے خوف یہاں کمانہ و مانکا بہنے جو لگی پل مرے اشک رواں کی مٹا اُنہیں پھر بوسہ گم گشتہ عریز و سو تو کو جگاتا ہے شب وصل میں تڑکے خلوت میں سحر ہوگی تو بیخانی میں افلا سرا سکا امانت ہے تری دل پہ ہے بہار رب آرنی ہو چکی اب ہوشِ سنجھاں روکے سے مرے اشک اُن کھ نہیں سکتے بچپن میں ملا تھا لب شیریں کا جو بوسہ آئی ہے قصا کب سے اسے دھوڑ رہی ہے اے دخترِ جوش پہ ہے تیری جوانی</p>	<p>۴۹ جو خانہ بر انداز ہے طنائے ہے بانکا آزاد ہے مرد و وہ ہے وہ دونوں جانکا پانی پہ بنا نقشِ جہان گزراں کا یعقوب نے کیوں چاہے زخند انہیں جانکا دلہرے صدمہ ہے مودن کی اذان کا کچھ خوف نہیں روزہ ماہ رمضان کا عاشق متحمل نہیں اس بار گران کا کیوں شوق ہے مونی کو تجھ سے بتانکا اب قبر ٹھکانا ہے مری عمر رواں کا ایتک وہی پاتا ہوں مزا اپنی زبان کا دکھلا دہتا عاشق بے نام و نشان کا نخروں سے ترے تاک میں مہرِ مغان کا</p>



<p>پہلے سے کیا جہاز اب نہ کہو دلوں کو ہے سائل پہ پہنچ جائے نہ کیوں اسکا سینہ بے چین ہوں سینے میں دھڑکتا ہر دل یہ خانہ بر اندازی دلبر کا اثر ہے مجلس ہوئی جب مر گئے ہم آپ تھے گراں لے سحر ہے فائق فلک ہے پیرِ پشاور</p>	<p>دو دِل سوزاں سے یہ مرکب ہے دُخانِ کا اسدِ دل کو بھر دسا ہے مرے اشکِ دہانِ کا بلکتا ہوں بہت خوف ہے محکو خفا نکا محکو نہ ملا ہاے پتا اپنے مکا نکا غم آپکو تھا مرثیہ مرثیہ خواں کا بڑھا ہے مگر کام یہ دیتا ہے جواں کا</p>
<p>تیر نکہ تیار ولا کیوں نہ پٹ جائے جب پشتِ خمیدہ میں مری خم ہے کمانِ کا</p>	
<p>۵۰ کیوں ہوں سکا وصف تیرے تنگ دہاں کا آخر میں مٹا یہ کھلا (راز نہاں) کا جب مل گئے لب بند ہے منہ اہل زبان کا جب چلنے لگے زلفِ صبا زلفِ تیری قاصر ہے زباں وصف دہن ہو نہیں سکتا تو بات کہے یا نہ کہے با ست بنائی تعریف دہن ہر کس و نا کس کا نہیں کام ارباب سخن کو توے لب سے نہیں انکا قائم ہے ترے مُنہ میں مگر چلتی ہے نہ زبانت آئے نہیں وعدہ نہ وفا ہو تو ہلا سے پتھر کا نوشتہ ہے کبھی مٹ نہیں سکتا</p>	<p>کیوں اس میں ہوا قافیہ تنگ اہل زبان کا ارباب سخن میں کعب تیرے دہانِ کا پھر کھل گئے رونوں تو کھلا رازِ دہانِ کا پھر گل ہو تنگم سے دہن غنچہ دہانِ کا تعریف میں ہے ناطقہ بند اہل زبان کا ہونٹوں سے پتا ہی گیا تیرے دہانِ کا یہ کام حقیقت میں ہے ارباب زبان کا اصرار تری بید ہنسی پر ہے زبان کا کچھ اہو ٹھکانا ہی نہیں تیری زبان کا چھوٹے وہ نہیں جگو ہے غم انکی زبان کا پایاں یہ نہیں تول ہے عاشق کی زبان کا</p>



<p>تم منہ نہ لگو اسکو کبھی منہ نہ لگاؤ          برساؤ سمجھ بوجھ کے تیغ اپنی زبان کی          نشر کے سوا اسکی جلن دب نہیں سکتی          واں تیرنگہ اور یہاں ناوک دل آہ          معشوق ہے سرتا بقدم نور کا پستلا          ایک آن میں بجلی کی چمک رہ گئی ہو کر          سمجھو نہ کبھی میرے سوا غیر کو اپنا          غصہ ہے سحر شام ہے غم فاقہ کشی میں</p>	<p>دشمن مرا کم طرف ہے مڑا ہے زبان کا          ملتا نہیں تاحشر کبھی زخم زبان کا          وہ دشمن نا اہل بھی پھوڑا ہے زبان کا          ابرو سے خم پشت مقابل ہے کمان کا          تن نور مجسم ہے سہرا پار مہربان کا          کیا روزن در سے کسی براق نئے جھانکا          دشمن ہے (مہربان) یہ دشمن مہربان کا          کھاتے ہیں مگر لطف ہے صوم بھنا نکا</p>
<p>ہوتا ہے ولا اس کا اثر سوز جگر پر          استاد ہے قائل ہوں میں آتش کی زبان کا</p>	
<p>مانا ہوا یہ قول ہے سوسن کی زبان کا          لفظوں کی فصاحت سے ہوا لطف زبان کا          سمجھے نہیں مطلب تو یہ فرمانے لگے رند          اردو میں بنی در دوسری وقت مضموں          جب آپ نہ سمجھیں تو خطا کیا مری آپیں          غالب کو خدا بخشے عجب رنگ تھا انکا          مضموں کی لطافت سے ہمیں لطف سخن ہے          دلدادہ مضموں نے ہے اپنے معاصر          دنداں بدہن قائم و مرگاں تہ ابرو</p>	<p>۵۱ اس گلشن عارض میں نہیں خوف خزان کا          مضموں کی بلاغت سے بڑھا حسن بیان کا          وقت ہوئی مضموں کو کیا لطف زبان کا          تکلیف سے بچنا ہی تکلف ہے زبان کا          نقصان ہے قابل کا دہ اس مجھ انکا          مضموں میں وقت تھی مگر لطف زبان کا          اے اہل زبان آپ کو گزروں زبان کا          سچ چو چھو تو ہے اس میں قصور اہل زبان کا          اے اہل زبان کچھ نہیں بطف اس میں زبان کا</p>



<p>ہاں لعل کے معدن میں ہیں ہیرے لبِ نازاں  ہے نیزہ بخت تیری نگہاں صفِ مرگاں  اشعار میں جو بیت ہے مضمون سے خالی  جب لالہ رخونکا دل عاشق پہ ہوا داغ  آنکھیں تری آنکھوں میں پھر میں کیجئے گس  دشمن کے لئے مجھ سے لڑا کرتے ہو ہر بار  تم جانے کو تیار تو ہم چلنے کو تیار  لگ جاؤ گلے منہ سے نقاب اپنی اُٹارو  واں غیر کے گھر آپ کے آنے کی خبر تھی  راحت سے شب وصل جگاتا ہے موذن  غیروں کے بلاوے پہ تو جاتا ہے یہاں سے  وہ مجھ کو بلا کر گئے کیوں آج میرے گھر  غم میں ہے مری موت تو شادیں میری گزرتی  جوہر کو ہر اک اپنے دکھاتا ہے سخنِ سنج</p>	<p>الماس میں کندن ہے یہاں لعل یا نکا  ابرو میں ترے تیرنگن خم ہے کمانکا  وہ بیتِ خلا ہے مرے دلبر کے مکانکا  لالے کو تعجب ہے یہ لالہ ہے کھانکا  دھوکا مجھے گلشن میں ہوا سرور و انکا  لعلت بھی کرو سچہ یہ جھگڑا ہے کھانکا  خالق کو خبر آج ارادہ ہے کھانکا  اب کیسی حیا وصل میں پر وہ ہے کھانکا  آئے ہو کہاں اور ارادہ تھا کھانکا  دشمن تھا کوئی اور یہ دشمن ہے کھانکا  دل تیرا کہیں ہونے پر یار و ہانکا  افسوس رہا میں نہ یہاں نہ وہاںکا  یہ دل ستمِ نہ نہیں کا ہے نہ ہانکا  ہر ایک کے جوہر کو مری آنکھ نے آنکا</p>
<p>ناسخ نے کیا سحر ہوا زہد کو سودا  افسوس ہے ولایا کوئی جاوے بیانکا</p>	
<p>عاشق کے ولیں آج ہے عالم بہار کا  بُوئے اڑی بُرا ہو نسیم بہار کا  تھا شوقِ دل کو مرے لالہ زار کا</p>	<p>۵۲ کیا ہو گیا ہے عشق کسی گلزار کا  قالبو چلا نہ اُسپہ کبھی زلفِ بہار کا  لالے کو اشتیاقِ دلِ داغدار کا</p>



شکر خدا کہ مل گئے دونوں چہن میں آج  
تعوذ اپنی قبر کا ہے تو وہ سرشک  
تیری ہنسی ہے برقِ فغاں اپنی ہے گرج  
حیراں ہیں میری نبض کی تیزی سے کیوس  
زلفِ صبل سے گج پریشاں ہوئی ہے زلف  
ہے دن میں آفتاب تو راتوں میں ماہتاب  
تیزی کے ساتھ اسکو نظر بھر کے دیکھئے  
سینے پہ ہاتھ کہنے لگے دیکھ کر حباب  
حاضر ہے نقد جان میں پٹا دو گنا بھل  
طوفانِ نوح تھا مرے آنسو کی سیل سے  
ہم آ رہے ہیں سیل میں لینے نہ آئیں آپ  
کچھ میرے عشق سے تری عزت نہیں گئی  
مانند زلفِ قصۂ عاشق و راز ہے  
ٹھوکر پہ ٹھوکر اس نے لگائی ہے بھڑک  
دن روز حشر ہے شبِ فرقت ہے اپنی رات  
وہ محتر ہے شیر و انگور سے مدام  
وہ بادِ خوار سا غریبگوں تو اور ہے  
صبحِ وطن کی یاد ہے شام و سحر اُسے  
ابا نکتہ پر وروں کی بن آئیگی شاعر و

اب انتظار ہونے لگا روے یار کا  
سوزِ جگر چراغ ہے میری مزار کا  
دیکھا چمک چمک کے چمکنا شرار کا  
یہ ہے صعودِ آتشِ دل کے بسا رکا  
سنبھل کے دل میں ہے یہ سبب انتشار کا  
شہرہ ہے آسمان پہ دلِ داغدار کا  
ہے شوق میرے دل کو تہا سے لٹار کا  
یہ ہو ہو ہے نقشِ ہمارے اُبھار کا  
کہنے لگے کہ نام نہ لو تم اُدھار کا  
مصلح بنا ہے ایرانِ اشکوں کی مہار کا  
قربان اس کرم پہ یہ مضمون ہے تار کا  
موقع نہیں ہے لے مرچاں ننگِ عار کا  
زلفوں کو کیوں نہ حکم دیا اختصار کا  
باقی رہا نشان نہ ہمارے مزار کا  
یہ ہے معاملہ مرے ایسے د نہار کا  
زاہد یہ اتنا ہے مرے باوہ خواہ کا  
آنکھوں میں آہ کی ہے اثر کیوں خمار کا  
پر سناں نہیں ہے کوئی غریب الدیار کا  
ڈنکا سخنوری میں بجا شہر یار کا



درکارِ خیر حاجتِ امیج استخارہ نیست میٹھی زبان پہ آپکی تیزی زبان کی	حاجت نہ سوچ کی ہے نہ موقعِ بچار کا مشہور ہے دکن میں مرتبا چار کا
آغازِ عشق سے تھا ولا دہری کا خوف ابنل میں مضطرب ہے انجام کار کا	
واستہ قدیم ہوں میں زلفِ یار کا ۵۳ ہے نقشِ لوحِ دل پہ جو میرے نگار کا رو نہ ہی ہے اس دل بے اختیار کا رُکوائیں آپ پھر مرے رونے پہ ہوں خفا جبر و قدر کا راز یہاں خوب کھل گیا بوچھو نہ کچھ فقر کی صورتِ سوال ہے بالے کی اپنے جوڑ نہیں اسکی بالیاں صدقے ہیں اُس قدم کے پسا ہو کے پاؤں اب تک ملی نہ تھا وہ تھا اے خیال کی جلتا ہوں سوزِ عشق میں بہتے ہیں اشکِ گم ہو گا سمندرِ ناند پہ اکٹ تازیانہ اور سیرِ چین میں گل کے تقرب کو دیکھ کر کم گو کچھ اس قدر ہیں نہیں کے سوا کچھ اور تارِ نظر پہ دوڑ گئی عنکبوتِ چشم زباں چڑھی ہے خوب کرو تم سنبھلے وجد	بچوں سے تجربہ ہے فقط تین چار کا آنکھوں کے آئینہ میں تصور ہے یار کا کچھ اختیار ہی نہیں صبر و قرار کا میرا قصور یا دل بے اختیار کا ملزم ہیں ہم قصور ہے ذی اقدار کا ایسا ہی جواب ہے امیدوار کا کارِ گیری میں طاق ہے نوڈانار کا سرِ غبارِ خاک اسی خاکِ رکار کا اب تک پتا چلا نہ سمتِ در کے پار کا روشن چراغ ہو نہیں کسی کے مزار کا غصے سے ہاتھ اٹھے جو مرے شہسوار کا گل و گلے کا بار ہوں میں تیرے بار کا کہتے نہیں شکار ہے یہ اختصار کا کبھی اگر ہے خال تو ڈر ہے شکار کا ٹوٹے نہ بادِ دھو سے کمر بندازار کا



<p>نقشِ قدمِ لقب ہے اسی خاکسار کا          کھیتی میں ہے اصول یہی کشتکار کا          مضمون غیر رنگ ہے اپنی بہار کا          تجکو نصین ہے خوف کسی شہر یار کا          موقع ہے تجکو چور یہاں لوٹ مار کا          یہ سلسلہ ہے گردشِ لیل و نهار کا          نازِ بچ کے درخت میں پھل ہے انار کا          قربان ہوں اُس نگاہِ ورخ پر بھار کا          نکلا سپر کا پھول تو پھسل ہے کنار کا</p>	<p>چلنے سے رہ گئے تو ہوئی رہبری پسند          جھین ببل ببل کے زمینوں میں کاشت          طرحیں ببل ببل کے ہوئی شاعری بھا          انصاف کس سے چاہیں خدا ہی پچائے یا          پھینکی کند زلف تو پھر دل پہ چڑھ گیا          عارض سے زلف زلف سے عارض کا بیٹھا          سینے پہ ہے ابھار ہوا سرو بارور          ابرو پہ دل خدا تری قامت پہ جان نثار          تلوار اس کی شاخ تو نیزہ بنا درخت</p>
<p>دلی سے کچھ غرض نہ ہمیں لکھنؤ سے کام          ملکِ دکن والا ہے وطن اپنے یار کا</p>	
<p>کیا اعتماد ہستی نا پائدار کا (۵۴)          اب گھٹ رہا ہے صبرِ دل بیقرار کا          بڑھنے لگا فراق میں غمِ ہم کو یار کا          کیا اعتبار وعدہ نا پائدار کا          مصرع ہے ایک اور توارد ہے چار کا          پروا نہیں یہ مصرعِ طرحی ہے یار کا          بس منتظر ہوں آپ کے ایک اور وار کا          دیوانہ ہو کے کام کیا ہر شیار کا</p>	<p>کیا اعتماد ہستی نا پائدار کا          اب بڑھ رہا ہے جوشِ مرے فطرار کا          ہونے لگا جہمِ پستمِ روزگار کا          کیا اعتماد آپ کے قول و قرار کا          مطلع سے اپنے سخت ششِ پنج میں ہیں ہم          حالی نے کہدیا یہ نصیر و جلیل سے          بس میں ہو چکا ہوں کسی تیغِ ناز سے          اٹھنے لگے تو دوڑ کے اُن سے پست گئے</p>



کیون مجھ سے آج بے خبری میں نظر پڑی  
عشق سے رہے ہیں ستم ہائے بیکاروں  
میں بے خبر شیب و فراز جہان سے ہوں  
چڑھنے لگا نشہ تو فلک پر سوار ہیں  
جو ہر ہے بحر و گوہر و نیسان کا اشک چشم  
نقص و فاسے ہونے لگین بے وفائیان  
لکھا خط غبار میں خط آپ ہی پڑ ہیں  
نایاب و ابدِ حقیقی صفاتِ اشک  
پتی ہے تو دسمجھوں وہ آئے اچھل پڑوں  
بی فکر ہم بھی ہو گئے دشمن کی موت سے  
صورت تری حسین ہے قدرتِ خدا کی ہے  
اُن کے غرورِ حسن پہ بھرتی اُڑی بھیان  
ذرتے چمک رہے ہیں تماشے سے اکھ بند  
وقت پسند اپنی طبیعت ہے شاعر و  
او خوشن گم است کرا رہی کند  
اپنا ہی حوصلہ ہے کسی کی نہیں مجال

نادم ہوں میں تری نگہ شرمسار کا  
دشمن کی اک خوشی ہے مگر غم ہزار کا  
کچھ غم چڑھاؤ کا ہے نہ کھٹکا اتار کا  
اثر اتو ڈر لگا ہے حسیضِ خار کا  
احسانِ مفت، بھر پور ہر ہزار کا  
پیمان سے اعتبار گیا اعتبار کا  
یہ ہے اثرِ جناب کے دل کے غبار کا  
وصفِ مجاز ہے گہرا آبدار کا  
گلشن میں ہے یہ رنگ مرے منظر کا  
جھلکا گیا فسادِ مستابا ر بار کا  
ہے حسنِ حسنِ صنعت پروردگار کا  
کیا چو پرا پتنگ اڑا ایک تار کا  
مھرو ہے آفتاب ہمارے غبار کا  
اپنا داغ بھی مٹھل ہے بار کا  
دامن پر تیرے نقشِ قدم ہے غبار کا  
ہتے ہیں رات دن جو ستم روزگار کا

استادِ مانتا ہوں میں ذوق و اسیر کو  
یہ مقتضی ہے اپنے و لا انکسار کا

پروردِ قدیم ہوں پروردگار کا ۵۵ پالا ہوا غلام ہوں آقا کے پیار کا



معشوقِ ایزدی ہے لقب اپنے یار کا  
 ہوں جانِ شاربِ نخبِ نادر کا  
 تیرنگاہ ہے کہ ہرن کے لگے ہیں سینک  
 تھلے ہوئے رکاب اٹھاتا ہوں ہر قدم  
 دل میں مرے محبتِ پاکانِ اہل بیت  
 مضمونِ بتدل سے متغیر ہوا ہے  
 حرفِ دہن ہے حرفِ تو دل ہے تیرے  
 خمِ ابروؤں کا ختم ہوا تیری ناک پر  
 بجلی ہے اپنی چال میں محروکِ اہوار  
 الانتظارِ اشد من الموت کیون نہ ہو  
 آنکھیں لگی ہیں راہِ چھلکی نہیں پک  
 فرقت میں تھا اشد من الموت انتظار  
 امیدِ وصل وصل سے بہتر ہے دوستو  
 جانا ترا خدا کی قسم کج بعدِ وصل  
 جنگل ہے لالہ زارِ مرہ کے خیالین  
 اڑتا ہے اپنا پارہ خطِ ذکرِ شوق سے  
 کیا پوچھتے ہو حالِ دلِ زارِ خیر ہے  
 دلی پہ فخر ہے نہ ہمیں لکھنویہ ناز  
 سب لکھ چکے ہیں زند و لفظِ ناسخ و اسیر

محبوبِ نادر ہے جو کردگار کا  
 عاشقِ بنا ہوں ایک نہیں چارِ یار کا  
 افسوس کیون شکارِ بنا میں شکار کا  
 مولے غلام ہوں کسی دُلدلِ سوار کا  
 اے دل مقدمہ ہے یہی عشقِ یار کا  
 جدتِ شعار ہے ترے مضمونِ نگار کا  
 شربتِ ترالعاب ہے میٹھے انار کا  
 تیغِ دو دم سے ناک میں دمِ ذوالفقار کا  
 نقشِ قدمِ لال ہے اس شہسوار کا  
 سکراتِ واقعہ ہے ترے انتظار کا  
 اے بے وفا بُرا ہو ترے انتظار کا  
 موت آگئی وصال ہوا اپنے یار کا  
 جب آگئے تو لطف گیا انتظار کا  
 مصداق ہے اشد من الانتظار کا  
 احسان ہے آبلے پہ کسی نوکِ خار کا  
 سیما نامہ بر ہے دلِ میتِ ازار کا  
 جیتے ہیں یارِ شکر ہے پروردگار کا  
 ہے شوقِ ہم کو اپنے دکن کی بہار کا  
 کس کس کا نام لون میں خزانِ بہار کا



<p>دلخ و امیر حالی و صابر جلیق و ذوق ہم رنگ سیکڑون ہن جھڑے جتنے منہ سے پھول ڈرے کہ لڑنے جائیں مضامین بُری طرح اپنا ہی حوصلہ تھا تو ارد سے جو ہچکے بندش نئی نئی ہے مضامین نئے نئے</p>	<p>احسان نسیم و رشک و منیر و بہار کا استاد یہ غزل ہے کہ نغمہ ہزار کا نقشہ نہ عاشقی میں جسے کارزار کا ایک ایک شعر مال بنا چار چار کا حصہ ہے اس زمین میں اسی خاکسار کا</p>
<p>شاگرد ہے کوئی کوئی استاد نامور ہے شاعری میں فرق مولا اعتبار کا</p>	
<p>کئے تو نے ستم عاشق پر کیا کیا خطا دشمن کی تھی ہم نے کیا کیا کھے جاتے ہیں ہم خاموش ہیں آپ تیری خلقت میں ہے جب بیوفائی کہا خون ریز نے ہیں ایک دونوں وہ فرماتے ہیں ہم کو رنگ سے کام نہنگ و تیر و خنجر تینوں قاتل وہ سارق ہے یہ مسروقہ کا قابض طلب بوسے کی تھی کیون کاٹ کھایا اداؤں کا تری صدقہ ہے ورنہ سنو ہم تم پر مرنے کو ہیں تیار کسی کے حسن نے عاشق بنایا</p>	<p>۵۶ خدا جانے مجھے یہ ہو گیا کیا سزائیں ہم کو دین افسوس کیا کیا لکھیں پھر آپ کا ہے مدعا کیا ترے پیمان سے اُمید و وفا کیا بہا ناخون کا کیا خون بہا کیا ترا خون جگر کیا اور حن کیا ترا انداز کیا ناز و ادا کیا مرا دلدار کیا اور دلربا کیا کہا عاشق نے کیا تو نے کیا کیا ارے تو کیا ہے تیرا حوصلہ کیا کہو تم چاہتے اس سے سوا کیا تمہیں کھدو مری اس میں خطا کیا</p>



<p>ضرورت کیا ہے کیوں کُتے لگے تم غفیرت ہے جو اپنی بچگی جاں خفا کیوں ہو دعاؤں سے ہماری ہوا دعوت میں اپنی وصلِ دشمن سمجھتا ہوں عدو کو اپنا دلبر امید وصلِ یوں واں غیر کے ساتھ وہ آئے غیر کو بھی ساتھ لائے</p>	<p>اجی اسم کیا ہمارا ماجرا کیا نہ بو چھو آج خلوت میں کیا جو ہو گا کچھ اثرات کا ہوا کیا تجربہ ہے کیا کیا تھا ہوا کیا اکہی آج مجھ کو ہو گیا کیا تمنا اپنی کیا تھی اور ہوا کیا اکہی کیا میں سمجھا تھا ہوا کیا</p>
<p>زمیں روندی ہوئی ہے شاعر و مکی ولا اپنے لئے اس میں رہا کیا</p>	
<p>وہ کہتے ہیں عدو سے کچھ سنا کیا ۵۶ عدو کہہ دے کہ عاشق نے کہا کیا کہو کیا بات ہے لے بندہ پرور ستمِ خرگشتہ را کشتن گناہ است بھلائی پر جب اچھوں کی بنی گت جو سن لیتا تو پھر میں بھی سناتا کہا کرتا ہے کچھ کرتا ہے کچھ اور لیا دل اپنے میں نے دیا دل مرا گھڑ چکا تھا اس سے پہلے مقام وصل یک قالب ہے دو جاں</p>	<p>کہا عاشق نے میرے حق میں کیا کیا جو کہہ دیتا حقیقت میں وہ تھا کیا جو بگڑے اس قدر میں نے کہا کیا اے ظالم تجھے آخر ہوا کیا برے ہم ہیں ہمارا بو چھنا کیا سنائیں نے نہیں اس نے کہا کیا کہا کیا تو نے لے ظالم کیا کیا ذرا فرمائیے مجھ کو دیا کیا تجھے دل دیدیاں اور تھا کیا جہاں خلوت ہے طاس شرم و جیا کیا</p>



<p>کہو منصور کی اس میں خطا کیا          صفاتِ روئے آئینہ ہیں کیا کیا          سجانے اور ہے قسمت میر کیا کیا          سب اہی اپنی قسمت میں ہو کیا کیا          کہو مجھ سے قصور ایسا ہو کیا کیا          کئے کیا کیا ستم تم نے ہوا کیا          طبیعت آج کیسی ہے ہوا کیا          ذرا دیکھیں تو کرتا ہے خدا کیا          بن آئی اپنی اس میں داہوا کیا</p>	<p>ہر اک قطرے کو دعوایے انا لبحر          صفائی روشنائی رو نمائی          سہوں کس کس مصیبت کو تہاری          خدا جانے ہماری عاشقی سے          جو میرے قتل کئے ہوئے ہیں سماں          کیا کیا ہم نے ترک عشق ڈر کر          نصیب و شتان کیوں ہو پریشان          موافق کچھ نظر آتے ہیں سماں          عدد و گڑا تو بگڑی جس کی تقدیر</p>
<p>سر تسلیم خم ہے اپنے آگے          خدا جانے والا اسکو ہوا کیا</p>	
<p>ابھی تو دیکھتی ہو تپا ہے کیا کیا          لیا عاشق کا دل اسکو دیا کیا          ابھی مر کے پھر میں جی گیا کیا          نہو جینا تو مرنے کا مزا کیا          نہو مرنے کا مزا جینے کا مزا کیا          نہو جینا تو مرنے کا مزا کیا          بغیر سنج و غم ہمکو ملا کیا          لیا کیا آپ نے ہمکو دیا کیا</p>	<p>بہت کچھ اور ہو نا ہے ہوا کیا          کئے اس ناز میں نے ناز کیا کیا          لب جاں بخش سے بوسہ ملا کیا          جزا کا ذوق کیا خوش سے ملا کیا          ہوس مرنے کی ہے کہتے ہیں غالب          میں تم پر تو لطف زندگی ہے          بلا دل تم کو جس میں آرزو ہے          دیا بوسہ لیا دل سے داسوں</p>



نوائے کاکل کسی کا پھر گلا کیا  
 گیا سب کچھ ارے ظالم رہا کیا  
 اجی کچھ تو کہو ہے ماجرا کیا  
 خفا کیوں مجھ سے ہو میں نکلیا کیا  
 کرم سے آپ کے اب رہ گیا کیا  
 خدا معلوم میسر اول ہوا کیا  
 تو پھر دست و عا کیا اور دعا کیا  
 یہاں نا آشنا کیا آشنا کیا  
 ادا اگر ہو سکے پھر وہ ادا کیا  
 شکایت ہم نے کی تم سے گلا کیا  
 دل آجائے تو پھر اچھا برا کیا  
 سخن رہوں پھر اپنا حوصلا کیا

پھنسنے ہم اپنے ایتھوں جب بلا میں  
 لگا گھر بیٹ گیا سامان راحت  
 ہوے جاتے ہو کیوں جامے سے باہر  
 سمجھ میں کچھ نہ آئی میرے دلدار  
 گیا دل اور تھا جو کچھ بھی اُس میں  
 ابھی پہلو میں تھا پہلو کا پالا  
 نقاب ان کی اٹھی عارض سے لینے  
 پیا چاہے جسے وہ ہے سہا گن  
 اتارنی جا نہیں سکتی کبھی نقل  
 شکایت کا گلا کرتے ہو ہم سے  
 تعشق کے لئے لازم نہیں حُسن  
 جہاں غالب نسیم و داغ و شکیم

متاع نیک ہر دگاں کہ باشد  
 سخنِ سخی میں غالب کیا ولا کیا

۵۹ اُس کے اس فہم کو میں پھیچہ کا سمجھا  
 یہ تصور اپنی سمجھ کا تھا جو ہیا سمجھا  
 گود میں لے کے اُسے بھرنے اپنا سمجھا  
 رشک گل کیوں نہ سمجھا کیوں گلِ عنا سمجھا  
 جلوہ طور کو عارض کا تا شا سمجھا

غیر کو اپنا وہ اپنے کو پرایا سمجھا  
 اس نے وعدہ جو کیا میں اُسے سچا سمجھا  
 میری آنکھوں نے کیا اشک کو گھر سے با  
 وہ اگر رشک چمن تھا تو پھر اسکو لے زند  
 دامن میں لگی آگ تو پھر مرنے نے



بُت پرستی کی ضرورت نہ پڑی لہٰذا  
تیری صورت سے منور ہویں میری آنکھیں  
تیری قامت کی شباهت پہ پہنچے شمشاد کوٹنا  
آستانِ مسجدہ کہ خلق ہے کبے کی طرح  
سبزہ خط سے جو رہمان کی ہو آنے لگی  
پھرانا الیہا رکے دعوے سے چھٹا آنکھوں  
یہ خطا تھی مری بیشک جو گیا غلوت میں  
قد بالا کے ستوں پر وہ ہوا جب نش  
پر تو حسن سے لے ماہِ شہستانِ فرنگ  
تین سوئی ہیں ہر اک جھکے ہیں و لکن کے  
مجھ سے کہتا ہے تو گاتا ہے ہمیشہ اپنی  
رشتک سنبل کو اے رشتہ جھتا ہے حقیر  
نخر سنبل کو ہے گزلف سے پائے تشبیہ  
آج یوسف سے کھلایا کی تذکیر کاراد  
ہل میں عاشق و معشوق صفت ہیں دونوں  
ہو گئے عاشق و معشوق مذکر کیونکر  
ارے بجنوں تو سمجھ جاے گا تیل سے خوب  
اس زمیں میں تو سوارِ زند کے سب پہنچاؤں

کعبہ حسن کو میڈم کا کلیا سمجھا  
میں سراپا کو ترے نور کا پتلا سمجھا  
قد شمشاد کو کس نے قد بالا سمجھا  
کو چہ یار کو میں یثرب و بلخی سمجھا  
دائے خال کو میں تخم اُسی کا سمجھا  
دار کو جب میں انا الحق کا نتیجا سمجھا  
غیر کی تھی نہ خبر تجکو اکیلا سمجھا  
سرد عارض کو ترے بجلی کا گو لا سمجھا  
قد موزوں کا (گون کو ترے) سایا سمجھا  
میں ہر اک کان کے جھکے کو شریا سمجھا  
کیا تو مجھ کو کسی محفل کا گویا سمجھا  
سنبل باغ کو تو زلف چلیسپا سمجھا  
ہاے اُس زلف کو تو گھانٹا پولا سمجھا  
عاشقو آپ کو اُردو نے زلیخا سمجھا  
کچھ نہ معشوق کی تذکیر کا منشا سمجھا  
عاشق ہند کو کیا آپ نے آغا سمجھا  
عاشق ہند نے معشوق کو لیلہ سمجھا  
شاید اوروں نے مصیبت کا ٹھکانا سمجھا

جب پس مرگ بنی قبر میں گت لاشے کی



## اپنے قالب کو رولا خاک کا پتہ سمجھا

بامِ دلدار کو دلِ عالم بالا سمجھا (۶۰) گری یار کو میں عرشِ معلیٰ سمجھا  
 عارضِ یار کو مصحفِ میں خدا کا سمجھا یہ سمجھ میں نہیں آئی کہ اُسے کیا سمجھا  
 فہم پر میرے خفا ہو کے وہ فرما لگے بس زبانِ روک خدا جانے مجھے کیا سمجھا  
 کیا میں سمجھاؤں پُرسِ اسکی سمجھ پر تھپھر میں تو سمجھا تھا مگر وہ مجھے جھوٹا سمجھا  
 کیا سمجھ بوجھ کے نا فہم بنا ہے ظالم وہ تو سمجھا ہی نہ تھا میں اُسے سمجھا سمجھا  
 قدرِ نعمت کی سمجھنے لگے تم بعد زوال بعد مرنے کے جو سمجھا بھی کوئی کیا سمجھا  
 وہ ہے سمجھا نے سمجھا نے میں بڑا ہی ستا تو نے اُس دشمنِ ظالم کو ابھی کیا سمجھا  
 ہم جو سمجھا نے لگے روک کے وہ کہنے لگے تیرے کہنے کی ضرورت نہیں سمجھا سمجھا  
 غیر سے اس نے کہا عاشقِ نا فہم غریب چلے یا کچھ نہ سمجھ کر تو ابھی جا۔ سمجھا  
 قبذل میں ترے مطلع کے مضامین کے تر سرِ گلین چشم کو تو زگرے شہلا سمجھا  
 شلخ آہو نظر آیا مجھے و بنا لہ چشم سرِ گلین آنکھ کو میں آہو صحرِ سمجھا  
 چشمہ آبِ حیات اسکو سمجھنے لگے خضر لبِ جان بخش کو میں رشکِ سمجھا سمجھا  
 دلبری میں بھی کیا آتشِ دل نے اعجاز میں ترے دزدِ حنا کو یہ بیضا سمجھا  
 موٹنگانی کی بھان کچھ نہیں حاجتِ مریز آپکی زلفِ لبِ میں بالِ کا پتہ سمجھا سمجھا  
 کالی کالی جو لپٹتی نظر آئی مجھ کو اس بلا کو میں تری زلف کو کالا سمجھا  
 جان پر کھیل کے بھلانے لگا جب بھکو تو نے نادان مجھے بچپن کا کھلونا سمجھا  
 اسی قالب میں ڈھلی ہے تری مورتِ مریجا میں ترے جسم کو ارج کا سا سمجھا سمجھا  
 نامہ برِ آپ کا عفا ہے کیونکر کے عوفِ اپنے خد کو میں قہرِ کاکش سمجھا سمجھا



<p>میں اُسے اپنے پریراؤ کا سا یا سمجھا کیا سمجھ میں تری مطلب مر آیا۔ سمجھا</p>	<p>تیرے سائے میں جبے ہوش ہا کرتا ہوں میں نہ سمجھ لگا تجھے مجھ کو نہ سمجھے جب تک</p>
<p>ہم بھی سمجھیں گے کسی روزِ ولا دشمن سے نہیں معلوم وہ تا فہم ہمیں کیسا سمجھا</p>	
<p>فتنہ گر سلجھی ہوئی زلفوں کو الجھانے لگا اپنا ہوش اندیشہ مضمون سے اڑ جانے لگا کیا پڑی تھی اُنکو جو خط کا جواب آنے لگا لاکھ ہم سکتے رہے اپنی ہی وہ گانے لگا چھوٹا انگلی سے جب اسکو تو شرمانے لگا نیچہ خورشیدِ غم سے بال بچھرانے لگا مختب اپنے کئے پر آپ پختانے لگا خراب میں اُسدن سے وہ رشک قرآنے لگا منظر میں رہے وفا وعدے پہ کیوں آنے لگا بن کے واعظ آج تو نمبر پڑا سنے لگا مر گیا دشمن تو کیوں لاشے پہ ٹپکانے لگا رب و غم سے دل مرارہ رہ کے بھرنے لگا دیکھ کر رفت تری سرسکا چکرانے لگا بے خطا بھی ہاتھ سے تیرے سزا بانے لگا واعظا جسدن سے تو مست شراب آنے لگا</p>	<p>جب کبھی عاشق پریشان دلوں کو سمجھانے لگا (۶۱) جب کہو تر یا سے لیکر جواب آنے لگا نامہ برآ تہ ہے خالی ہاتھ جان اسکی گئی وہ بگڑ بٹھا عدو کی فتنہ پردازی سے پھر چھوٹی ہوئی وصل کے گلشن میں تھا وہ بھو یار کی پا پوش زریں میں کرن کو دیکھ کر قتل مینا سے ہوا جب خمرن ماتر آشکار نیند سے جس دن میں چڑک اٹھا جھکارتا بات پہ سمجھے ہوئے ہیں مقتضائے شوق سے مہر گیا قدرت خدا کی نیند کی کو بھی زکام سنگدل تیرے تو اتنے ہی نہ تھے اکھڑیں شک اُسکی بے دردی کا جب ہونے لگا دلیر اثر چرخ ہنتم ہو گیا ششدر برنگ آئندہ اس خراب آباد میں اس سے ہو بڑا کر کیا تم پھر نہ نمبر پر آیا تو نے کبھی نام شراب</p>



<p>بیچ و تاب زلفِ پیمان پریر و کے سبب ہے قیامتِ وقت سے پھلے ہوئی تھیں شر وصل کی شب اسکے آنے کی منتا تھی عبت</p>	<p>گر گیا ماریہِ نظرون سے بل کھانے لگا عاشقون کی قبر کو چُن چُن کے بھانے لگا ہوشِ یانِ جانے لگے جب عشوہ گرانے لگا</p>
<p>اے وِلا ذوقِ زبان بڑھنے لگا جس طرح شکرینِ گفتارِ طولی کا مزا آنے لگا</p>	
<p>جب ترے منہ کے مقابل آفتاب آنے لگا (۶۲) یتیمِ ابرو کو اشاروں سے جو چمکانے لگا دلِ حرارت سے جو مہربان کی گہرائی لگا قیدِ مینِ زلفون کے کاگل کی ہوا آنے لگی جب جوانی سے چڑھی تیغِ نگہ پر اسکی بارہ عشق بازی میں جو کھیلا عاشق اپنی جان کس سے اسے تیغِ نگہ کرتی ہے لڑنے کا سہا بے نقابیِ خلوتِ جانان میں کام آئی نہ کچھ وصل کی شب تھا شبِ فرقت سے بڑھ کر خطر روے آئینہ ہے تیرے حسن کا عکس فروغ بڑ گیا دل میں مرے حسنِ مضامین کا خیال چٹکیاں لینے لگا جب دل میں سینے کا بھار زندگی سے اپنی ایجان ہاتھ ہم دہرنے لگا تم باذنِ اللہ پر ہی تھا دم و دعوے ایں</p>	<p>اپنا سایہ دیکھ کر میت سے تھم آنے لگا دیدہ جو سر سے ظالم آگ برسانے لگا صحنِ پشانی میں کاگل کی ہوا کھانے لگا زلف و کاگل کا تفاوت اب نظر آنے لگا قتلِ عاشق میں سنگم کو مر آنے لگا پھر مر عاشق اپنے دل کو بھلانے لگا عاشق جاننا تیرے دم میں کیوں کہنے لگا سر جھکا کر آنکھ کے پردے میں شرم آنے لگا جب بگڑ کر بے وفا آغوش سے جانے لگا میری سیما ہی سے تیرا منہ نظر آنے لگا چاندنی صورت کا جس نے خیال آنے لگا دیکھ کر صورت کو آئینہ بھی شرم آنے لگا جب خرامِ ناز سے تو پاؤں پھیلانے لگا اب لبِ جانِ بخش۔ روحِ اللہ کو شرم آنے لگا</p>



بڑھ گئی سرخی تو چمکانے لگا اسکو شباب بے تکلف وہ تماشاب کہان ہم کو نصیب شرم سے وہ آڑ میں پردی کی اب چھپنے لگے چال تھی چلنے لگا دشمن بغل میں امکا ہاتھ	پھر لبِ جان بخش پر عاشق بھی مچانے لگا تو ستاروں کی طرح اب آنکھ بھیکانے لگا دیکھ کر عاشق کو بچپن کا خیال آنے لگا راہ میں جب ہر قدم پر ٹھوکرین کھانے لگا
---	---

جیتے ہی جب مر گئے میر اس لب جان بخش پر  
وہ خوشی سے ولا ہو نثرن میں دفنانے لگا

جب کسی گل سپرین پر دل مرا آنے لگا اب ہر اک عارض ترا کچھ رنگ دکھانے لگا سبزہ خطِ حب ترے عارض پہ پھرانے لگا شورِ بلبل اس طرح گونجا ہوا سے باغ میں اسکی میر باغ میں جھڑنے لگے جب منہ سے پھول سنبھل و گل زلفِ عارض پر فدا ہونے لگے عند لیون نے بناوت گل سے کی بالائے جب نگہ تیری پڑی اس سپرین کی سپرین عارض گلگون پہ جب کبل فدا ہونے لگے تو جد ہر آیا ادھر سورج مگھی پھرنے لگی قریان حق سرہ بولین خوشی سے پھو اکھر دیکھ کر تیری تو تیرے غیر پر اسے لالہ نام کھدیا دل نے تری اُختی جوانی دیکھ کر	(۶۳) ہاتھ سے پھر وہ من صبر و سکون جانے لگا اب خیالِ دلبری کچھ کچھ بھگتے آنے لگا سبزہ بیدار گلشن سے ہوا کھانے لگا گوشِ گل میں سرو کے تھم سے پیام آنے لگا دھن گل میں جن بہر بھر کے لیجانے لگا جب مرا گل سپرین گلزار میں آنے لگا باغ میں جب رشکِ گل سے پھول مچانے لگا دیدہ زنگس بھارت کھوکے پھرنے لگا رنگ گل کی طرح گل گلشن سے اُٹ جانے لگا اُس کا عاشق باغ میں سو ج سے پھرنے لگا سرو قدین جب تیرے جو بن سے بار آنے لگا بس مے دل کا کنول غیرت سے کھلانے لگا سرو دھن قدرت خدا کی اتھو پھل آنے لگا
---	--



<p>اپنے وعدہ و پیر مرے سر کی قسم کہانے لگا مصحفِ عارضِ پنجب جھوٹی قسم کہانے لگا شمع کو پھر اپنے سینے سے تو پروانے لگا اپنا مطلب جب ترے خنجر سے ہاتھ آنے لگا شمع رو سینے سے عاشق کے جو پروانے لگا اپنی ستانہ روش سے کیوں نہ باز آنے لگا وعدہ فردا کی بچ دی یا رعب نے لگا قم باؤن اللہ کو عیسے جو دھسلنے لگا بیوفاؤن سے کبھی تو دل نہ دیوانے لگا</p>	<p>بے وفائے نالہ می اپنی بلا اور منکھے سر خوفِ رجعت سے کیا وعدے کو میر نے کالعدم وہ اگر ہے شمعِ روا و راوس کا پروانہ ہے تو کچھ نہ کی پروا ہو سے گھائل نگاہ تیز کے اُسکے سوزِ عشق کا تھا یہ اثر یا اسکا جذب اسکو کیا پروا بلا سے گر ہو سے پامال ہم مر گئے آج اسپہ ہم پھر کیوں نہیں ہوتا وصال مرنے والوں سے ترے چلنے نہ پائی ایک بھی ہم کو دنیا میں سبق حاصل ہوا یہ حسن سے</p>
<p>فرق سے دونوں کے زندان میں ہوا واقفِ تیر جب وکلا زلفوں میں کا کل کی ہوا کہانے لگا</p>	
<p>میرے نالو کا نام آہنگ ہے غلغلِ تیرا جان میری ہے اگر جسم ہے بلبلِ تیرا وہ مشابہ ہے ہر اک وصف میں باکلِ تیرا میرے نغے پہ خدا بلبلِ آملِ تیرا سعد یا دشمن جان دلبر کا بلِ تیرا ابلی جہل و خری حُسن ہے کا بلِ تیرا جب ہمیشہ سے رہا یوں ہی تعالٰیٰ تیرا</p>	<p>میں ہوا خواہ دل و جان سے ہوں اے گلِ تیرا (۶۴) کیوں نہ پھر رو بہن میں ارے بلبلِ تیرا تیرا معشوق بنا گل مرا گلِ سپر بہن میں بتا دوں ابھی یوسف کی ہوئی کیوں شہرت بلبلِ ہند ہوں اے گلبدنِ باغِ عجم عقل و دانش بہ عجمِ حن بترکانِ دادی دلبری عشوہ گری شکو مبارک اے ہند کیوں بُرا مانیں ترا جو رنجی باتِ نصین</p>



مین بچا چاہ زرخندان مین مہارے ترے  
فیضیت تجھے حاتم پہ ہے عثمان غنی  
میکو غم نے کیا تیغ نگہ سے گھاگل  
مرئی یار پہ شاکر ہے تو اسے عاشق زار  
آج شاہین نگہ خیر مرے دل کی نہیں  
نقد جان کی مرے پروا کچھ کیوں ہوئے لگی  
رو برو ڈر سے لڑتا ہے فلک پر خورشید  
آج کے وصل کو کیوں ٹال رہا ہے کل  
یار میرے کی کنی اور تو چاول کی کنی  
تو نے مائدہ ایسا کام کبھی ساغر سے  
تیری شہرت ہوئی دنیا میں سرکاری سے

سر پہ احسان ہے سراپا مرے کاکل تیرا  
دشمن و دوست پہ یکساں ہے تفضل تیرا  
ہے غضب دیدہ و دانستہ تغافل تیرا  
ہے مثل آج زمانے میں توکل تیرا  
ناتوان صید زبردست ہے جنگل تیرا  
سارے عالم میں ہے مشہور تمول تیرا  
اسکو لانا ہے بسبب بامِ تقابل تیرا  
بُچھہ ڈھاتا ہے ستم ہائے تسال تیرا  
اسے عدو بنم میں جھکاک ہے تدخل تیرا  
بزم میں دستِ لرزے مستح مل تیرا  
قل عشاق سے عالم میں مہا نکل تیرا

نکھاجر تو برا غم اس کا تجاہل ہے مزید  
کیوں نکھال ہے ولا باب تغافل تیرا

دل گرفتار ہے اسے حلفت کاکل تیرا  
بالِ اپنا ہے وابستہ کاکل تیرا  
دل کے بھلانے کو آیا مر گھر و اسے بلغ  
گلبدن وصل کی اک فال ہے چٹم بلبل  
کثرتِ آب سے متوج ہے جو ہر اسے تیغ  
ہے خدا واد جہانی پر ترا حسن و جمال

(۶۵) تاقیامت رہے یہ دورِ تسلسل تیرا  
ہم ترے۔ جان ترسی اپنا جزو کل تیرا  
کس کے کاکل سے پریشان ہے سنبل تیرا  
کلفت انگیز ہے (عاشق کا تقاول) تیرا  
توٹ جاسے نہ متوج سے، پین پل تیرا  
قابل رشک ہے عالم میں تجمل تیرا



<p>اُسکے عارض کا مقرب بہن مقید ہو کر  یہ غنیمت ہے کہ عاشق سے وہ فرماتے ہیں  کمر نازک گلہرو سے ہوئی جب تشبیہ  اہلِ بان را بہرہ قدسیت و گلاب و شربت  میرے الفاظ نے پایا لب جان بخش سے لطف  گھر تا بہن میں کیجئے جان کے انجان ہے تو (دق)  سیری غفلت نے کیا تیر نکہ سے گھاگل  فوقِ کاکل سے پریشان نہ ہو اے زلفِ دو تا  آج کیا بات ہے کس سحر میں ہے لے قل  شاعری میرے مقابل تو بخراے دشمن  استخوان ہوں میں سگسویا رچھے چھوڑ بجا  رنگ و بود و زراکت میں ہے کمال تشبیہ  جان گلزار ہے گل بہ جان جہاں ہے عشق</p>	<p>جکواسے زلف غنیمت ہے تو تسل تیرا  قابلِ قدر ہے اس فن میں تو غل تیرا  آج شہر ہے نزاکت میں رگِ گل تیرا  دشمن عقل یہ مصداق ہے باکل تیرا  میرے مضمون کا جوہر ہے تخیل تیرا  عارفانہ ہے ارے یا تجاہل تیرا  ہے تجاہل میں ترے حق تغافل تیرا  فرد ہے دستِ درازی میں تطاول تیرا  ہاتھ میں تیغِ عجب ہے تامل تیرا  منہ چڑانا ہے تصنع ہے تغزل تیرا  اُس کے کوپے میں غنیمت ہے تو تسل تیرا  گل ہے عارض تیری افشان ہے زگل تیرا  گلبدن کیوں نہ ہو عاشق ہمہ تن گل تیرا</p>
<p>دل گیا جان گئی عقل ٹھکانے نہ رہی  بارک اللہ و لا صبر و تحمل تیرا</p>	
<p>یادِ عاشق کو ہے بیان کی پہلانا تیرا  تھما ستمِ اولِ شب روٹھ سکے جانا تیرا  تیرے سکن کا پتلا دل نے بچانا افسوس  بہرِ آگھوں میں شبِ وصل کی ہے وہ تصویر</p>	<p>(۶۶) کبھی بھولے سے بھی ایجان نہ آتا تیرا  ایسے کرنے سے مناسب تھا نہ آتا تیرا  دلربا ہے دلِ عاشق میں ٹھکانا تیرا  لب و رخسار کو بوسے سے بچانا تیرا</p>



ہے ستم شرم سے خلوت میں م وصل ایجان  
 نقشِ دل پہ ہے مرے قصدِ نعلِ گیری پر  
 رات بیداری میں گزری مریجانِ عاشق کی  
 تھا عجب لطف تر سے وصل کی شبِ تہی میں  
 تن سیمین کی عجب شان نظر آنے لگی  
 بختِ خرابیدہ ستم ہے مرے حق میں ہر رو  
 باغ میں آئی خزان اُنکے گلِ اسبیل  
 ششِ ناکِ فگنی آنکھ سے جپ ہونے لگی  
 تاز و اندازِ دوا داسا نہ یر اندازِ ہی سے  
 خوابِ وحشت نے گھڑی بھر مجھے سونے ندیا  
 ہو گیا خونِ حقیقت نہ کھلا راز کبھی  
 ہے یہ اسے زلفِ سببِ تیری پریشانی کا  
 وہ تو دشمن ہے مرا پنا سجتا ہے جسے  
 دولتِ حُسن ہے عالم میں نصیبِ عشاق  
 اپنے جامے سے ہوں باہر تری عریانی سے  
 ذوقِ تہی میں بنا بزم میں طاؤسِ سنا  
 اپنے کوٹھے کے بھر و کون میں چھپے غیر و سے  
 کبھی بھولا نہیں میں اپنی پریشانی کو  
 جانِ من برب تو چون سپاریم روان

چاند سے منہ کو دلائی میں چھپانا تیرا  
 بھد کو دو ہاتھ سے بچ بچ کے ہٹانا تیرا  
 ہاں سے ممکن نہ ہوا بزمِ سلا تیرا  
 کھینچ کر جاکو کیلے سے لگا تیرا  
 وصل میں جب نظر آیا مجھے سنا تیرا  
 فُرتِ یار میں رات کو جو جگانا تیرا  
 اتبو مشکل ہے چمن میں نڈرانا تیرا  
 تھا دل عاشقِ ناشادِ نڈرانا تیرا  
 یا مشہور ہے عالم میں سنا تیرا  
 تھا ستم ہو کے خفا خوابِ سنانا تیرا  
 رنگ لائے گا کسی روز چھپانا تیرا  
 دل پریشان ہے مرا اوس میں ٹھکانا تیرا  
 بن گیا غیر یہاں دوست پرانا تیرا  
 نہ ملا خسر و ستاروں کو خزانانا تیرا  
 کہاٹ پرنگِ حنینا ہے نہانا تیرا  
 دل عاشق کو نچاتا ہے جھپانا تیرا  
 نقش ہے دل پہ مرے آنکھ لڑانا تیرا  
 یا وہ ہے زلف کو انچھا کے اڑانا تیرا  
 رنگ لایا ہے یہاں پان چھپانا تیرا



<p>سُکراتے ہوئے یوں ہاتھ ملانا تیرا مجھ کو ملنا نہیں اسے نہ تھکنا تیرا</p>	<p>بدگمان یا رکوعِ عاشق سے کریگا میٹھم دھڑکتا ہون میں تجھے یا رستائے کو غزل</p>
<p>باز آئے گا نہ ظالم کبھی اپنی ہٹ سے کام دے گا نہ وِلا اُس کو منا تیرا</p>	<p>یاد ہے آنکھ بھر دو کون سے لڑا تیرا میں نہ بھولوں گاشبِ وصل میں آنا تیرا</p>
<p>(۶۷) دل چرا کر مری جان آنکھ چسرا تیرا دیکھے دم کر کے ستم رو ٹھکے جانا تیرا غیرتِ نغمہ و آہنگ ترا تیرا یہ لڑکپن کا نہیں یار زانا تیرا میں نہ بھولوں گا کبھی یاد پہ آنا تیرا یاد ہے زلف کو عارض سے ہٹا تیرا میرے دلدار یہی ہے جو ستا تیرا ارے دشمن میں لگا دو گٹھکا تیرا قبر پر فاتحہ خیر کو آنا تیرا نظر آیا جو تری زلف میں شانا تیرا اگ خرم میں لگا تا ہے بھانا تیرا اور پانی میں ستم آگ لگانا تیرا آج وعدے پہ شب وصل نہ آنا تیرا بے تکلف کبھی ممکن نہیں آنا تیرا حسنِ صافی ہے مگر آئینہ خانا تیرا</p>	<p>یاد ہے آنکھ بھر دو کون سے لڑا تیرا میں نہ بھولوں گاشبِ وصل میں آنا تیرا رشتکِ مطرب طرب چنگ ہے گانا تیرا کہیں سمجھا کسی جاں باز کی سربازی کو مر جا اسے مرے دلدار تری عمر و راز بے حجابی مری آنکھوں میں پھرا کرتی ہے وصل میں ہر شبِ فرقت کی مصیبت قائم کوچہ یار سے ہٹنا نہیں تو ایک منٹ بعد مرنے کے بھی عاشقِ پستہ ڈھاتا ہے دل صد چاک مر اشوق سے لپچانے لگا تو لگانے میں بھلانے میں بڑا ہے استا دل جلاتا ہے مرے دیدہ ترکا پانی جان جائیگی مری چھپے ستم ڈھائی گاہ منتظرِ بزم میں جب تک ہے ترا عاشقِ زرا وصل میں ہیں تنِ عریان پہ مری تصویریں</p>



<p>گھورتا ہوں کبھی آنکھوں کو کبھی ملتا ہوں ایسے جینے سے تو عاشق کا ہے مرنا بہتر سیر دریا میں ستم نقش ہے میرے دل پر کیون مرے حسن طلب کی نہیں پروا تجھ کو کس بلا کی ہے ادا کیون نہ پریشان ہو دل دم تو دیتا ہے مگر ہم ترا دم بھرتے ہیں دلربانی کی ہے تصویر تری تاز و ادا عشق کے ترک سے بچتی نہ کبھی جان مری یا رکھتا ہے تو محفل کو ڈبوئے گا ضرور</p>	<p>یہ تصور ہے کہ ہے خراب میں آنا تیرا اے قصا خوب ہوا وقت پہا ناتیرا ناؤ میں دیکھے جگہ خاک اڑا ناتیرا حسن ایسا ہے کہ طالب ہے زمانا تیرا آئینہ دیکھ کے زلفوں کو بتا تیرا تو مخالف ہے موافق ہے زمانا تیرا حسن انداز تصور ہے بتا تیرا خیر گزری جو کہا میں نے نہ مانا تیرا یہ بھانا ہے فقط اشک بہا ناتیرا</p>
<p>گو ہر اس بھر کے ہیں حویر و داغ اور تیر عرض جو ہے وکلا اشک بھانا تیرا</p>	
<p>شبِ فرقت میں عاشق گاہ لیتا گاہ اٹھ بیٹھا کسی پھلو نہ آیا چین شب بھر تیرے عاشق کو عیادت کو وہ آئے ناتوانی ہو گئی نصرت ترپتا تھا بچھونے پر شبِ پیمان ترا عاشق پڑا تھا نزع میں زار و خار سے سے ماتی نے رہی باقی نہ جب پہننے کی طاقت دردِ بھرا عدو کے ساتھ بینگری سے وہ لیتا تھا موت خبر اسکی نہ تھی چھپرے عدو سوتا ہے خلوت میں</p>	<p>(۶۸) پڑا رویا کیا بستر پہ وقت آہ اٹھ بیٹھا ترپتا ہی رہا وہ خواہ لیتا خواہ اٹھ بیٹھا فرشِ روسے بالین کھ کے بسم اللہ اٹھ بیٹھا سنی جانان ترے آنے کی جب افواہ اٹھ بیٹھا دیا سانتر تو چھپرے کھڑک جزاک اللہ اٹھ بیٹھا کلیجا تھام کر کہتا ہوا اللہ اٹھ بیٹھا کسی گوشے سے سُکر ناز با شکاہ اٹھ بیٹھا بلا یا یار نے جب چھکو وہ بد خواہ اٹھ بیٹھا</p>



عجب کیا مستِ خوابِ ناز بھی حلقہ میں آجائے  
 تیرے اعجاز کے آگے نہ دم مارا کبھی اُسے  
 مَوادِ شمن ہوا دورِ فلک قائم مقام اُسکا  
 جگایا دُکرنے واکر کے ہسائے میں شرک کو  
 ملا جب عالمِ رویا میں خراج کی تخی سے  
 وہیں لیٹا رہا شاید ہماری تاک میں دشمن  
 بلایا اُسے مخفی ہم گئے شب کو رہے پال  
 تمہاری آنکھ کے سانر سے جب دیدار کا شربت  
 وہ اپنے آپ کو بھولا ہوا تھا خوابِ غفلت میں  
 جگایا بجھو دُکریاں اسمِ ذاتِ باری نے  
 ارے واعظ پڑا سوتا تھا تو مسجد کے منبر پر  
 لگا کر وہ لہو و اخل ہوا تھا کیوں شہید نہیں  
 فرشتے چلے گئے مرقع سے میرے رگبے پریش  
 زبستیا اور ایٹھا ہی تھا آواز دی اُسے

پئے دُکرنے جب پیر حق آگاہ اٹھ بیٹھا  
 لبِ جان بخش پر جب مر کے روح اللہ بیٹھا  
 جو چھپا اُس سے چھوٹا یہ مرادِ خواہ اٹھ بیٹھا  
 وہ مستِ خوابِ غفلت بھی بصدِ اکراہ اٹھ بیٹھا  
 تڑپ کر آنکھ ملتا بندہ درگاہ اٹھ بیٹھا  
 جو ہم چلنے لگے بن کر وہ سنگِ ادا اٹھ بیٹھا  
 یہ شامت بھی نصیبو کی سگِ درگاہ اٹھ بیٹھا  
 مریشِ عشق نے پایا محمد اللہ اٹھ بیٹھا  
 حقیقت سے ہوا پھر جس گھڑی آگاہ اٹھ بیٹھا  
 نفس کو روک کر کہتا ہوا اللہ اٹھ بیٹھا  
 جو دیکھا محنت کو کھ کے قال اللہ اٹھ بیٹھا  
 ہوا جب پوسٹِ مٹم سے عددِ آگاہ اٹھ بیٹھا  
 جہان کہتا ہوا میں یا رسول اللہ اٹھ بیٹھا  
 کہلو نا بنگیا میں کیا دکن کا آہ اٹھ بیٹھا

شہیدِ ناز کہتے ہیں نصیرِ سخت پرور بھی  
 والا تو بھی سخنِ گونی میں اب آہ اٹھ بیٹھا

بگڑ کر جب مرے پہلو سے وہ آگاہ اٹھ بیٹھا (۶۹)  
 شبِ مہ بن گیا ماہِ تمام اس کے تصدق میں  
 نظرِ بیا تر عارضِ تلاوت کی مجھے سوجھی  
 میں اٹھ بیٹھا تو پھر چلنے کو وہ گراہ اٹھ بیٹھا  
 سٹا کر منہ سے چادر جب وہ رشکِ اٹھ بیٹھا  
 سمجھ کر خواب میں اسکو کلامِ اللہ اٹھ بیٹھا



رخ روشن سے خلوت میں بھی تنہائی نہیں  
 وہ میرے خواب میں لیٹے ہوئے تھے میرے چھوٹے  
 قیامت ہو گئی برپا جو وہ مجھ سے بگڑ بیٹھے  
 جگایا عارفانِ باباں نے مجھ کو خوابِ راحت سے  
 سرِ بالین جو بعدِ مرگ وہ جانِ جہان آیا  
 لبِ جان بخش کے آگے سچا کیا شرفِ تجھ کو  
 کسی بیدار نے پائی فقیری با و ثابِت سے  
 تصدق آنکھ دامن کے پڑا تھا خاکِ بارِ بون  
 چھڑی جب جنگِ برش سے تو پھلے سب کیسوں  
 ترے مذبح میں اللہ اکبر کیسی طاقت ہے  
 کھڑا ہونا ہی بس تھا فتنہ گر چلتا ہے کیوں  
 ترپتے ہم رہے شبِ بھر غضب تھی اپنی ناکامی  
 پڑا سوتا تھا غم کے بھر دے شیرِ جنگل میں  
 تجھ یا تلاشِ دُستِ سرِ زہتی جو تو زاہد  
 اگر ہے جب اشکِ دہنِ گرِ اصدائے غم کھا کر  
 ابھر آیا تمہارا خاکِ پا نقشِ قدم ہو کر  
 کبھی غافل ہوا ایسا کہ بخود رات بھر سو یا

اٹھا چھپکر تو سایہ بھی مرے ہمراہ اٹھ بیٹھا  
 طفیلِ ظلم پے سا لکانِ راہ اٹھ بیٹھا  
 یہ کیونکر فتنہ خرابیدہ یا اللہ اٹھ بیٹھا  
 طلوعِ آفتاب اسکو سمجھ کر آہ اٹھ بیٹھا  
 تنِ بیجان عاشق کھ کے لا اللہ اٹھ بیٹھا  
 اگر مردہ حکمِ قسم بازن اللہ اٹھ بیٹھا  
 گدائی میں کوئی سویا تو بنکر شاہ اٹھ بیٹھا  
 جھٹک کر جب چلے مثلِ غبارِ راہ اٹھ بیٹھا  
 اعانت کو نظامِ الملک سے صفحہ اٹھ بیٹھا  
 ہوا تن سے جدا میرے کہے بسم اللہ اٹھ بیٹھا  
 فسادِ اک دوسرا بیٹھے بٹھا ہے آہ اٹھ بیٹھا  
 مرے سے صبح تک وہ سو کے خاطر خواہ اٹھ بیٹھا  
 وہ سنکر نعرہ ہرشیاری رو باد اٹھ بیٹھا  
 سمجھ کر خانائے کو عبادت گاہ اٹھ بیٹھا  
 اٹھا جب میرے ولینِ دروینِ ہمراہ اٹھ بیٹھا  
 کسی کی رہبری کو حسبِ تہ اللہ اٹھ بیٹھا  
 کبھی غفلت سے اپنی ہر کے میں گاہ اٹھ بیٹھا

ولاتِ اقامت کے مضمون پر قیامت ہے غزلِ نئی  
 سخی مرقد میں جب غلوئی نے کھ کر واہ اٹھ بیٹھا



درجہ جان کا پتا حلقہ گیسو سے ملا  
 جب تری آنکھ کا جوڑا ترے ابرو سے ملا  
 تھا تحمل میں برا غیر سے پتہ بہاری  
 تھی یہی میری سزا میں نہ کیا جان گئی  
 اب میں سمجھا ترے دامن کے ٹھٹھنے کا سبب  
 میں بکر بند سے تیری بہین ڈرتا سپر گز  
 سر و کو دیکھ کے قامت تری یاد آئی مجھے  
 ارے واعظ ترے مالو سے زبان جب نہ لگی  
 اشک پی پی کے ترے عشق میں غم کھائے تین  
 دیکھ لی جب تری صورت تو ہوا گوشہ نشین  
 بے خدا ہی کو خبر دلپہ مر سے کیا گزری  
 چھپ گیا نقش قدم کچھ نہ چلا آنکھ سے کام  
 سر و محری سے تری موت کا بازار ہے گرم  
 گزیر عمر سے افسوس نہ تھا میں واقف  
 میں نظر بند ہوا اُس کی نظر بندی سے  
 ہم مقابل اُسے دیکھیں گے ہرن ہوتے ہو  
 تہلکے سے ترے حربہ بچے ہیں عشاق ہلاک  
 صف عشاق بدھ پہرے تری مژگانے  
 اثرِ قلبِ حرارت سے نظر آنے لگا

کبہ دل بخدا کا فرہندو سے ملا  
 دل کے میلان کا پتا تیری ترازو سے ملا  
 میل خاطر نرا یا سنگ ترازو سے ملا  
 جب مجھے حکم ترا گوشہ ابرو سے ملا  
 شرم کا تیری پست آج بجا لو سے ملا  
 مجھ کو اسے زلف رسایا رستم خستے ملا  
 مجھ کو قسمی کا پتا نعمت کو کوسے ملا  
 زور سے ہاتھ ہمارا ترے مالو سے ملا  
 ہم کو رونے کا فراموشی ہی آنسو سے ملا  
 عمر بھر بھر نہ کبھی میں کسی خوشرو سے ملا  
 بے وفادار کے جب دشمن بن جو سے ملا  
 رات کو تیرا پتا زلف کی خوشبو سے ملا  
 ملک الموت کھین ہو نہ ہلا کو سے ملا  
 آج لطف اُس کا تماشا لب جبر سے ملا  
 آنکھ ملنے کا فریاد کے جادو سے ملا  
 آج تو آنکھ ذرا دیدہ آہو سے ملا  
 میں سمجھتا ہوں سبق تجھ کو ہلا کو سے ملا  
 آج مضمون نیا یا ر کے اردو سے ملا  
 جب ترا ساعد سمیٹیں مرے بازو سے ملا



ہو گئی دل کی حقیقت مرے دلپس روشن پھلوے یارِ دلا جب مرے پھلوے دلا	
<p>ہو کے نایاب مرا اشک جو لولو سے ملا اُس کو جو ہر کی حقیقت ہوئی اس سے معلوم ناز کرتا ہے کرن پھول پہ تیرے گلشن باغ میں گل کی حقیقت ترے حاضر ہے کلی یتیم دشمن کے لئے دی تری آنکھوں نے مجھے بے خطا کا کل مشکین نے مجھے پھانس لیا وصل کی رات غیبِ لطف سے گزری ہے لطف مر گئے ہم تری آنکھوں پہ یہ کچھ اسکی چلی میرے رونے پہ ہنسنا یا مجھے موقع پا کر مجھ سے بچنے کے لئے سیکڑوں پھلوں پر جوشِ الفت میں قدم اٹکے نہ تھپڑے میں نے داستانِ بلبل و گل کی میں سننا کرتا تھا اسکو چہرہ دہنایا تو گیا اپنا مرض بزم میں آج چکا چوند سے چھپکین آنکھیں آنکھ کھل جائیگی نرگس کی تری اے گلشن شب تاریک میں تھی چاند سے کھڑے پتلا نورِ تن سے یہ موقع ہے وہ چاند کا کنول</p>	<p>(۷۱) آبداری کا لقب اس کو اس آنسو سے ملا جب مرا اشک مندر ترے لولو سے ملا تیرے زیرِ کاغذِ گلِ شبنم سے ملا اب صبا کو تو نورِ الہی ہے ہوا جو سے ملا جھک لڑنے کا اشارہ ترے ابرو سے ملا یہ سبقِ شک کو کیا ناسخ آہو سے ملا برے الفت کا اثر انکھوں کیسو سے ملا آج عیسے کو سبقِ آنکھوں کے جاوے ملا اشکباری کا صلہ غیر کے قابو سے ملا کوئی قابو نہ ملا جب نے پھلوے ملا شکوہِ محبوب مرا قوتِ بازو سے ملا ہو گیا اُس پہ خدا جب کسی گلرو سے ملا اے طبعِ حبیب مجھے نسخہ یہ ارسطو سے ملا زائوسے مہر لقا جب مرے زانو سے ملا سنبھل کر کو دریا رے کے گیسو سے ملا تیرے کانوں کا اشارہ گلِ شبنم سے ملا اس کرن پھول کو گلشن ترے شبنم سے ملا</p>



<p>آب اس میں ہے تو اس میں ہمہ تن ہے جو کہ شبِ فرقت کی درازی سے ہوا وصل بھلا لکھتے سخن کے مضامین کا یہ صدر ہے</p>	<p>اپنی نکوار کو ظالمِ خشم ابرو سے ملا اور وہاں موسے کمر یار کے گیسو سے ملا ذوقِ ہم کو جو سخنِ سنجی اوروں سے ملا</p>
<p>فیضِ تسلیم کو تسلیم دلا کرتا ہوں جو ملا آج اسی ایک سخنگو سے ملا</p>	
<p>روایتِ با سے موحّدہ</p>	
<p>طاعتِ جان سے چلتا ہے ترا کام آفتاب (۷۲) بہب مر کوٹھے پر آنکلا سیرِ شاہ آفتاب راتِ بزمِ می کشان میں بادِ حواروں نے کہا آفتابِ یار کا بنکر ہوا آب و تاب خسر و انجم اُسے کہتے ہیں اعیانِ عجم عالمِ بالا میں جب چلنے لگا دوڑِ شراب پر تو جانان سے چرکا ہے ترا جرمِ سیاہ خسر و انجم ہے تو تیرا عطا رو ہے ویر یارِ سوتا ہی رہا تو نے لئے اُس کے قدم زور و مثلِ گلِ خورشید ہے عارضِ ترا کیا تیری چڑھتی جوانی ڈل گئی وقتِ زوال ایک قطرہ بھی ترے شے میں پانی کا نہیں صبح سے تا شام کر لیتا ہے دنیا کا سفر</p>	<p>اسکے پر تو ہے عالم میں ترا نام آفتاب ہو گیا شرم کے خورشید لبِ بام آفتاب بھر عکسِ یار ما فتاد در جام آفتاب اک کرشمے سے ترے ہوتے ہیں دکام آفتاب تاجِ زرین ہے ترا سے قیصرِ شام آفتاب چرخِ مینابن گیا شیشہ ہوا جام آفتاب تھا حقیقت میں تو اک خال لبِ بام آفتاب میر لشکر ہے تری دولت کا بہرام آفتاب روز روشن میں ہوا چوری کا اقدام آفتاب باغ میں تیرا مقابل جب ہے گلِ نام آفتاب ہو گئی تیری حقیقتِ طشت از بام آفتاب تیری تیزی نے کیا ہے بجو نام آفتاب سیر میں دیکھا نہیں مجھ سا بگام آفتاب</p>



<p>یا جب کوٹھے سے اتر اشرم ہے نوری تھے          طلعتِ خورشیدِ رو سے مٹ گئی انجی چمک          یار کے پر تو سے طائر کی طرح سایہ اُڑا          اسکو ہوتا ہے نقابِ ماہِ طلعت سے بہن          تیرے چکر سے عیان ہے سرِ بشرِ شوقِ طوفان          دستِ ساقی کی تمنا دور کی اُمید دین          اسکو مغرب سے پلٹتا ہے مقرر ایک دن          دمِ بہین لیتا ہے قتلِ عاطفتِ مین یار کے          پہنچنے کی ہے علامتِ سرخیِ سبِ ذوق          اگر گیا نظر دن سے گلِ درجہ گئی سب کچھ</p>	<p>گر کے ڈوبنا بحرِ مغرب میں سرِ شامِ آفتاب          کیون لگتا ہے عبتِ فردن پہ الزامِ آفتاب          رہ گیا تارِ شعاعی سے تراو امِ آفتاب          دیکھ لو پانی میں آیا ہے یہ تمامِ آفتاب          کیا حرمِ یار کا باندہا ہے احرامِ آفتاب          آسمان کے میکدے میں بگیا جامِ آفتاب          گن کے پورے کر رہا ہے اپنے ایامِ آفتاب          ڈر رہے ہو جاسے حرارت سے نہ سرِ شامِ آفتاب          زورِ نگت سے بنا ہے میوہِ خامِ آفتاب          جب نظر آیا گلستانِ مین گلِ اندامِ آفتاب</p>
<p>دستِ ساقی پہ ہے دائمِ نظر جامِ شراب          جب پڑی بزمِ مین ہمہ نظر جامِ شراب          بادِ کش تھے ہمہ تن چشمِ براہِ ساقی          کبھی ہوتا ہے وہ کالِ کبھی ہوتا ہے ہلال          جس نے چوما ہے پایا طرب و لطف و سرور          اسکو لینے لگے اربابِ طرب ہاتھوں ہاتھ          ایک قطرہ نہ گرا اشک کا دامن پہ مرے</p>	<p>نور کے ساچے مین ڈھالی ہے ولا تو نے غزل          مطلعِ اوجِ سخن پر ہے ترانہ امِ آفتاب</p>
<p>ہے وہی راہِ ہمارا ہمہ سر جامِ شراب          ہاتھ مین آگئی اپنے کمر جامِ شراب          بانگِ قلعہ سے ملی جب خیر جامِ شراب          ہاتھ مین ماہِ جبین کے قمر جامِ شراب          کیون بخود لپہ ہمارے اثر جامِ شراب          انجی محفل مین ہوا جب گزر جامِ شراب          کبھی روتی ہی تھیں چشمِ تر جامِ شراب</p>	<p>ہے وہی راہِ ہمارا ہمہ سر جامِ شراب          ہاتھ مین آگئی اپنے کمر جامِ شراب          بانگِ قلعہ سے ملی جب خیر جامِ شراب          ہاتھ مین ماہِ جبین کے قمر جامِ شراب          کیون بخود لپہ ہمارے اثر جامِ شراب          انجی محفل مین ہوا جب گزر جامِ شراب          کبھی روتی ہی تھیں چشمِ تر جامِ شراب</p>



غنچہ دل مرا پھولا ہے خوشی سے ساقی  
 پرولی سے تری خالی وہ ہوا بھر بھر کر  
 آنجن میں ہے تری گوشہ نشین کی خلوت  
 چشمِ مخمور سے تیسری یہ ملی ہم کو بھر  
 یہ اوس کی ہے تجلی جو ہونی روشن بزم  
 ساغر چشم سے ڈرتا ہے بہت اے ساقی  
 کس کی ٹکڑے پڑا ساغر توبر میں بال  
 جوشِ مے موج تے ہو کیون نہ سمندر سا  
 چشمِ ساغر ہے تو ساغر کو نہ کیون آنکھ کھین  
 گو دین بیکے وہ محفل میں پھر کرتا ہے  
 ساغر دیدہ مخمور سے کرتا ہے فساد  
 گرمی خونِ کبوتر کا قیجہ تو نہسین  
 شیشہ مے سے ملی جب سے طلاق بائن  
 منکسر ہے متواضع ہے وہ دریا دل ہے  
 ناخدا اُس کا ہے ساقی وہ ہے کشتی میں ہوا  
 رات بھراؤ بھگت اُس کی رہی محفل میں  
 ایک قطرہ بھی نہ پھوڑا اے میکش تو نے  
 جھیلنی تم کو پڑی ہے جو تکلیف خمار

نخلِ قامت میں ترے ہے عمر جامِ شراب  
 گردش و ہر ہے پیشِ نظر جامِ شراب  
 جیسے ہوتا ہے وطن میں سفر جامِ شراب  
 تیری آنکھوں میں ہے باقی اثر جامِ شراب  
 آفتاب آج ہوا جلوہ گر جامِ شراب  
 ہوئی مے کی حرکتِ اخذ جامِ شراب  
 واہ کیا خوب ہے مے کے کمر جامِ شراب  
 بلبلوں سے ہے عیان جب گھر جامِ شراب  
 مستحق تر ہے تو اے چشمِ تر جامِ شراب  
 دختر تاک ہے تختِ جگر جامِ شراب  
 پی گئے تجلو ہم اے قنہ گر جامِ شراب  
 بطمے جھڑ گئے کیون بال پر جامِ شراب  
 دختر رز ہے قبولِ نظر جامِ شراب  
 آگے ہر ایک کے جھکتا ہے سر جامِ شراب  
 ہے مندر مری جان ہم سفر جامِ شراب  
 بنگلی شامِ غریبانِ حشر جامِ شراب  
 قابلِ وصف ہے یہ درگزر جامِ شراب  
 میکش تو تم پہ ملا در دسر جامِ شراب

داغِ دل بن گئی جہتِ آب کی کیون اپنی غزل



## فیضِ صحت ہے ولا یا اثرِ جامِ شراب

دل ہی دل میں رہی آخر ہوس جامِ شراب (۴۴)	تیرے لب تک نھونی دسترس جامِ شراب
کبھی ہوتی جو مجھے دسترس جامِ شراب	پھر مرے دل سے نکلتی ہوس جامِ شراب
عکس خال لب بیگون کو گلس ان تو نے	جامِ بلور میں سمجھا گلس جامِ شراب
لگ گئی آگ کھلچے میں مرے دشمن کے	بواہوس کو نہ رہی اب ہوس جامِ شراب
دیدہ مست تو از دل بہر لذت سے	حسرتِ لعل تو از جان ہوس جامِ شراب
عکس رخسار ترا مصطفیٰ کشتی میں	بچن دے میں گل تر پیشِ دہر جامِ شراب
خوف کس کا ہے اسے تو ہی بتا لے ساقی	شاق ہے دلہ مرے پیشِ دہر جامِ شراب
چشمِ یار کا بیمار ہے وہ اسے ساقی	شربت لب سے نہ کھلی ہوس جامِ شراب
ساقیا خونِ کبوتر کے نہیں جب پروبال	اوسکی قسمت میں ہو کیوں نفس جامِ شراب
پختِ درول ہوس آتشِ لعلتِ بے پست	ہوس خام مثلِ شد ہوس جامِ شراب
آپ کو سوخت ہوئی غیر کو لذت ساقی	دل بریان ہے مرا نقل پس جامِ شراب
یار ہوتا جو مجھے شربتِ دیدار نصیب	تیری آنکھوں سے نکلتی ہوس جامِ شراب
لب ساغر پہ ہے ہر اک لب میکش سے غذا	ناک میں دم ہے کہ لب پر نفس جامِ شراب
آب لب سے تر ہے جب آتش سے سرد ہوئی	بچھ گئی شربت لب سے ہوس جامِ شراب
زوقِ وصل سے کہ باجانِ زتن آید بیرون	از لبِ لعل تو جانان ہوس جامِ شراب
کیون پکاتا ہے ہوس جلد ہوس اپنی سکا	وصل سے لب کے اسے بواہوس جامِ شراب
ایک جھڑے سے ترے ہو گیا ساغر خالی	ساقیا باز پسین ہے نہ نفس جامِ شراب
اُس کے دل سے ترے لب نے نہ نکالا فوس	عکس شرکان سے بہتہ زار ہوس جامِ شراب



<p>لب جان بخش پر مر کے جیا کرتا ہے ذوقِ لعلِ اثرِ قند مکرر وار د چشمِ میگون سے ملا شربتِ دیدار مجھے نہ گرفتار ہو اس دور میں کیوں دزدِ حنا اسکی تقدیر کی گردش ہے کہ دُور سے ہے مستیِ زندہ سے توڑے ہیں ہزاروں سنا ذوقِ اودوقِ کشیدست ازین پر ہر زند سانغِ شرمِ بلاغت میں بیا جب آ ہو کشتی کے کی یہاں کیوں نہ بنائیں گاٹھی دُورِ محفل میں ہے جب قافلہٴ جامِ روا</p>	<p>مے کے قطرے ہیں شمارِ نفسِ جامِ شراب لذتِ تازہ دہد باز پس جامِ شراب دل میں باقی نہ رہی اب ہو میں جامِ شراب رات بھر روئد میں ہے جب بس جامِ شراب تیرے لب نے نہ نکالی ہو میں جامِ شراب ہائے کوئی نہ رہا دُور سے جامِ شراب نخستہ سنجانِ معاصر سے جامِ شراب کیوں نہ پھر اس کو کھین ہم فرسِ جامِ شراب دُور کا واسطے تو ساتھی فرسِ جامِ شراب کیوں نہ ہو قفلِ مینا جس جامِ شراب</p>
<p>وہ جو دم بھرنے لگا اسکی محبت کا قولا سانغِ دیدہ ہنسنا ہم نفسِ جامِ شراب</p>	
<p>شرم کی ہے تیرے عارض پر نقاب (۵۵) پردہٴ شرعی ہے کیا بہتر نقاب بے نقابی میں تجلی سے تری آب گوہر کی ہے جیسی پردہٴ وار محفلِ آراہینِ حسنینِ فرنگ ہمچو حسن او کہ وصفِ حاضرست کس سے شرماتے ہو تم کیا بات</p>	<p>اس سے ہو سکتی تھیں بہتر نقاب ہاتھ پاؤں فرق و گردن پر نقاب حسنِ تیرا ہے ترے منہ پر نقاب بن گیا تلوار کا جوہر نقاب دیکھ لو جالی کی ہے منہ پر نقاب آبِ شد بر چھڑ جوہر نقاب دیکھتا ہوں منہ پہ میں اکثر نقاب</p>



<p>سات پروون میں نہیں نہ پر نقاب تیرے منہ پر ہے پری پیکر نقاب عکس سے تیرے ہے سوج پر نقاب باز کی ٹوپی ہے عارض پر نقاب چشم انداز و نقاب ہے بر نقاب تیرے منہ پر بار نازک تر نقاب کیون ہوئی عارض چہرے پر نقاب جب الٹا ہے پری پیکر نقاب گردِ رہ ہے خلق کے منہ پر نقاب</p>	<p>مردم کی پردہ داری دیکھ لو حن کو تیرے چھپا سکتی نہیں بیچ ہے تاب و تجلی کا خیال اُڑہ میں ٹپتی کی ہوتا ہے شکار یک نقابت حسن و از تار نگاہ ہو نہیں سکتی نقابِ شرم سے عکس برقی میں اُتر آیا جو عکس ہوش اُڑ جاتے ہیں صورت و پیکر تم کھلے بندون کرو موڑ میں سیر</p>
<p>مینِ قِلا اس بحر میں وہ ناخدا موجِ سیلِ اشک پہ چشمِ تر نقاب</p>	
<p>تیرے عارض کی بنی ہنس نقاب چشمِ تر ہے رو سے عاشق پر نقاب جس طرح بھڑپے عارض پر نقاب منہ پہ تیرے اسے شہِ خاور نقاب بن گئی عارض پہ اک زیور نقاب صورتِ حسنِ تو دار و در نقاب آپکے چہرے ہٹ ہٹ کر نقاب بن گیا بلور کا سا عسِ نقاب</p>	<p>عارض جلوہ ہے عارض پر نقاب (۶۶) تم الٹ دو اسے مرے دل پر نقاب یہ علامت ہے و فور شرم کی ہے شمعون سے کرن کی تابدار تار زر سے ہندین سھرا ہے نام پردہ دل اشتیاق جلوہ ات جانِ عاشق پرستم کرتی ہے کیون پردہ داری دختر رز کی ہے خوب</p>



<p>آئے ہیں خلوت میں ستانوں کے ساتھ ہم کو آنکھوں سے بچانے کے لئے جال پہیلانا ہے پر وہ جال کا زلف بر عارض نقاب شب بروز دختر رز کو ہے عسریانی پہ ناز دلیر اس عاشق کے عارض ہے یہ فکر راز ہے سورج کو ہے اس کی خبر ماہِ کامل تھا شب و بھر تھی حسن عارض عارض جلوہ بنا پر گیا پردہ مری آنکھوں پہ ہاے امتحان اونکا جو پیرس میں ہوا حسن از صد پردہ می ریزد بروان</p>	<p>پاؤں میں جڑا ہے چہرے پر نقاب خیر ہے رکھتا ہے افسوگر نقاب تیری دانائی کے دانے پر نقاب پردہ بالائش نقابے بر نقاب ساقیا کیوں ہے تیرے منہ پر نقاب تیرے عارض سے ہے کیونکر نقاب منہ پہ کیوں کہتے ہیں وہ دن بھر نقاب منہ پہ تھی انکے تہ چادر نقاب کیون ستم ڈھاتی ہے پھر اس پر نقاب اٹھ گئی تیری جواسے دلبر نقاب جسم عریان تھا مگر منہ پر نقاب ماچھی داری نقاب اندر نقاب</p>
<p>جب سنی میری غزل اُسے وِلا پھر اُلٹ دی منہ سے گہیرا کر نقاب</p>	
<p>جب سمجھتا ہی تھیں کوئی زبانِ عندلیب ہے اگر گل کو تلاشِ تر جانِ عندلیب وصل کار و نا مجھے ہے وصل کار و نا آست تجھ پہ ہوتا ہے نہ نالو نہ کامرے کوئی اثر تیرے کچے مین نہ ہو کیوں تیرے عاشق کو کیا</p>	<p>پھر سمجھ میں آئے کیونکر داستانِ عندلیب ایک مین ہوں جو سمجھتا ہوں زبانِ عندلیب ہے مرے ہجران کا غم نہ خزانِ عندلیب گل پہ ہوتی ہے نہ تاثیرِ فغانِ عندلیب شاحِ گل پر ہو گیا جب اشیانِ عندلیب</p>



کیا تعجب تیرے مارضیہ اگر مرتے ہیں ہم  
 یان نقابت سے سب زبانِ پائینِ نیران  
 اسے خزان تیرا بڑا ہو گلِ چمن سے مٹ گیا  
 کیون نہ بجلی خندہ گلرو سے عاشق پر گریے  
 برگِ ریز گلبن اسے گلِ نیستِ مخصوصِ چمن  
 رنگ کچھ بدلا ہوا ہے چھوڑ کر اپنا چمن  
 جانِ نثارِ یکادم و دعویٰ بہت کچھ ہے اسے  
 عشقِ گلِ سیرِ چمن سے گلدمی کے وصف سے  
 ہند میں دستانِ سرِ چنڈول ہے بے عشقِ گل  
 کیون ہے جگنو سے بے کو گھونسلے پر اپنے نام  
 توتیہ پرواز در بازو سے بلبلِ از گلست

جب فدا ہے ہر گلِ نازک پہ جانِ عنذلیب  
 وانِ نحافت سے زغن نے استخوانِ عنذلیب  
 باغ سے جانا رہا نام و نشانِ عنذلیب  
 آتشِ گل سے جلا جب آشیانِ عنذلیب  
 ریخت چوں پریشون گفتم خزانِ عنذلیب  
 خانہ گلرو و مین ہے کیون آشیانِ عنذلیب  
 توڑ کر گلِ مین کرونگا امتحانِ عنذلیب  
 ہند کے بلبل پہ ہوتا ہے گمانِ عنذلیب  
 عاشقِ گل ہے عجم میں خاندانِ عنذلیب  
 ہے چراغِ گل سے روشن آشیانِ عنذلیب  
 نکلت گلِ درفشِ گردید جانِ عنذلیب

رشکِ طوطی ہے فصاحتِ بیچ لکاتیر اکام

تر ہے تیری بیجِ سنجی میں زبانِ عنذلیب

عشقِ گل سے بڑھ گئی گلشن میں شانِ عنذلیب  
 باغ میں سوسن سمجھتی ہے زبانِ عنذلیب  
 فصلِ گل میں مین زبانِ بلبل کا ہے گلِ چارون  
 وصفِ گل میں آسمان ہے جب مری فکر بند  
 مثلِ غنچہ بند ہے گلرو سے عاشق کی زبان  
 بوسے گلِ بابل کہ چنباں اسے سیمِ باغ نے

باغ میں چلتے لگی سب پر زبانِ عنذلیب  
 وہ سنا سکتی ہے گل کو آستانِ عنذلیب  
 پہ پھول ہے جیسے چمن میں میحمانِ عنذلیب  
 ہے زمینِ شعر گویا آسمانِ عنذلیب  
 اکوٹش گل مستجاب ہے ہر آستانِ عنذلیب  
 اکام کو نقشے نے دکھایا آشیانِ عنذلیب



<p>شاخ گل سے کم نہیں نوکِ زبانِ عنذلیب گل کند پر شاخ آہواشیانِ عنذلیب آج پروانہ کر لگا امتحانِ عنذلیب کس لئے پیچھی سی چلتی ہے زبانِ عنذلیب کیسے گل میں زرِ گل نقد جانِ عنذلیب ہے رگِ گل تارا ہنگِ فغانِ عنذلیب اقتیں سہتی ہے کیا کیا ایک جانِ عنذلیب باغبانِ گلشن میں رہنے دے نشانِ عنذلیب چڑھ گئی باغِ دکن میں جب کمانِ عنذلیب باغ میں ہونے نہ پائے کسرِ شانِ عنذلیب درہوا اوراقِ گل برد ہسانِ عنذلیب</p>	<p>زمرہ گل کا ہے اسپر سب پہلے تاتا ہے پھول چون براتِ عاشقانِ بشاخ آہو گفستہ اند شمعِ محفلِ بنگیا ہے گلبدنِ گل سیرِ من ناگوار طبعِ گل ہے اس طرح قطعِ کلام اس سے بڑکے جانِ ناریکا پہلا ہو کیا ثبوت برگِ گل سے تال دیتے ہیں جینانِ چن ڈرخان کا باغبان کا خون ہے صیاد کا گوشتِ آس بار ہے ویران ہے اسکا آشیان شاخِ گلبدن بوجھ سے بلبل کے پھر چھکنے لگی دیکھ اسے صیادِ گلدم کو بچا گلدام سے از کتابی چہرہ ات شیرازہ گل برہم است</p>
<p>لکھ چکے ہیں گو صبا و بخت و تسلیم و اسیر تتمہ سخی میں ولا تیری ہے شانِ عنذلیب</p>	
<p>مرنے والوں کو جہنم سے ڈراتا ہے طلیب شریتِ لعلِ چوشت تو نکو پلاتا ہے طلیب خوابِ راحت کو توش سے بدل دیتا ہے نبض کو دیکھ کے کہتا ہے تپِ محرق ہے نہفت یار میں جھپکی نہ کبھی آنکھ مری اپنی تشخیص کی غلطی کو چھپا کر ہم پر</p>	<p>جانِ نثار و نکاحِ خلف نظر آتا ہے طلیب ملکِ الموت کے ہاتھوں سے بچاتا ہے طلیب خوابِ میں آکے مریض کو جگاتا ہے طلیب مرضِ عشق کو دانت چھپاتا ہے طلیب یہ مقوم ہے عرقِ کیون تو پلاتا ہے طلیب سو رندِ بیکار الزام لگاتا ہے طلیب</p>



آپریش نہ کراؤں گا کبھی مین دل کا  
چشمِ بیمار کا بیمار ہوں پھر دیکھے دوا  
ارے اندھے ہے مری شربتِ دیار دوا  
مرچکا اسپہِ تنفس کی مرے کیا آیت  
پوچھ احوالِ طبیعت ارے نادان مجھ سے  
ہے مجھے شدتِ بے خوابی شہاے فراق  
اوسکو پروا نہیں کچھ دل شکنی کی افسوس  
مین سمجھتا ہوں شکایت کے مخالف ہے علاج  
اُس کے آنے سے نظر آتی ہے تسکینِ مریض  
دل لگی خوب ہوئی واہ رے تفریحِ مریض  
ہم کو صحت کی ضرورت ہے نہ حکمت کی تری  
اُسکو تشخیص کی غلطی یہ کیا جب آگاہ  
مر گیا تجھ پہ تداوت کے مٹانے کے لئے  
تو تو جرت ہے نہ شتر میں نگاہِ تیری  
اپنے بیمار کی کرتا ہے عیادت ایسی  
ہوئی ایمہ ڈی کی جو بیمارِ محبت کو تلاش  
عیسیٰ الملک کے آزر کا سزاوار ہے وہ

کیون حماقت سے تو سر جن کو ہلاتا ہے طیب  
کیون ستم عاشق بیمار پہ ڈالتا ہے طیب  
کیون مجھے شربتِ عتاب پلاتا ہے طیب  
دو نون ہاتھوں کو پکڑ کر جو ہلاتا ہے طیب  
اپنی کیون راسے غلط محکو سنا تا ہے طیب  
آنکھ لگتی ہے تورہ رہ کے جگاتا ہے طیب  
منہ مین جو آئے مریض کو سنا تا ہے طیب  
مین بتاتا ہوں تو پھر بات نہالتا ہے طیب  
جلد جانے کے اشاروں سے ڈراتا ہے طیب  
اپنے بیمار کو مہنس مہنس کے رلاتا ہے طیب  
کیون سندِ مدرستہ طب کی دکھاتا ہے طیب  
تاک بھون روٹھ کے بیکار چڑھاتا ہے طیب  
کیون تھپک کر مرے لاشے کو سلاتا ہے طیب  
ارے حجام تو اپنے کو بتاتا ہے طیب  
ملک الموت کے پنجے مین پھنساتا ہے طیب  
کوٹ ٹیلون مین خود ہی نظر آتا ہے طیب  
لب جان بخش سے مردوں کو جلاتا ہے طیب

تو ہے بناض تو دیکھے گا و لا نبض تری  
کیون تو شریانِ کورہ رہ کے دالتا ہے طیب



آج تشخیصِ مرض کے لئے آتا ہے طبیب  
 شورے کی جو ضرورت کبھی پاتا ہے طبیب  
 نقدِ جاں فیس میں لیتا ہے وہ بیمار کو  
 آنکھ میں زہر ہے تریاق ہے اسکے لب  
 دیکھے بیمار کو یا قوتی لب ہاتھوں ہاتھ  
 وہ ہے ہمدرد بڑا کیوں نہ مرضِ ہوزال  
 اے سچا تراشا گرو ہے یہ ٹھوکر سے  
 غلِ صحت سے مرے جب ہے میجا بیمار  
 لا علاجی ہے مسلمِ مرضِ الموت ہے یہ  
 کبھی منضج کبھی مُہل کبھی پاشوئے سے  
 سو، تشخیص سے عاشق کو سمجھ کر بیمار  
 فصد کا قصد ہے مجنوں سمجھتا ہے مجھے  
 ہوش میں آتو ذرا داروے بیہوشی کو  
 جذبِ الفت کے تشنچ سے مر جاتا ہوں  
 بردِ اطراف ہے بیمار کو اکتا ہے علاج  
 کسکی تعلیم ہے اور کس نے بنایا ہے حکیم  
 تیرا بیمار جہنم میں ہو یا جنت میں  
 اسے لعنت تری تشخیص ترے نسخے پر  
 سحرِ نرم سے کیا کرتے ہیں وہ سلبِ مرض

(۸۰) تختہٴ مشق مجھے اپنا بناتا ہے طبیب  
 ملکِ الموت کو خط لکھ کے بلاتا ہے طبیب  
 پھر کہو کیوں نہ مرےں خوب کتا ہے طبیب  
 مار کر اپنے مریضوں کو جلاتا ہے طبیب  
 اثرِ دستِ شفا ہم کو دکھاتا ہے طبیب  
 اپنے بیمار کو سینے سے لگاتا ہے طبیب  
 (کیا قیامت ہے) کہ مرد کو ٹاٹھاتا ہے طبیب  
 بس کے بیمار تری آنکھ کا آتا ہے طبیب  
 کیا دوا سے کسی مُردے کو جلاتا ہے طبیب  
 تاک میں دم ہے مرا مجھ کو بتاتا ہے طبیب  
 مرضِ عشق کو افسوس بڑھاتا ہے طبیب  
 سچے جنوں تک جو جو دیا نہ بناتا ہے طبیب  
 خود میں بیہوش ہوں کیوں مجھ کو سنگھاتا ہے طبیب  
 الہِ برق ہے کیوں ہاتھ لگاتا ہے طبیب  
 سردِ مہری سے اُسے برف پلاتا ہے طبیب  
 جلدِ مرنے کے طریقوں کو سکھاتا ہے طبیب  
 حلوےِ ماندے سے تو کام اپنا بناتا ہے طبیب  
 تندرستوں کو بھی بیمار بناتا ہے طبیب  
 چشمِ بیمار سے بیمار بناتا ہے طبیب



<p>اپنے بیمار کا دشمن نظر آتا ہے طبیب مر گئے اپنے تو بوسے سے جلاتا ہے طبیب خود غرض نانی ہے اپنے کو بتاتا ہے طبیب اپنے بیمار کی صحت کو دکھاتا ہے طبیب تیرے بیمار کو جب تو نظر آتا ہے طبیب</p>	<p>مرنے والے کو کیا کرتا ہے وہ زندہ بگور دوستوں کیوں نہ کھواسکو مسیح و درال خطرہ جاں مریض است مگر نیم حکیم سوت کا اس کو جو دم بھر ہے افاقہ حاصل نبض ہو جاتی ہے سا قندل مخمروں ساکن</p>
<p>یہ زمیں شعر کی ہے جو نظر آتی ہے وِلا اپنے گشتوں کی جہاں قبر بناتا ہے طبیب</p>	
<p>میرے رونے سے ہے جاری کو چہ و بزل میں آ ہو گیا نایاب جس سے وادی ایس میں آ پک رہا ہے دلمیں پانی جس طرح انجس میں آ جس سے آرمہ تلے ہر اک سوتکے روزنیں آ میرے روئے سے بھرا جب خانہ دشمنیں آ حسن تشبیہ پلک سے آگئی سوز میں آ ہو گئی سرگرم صنعت جس طرح لندن میں آ بھردیا دشمن نے رور و کرے دلمیں آ ناو میں دلی اس کا انجس جہاں ہے انجس میں آ آگیا میرے گھٹے تک طوق ہے گردن میں آ دشمن حفظاں صحت بنگیا گلخن میں آ لاکھ ہم چاہیں کبھی ملتا نہیں رخسار میں آ</p>	<p>(۸۱) آنکھ سے گرتے ہیں قطرے جس طرح ساؤنڈ آ طلوکی آتش فشاں سے بہتے دریائے گرم میری آہ آتشیں تجھ پر دل کا ہے صعود سر طرف زیر زمین بھتی ہیں لاکھوں تیاں مج گئی پھر آپکی محفل میں غلیانی کی دہم آبداری کا تری آنکھوں میں ہے ایسا اثر سیل اشک سر و بھی کرنے لگی بجلی کا کام ہے پھلا شے سے عداوت کا طریقہ وقت و ف بحر دنیا میں ہے۔ پانی بحر میں۔ پانی میں ناؤ آب خنجر تاکر تیری کمر کا پر تلا وہ نہیں سکتا فساد اس کا چھپا دو خاک ہو نہیں سکتا کبھی عاشق سے دشمن کا ملا</p>



<p>خالموں نے اسکے تختِ دل سے روکا نہیں آب خوں کے پیاسوں پر برسانے لگے ہر نہیں آب سر و مٹی کے ہوا کرتا ہے جب برتن میں آب زیرِ کاکیدہ ہے ناگس یا ہے تیرے میں آب کوششِ بیفائدہ ہے کوٹنا ماؤں میں آب سم کو کیوں ملتا نہیں افسوسِ شیش میں آب ناپا افسوسِ لا حاصل ہے پرویز میں آب خیر گزری آبِ دل نے بھر دیا تن میں آب</p>	<p>ساغر کو ٹرکے جس ساقی سے ہیں امید و آ ابر پٹیا سے ہیں ڈینامیٹ کے ادویہ کے ساتھ سر و مہری غالبِ خاکی میں تیرے کیوں نہو جلوہ گر قطرہ پسینے کا ہے نوکِ زلف پر گنت یا رم بھر و صلحِ آبِ درآہں کمرب ریل کی بدانتظامی ہے کہ دشمنِ کافور وہ نہو گی بند کیوں کرتے ہو مٹھی میں ہوا سوزِ دل سے جسم و جاں میں جب لگی عاشق کے آ</p>
--	---

فاتحے کو اداں کے آنے کی غرض یہ ہے و لا  
اشک جاری ہو کے بھر جائے مرے دفن میں آب

<p>آبِ دل سے بھر گیا سیہات میر سے تن میں آ (۸۲) اپنے اشکوں سے شے پھرتا ہوں میں تن میں آب منہ میں پانی دہاں دریا کے بھر آنے لگا تاب آہں سے برو دت آب کی جب جا چکی سنبل کا کل گل عارضِ نھوں شاو اب کیوں دشمنِ مکار کی آنکھوں سے کیوں گرتے ہیں آب آبِ عارض سے کسی کے اب اڑے جاتے ہیں آب ہاں اسی سے ہے دیتو تھے تنوں میں تازگی اگر خروا لعل لب میں چشمہ آبِ حیات</p>	<p>پی گیا آنسو تو اتر اودیدہ روشن میں آب جسم میں میر سے پسینہ اور پیراں میں آب چشمِ دریا بار سے تھا جب مرے دہاں میں آب آب آہں تاب سے پھر آگئی آہں میں آب ہے ترے چاہِ دقن سے جب ترے گلشن میں آب ہے کیوں آنے لگا چشمِ بیتِ پرفں میں آب ہم اڑتے تھے ہمارا کبیل تھا بچپن میں آب یہی جاں چن روح رواں گلشن میں آب آبِ جبر سے نہو تا ظلمتِ معدن میں آب</p>
--	---



سنگدل رونے سے میرے ہے تری آہیں دلی  
آب جو ہر میں نھوتی چشمہ خورشید سے  
کرو یا اندھا مجھے افسوس ضبطِ اشک نے  
اشکِ چشمِ ابر سے نیساں نے یہ ثابت کیا  
سوزِ دل سے ہے مرے جب چشمہ خورشیدِ خشک  
خاکساری سے مرے دلی صفائی بڑھ گئی  
آبداری اسکے قطرِ وحشی ہے نایابی کا راز  
چیں ابرو پر ترے اسے آہنی دل ہوں خدا  
آتشِ دل کو مجھ یا خاک میرے اشک نے  
قطرہِ شبنم سے آئندہ چشمِ زگ میں ہیں آج  
گرو ہے اسکی صفائی تیرے منہ کے ساتھ  
قافیہ ہے تنگ پہلِ المستمع اسکی ردیف  
سہرِ دین کیون تیرو مہتابِ بردرد و سوا و نصیر  
بجھگئی کیوں کیا ہوئی آتشِ زبانی آپ کی  
جس طرح اوروں نے بدلی سحرِ آسائیکے سا

میرے اشکِ گرم سے آئی ترے آہیں میں آب  
اگر نہ چمکاتی حرارتِ کواہ کے داس میں آب  
کیا اترا آیا ہے میرے دیدہ روشن میں آب  
جو ہر گوہر ہے اسے دریا ترے داس میں آب  
کس طرح قائم رہے اس دیدہ روشن میں آب  
آگئی مٹی سے اس آئینہ روشن میں آب  
اشک میں میرے ہے جیسے جوہرِ روشن میں آب  
موجِ زل ہے جوہرِ شیریں میں آب  
آج برباد کیا سماں ہے مرے خضر میں آب  
دیکھ کر جھک کر بھرا دیدہ گلشن میں آب  
آبِ عارض سے ترے آئینہ روشن میں آب  
شاعرِ وحشی تو نے قلعی کہو لڑی اس فن میں آب  
ہے ردیفِ آب سے ہر ایک کے مخزن میں آب  
کیوں نظر آتا ہے آتشِ آچھے ایندھن میں آب  
تحرکِ مکن تھا بدلتے آپ بھی برتن میں آب

لھا رہا ہوں کج میں اس بحر میں غوطے ولا

کثرتِ اشکِ رواں سے ہے مرے داس میں آب

شام سے آگئی کیا شامتِ شب (۸۳) نورِ عارض سے گئی عزتِ شب

تیری زلفوں سے بڑھی قوتِ شب رو سے روشن سے گئی ظلمتِ شب



زلفِ شب ہے لقبِ ظلمتِ شب  
زلفِ شب سے ہوئی روشن یہ بات  
تیرے محضاب کی زد میں آکر  
تیرہ بختون پہ وہ کرتی ہے ستم  
دن نکلنے سے بھی تسکین نہ ہوئی  
زلفِ شب سے ہے نمان عارضِ روز  
کامل صبح ہے غالب اُپھر  
سال شمسی ہے ہر اک لحظہ روز  
درِ فراقِ بچسپن لیل و نهار  
ہجر میں اُس سے عداوت تھی مجھے  
چل دیارِ نہ پھرتی ہے بھان  
زلف سے ہونے لگی شب باز بھی  
دیکھ کر زلف کو آئینے میں  
کیا اُسے ہے کسی مہر و کافِ راق  
ہو گئی صبح مگر اسے فرقت  
رات بھر میں نے منا یا تجھ کو  
اُسکے پردے میں میں کیسے افعال  
رات بھر خونِ پیغم لکھا یا نہ  
زلف کو دیکھ کے ہم بھول گئے

زلفِ شبگون سے ہوئی حرمتِ شب  
تیری زلفون میں ہوئی قسمتِ شب  
نا توانی سے گہٹی طاقتِ شب  
روزِ یثاق سے ہے عادتِ شب  
دلہا تنگ ہے مرے دشتِ شب  
تیری زلفون سے بڑھی جرأتِ شب  
تیرے عارض سے گہٹی ہمتِ شب  
ماہِ کامل ہے ہر اک ساعتِ شب  
دارم از روزِ سیہ الفِ شب  
وصل کی رات سے ہے الفِ شب  
ہے مرے دل میں بہت ہشتِ شب  
وصل کی شب سے ہوئی شہرتِ شب  
حد سے بڑھ کر تھی مری حیرتِ شب  
غم سے کالی ہوئی کیون کسوتِ شب  
میرے دل سے نہ گئی دہشتِ شب  
سیری گردن پر رہی منتِ شب  
ہاے باقی نہ رہی عصمتِ شب  
کیا عداوت تھی مری دعوتِ شب  
تھی زمانے میں بہت شہرتِ شب



<p>کاکل شمع بنی ظلمتِ شب قامت ماہ پہ ہے خلعتِ شب بوسہ زن بلب طاعتِ شب ہمسر روز شود قامتِ شب</p>	<p>شمس و رات تری محفل میں زلفِ عارض پہ ترے اسے محفل زندہ وار تو شد اسے شبِ زراہ روز و شبِ دربارِ مہر چہ خوشست</p>
<p>ایندہ اس میں ہے تو اس میں غفلت ہے دلا کیفیت میں کیفیتِ شب</p>	
<p>سیرے دل میں نہ ہی اُلفتِ شب دلوں بھاتی ہے مرے فرقتِ شب وصل سے دور ہوئی کلفتِ شب اب مرے دل سے گئی نفرتِ شب خبرِ شب وصل کبھی صورتِ شب کچھ نہ پوچھو میری کیفیتِ شب مجھ کو دم بھر نہ ملی مصلحتِ شب یاد آتی ہے ہمیں غفلتِ شب رنج کے نذر ہوئی راحتِ شب کٹ گئی غم میں ہر اک ساعتِ شب ہمچو محتاب کہ شد کسوتِ شب دو پہر رات سے کچھ نیتِ شب لٹ گئی رات میں کیا دولتِ شب</p>	<p>وجہ تکلیف بنی ظلمتِ شب شبِ فرقت سے گئی اُلفتِ شب پھر مرے دل میں ہوئی اُلفتِ شب وصل میں بھول گیا رنجِ فراق یا آٹھی نہ کھا پھر مجھ کو رات بھر جھکوتِ رستہ گزری کبھی رویا کبھی تڑپا تا صبح وصل کی رات رہے ہم مدہوش دن مصیبت میں بنا روزِ سیاہ بیخِ ابرو کی رہی دل میں یاد درقبائے تو شبِ اندر روزِ ست مجھ کو بدلی ہوئی آتی ہے نظر زلف نے چاند پہ مارا شبنون</p>



<p>بتا نکھین ہن تھو تب تک وصل وہ شب و روز ہے یکساں روشن بدتون یاد رہیگی ہم کو یار کو گر نکھین آتا باور زلفِ شب میں ہے ستاروں کی چمک روز روشن تر سے عارض ہے محل بیہواری میں کٹی ساری رات تیرے عارض پہ بنی زلفِ نقاب زلف کی یاد میں جب کٹ گئی رات مختصر وصل میں ہجران میں دراز شبِ ماتیرہ تراز کلفتِ روز شبِ چینِ روز چنان ہی گذرے بکھر توجہ میں اس بکھر میں ہم</p>	<p>میں نہ دیکھو کجا کبھی صورتِ شب چاند کو میرے نکھین حاجتِ شب ہم نہ بھولیں گے کبھی صحبتِ شب دیکھ جائے وہ مری حالتِ شب تیری افشان سے ہوئی زینتِ شب ہے تری زلفِ سیہ غیرتِ شب اپنی قسمت میں نکھین راحتِ شب شبِ دیو بخور تھی یہ حکمتِ شب وہ بدو قطع ہوئی حجتِ شب روزِ اول سے ہے یہ عادتِ شب روزِ تاریک تراز ظلمتِ شب آہ زینِ روز و زینِ کلفتِ شب جوشِ قلم ہے خصوصیتِ شب</p>
<p>اے دلا ہو گئی ہم پر روشن کل شبِ یاد میں مابیتِ شب</p>	
<p>انجام کار سے کبھی غافل نکھین جاب یاد آگیا جو جگہ دم واپسین جاب گرچہ فنا پذیر ہے ناپائیدار ہے پانی میں جیہ ہوا ہوتی تو زور سے</p>	<p>ہے بے بصر گر ہے بڑا دور میں جاب انکھوں میں نیکیا مری چرخِ برین جاب کھولے ہوئے ہے دیدہ انجام میں جاب ہوتا ہے سطحِ آب پہ ظاہر و پین جاب</p>



خواہی ز بے ثباتی عالم اگر مثال  
بکھر عزمین گنبد کاس کا ہے لقب  
جلتا ہے سرِ عشق سے دہن مرے پر  
کشمیر میں نہاتے ہیں عریان وہ گھاٹ پر  
دست لگائے ہیں وہ زبورِ بنا ہوا  
بر سینہ تو چون نظر آید نہ پیر ہن  
بھر بھر کے سکواہل کن کیلئے ہیں نگ  
آرائش مکان میں لٹکتا ہے گل ماہ  
گوسر بلند ہیں وہ مگر رویا ہن  
برگشتہ بخت ہے تری الٹی ہے کھوپری  
خج مخ چیزِ زورِ ریت طبعی بسینہ ات  
صبا لون سے اڑاتے ہیں لڑکے تری ہی  
نازک بہت ہیں ٹھہیں لگ جابے آنکھ کی  
سانچے میں نور کے جوڑا ہے ترابن  
جب میرے آبلے سے سندر ہے آبا آب  
بنمودش بچشم و نشانے از وماند  
جوئے روان پہ عمرِ رواں کی ملی مثال  
انسان بے ثبات ہے پانی کا بلبل  
ہے آبشار کوہ میں سارا ہوا کھیل

نشین کنارِ جوئے روان میں جاب  
پانی میں خود مکان بنا خود کین جاب  
سینہ ہے میرے لب پہ کیا و نشین جاب  
جربن تجھے نظر نہ لگائے کھین جاب  
کہتے ہیں اسکو سندر کے پر نشین جاب  
بردار دم زور و بنا آستین جاب  
دلی کا قفس ہے یہاں آستین جاب  
قندیل آسمان سے کبھی کم نہیں جاب  
انگلیا میں جھپٹھائی ہیں ترے نشین جاب  
دام ہے پاسے مج پہ تیری چین جاب  
دستم ندیدہ ہو و چین آہن جاب  
اڑتا ہے تو ہوا پہ اسے ابکین جاب  
گوئے ہیں تیرے کانچ کے اسے نازین جاب  
قیتے ہیں نور کے ترے اسے جبین جاب  
کیدن لکے آبلے سے ٹھوٹے گین جاب  
لعت بہ تھٹیکہ کشیدم ازین جاب  
ہل میں کل گیا جکھین سے کھین جاب  
دم میں اگر جاب ہے دم میں نہیں جاب  
لڑکوں کی ایک بھونک سے بڑھ جین جاب



ہوتا نہ وہ جہان میں نہ ہوتی اگر ہوا ہے منت ہوا و ہوس کا رہن جباب	
پھوٹیں وہ سیل اشک کے بہنے سے ایکسا آنکھیں ہماری آج ولا بنگین جباب	
<p>(۸۶) کیا خود نا ہے آئنا آئین جباب تشیہ میں ہے گنبد چرخ برین جباب سینے پر تیرے چاند میں لے جہین جباب اتسو کے بلبل میں ترے خوشیہ جباب بھڑکتی زچاہ و قن خرابدین جباب سینے پہ دخت رزکے میں بالائین جباب دریا میں فرش آب کا مسند نشین جباب اجباب کی نظر میں بنا گوہرین جباب عالم میں آب کے فلک اولین جباب چشم بروے سینہ ندید پانچین جباب تشیہ تیری اسے دل اندوگین جباب لیکن ہے ہمیں آب کیلین بکھین جباب رکھ کر ہوا ہوس سے بچا آفرین جباب قبور کا کوئی ہے کوئی آہن جباب بر سینہ اش فشانہ بنا آستین جباب محفل میں مثل ماہ تر ہمنشین جباب</p>	<p>مھر کے انعکاس سے ہے جہین جباب تشیہ اندر سے ہے جیسے زمین جباب دریا جسے جس جوش جوانی ہے موجزن ترونی ٹھہرتی تشبیہ چشم کا حال تو دوانہ لیت زیر کان بسہ زار جوش شراب سے ہیں جوساغر میں ٹکلیے وہ تاج فرق موج ہے یا تاجدار بھر صورت میں شکل میں ہر صدف ہے جینہ افلاک ہیں مدارج امواج قلزمی بر موج غنچہ تو زندہ بوسہ ہاے تر کشتی تری ہوا ہے ہوس سے بھری ہوئی نیشے نے گرہ پائی ہے صورت جبابگی خالی سیو سے بحر میں قلندر رہا ہے تو اوراق کو ترا سے بچانے کے واسطے دامن کشان گذشت و میان قلبے تنگ چنی پہ تیری نور کا قبتہ ہے اسے چراغ</p>



<p>تشبیہ تمام اہلِ بلاغت نے کی پسند تصویر میں ہے کاسہ و ازونِ سنگِ نازن لوگوں نے تجھ کو کبیریل بنا کر اڑا دیا پُر بادمی نہائی و زربادمی روی روتا ہے کیون تو میری طرح پھوٹ پھوٹ کر بحرین بدل بدل کے نصیر و اسیر نے میری غزل ہے کاشفا سحر شاعر و اس بحرینِ امیر نے کی رہبری مری</p>	<p>سر پوش گنبدی سے بنا آئینِ حجاب تشبیہ میں بنا قلع و ساکنِ حجاب بس خود نمایاں تری سب کے گنیز حجاب بر مہمتِ دل تو نہرا آفرینِ حجاب چالو لگو اپنی رہنے بھی دے بس ہیں حجاب باندھا مگر خیال میں آیا نصینِ حجاب ہے آپ کے خیال سے بڑھ کر کھینِ حجاب باپو ہے تیرے بحر کا اپنی زمینِ حجاب</p>
<p>دُم بھر کا میھسمان ہے و لا نقش آب ہے رکھتا ہے اپنے دل میں اسی کا یقینِ حجاب</p>	
<p>روایتِ باے فارسی</p>	
<p>فداشن پرینِ حسینانِ یورپ (۸۷) جبین پر تصدق ہیں بروپہ قربان ترے حسنِ قامت پر اے سروبالا ہنگزارِ حسن تو چھینند برباد فدا تیرے حسنِ فرست پہ دائم ترے نقطہِ خال و چینِ جبین سے ہوتے تیری سنجیدگی پر تصدق چراست از لہر دستِ مودمانِ سائل</p>	<p>ترے ناز پر از زمینِ یورپ لالِ فلکِ مہِ چینانِ یورپ تصدق ہیں بالائِشیمانِ یورپ ز نخلِ قدرتِ خوشہِ چینانِ یورپ حسینانِ یورپ ز مہینانِ یورپ ہوئے منتقلِ نکتہِ چینانِ یورپ متانت سے اپنی قینانِ یورپ ز دستِ فرخِ آستینانِ یورپ</p>



<p>الف سے تری قامت فتنہ زرا کے ہوئے نامور تیری شاہلگی سے ترے فیضِ صحبت سے حسنِ تہلکے پیاد گل عارضتِ بادہ پیا تہم سے تیرے مٹاتے ہیں ہر دم تری ماہِ روئی پہ چکرار ہے ہیں شعشعہ خربانکے آگے سراپنا بگاہِ رکوب از کفِ دوستِ یاری تری بے نقابی پہ بھر تماشا بحکمِ ادب یار کے قافلے میں تری زلفِ کافر سے ہندوستان</p>	<p>سبق پار ہے ہیں فطینانِ یورپ سجاوٹ میں حسنِ آفرینانِ یورپ مبصر بنے ہم نشینانِ یورپ بسیرِ حسنِ خوش نشینانِ یورپ غمِ دل کو اپنے حزنِ یانِ یورپ رسد گاہ میں دورِ بینانِ یورپ جھکاتے ہیں مسند نشینانِ یورپ پسندِ نسیمیں مسرتیانِ یورپ نخل آئے عزتِ گزینانِ یورپ پیادہ ہیں محلِ نشینانِ یورپ پھنسے کفر میں پاکدینانِ یورپ</p>
<p>وہاں کافر عشقِ حسن بتا نہ کہینانِ یورپ مہینانِ یورپ</p>	
<p>غیر سے خوش ہم سے خفا کیوں ہیں آپ کچھ نہ کھلا ہم سے ہوا کیا قصور حدزری جھپٹہ جفاؤں کی آج عشق کے غم سے ہوں بہت ناتواں ہم سے ہر اکبات میں کیوں اختلاں ہم تو قدم بوس بھی ہونے نہ پاسے</p>	<p>(۸۸) آئینہ عکسِ نمایاں ہیں آپ مستعدِ جہر و جفا کیوں ہیں آپ مدعیِ خوفِ خدا کیوں ہیں آپ درِ پے قتلِ ضعفا کیوں ہیں آپ خیر سے راضی برضا کیوں ہیں آپ دستِ بدستِ رفقا کیوں ہیں آپ</p>



<p>کل تو نہ تھے کج مرے قتل سے میرے عدو سے نہیں گروا سطر آج عدو کے لئے یوں بیقرار ہاتھ اٹھے یاں تو اٹھی وہ ان نقاب خوب سمجھتے ہیں سزاؤں کے بعد عشق پہ میرے ہے اگر اعتراض آئینہ دل ہے مکدر فسرور ہم کو کسی اور سے گرہے خلاف آج کسی کا جو نہیں انتظار شرم کی یہ بات ہے غیر ذمے سنا ہم سے بناوٹ کی ضرورت ہی کیا کاٹھ کی پتلی کو لئے ہے عدو رات اندھیری ہے اکیلے یہاں دستِ بشیر یہاں (جان بلب کہئے تو کچھ آج ملول اس قدر</p>	<p>قائل احکامِ قضا کیوں ہیں آپ آج وہاں جلوہ فرما کیوں ہیں آپ دھچکے پیچھے نہ کھلا کیوں ہیں آپ منکر تا شیر دغا کیوں ہیں آپ طالبِ اقرار خطا کیوں ہیں آپ خوگر اندازِ واد کیوں ہیں آپ دشمنِ اربابِ صفا کیوں ہیں آپ نقمہ غیر بھلا کیوں ہیں آپ مضطرب و روبرو کیا کیوں ہیں آپ دستکشِ ننگ و جیا کیوں ہیں آپ حامیِ اربابِ ریا کیوں ہیں آپ ہاتھ میں اُسکے بند کیوں ہیں آپ ہم سے تو فرمائیں ذرا کیوں ہیں آپ ہم ہیں اگر آپ کو کیا کیوں ہیں آپ غیر سے (ہو اُسکا بُرا) کیوں ہیں آپ</p>
<p>آپ کو گراؤس سے عداوت نہیں نقظمِ رگِ دلا کیوں ہیں آپ</p>	
<p>حقیقت کو ہم سے چھپاتے ہیں آپ (۸۹) جرمنیتے ہیں اُنکو رلاتے ہیں آپ</p>	<p>بناوٹ کی صورت دکھاتے ہیں آپ جرروتے ہیں اُنکو ہنساتے ہیں آپ</p>



امیروں سے آنکھیں چھپاتے ہیں آپ  
 جو دبتا ہے او سکودباتے ہیں آپ  
 رفیقوں سے آنکھیں چراتے ہیں آپ  
 کچھ ایسی لگاتے بھجاتے ہیں آپ  
 مشیخت سے باتیں بناتے ہیں آپ  
 کھڑے ہو کے محفل میں بیٹھے بھٹاتے  
 تصدق ہے عاشق اس انداز پر  
 مرے دل میں ہے سمرنیم کا خوف  
 ہویں سیکڑوں خانہ بربادیاں  
 کہاں تک میں دہراؤں احوال  
 پھر اگر کوئی دم کے پیچھے تو پھر  
 بڑی شرم کی بات ہے دیکھ آنکھ  
 ملائے ہوئے ہاں میں ہاں ہم بھی سا  
 لب جو ہرے ناؤں میں جب سوار  
 غضب بھڑھو میں بنا ہمنشین  
 کسی دس تو ہوتے مرے میہماں  
 طلاق میں ہے اپنی بھ کمال  
 یہاں ہم میں سے کچھ سکھائے ہو

غریبوں کو آنکھیں دکھاتے ہیں آپ  
 جو درتا ہے او سکودراتے ہیں آپ  
 رقیبوں سے آنکھیں لڑاتے ہیں آپ  
 عداوت سے عداوت بڑھاتے ہیں آپ  
 بناوٹ کی چالیں سکھاتے ہیں آپ  
 نئے سر سے فتنے اٹھاتے ہیں آپ  
 بلا کر اُسے منہ پھراتے ہیں آپ  
 نظر گھور کر کیوں ملاتے ہیں آپ  
 ہوا میں زریلوں کی آتے ہیں آپ  
 جو سنتے ہیں پھر بھڑھاتے ہیں آپ  
 بڑے حسن سے دم دباتے ہیں آپ  
 زریلوں کو ہم سے لڑاتے ہیں آپ  
 طلاق کے گھوڑے اڑاتے ہیں آپ  
 کہا کیا مرے ساتھ آتے ہیں آپ  
 بس اب ناؤں میں خاک اڑاتے ہیں آپ  
 اسی راہ سے روز جاتے ہیں آپ  
 ہر اک دل کو قابو میں لاتے ہیں آپ  
 نئی چال کس کو سکھاتے ہیں آپ

وِلا پوچھتے ہم جو ہوتے ظہیر



## غزل کو مری کیسی پاتے ہیں آپ

چہ میں نے گل کھلائے ہیں آپ (۹۰) متیلی پہ سرسوں جاتے ہیں آپ  
 جو غم میں پہ بجلی گراتے ہیں آپ تو منہ دیکھ کر مسکراتے ہیں آپ  
 تصور میں نقشے جھاتے ہیں آپ امیدوں کو میری مٹاتے ہیں آپ  
 غضب بے گناہوں پہ ڈھاتے ہیں آپ جو عاشق پہ تہمت لگاتے ہیں آپ  
 لبوں سے جو مڑے جھاتے ہیں آپ مہیا کو نادم بناتے ہیں آپ  
 جن آنکھوں سے جادو جگاتے ہیں آپ اوں آنکھوں کے سم سے سجاتے ہیں آپ  
 جو بھرتے ہیں دم راتوں آپ کا انھیں دیکھے دم دم میں لاتے ہیں آپ  
 لگا کر حسا اور اڑا کر گلال نئے روپ سے رنگ لاتے ہیں آپ  
 دکھا کر رنجِ غیرتِ آفتاب مجھے خواب سے کیوں جگاتے ہیں آپ  
 جو سو بار ہے آزمایا ہوا پھر اُسدل کو کیوں آزماتے ہیں آپ  
 ابھی تک جسے آزمایا نہیں اُسے کیوں نہیں آزماتے ہیں آپ  
 عیادت کے حیلے میں سب یہ ستم مریضوں سے آنکھیں لٹاتے ہیں آپ  
 بناوٹ سے کہتے نہیں کوئی بات جو کہتے ہیں وہ کر دکھاتے ہیں آپ  
 اگر میری آنکھوں میں آتے ہیں اشک تو آنکھوں سے اپنی گراتے ہیں آپ  
 طبیعت جو آئے کسی بات پر زمیں آسمان سے ملاتے ہیں آپ  
 دکھا کر گلِ جنِ عشاق کو اکھاڑوں میں بلبل لٹاتے ہیں آپ  
 بگڑتے ہیں کیوں کس لئے بزم میں مجھے جب کبھی دیکھ پاتے ہیں آپ  
 چہ میں چلے آئے مثلِ نسیم خدا جانے کیا گل کھلاتے ہیں آپ



<p>ایک لے کدھر آج جاتے ہیں آپ چلے کیوں مرے ساتھ آتے ہیں آپ</p>	<p>میاں شب ہے تاریک کچھ خیر ہے (دق) بگڑ کر وہ کہنے لگے بے ملامت</p>
<p>ظہیر اسکے مالک میں ہم اے والا یہاں خیر اپنی مناتے ہیں آپ</p>	
<p>(۹۱) حیراں کچھ اس قدر موں کے ہوں بے خبر ہے کیا طمٹ نہیں میں یہاں اپنے گہر ہے آپ بھڑکتے اپنا جام مری چشم تر سے آپ چھپتے میں مجھ کو کی طرح کے ڈرتے آپ پھر کیوں میں سلوک مرے نامہ بر ہے آپ شرما گئے ہیں میری دعا کے اثر ہے آپ جہنم لارہے ہیں کسلے چہر شور و شہر ہے آپ دست مار کو امارے آج اپنے سر سے آپ ہو جائیں عا چشم جوشم و قمر سے آپ پھنچے ادھر سے ہم کل آئے ادھر ہے آپ دش کے پاس جاتے ہیں کس دہ گز سے آپ اگر جائینگے ضرور ہماری نظر سے آپ آئے میں بد جو اس بہت تار گہر ہے آپ لین مشورہ جناب کسی ڈاکٹر سے آپ پھر جان بچھکر مرے کیوں بے خبر ہے آپ</p>	<p>آئینہ دیکھ لیں جو مری چشم تر سے آپ رہ رہ کے دیکھتے ہیں ادھر کس ڈرتے آپ اب جنک کیوسلے کیوں دیتے سے آپ خلوت میں دیکھ بوسہ ترکیوں میں آپ ہے پیش نوال نہیں ایلمی کو کچھ دست مابلند ہوے گر گئی نقاب محفل سے ٹھکے آپ نے برپا کیا فساد بنت عنب کی آپ کو مالا نظر لگی آج آگئی پھر اپنی حقیقت نظر انھیں تدبیر ہو گئی در دشمن پر رات خوب انھیں لگائے رہتے ہیں لیکن خبر نہیں یوں عرش پر رہیگا اگر آپ کا دماغ کیا آئی ہے خبر مرے دشمن کی موت کی کیسی ہے دشمنوں کی طبیعت جو ست ہیں دل را بدل مہریت دریں گنبد سپہر</p>



<p>خلوت میں غیر کا نہیں کچھ کام اچھا ہے میں کیا ہوں اور میری حقیقت کی کیا ہے کرتے ہیں کہوں نوشتہ تقدیر کے خلاف</p>	<p>ہم تھکے میں بیٹھے ہیں نکلے کدھر سے آپ احساں ہے دیکھ لیں مجرم کی نظر سے آپ لڑتے ہیں کیوں جناب قضا و قدر سے آپ</p>
<p>تیر نگاہِ انکارِ ولا اپنا تیر آہ چل چلے گراؤ دہر سے چلا تیں ادھر سے آپ</p>	
<p>حیراں آئنے میں ہیں کس کی نظر سے آپ (۹۲) آگاہ ہوں حقیقت شمس و قمر سے آپ کیوں گھورتے ہیں آئینہ ڈر ہے چنگ بجا مرگِ غدو سے جاں مرچیاں بچ گئی اپنی منائیں خیر سمجھ لیں کہ ایک دن نکبت ہوا جو باغ سے سفیل اُلجھ پڑے یہ ہے سبب جو ہو کہ سمجھتے ہیں بے وفا خلوت میں کس کا خوف ہے ڈرتے ہیں کسلے کرتے ہیں کیوں خاکِ زمانے میں سرخرو کڑوے ہیں دوستوں سے رفیقوں سے تلخ کام غفے میں آئے پہ پڑی انکی جب نظر درِ عفو و لذت نیست کہ درِ انتقام نیست تیغِ ننگ کے زخم سے دی دل نے بددعا قدرت میں آپ کی ہے بنا نا بگاڑنا</p>	<p>آئینہ بن گئے ہیں جو اس کے اثر سے آپ آئینہ دیکھ لیں جو ہماری نظر سے آپ آئینہ جن میں کو بچائیں نظر سے آپ اُسکو ملی نجات بچے در دوسرے آپ گہاٹے میں ہیں کبھی نہ کبھی اپنے شہر سے آپ زلف و لگو گر بچائیں نسیمِ سحر سے آپ واقف نہیں ہیں غیر کے عیب و مہر سے آپ رہ رہ کے کیوں لپٹتے ہیں میری کمر سے آپ رنگتے ہیں ہاتھ جب مے خوں جگرتے آپ دشمن کے ساتھ رہتے ہیں شیر و شکر سے آپ انکھیں ملیں تو سہم گئے اپنے ڈر سے آپ لیتے نہیں ہیں کام کبھی در گزر سے آپ گہاٹل ہوں چشمِ زخمِ خدنگِ نظر سے آپ رکھتے ہیں ساز باز قضا و قدر سے آپ</p>



<p>عزت کسی کی آنکھ میں کیونکر مری رہے          لیکر کہا بلائیں گرفتار زلف نے          سوے میاں پہ چاہئے نازک سا پر تلا          کیا بات ہے جو منہ سے اٹھائے ہوئے نقا          آتش کی اس زمیں میں ہواں مہار ہے غزل (دق)          آتش وزیر۔ بحر و لطافت کے سامنے</p>	<p>گر مجھ کو مثل اشک گرائیں نظر سے آپ          اوروں پہ ٹالتے ہیں بلا اپنے سر سے آپ          تار نظر کو میرے لپٹیں کمر سے آپ          رونق فراہیں آج بڑے کرو فر سے آپ          اسے بھر کیا گزر گئے اس بحر پر سے آپ          سن لیں مری غزل تو لکھیں آپ رہے آپ</p>
<p>اس رہ گزریں بنکے قولا پانچویں سوار          چارونکھا ساتھ دینے کو نکلے کدہر سے آپ</p>	
<p>پھر اوج تھقل کے آفتاب ہیں آپ (۹۳)          ضیاء میں فردین طلعت میں جواب ہیں آپ          فروغ حسن سے جام جہان مارو شن          کسی کے ہاتھ میں سلغہ ہے آنکھ میں غزہ          برنگ سیاہ نہیں چھوڑتے ہیں ساتھ نکا (دق)          پیادہ پائیں آگے ہیں چال بازی سے          وہ لاجواب ہیں گر مہربان تلاش مثال          ضیاء پر تو عارض سے ہیں مد کاں          جفا و حر سے پایا ستمگری کا لقب          شب وصال ہے خلوت ہے اور تنہائی          ذرا بھی تاب تجلی نہیں ہے عاشق کو</p>	<p>فروغ حسن سے سر جلی آپ تاب ہیں آپ          اسی صفت سے زمانے میں آفتاب ہیں آپ          ضیاء عکس سے ساغر میں آفتاب ہیں آپ          خمار چشم سے بدست نیم خواب ہیں آپ          جھان میں حضرت دشمن عجیب ہیں آپ (دق)          سوار وہ ہیں تو تھامے ہوے رکاب ہیں آپ          تو اس حال مقتدر کے خود جواب ہیں آپ          کمال حسن سے رشک طہتاب ہیں آپ          ستم کشوں کے لئے مظہر عتاب ہیں آپ          جیسا و شرم سے کیوں آج آباب ہیں آپ          اسی میں خیر ہے ڈالے ہوئے نقاب ہیں آپ</p>



<p>پھر کج کیوں نہ ملے دشمن کو جامِ بہ جام  بیمو میں آنسکین کچھ جناب کی چالین  فنا سے دم گزیر عمر سے رہیں آگاہ  مدام دیدہ میگوں ہیں آپ کے حضور  غصیب ہے آگتی جوانی میں آپ کا جو بن  ملا نہ جام تو قسمت ہے اپنی اسے زاہد  بھڑک اٹھی ہے ہر اسے سنبھالنے دامن  تھام اہل جہان آپ کے ہیں حلقہ بگوش</p>	<p>ہمارے مین جب ساقی شراب میں آپ  بڑے بزرگ ہیں آپ اور بڑے جناب ہیں آپ  بروئے آب روان گنبد جناب میں آپ  سبب ہی ہے جو ولدادہ شراب میں آپ  بلند مرتبت عالم شباب میں آپ  جلے ہیں ہرے کیلین صورت کباب میں آپ  ہماری آتش دل - وجہ التهاب میں آپ  بہم رقیب ہیں وہ مالک الرقاب میں آپ</p>
<p>ولائے پائی ہے ملک سخن میں شانِ جلیتل  حضور خسرو خربان میں باریاب میں آپ</p>	
<p>جناب بزم سے گزرا گرفتار میں آپ  فروغ حسن میں جب مثل آفتاب میں آپ  و نور حسن سے ولدادہ نقاب میں آپ  فلک پر شمس و قمر منتخب میں طلعت میں  سوال اہل بلاغت ہے آپ کی تشبیہ  ہر ایک عضو بدن بے بدل ہے لاثانی  جو انتخاب میں وہ خال خال میں جن میں  ہر ایک ذرہ افشان ہے ہر سر کو کب  علوم مرتبت و زینت مناصب سے</p>	<p>(۱۹۴) حیا و شرم سے ولدادہ جناب میں آپ  ہماری آنکھ پر پردہ ہے بے نقاب میں آپ  مثال جو ہر لعل و گھر خوش آب میں آپ  زمین کے ماہ جبینون میں انتخاب میں آپ  جواسیہ ہے کہ اپنا ہی خود جواب میں آپ  اداو ناز سے عالم میں لا جواب میں آپ  سواد نقطہ افراد انتخاب میں آپ  مدار حسن تجا سے آفتاب میں آپ  پچھ منزلت و آسمان جناب میں آپ</p>



<p>یہ حوصلہ ہے کہڑا ہرن نگاہیں ان نیکر  تری جو اُس تن نازک پہ ہے پسینے کی  خیال زلف پریشان فقط بہانہ بنا  شب وصال ہے تن میں لباس عریانی  پٹ کے عالم رویا میں مجھ سے کہنے لگے  مطلعے میں ہے کیا انہماکِ آئینہ  فروغ اسکو ہوا عکسِ روسے روشن سے  کچھ اس غضب کی سُرِ ملی ہے آپکی آواز  نگاہ میں ہمہ تن ہے اُبھارِ سینے کا  سدا بہار کہیں یا گلِ ہمیشہ بہار  جلیل مجھ کو تلمذ ہے آپ سے جیسے</p>	<p>یہ امتحان ہے کہ خلوت میں ستِ خواب ہیں آپ  غرقِ گلاب اگر ہے تو پھر گلاب ہیں آپ  دلِ حزمین کے لئے وجہِ چو و تاب ہیں آپ  و فوراً آبِ ندامت سے غرقِ آب ہیں آپ  ہمارے حق میں تو گویا خیالِ خواب ہیں آپ  نگاہ چھوڑے پر کھوئے ہوئے کتاب ہیں آپ  بہین صاف سے تصویرِ آفتاب ہیں آپ  ستار باز میں یا ربط و رباب ہیں آپ  کسی کے بحرِ جانی میں موجِ آب ہیں آپ  چمن میں کس نے کہا موسمی گلاب ہیں آپ  امیر ملک فصاحت سے فیضیاب ہیں آپ</p>
<p>وَلَا جَلِيلُ كَيْفَ صَدَقَتْ فِي هَذِهِ الْفُتُوحِ  بِسِ امتحان فصاحت میں کامیاب ہیں آپ</p>	
<p>کبھی دشمن سے نہ گہرا لئے آپ  اپنی ہمت سے نہ باز آئے آپ  جان کر عاشقِ ناشاد کو جان  سکہ قلب کے ہرن دھو سکین  مردِ نم - بہ زچنین زیہ سستم  کیون ٹیلیفون میں کرتے ہیں کلام</p>	<p>(۹۵) کامِ ہمت سے لئے جائے آپ  وقت کو کھوسے نہ بچتائے آپ  ایسے انجان نہ بچائے آپ  دلِ دشمن کو پر کھو آئے آپ  جنہر چشم نہ چمکائے آپ  آئے یا مجھے بلوائے آپ</p>



پھر کبھی مجھ کو نہ بھولائے آپ  
 حور بن کر بھی اگر آئے آپ  
 کھڑے کھڑے کو پر کھڑے آپ  
 اپنے کو ٹھے پہ سنبھل جائے آپ  
 اپنے اصرار سے باز آئے آپ  
 ہاتھ میڈم سے ملا آئے آپ  
 ہنس کے فراتے ہیں مر جائے آپ  
 پرچھے کیوں ہیں مجھ جائے آپ  
 میں نہ جاؤں گا کبھی جائے آپ  
 عاشق ایسا جو کہیں پائے آپ  
 ساتھ رہتا ہے جہاں جائے آپ  
 آپ کے دل کو جو فرمائے آپ  
 کہیں ایسا نہ ہو چمکائے آپ  
 کہیں ایسا نہ ہو چمکائے آپ  
 اپنے بیمار کو پلوائے آپ  
 ایسی باتوں سے نہ گھبرائے آپ  
 ساتھ ہو گا میں جدھر جائے آپ  
 ساتھ دشمن کو بلا لائے آپ

پہچان کر پر مرے دشمن کو  
 جائے نام نہ لوں گا میں کبھی  
 کیجئے کچھ حق و باطل میں تمیز  
 بام آہوں کے گرا چاہتے ہیں  
 میں پھوڑوں کا کبھی آپ کا شش  
 حق اخلاق بڑھانے کے لئے  
 دل لگی ہو گئی مرنا میرا  
 کیا بتاؤں مرے دل کا حال  
 آپ کے ساتھ حد کے گسر پر  
 ہم بھی ہو جائیں گے پھر اسکے غلام  
 بن گیا آپ کا سایہ دشمن  
 جان پر کھیل کے بھلاؤں جناب  
 توڑتے ہیں مرے دل کو ناحق  
 روٹھ کر جاتو رہے ہیں لیکن  
 ساغر لب سے گلابی شربت  
 ہو رہے گا وہی جو ہونا ہے  
 کوئی حالت نہ چھپ سکی مجھ سے  
 اپنے اجباب سے گر خوں ہے کچھ



## یارِ پرہم کے سنا آئے آپ

آئے آئے جلد آئے آپ (۹۶) میری آغوش میں آجائے آپ  
 وصل میں دیر نہ فرمائے آپ میرے سینے سے لپٹ جائے آپ  
 رند محفل میں اگر جائے آپ (ق) انکو دم دیکھ لگا لائے آپ  
 کٹ کے رہ جائے عدو جیہ تنگ اس نزاکت سے اڑا لائے آپ  
 سُنکے ہوس کی طلب کہنے لگے پھل مٹھ اپنا تو ہوا لائے آپ  
 میں سمجھتا ہوں انوکھی باتیں اس طرح مجھ کو نہ سمجھائے آپ  
 ہو گئی شرم کی مدتِ رخصت آئے اب تو نہ شرمائے آپ  
 ہاتھ دشمن کی بفسل میں آیا جائے یاں سے ہوا کہائے آپ  
 ابھی لیتا ہوں میں دشمن کی خبر ابھی آتا ہوں نہ گہرائے آپ  
 ہے کہینہ یہ ہمارا دشمن اسکو محفل سے نکلوائے آپ  
 رات اغیار میں کیسی گزری آئینہ دیکھ کے شرمائے آپ  
 پاکے خلوت میں اکیلا مجھ کو اسقدر مجھ سے نہ گہرائے آپ  
 منہ سے غیر و نیکے سر محفل عام گالیاں مجھ کو نہ سنوائے آپ  
 آج جس چیز کو مانگے عاشق کبھی انکار نہ فرمائے آپ  
 خوں ہو جائے گا ناحق کوئی مجھ کو دشمن سے نہ لڑوائے آپ  
 وصل کے بعد مصیبت ہے فراق ساتھ اپنے مجھے لیجائے آپ  
 بے تکلف ہوئے کیوں غیروں سے کچھ تو احباب سے شرمائے آپ  
 اوڑھ لیں چادرِ سریانی کو ہو چکا اب تو نہ شرمائے آپ



<p>ملنے پھر و ختر ز رستے ملّا شبِ فرقت میں ترستے گزری غیر نے آپ کو بدنام کیا ہو گئی شرم کی حد محض میں آپ اور دشمن بدخواہ کا عشق زند کے رنگ میں ہے اپنی منزل</p>	<p>پہلے وار ہی کو تو منڈوائے آپ وصل میں جگو نہ ترسائے آپ اُسکے کرب کی سزا پائے آپ آج خلوت میں نہ شرمائے آپ شرم بھی ہے کہ نہ شرمائے آپ بے تمیزی سے نہ گہرائے آپ</p>
<p>ہے وِلا محبت ناخس و مان اُن کو محض سے اٹھالائے آپ</p>	
<p>رات کی رات تورہ جائے آپ (۹۷) کر کے پیمان نہ مکر جائے آپ اُس کا ایفا جز نہیں ہے منظور جگو باور نہیں آتا کہہنا لعنت اللہ علی الکذّابین کسی عاشق کو بت کر بالا اس طرح دشمن مکار کے گہر بات ایسی جو کوئی سُن نہ سکے کرتے ہیں ترکِ تعشق کا سوا ابہان را ہمہ قداست و گلاب لیکے دل میرا وہ منہ مانے لگے</p>	<p>جھٹ پٹے وقت چلے جائے آپ اپنے سر کی نہ قسم کھائے آپ پھر تو وعدہ ہی نہ منہ مانے آپ معتفِ رخ کی قسم کھائے آپ کر کے وعدہ نہ مکر جائے آپ اپنے پیمان کی قسم کھائے آپ بھیج کر جھج کو نہ بلوائے آپ پھر کبھی منہ سے نہ منہ مانے آپ پھر زبان پر نہ کبھی لائے آپ قول حافظ کا مزا پائے آپ دئے دیتے ہیں نہ گہرائے آپ</p>



<p>عرض کی مین نے کیا ہاتھ سے دل  کبھی ٹلتا نہیں قسمت کا لکھا  جان لب ہون میں عیادت نہ ہی  میں تو سمجھا ہی نہیں مقصد کو  مُنہ دکھانا جو نہیں ہے منظور  اپنے بیدار دوست کی مندر یاد  یغزوی میری ہے بجا کہ بجا</p>	<p>ایسی باتوں سے نہ بھائے آپ  لاکھ تدبیر کئے جائے آپ  تغزیت کو تو مری آئے آپ  آپ سمجھے ہیں تو سمجھائے آپ  میری آنکھوں میں سما جائے آپ  مرے مئے سے نہ نکلو آئے آپ  آئینہ دیکھ کے مندرائے آپ</p>
<p>رند اس بحر میں ڈوبے ہیں قولا  کچھ گھر اُن سے نکلو آئے آپ</p>	
<p>جی میں آجائے تو پھر آئے آپ (۹۸)  جب کبھی گھر میں مرے آئے آپ  کبھی آؤنگا نہ پھر آپ کے پاس  مجھ کو معلوم ہے کیون آئے ہیں  ایسے آنے سے نہ آنا ہی بہلا  میں جہاں مادہ چلے جانے پر  دوست پر اپنے مرے جاتے ہیں ہم  ساتھ عاشق ہے فقط ہو کے پری  عشق عاشق کا فرامنے لگے  عکسِ قاتل ہو گواہِ رویت</p>	<p>دل نہ بھلے تو چلے جائے آپ  غیر کریں نہ لگا لائے آپ  یوں مرے گھر سے اگر جائے آپ  آئے آئے مندرائے آپ  اس طرح پھر نہ کبھی آئے آپ  ہم بھی مرجائیں گے بس جائے آپ  کسی دشمن پر مرے جائے آپ  اپنے سائے سے نہ گہرا لائے آپ  نغمہ ہمارا جو کبھی کھائے آپ  یوں مری آنکھ نہ جھپکائے آپ</p>



<p>آتشِ دل پہ مری کر کے کرم کہتے کہتے ہوئے خاموش یہ کیوں دل ہوا آپ کے ہاتھوں برباد اب نہیں صبر کی طاقت مجھ میں میرے مرنے کی نہیں گر پروا کیجئے آپ کا جو جی چاہے مر گئے آپ پہ انا اللہ میں چلا ساتھ تو کیوں غصے سے میں نہ مانو لگا کبھی آپ کا حکم</p>	<p>اپنے دامن کی ہوا کہاٹے آپ کچھ تو فرمائے فرمائے آپ پاؤں بس اور نہ پہیلاٹے آپ رحمِ حالت پہ مری کہاٹے آپ بہاڑ میں جائے مر جائے آپ یوں نہ دھمکائے بس جاٹے آپ کہیں دھوکے سے نہ دفنائے آپ پھر کے کہتے ہیں پلٹ جائے آپ جی میں جو آئے کہے جائے آپ</p>
<p>اس زمین پر ہے قولا قبضہ رند کر کے نالش سے اٹھائے آپ</p>	
<p>کیا ہوا فوس کیوں خلوت میں ہیں مضطرب یا تو آتے ہی نہ تھے ہرگز عدو کے ڈر سے آپ لالِ دورے لال لبِ گلگون بن گلِ سیریں کیا ہوا اور ہے کہاں وہ دوست وہ یارِ فریق آپ اور اندیشہ اغیار اپنی بزم میں میں سمجھ لو نگاہ مجھ سے بھی تو کچھ لیگا جواب مصد جبر و جفا کہتا ہے عالم آپ کو خیر دشمن کے شر دوستوں کے واسطے</p>	<p>(۹۹) کون ہے دشمن یہاں چھپتے ہیں کسکے ڈر سے یا چلے آئے ہیں تنہا بے بلائے گھر سے آپ کیوں مجھے ہیں اس قدر یا قوت کے زیور سے آ رہے ہیں کج تاریکی میں جسکے گھر سے آپ کہتے کہتے ہو گئے خاموش کسکے ڈر سے آپ کیجئے میری شکایت داؤدِ شہر سے آپ میں یہ کہتا ہوں کہ مشتاق ہیں اسی صدر سے کر چکے تسمیہ اچھی اپنے خیر و شر سے آپ</p>



سیکے میں چرو دروازے سے کیون اخل ہو  
 کوچہ دلدار میں کہتا ہوں غم پیتا ہوں خون  
 آپ غافل ہوئے ہیں وصل دشمن کے لئے  
 دشمنی میں ہیں (عدو میرے) بڑے ذاتِ شریف  
 آپ کے اجلاس پر عاشق اگر ہو داد خواہ  
 بولی ان سننے کے حیلے میں اڑاتے ہیں مزہ  
 غیر تھا پھلو میں پا کر میرے آنے کی خبر (دق)  
 کیون نہو چھو آپ کو اشتعال سے کم فرستی  
 چشمِ میگوں حضرت ساقی ہے جب جامِ شرب  
 ہم سے بڑھ کر حق کے بازار میں گاہک نہیں  
 حکم کیون دیتے ہیں دشمن کے بلانے کے لئے  
 داغ نے لکھی غزل اور بحر نے بدلی ہے بحر

کس طرح واقف ہوئے اسے بختِ اس در سے آپ  
 بن کے جہانِ حاضری لا تا ہوں اپنے گھر سے آپ  
 کیا نہیں واقف ہیں جلتی ریل کی گرتے آپ  
 ہر شکاری میں نظر آتے ہیں کچھ بندہ رستہ آپ  
 فیصلہ کرتے ہیں اچھا داخل دفتر سے آپ  
 ہیں بڑے مانوس اس دشمن کے چڑیا گھر سے آپ  
 داب نہیں فرصت ہے افراتے ہیں کچھ پر آپ  
 جب نہیں واقف رہے کروار کے کیفر سے آپ  
 کیون نہ پلوائیں مے صافی اسی ساغر سے آپ  
 نقد جان مفلول ہے ڈرتے ہیں گرے زرت سے آپ  
 لیجئے اس کام کو اپنے کسی نوکر سے آپ  
 آئے ہیں آخر اسی ساحل پہ کچھ جھکرتے آپ

ایک دن آئے گاپاے گاؤں اپنی مراد

لکھ رکھیں اسے یار اس مصرع کو آبِ زرت سے آپ

باجر جب آہنی جانوں کے ہیں جو ہر سے آپ (۱۰۰) کیون ڈراتے ہیں پھولنی آنکھ کے خنجر سے آپ  
 آج چل نکلے نگاہ دیدہ انور سے آپ  
 کیون چپا کر کاٹتے ہیں بیگناہوں کے گلے  
 قدر میری آپ کی محفل میں کیون ہونے لگی  
 خانہ بربادی ہماری آپ کے ہاتھوں ہوئی

دو قدم تیری میں آگے تن پر جو ہر سے آپ  
 کام لیجئے ہیں بہت کچھ راز کے دفتر سے آپ  
 ہاے واقف ہی نہیں ہیں جب مرے جو ہر سے آپ  
 گر حقیقت پوچھئے دلبر بناس گھر سے آپ



آپ کی قیامت نے ڈھائی ہے قیامتِ خلق پر  
کیا ہوا کس نے ڈرایا کچھ تو سنسرایین جناب  
آبادی اور نایابی میں اُسکی کیا کلام  
اُنکھ میں رُدن سے پیدا ہیں خطوطِ ہندی  
چھوڑے ہم کو نہ محفل میں نگاہِ تیز سے  
دل سے دل کو راہ بھی اُنکھوں سے دین آئیے کیوں  
جب نگہ میں آئی ثابت ہے عاشق کا جنون  
سنگدل ہیں آپچ میں بھی نہ چھوڑو گا کبھی  
دلِ محرابِ محفل کا ہے کسی آنکھ سے  
رات بھر خلوت میں کیا دشمنِ کج بے لطفی رہی  
پوچھئے قیامت سے اپنی وعدہ فرما کارا ز  
جس طرح قابو طے میرے لئے لیتے ہیں کام  
وہ لڑتا ہے تو آتا ہے شہِ خوبانِ کج  
جانم خود کردہ خود کردہ را تدبیرِ چیست  
قطرہِ طرہِ اشک میں چون سیلِ ہونہرِ بجوے  
میں سمجھتا ہوں کہ میری قبر کے تعوید کو  
واہ کیا کڑوے کیلے سے بنے شیر و شکر  
جانکہ دشمنِ مرا کیوں مُتہ لگایا آپ نے  
کیا شہِ رات ہے جو لڑوے ہیں دشمن سے مجھے

آج کیوں ڈرنے لگے ہنگامہِ محشر سے آپ  
کیوں نظر آتے ہیں اے جانِ بھانضہ سے آپ  
کم سمجھتے ہیں مرے آفسو کو کیوں گوہر سے آپ  
جامِ جہم کا کام لیتے ہیں اسی ساغر سے آپ  
خود کشی کر لیگے ورنہ ہم اُسی خیر سے آپ  
چھوڑ کر سیدھی شکر آگے بڑے چکرتے آپ  
فصد کیوں لیتے نہیں اُسکی اُسی نشتر سے آپ  
شیشہِ دل کو مرے توڑیں اُسی تہمت سے آپ  
کچھ نظر آتے ہیں اس محفل میں جادوگر سے آپ  
پر پچھتے تھے (کون ہے) باہر سے ہم اندر سے آپ  
کیا قیامت ہے بنے کیوں بدگمانِ مُشر سے آپ  
تیر سے تلوار سے بر جھی سے اور خنجر سے آپ  
اسلئے آنکھیں لڑاتے ہیں شہِ خاور سے آپ  
اُنکھ کے محفل سے ہوتے ماریں کیوں محشر سے آپ  
ہر کے تشنہ ایک قطرہ کیلے کیوں تر سے آپ  
کیوں بچاتے ہیں ہمیشہ ناز کی ٹھوکر سے آپ  
دشمنِ محاکر سے گھل مل گئے شکر سے آپ  
تھے اگر نیزا اس ظالم کے شور و شر سے آپ  
اُنکھ اک دن پائینکھ بولا وہ اپنے شر سے آپ



اس زمین میں داغ نے کھتی ہے کیا اچھی غزل  
اسے وکلا بچکر چلین اُسٹا کی ٹکڑے آپ

میرے دشمن سے لڑی انکی نظر آپ سے آپ (۱۰) لگ گئی آگ کلجے میں ادھر آپ سے آپ  
تم نہ آئے وہ نہ آئیگی اگر آپ سے آپ  
اپنے کوپے سے جو عاشق کو کر لگا رخصت  
خود بخود وصل سے بڑیگی تمہاری فرقت  
یارِ تنگی مرے دلگی تمنا اکدن  
جس جی الف کا اثر ہے ترے منصوبہ کی  
غما تصور ترے آنے کا مجھے اول شب  
الاکہ تدبیر کریں کچھ نہیں حاصل اس سے  
دل بھڑاتا ہے ادھر اور مرادیدہ تر  
وارد دشمن نے کیا ہمارے لپٹ کر اس سے  
پارِ حشمی میں ملا لطف مگر ہمارے غضب  
اپنے ہاتھوں میں چلا موت کے منہ میں ظالم  
میری آہوں سے کبوتر کی ضرورت نہ رہی  
اپنے آنے کی ندیگا تو مرجبان دل کو  
لب و دندان کے چمکے کا تعجب کیا ہے  
جب یہ اللہ بنا قوت بازو اپنا  
محمد نظر اے عارض کا نہیں سمجھیں قصور

لگ گئی آگ کلجے میں ادھر آپ سے آپ  
ہم چلے جائیں گے پھر موت کے گھر آپ سے آپ  
پھر تو ہو جائے گا دنیا سے سفر آپ سے آپ  
جس طرح رات گئی آئی سحر آپ سے آپ  
غنیہ باغ میں جیسے گل تر آپ سے آپ  
ہو ہی جاتی ہے مرے دل کو خبر آپ سے آپ  
تیری تصویر ہو ہی پیش نظر آپ سے آپ  
جو مقدر میں ہے آئے گا نظر آپ سے آپ  
سیل۔ اشکوں سے بہا تا ہے ادھر آپ سے آپ  
کیون ہوا تو مرجبان سینہ سپر آپ سے آپ  
پھر گئی یار کی عاشق سے نظر آپ سے آپ  
تجھ کو ہو جائیگی مرنے کی خبر آپ سے آپ  
اڑہ کے جاتا ہے مرا خط ترے گھر آپ سے آپ  
آئیگی تارِ نفس پر وہ خبر آپ سے آپ  
چمکا اٹھے ہمیں کیا لعل گھر آپ سے آپ  
غیر پھر اپنا بنا دست لگ آپ سے آپ  
لگ گئی میری ان آنکھوں کی نظر آپ سے آپ



<p>نظر آتا ہے ترے خیر میں شر آپ سے آپ          آہی جائیگی قصا میری سحر آپ سے آپ          جذب الفت سے وہ آئینگے ادھر آپ سے آپ          کام بن جائیگا اسے حضرت زرا آپ سے آپ          پی رہا ہوں مریجان خون جگر آپ سے آپ          بے طرح بہنے لگے دیدہ تر آپ سے آپ          میرے اشکوں سے ٹپکتے ہیں گھر آپ سے آپ          تھپتھپہ قربان ہوئے شمس قمر آپ سے آپ          یاس سے ٹوٹ گئی اسکی کمر آپ سے آپ</p>	<p>خیر اس میں ہے سمجھک میں بچار ہوتا ہوں          تم چلے جاؤ گے گریا شب وصل کے ساتھ          ہوں اس ایسے ہمسایہ دشمن میں مقیم          رونق افروز ہوں کیسے مفلس میں جناب          دیکھتا ہوں میں کرم غیر یہ غم کھا کھا کر          دل بھرا آیا تو ہوں جوش سے مارج بلند          بھڑکیا گوہر نایاب سے میسر ادا من          رات دن جب تری طلعت سے پڑا کام انکو          جب عدو کو نظر آیا نہ تراموے بیان</p>
--	--

کہنچیدی میں نے جو مضمون میں قولا باکھی کہا  
 پھر نظر آنے لگا موے کمر آپ سے آپ

<p>بھول کر راہ وہ پہنچے مرے گھر آپ سے آپ          بنگیا ولین مرے اکچا گھر آپ سے آپ          پھر نمودار ہوئے داغ جگر آپ سے آپ          کیوں نہ چلیجائے ترا تیر نظر آپ سے آپ          نخل قنات پہ نخل آئے قمر آپ سے آپ          نخل قنات پہ نہیں آئے شمس قمر آپ سے آپ          پھر رہا ہے ترے غم میں مرا سر آپ سے آپ          غیرت مہ خھواشت قمر آپ سے آپ</p>	<p>۱۰۲ بے بلائے وہ چلے آئے ادھر آپ سے آپ          دلربائی نے کیا ولین اثر آپ سے آپ          سوز دل سے جو ہوا دلپہ اثر آپ سے آپ          خم ابرو سے کمان تیری چڑھی رہتی ہے          نہ کھلا پھول نہ آئی تھی کہی نوبت گشت          مگس خال سے پایا گل عارض نے سنوٹ          دور ساغر کا مجھے لطف ہے دہر اساقی          جب تلک ترے ڈرایا نہ مجھے اُٹھکلی سے</p>
---	--



پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں مرے دشمن نے  
ایک تلوار اگر اور جرات پر پڑے  
دہن زخم میں آئی جو زبان شمشیر  
تیری ابرو کے تصور سے بیک چشم زدن  
امتحان ہو جو عدو جو سر جان سازی کا  
آپ کے ناز کو انداز کو رعنائی کو  
جو ہر تیغ کے قطر و کاہے پانی ایجان  
کیا ضرورت مجھے غیر فوجی خوشامد کی جناب  
میں نے حلقہ نہ کیا تجاؤ نہ بھی جب آفت  
پیشوائی کو ترے حکم کی اسے آفت جان  
میں مٹاؤ نگاخم و پیچ گلی کو چون کا  
دل ہی دل میں مرجان کرنے لگے ہم فریاد  
ارے دشمن مرے دلدار پہ رفتہ رفتہ  
یہ غنیمت ہے کہ اس ظالم خوزیر کے آج  
تیری جالوں کو تری آنکھ کی عیاری کو  
یہ مسلم ہے کہ چھینا نصین کامل کا کمال  
صبح سے آنکھ پھر کتی ہے مبارک ہے شگون  
تاہر دوغ و سحر ناخ و تسلیم و طعنه

آج چیوٹی کے شکل آئے ہیں ہر آپ سے آپ  
صاف بھر جائے مراز خم جگر آپ سے آپ  
آفرین بول اٹھا زخم جگر آپ سے آپ  
صفت مرگان ہے تری زیر و زبر آپ سے آپ  
صاف کھل جائے ترا عیب و مہر آپ سے آپ  
جان جاوے گا ہر اک فرد بشر آپ سے آپ  
اگیا ہے جو ترے تابہ کمر آپ سے آپ  
اگیا جب مرا منظر نظر آپ سے آپ  
ہاتھ میں لگی کیون تیری کمر آپ سے آپ  
بڑھ کے آتے ہیں قضا اور قدر آپ سے آپ  
پھر چلے آئینگے یہ ہے وہ ادھر آپ سے آپ  
تیری فرقت میں یہاں آٹھ پھر آپ سے آپ  
ہو رہی گاتری صحبت کا اثر آپ سے آپ  
ولین پیدا ہوا اللہ کا ڈر آپ سے آپ  
تاڑ جاتے ہیں جو بہن ال نظر آپ سے آپ  
صاف ہوتا ہے عیان علم و مہر آپ سے آپ  
وہ چلے آئینگے شاید مرے گھر آپ سے آپ  
اکل چلے آئے یکایک مرے گھر آپ سے آپ

دیکھتے ہی مجھے شائبہ باشِ قولا کہنے لگے



رات کل عالم رویا میں ظفر آپ سے آپ

رویتِ تاسے فوتانی

نظر نہ آئی مرے گلزار کی صورت  
 بدل گئی ہے ترے جان نثار کی صورت  
 نظر نہ آئی جو مجھ کو قرار کی صورت  
 نگاہِ ناز تری صورت آشنا نہ رہی  
 نہ بن پڑی کوئی تدبیر میرے ہاتھوں سے  
 مری نگاہ میں اب جان تیری صورت سے  
 نگار آئینہ رو تیرے نقشِ بہاں سے  
 مری نظر میں چمک تیری تیغِ برائگی  
 جلا سے جو ہر سیلاب میں نظر آئی  
 شبِ فراق سراپا سے بے خودی سی کامر  
 شبِصال میں تیری جبینِ روشن سے  
 تمہارے نقشِ قدم میں کسی آنکھوں میں  
 ہوئی جو سیرِ چین آج چشمِ زکس سے  
 نظر پڑی تو بد کھنکھہ کہا اُس نے  
 خوشی سے پھول کے ہے باغِ سنبل تر  
 مرے نگار سے آئینہ خانہ عالم  
 ابھار سے ترے سینے کے گلشنِ مین

(۱۰۳) نہ نکلی آج کوئی وصل یار کی صورت  
 و فوراً نے یہ اختیار کی صورت  
 تو دیکھ لی میری آنکھوں میں یار کی صورت  
 نظر نہ آئی بجھے بے قرار کی صورت  
 مٹائے سے نہ مٹی انتظار کی صورت  
 عیاں ہے قدرت پروردگار کی صورت  
 ہے نقشِ دل پہ مرے انتظار کی صورت  
 بنی ہے زندگی مستعار کی صورت  
 مری ٹپ سے دل بیقرار کی صورت  
 عیاں ہوئی ہمہ تن انتظار کی صورت  
 چمک گئی مرے صبر و قرار کی صورت  
 نھان ہے خاک میں اس خاک کی صورت  
 نگاہِ گل میں جمی گلزار کی صورت  
 ہوا یہ نقش ہے تیرے غبار کی صورت  
 بہمن میں اس سے بنی نقیہ کی صورت  
 بدل گئی ترے نقش و نگار کی صورت  
 اتر گئی غمِ دل سے انار کی صورت



<p>ہوا ہے صید ترا دام زلف سے ہتیار جہ لالہ زار سے گزرا تو آئی مجھ کو نظر چمکے ہی ہے مری برق آہ آنکھوں سے عیان ہوئی ترے دو ابرو سے ہلائی کہلین گئے غنچہ دل آج سیر گلشن میں تو جان بوجھ کے کیوں لپچھتا ہے حال</p>	<p>نخال اب کوئی تازہ میٹھکار کی صورت چمن میں میرے دل داغدار کی صورت برس رہی ہے وہ ابر بہار کی صورت جبین صفا پر اک ذوالفقار کی صورت وہ چلے ہے میں نسیم بہار کی صورت سوال ہے ترے اُمیدوار کی صورت</p>
<p>امیر و رشک کی روندی ہوئی زین تھی قلا نسیم فکر سے نکلی بہار کی صورت</p>	
<p>گزری خیال لطف میں ایجان تمام رات وان نعمہ و سرود کا سامان تمام رات روشن تھی شمع آہ روان تھے شریکِ غم ٹپتے رہے معانقہ غم کے جوش میں پھلو میں مرد دل تو گلو گیسر تھی فسان آئینہ خیال رخ پر صفایہ صاف تزو یک تھا کہ پردہ دل سے نکل پڑے ہونے لگا اشد من الموت انتظار ہمتا ب جیسے جیسے ہوا چرخ پر بلند نقص و فاقہ خوف سے ایجان امید بوم سیلاب اشک خون سے گلانی تھا بزم</p>	<p>(۱۰۴۴) دیکھا کیا میں خواب پریشان تمام رات اور نالہ و فغان میں کٹی یا تمام رات تھی گرم شوق محض ہجران تمام رات وہن سے اشک اشک سے دامن تمام رات فرقت میں تھے وصال کے سامان تمام رات تھا فرش راہ دیدہ حیران تمام رات در پر کھڑی تھی بانو ارمان تمام رات دل تھا چرخِ گوہرِ غریبان تمام رات بڑھتا گیا قصہ جاناں تمام رات تھے دلمین میرے دستِ فکریان تمام رات وہن جھٹکے ہاتھ گلستان تمام رات</p>



<p>آہٹ پہ تیری کان لگائے ہوئے تھیں نقشِ قدم کے شوقِ مین سر ہو گیا قدم ہجرانِ مین دل کے مجھے حاصل ہوئی خوشی بانِ تجوی میں چادرِ شب تھی مرا لباس کاٹی ہے بیڑہ کی طرح رات رات بھر دورانِ سر سے چلنے لگا دور بے وفا سوزِ رخاں سے پرہِ دلین لگی تھی آگ آباد میرا خانہ دل تھا فراقِ مین امیدِ وصل کی تھی خوشی وصل سے نیا شانِ نزولِ لبِ مین عارض کے شوقِ مین</p>	<p>خاموش تھا بھان سگس دربانِ تمام رات پاسے نگینِ خار تھی مژگانِ تمام رات لپٹا رہا مین غم سے مریجانِ تمام رات جس میں چھپا رہا تنِ عریانِ تمام رات جوشِ جنون تھا حارسِ ندانِ تمام رات پیمانہ بن گیا ترا پیمانِ تمام رات گو یا چراغ تھا تھدا واماں تمام رات تھی آرزو سے دل مری ہماں تمام رات بعد وصال تھا غمِ ہجرانِ تمام رات ہوتی رہی تلاوتِ قرآن تمام رات</p>
<p>مضمون نو کی فکر مین سوئے نہ ہمِ قولا پڑھتے رہے نسیم کا دیوان تمام رات</p>	
<p>روایت تاسے ہندی</p>	
<p>کیون ہوا دلداری دلبر سے میرا دل اچھا (۱۰۵) عینِ دلداری تھی تیری دلربائی میرا جان عمر بھر کشتی رہی بے خوف میری زندگی حلقہٴ محفل مین تھا مین بھی وہاں غیر کے ساتھ اُس لبِ جان بخش سے ہے ابھیہراں آبِ آب بھر غم مین دیکھے غوطے چشم دریا بار نے</p>	<p>بیدی نے کرو یا کیون گھر سے میرا دل اچھا ہو گیا تھا اس تنِ لاغر سے میرا دل اچھا کیون ہوا یار کسی کے در سے میرا دل اچھا ہو گیا تقدیر کے چکر سے میرا دل اچھا کیون نہ ہو سرِ چشمہ کوثر سے میرا دل اچھا کر کے چھڑا میرے ابر تر سے میرا دل اچھا</p>



جب محبت کے شجر سے بارِ دل ہاتھ آگیا  
 گرنہ پرتی چاندنی پر تو سے تیرے چاند پر  
 موبہ پریش نظر ہے نقشہ طومارِ زلف  
 تیرے قامت سے ہونی جسدِ قیامت اشک  
 چاٹ جاتی ہے مرے دل کو فرہ مٹا نہیں  
 ساغرِ میگوں کے اغماضِ نظر سے کر دیا  
 سخت جانی پر مری غالب نہیں آتا کبھی  
 ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا یا رگِ جان سے مری  
 ہاتھ سے غیروں کے جب چلنے لگا جامِ شراب  
 مارا مارا پھر رہا ہے میرا لاشہ گورین  
 لگ گیا جب اُس لب شیریں کا چسکا ایک دن  
 میری بے خوابی کو فرسِ خاک ہی آیا پسند  
 نعل لب سے لولوِ دمان ہوئے جب آشکار  
 میں نہیں قدم نکھا ہو رہتا ترے سر کی قسم  
 خارِ بنِ مرغِ گان میں اپنے پاؤں پر ہے اپنا کر  
 تو چھپاتا ہے حقیقت اپنے مقصد کے لئے  
 میں نے باندہ پورِ رز کو تاک کر اُسکے گلے

ہو گیا ہر نخلِ بار آور سے میرا دل اُچاٹ  
 کاہیکو ہو تا مہ انور سے میرا دل اُچاٹ  
 ہو گیا ہے عشق کے دفتر سے میرا دل اُچاٹ  
 دمِ دم ہونے لگا عشرت سے میرا دل اُچاٹ  
 ہے تری شمشیر کے جوہر سے میرا دل اُچاٹ  
 اشکِ خونین نے مئےِ احمر سے میرا دل اُچاٹ  
 کیون نہ ہو ظالم ترے خنجر سے میرا دل اُچاٹ  
 ہے تمہاری آنکھ کے نشتر سے میرا دل اُچاٹ  
 ہو گیا دورانِ سرِ ساغر سے میرا دل اُچاٹ  
 کیون نہ ہو جانانِ تری ٹھوکر سے میرا دل اُچاٹ  
 عمر بھر کو ہو گیا شکر سے میرا دل اُچاٹ  
 عشقِ جانان نے کیا بستر سے میرا دل اُچاٹ  
 ہو گیا پھر معدنِ گوہر سے میرا دل اُچاٹ  
 گرنہ ہو جاتا ترے تیور سے میرا دل اُچاٹ  
 ہر قدم پر ہے نئی ٹھوکر سے میرا دل اُچاٹ  
 کیون نہ ہو و اعط ترے منبر سے میرا دل اُچاٹ  
 ہو گیا جب تاک کی دختر سے میرا دل اُچاٹ

ہاتھ دھو بیٹھا ہوں اپنی جان شیریں سے ولا  
 ہو گیا دنیا کے کروڑوں سے میرا دل اُچاٹ



دستِ رز کے سبب ہم سے ہوئی یار کی کاٹ (۱۰۷) چل گئی پیرِ مغان اُس زن نگار کی کاٹ  
 دختِ زبول اٹھی تاک کے اپنی مان کو تاک چوٹی ارے مالی اسی مردار کی کاٹ  
 سل منڈوسے نہ چڑھے وہ کبھی پھولے پھیلے نہیں سو بار پڑے تاک پہ ہتیار کی کاٹ  
 اشکی تیزی سے جگر پہنے لگاٹ کٹ کر آبِ انگور میں ثابت ہوئی تلوار کی کاٹ  
 خوف ہے دلیں مرے ہیں کاسے گریغ کاٹ جاتی ہے کنار کیو کبھی دہار کی کاٹ  
 کا ٹکراہ چلے جاتے ہیں آگے پیچھے بڑھ گئی ہم سے ترے عشق میں اغیار کی کاٹ  
 ایک ابرو کے اشارہ سے ہوئی قطعِ نظر نوکِ خنجر سے ہے فائقِ تری تلوار کی کاٹ  
 دس گئی زلفِ تری دلکو ہمارے شب وصل زہر ہو کر رہی آخر کو سیہ مار کی کاٹ  
 دلِ خنجر کو یاد آگئی شاہینِ نگاہ تیرے چنچل کی کپڑاؤں تری منقار کی کاٹ  
 گرم اشکوں میں ہے تیرا بھصفا کی حل ہننے دیجی نہ سنی گوہرِ شہوار کی کاٹ  
 گٹ گیا رنگِ رخ گلِ عارض سے ترے رنگ لائی ترے رخ سے گلِ گلزار کی کاٹ  
 باغِ عارض میں ہوا بہرہ نیرستہ بلند حُسنِ پیرا ہوئی مستِ عارضِ فادار کی کاٹ  
 خطِ لبِ مرہمِ زنگار بنا قصہ سے خنجر زخمِ زبان ہے تری گفتار کی کاٹ  
 راہ کی خاک پہ جتنے نہ دیا نقشِ قدم باو پائی سے عیان ہے ترے راہوار کی کاٹ  
 غیر کے دخل سے ہوتا ہے مرقعِ کلام باتِ ظالم نہ کبھی عاشقِ غنوار کی کاٹ  
 اک کرشمہ سے ترے ہیں ہوسِ دلِ جز رنگ ہے ہوا اور ہوا دار یہ اس وار کی کاٹ

اسکے آنے کی خبر سنکے کہا میں نے وِلا

حیدر آباد کی گپ ہے کہ یلیا ر کی کاٹ

کاٹ میں کاٹ ترے ابرو سے خمدار کی کاٹ (۱۰۸) جسکی خجالت سے کٹی جاتی ہے تلوار کی کاٹ



اسکی ذر دیدہ نظر سے نہ رہو تم غافل  
 نہیں کھٹی ہے مری سنہ زل مقصود کی را  
 کاٹ کر راہ مجھے روک دیا بڑھنے سے  
 الامان اُس نگہ تیر سے جب پڑتی ہے  
 پاپے کیا مین سمندر سے کٹی مین خضر مین  
 چشم بیمار کا بیمار سے عاشق تیرا  
 نقطہ خال سے مرکز نے لیا کام مگر  
 تیرے دو بروں کی تیغ دوسرین دیکھی  
 کاٹتا ہوں مرجان جہر کے دن آہوں سے  
 مجھ سے کاٹی نہ گئی جب شبِ غم روئیے  
 رشتہ عمر پہ اڑتا ہوں مین جسطرح پتنگ  
 کیوں پریشان رہے کرتی ہے ناحق سے زلف  
 جسم عشاق مین کاٹو تو ذرا خون نہیں  
 کیا خطا اس مین ہے مفسور کی لے ظاہر مین  
 تیرے عارض سے کٹے جاتے ہیں بہرے لہر مین  
 کاٹتے جاتے ہیں دھاتھوں سے پانی تیرا

ق

برش تیغ ہے ترچھی نگہ یار کی کاٹ  
 رفته رفته ہوئی ظاہر تری رفتار کی کاٹ  
 قاطع راہ ہے جانان تری رفتار کی کاٹ  
 اسے آگے کہی چلتی نہیں تلوار کی کاٹ  
 دیکھو بہاتی ہے مرے آپے شلوار کی کاٹ  
 تو اسی تیغ سے گردن اسی بیمار کی کاٹ  
 دوزخ پر نہ چلی گردش پر کار کی کاٹ  
 ذوالفقار کمر چیدر کرار کی کاٹ  
 ہے وسیلہ تری شمشیر شرابار کی کاٹ  
 اشک دریا ہوے دریا مین نبی دھار کی کاٹ  
 کاٹ دیگی اُسے تازنگہ یار کی کاٹ  
 راہ اسے رہن بد خو کسی عیار کی کاٹ  
 سرخرو ہو نہیں سکتی کسی تلوار کی کاٹ  
 دار کہتی ہے انا ناحق تو زبان دار کی کاٹ  
 اس خطِ مہر سے ثابت ہوئی زنگار کی کاٹ  
 اسی شمشیر دوسرے ہوئی انہار کی کاٹ

کیون گستاخ نام ترا عشق کے دفتر سے دلا

اس خطِ مہر سے ثابت ہوئی دلدار کی کاٹ

رویف ثانی مشمشہ



کیا جو طرہ مقدار کا ہے تقدیر کی تائید (۱۰۸) تذکیر تدبیر ہوئی تدبیر کی تائید  
 تاثیر ہے جانانِ دل عاشق کے اثر کی معشوقہ تذکیر ہے تاثیر کی تائید  
 ایجان ترے عاشق کا ہوا شہرِ مین شہرہ باعث تری شہرت کی ہے شہیر کی تائید  
 ہے غیب و کاکل سے عیان یا رہا ہمارے کیون طوق کی تذکیر ہے زنجیر کی تائید  
 معشوقہ انگنڈ ترے عکس پہ تر بان صورت سے تری ہو گئی تصویر کی تائید  
 ابرو پہ ترے اس مدھن لڑتے ہیں شاعر تینے کی ہے تذکیر تو شمشیر کی تائید  
 اسے الہ زبان لفظ میں معنی کا اثر ہے تائید سے قدرت کی ہے تقریر کی تائید  
 معشوقہ و معشوق میں دو نوبت کا فر ہے کفر کی تذکیر سے تکفیر کی تائید  
 اوس چاند سے عارض سے بنا نور مذکر اوس صورت پر نور سے تنویر کی تائید  
 رخسار ترا من تو خط شرح میں ہے قرآن سے ثابت ہوئی تفسیر کی تائید  
 تائید مرثیہ ہوئی ترمیم سے قائم بنی بہ عمارت ہوئی تعمیر کی تائید  
 خاک قدم یا رہون کُشتہ ہوں اُسی کا اس خاک سے ثابت ہوئی اکسیر کی تائید  
 کہنے لگے جب آپ محنت کو مذکر کیون جمع مونس بھی مذکر ہے اودہ میں  
 عاشق سے تری خط و کتابت کا اثر ہے محفل سے مجھے تو نے ستمگر جو نکالا  
 جس طرح بنا ہند کا معشوق مذکر مردی کی بدولت ہوئی تذکیر کی تائید  
 کہتی ہے مرے خواب میں معشوقہ لفظا اس خط کی عبارت سے ہے تعبیر کی تائید

لکھتے وہ اگر بخیت بیان صورت رنگین



## آجانی زبانوں پہ ولا میر کی تائید

تم شکایت مری اغیار سے کرتے ہو عبث  
مجھ پہ الزام کسی اور کا دہرتے ہو عبث  
کچھ نہ ہو گا کسی تدبیر سے نقصان مرا  
دست لگلوں کی حقیقت کسی دل سے پچھو  
کم نہیں حسن خدا وادان آنکھوں کے لئے  
تم پریزا دہو بے شک مگر اس حیلہ سے  
آتے جاتے مجھے پامال کیا کرتے ہو  
عشق بازی میں ہوئی جیت ہماری ہر با  
ہم خبردار ہیں بنگلے کے ہوا خواہوں سے  
نگہ لطف اُدھر تیغِ نظر ہم سے دریغ  
ایٹھتے ہم سے ہو کیوں رون کا موسم نہیں  
شاد حسن سے گزریگی شہادت میری  
یا رحد ہو چکی اب میری پریشانی کی  
رات بوسہ کی طلب پر ہوئی انشاء اللہ  
کسی رہ دیکھ رہے ہو بخدا کچھ تو کھو  
ہم خدا ہونے کو تیار ہیں تم پر ہر دم  
حاملِ مصحفِ عارض ہو ذرا خوف کرو  
وہم سے بڑھ گئی کچھ آپ کی پرواز بلند

(۱۰۹)

ٹوکے پر مرے تم مجھ سے پھرتے ہو عبث  
فیصلہ غیر کی تفسیر یہ کرتے ہو عبث  
مشورہ میرے لئے غیر سے کرتے ہو عبث  
صبرِ دم باغ کی بہندی کو کرتے ہو عبث  
سادگی پر ہون میں قربان سنو کرتے ہو عبث  
کیوں کسی غیر کے شیشے میں اُترتے ہو عبث  
راستہ کاٹ کے اس رہ سے گزرتے ہو عبث  
کسی عینار کے شہ دینے سے ہرتے ہو عبث  
ٹالنے کے لئے کوٹھے سے اُترتے ہو عبث  
مرنے والوں سے خفا غیر پہ مرتے ہو عبث  
سر و مہری سے مر ہیجان ٹھہرتے ہو عبث  
خون ناحق سے مر ہیجان مگرتے ہو عبث  
اپنے گیسو کی طرح مجھ سے بکھرتے ہو عبث  
مجھ کو کل دیکھے زبان آج مگرتے ہو عبث  
راہ میں کس لیے رہ رہ کے ٹھہرتے ہو عبث  
دمِ محبت کا کسی اور کی بھرتے ہو عبث  
ہم سے اقرا ابھی کر کے مگرتے ہو عبث  
پر فرشتوں کے تختل سے کھرتے ہو عبث



<p>مجھ سے بڑھ کر کوئی دنیا میں و قافا نہیں خوف کس کا ہے سمجھ میں نہیں آتا میری بے خودی میں نونہ ہاتھ آئیں گے شوق زندگی جب یہ قدرت میں ہوئی اُس لب کے اٹکی ٹھوکر سے مسلم ہے مری پامالی بحر مقصد میں اسی گھاٹ سے پار ترو گے سوز دل سے جب بنے خاک تو آہن بھکیں جان اپنی بھی گئی موت بھی بدنام ہوئی</p>	<p>تم مرے قول کو باد نہیں کرتے ہو عیث میرے ہوتے ہوئے تنہائی سے ڈرتے ہو عیث نشہ عشق میں تم حد سے گزرتے ہو عیث بڑے نادان ہو کیون جان کے مرتے ہو عیث دفن لاشے کو مرے قبر میں کرتے ہو عیث چشمِ دلدار کی تلوار سے ڈرتے ہو عیث خاک بن بن کے ہواؤں میں بکھرتے ہو عیث اپنے ہمراہ لئے موت کو مرتے ہو عیث</p>
---	---

غیر سے ملنے بعب او کی خوشی پر پھب کہہ یون  
دار پر چڑہ کے و لا دل سے اترتے ہو عیث

### ردیفِ جیمِ عربی

<p>ہم سنتے ہیں جانے کو ہوتم غیر کے گھر آج (۱۱۰) کیون خیر ہے جاتے ہو میرجان کدھر آج دشمن نے مرے قتل پہ باندھی ہے کمر آج چشمک ہے کسی اور کی تجھ کو ارے دشمن ہو گا ترے ابرو کے اشارے پہ مر قتل دشمن کے کسی وار کی پروا نہیں مجھ کو سیراب ہے وہ جو ہر شمشیر نگہ سے تیرے لب جان بخش کے بوسے نے چلایا</p>	<p>کر جائینگے ہم بھی اسی دنیا سے سفر آج رہ بھول کے شاید نکل آئے ہو ادھر آج ہے غیر کے قبضہ میں تری تیغ نظر آج نیت تری بدلی ہوئی آتی ہے نظر آج تر چھی نظر آتی ہے محبت کی نظر آج دلِ غم محزون ہے ہر اسینہ سپر آج بسل کو تر پنا نہیں منظور مگر آج ڈر ہے کہ خوشی سے نہ مروں بار در آج</p>
---	--



عشاق کے جوہر کی پرکھ اشک سے کرلو  
معلوم ہوا مجھ کو نسیمِ سحری سے  
ہم منتظر وعدہ جانان رہے شب بھر  
اس آنکھ میں باقی نہ رہی کل کی محبت  
شاید وہ کل آئیں گے عیادت کو ہماری  
شب بھر تری فرقت میں رہا زخمِ جگر آگ  
گفتے میں ستاروں کے کئی رات ابھی  
وہ آئے تو کیوں بیٹھ گئی نالہ کی آواز  
کل ڈھونڈ کے پایا نہ ترے نقشِ قدم کو  
عینک سے رسائی ہے مرے تارنگہ کو

کھل جائیں گے موتی کی طرح عیب و بہر آج  
آئین گے مرے نخلِ تنہا میں ثمر آج  
آتی نظر آئی عوضِ یارِ سحر آج  
کچھ اور نظر آتے ہیں اندازِ نظر آج  
پہنچی انھیں بیمارِ محبت کی خبر آج  
مرہمِ مرے سینے میں بنا داغِ جگر آج  
شب بھر وہ مرا چاندِ رہا پیشِ نظر آج  
تعطیلِ رسم کو اٹھا نہیں کیوں نہ ہو جگر آج  
آغوشِ محبت میں ہے جانانِ مرا سر آج  
کیوں بال سے باریک ہوئی تیری کمر آج

نالے سے مرے ہو گئی طالع کی بلندی  
آئی ہے قولا عالم بالا سے خبر آج

مہمانِ مرے ہو کے نہ آتے وہ اگر آج (۱۱۱)  
شادی سے چمکتے ہیں مرے دیدہ تر آج  
کیا بات ہے کچھ اونکی توجہ ہے ادھر آج  
کل تک تو نہ تھی تیری جفا کی مجھے پروا  
پیان گزشتہ کی طرح ہم نہ سنیں گے  
کل ہجر میں اٹھتا تھا مرے سوزِ جگر سے  
آئی جو نقابِ اس رخِ روشن پہ تھا مرے

موقوف نہ ہونا مرا دنیا سے سفر آج  
اشکوں کے عوض آنکھ سے گرتے ہیں گھر آج  
آتی ہے تو بھر کر نہیں جاتی ہے نظر آج  
کیا بات ہے ہوتا ہے مرے دل پہ تر آج  
پھر وعدہ فرما کی سبناؤ گے اگر آج  
آہو شہادہ جو ان ہو کے اگر آج  
گر جن کے احاطے میں گھرے شمسِ مقرر آج



<p>کُل رات کسی غمیر کو محفل میں بلا کر سر سے مرے اونچا ہے تری تیغ کا پانی ختم ہے سر تسلیم تری تیغ نگہ پر کُل کوں میں باقی نہ رہا کوئی تامل کُل اپنے ہوا خواہ کے گھر کا ہے ارادہ ہر روز ہے غمیر و نہ کرم حد سے زیادہ طلعت سے تری رات میں سوچ کُل آیا مدھو کا تھے ہوتا ہے مرے ہر لحاظ سے فرقت میں مرے اشک ہے جاتے ہیں غم سے آہوں سے مری آتش دل اب نہیں سکتی گناہ تھی فرقت میں بچان پر وہ شب میں</p>	<p>مُشوق نے عاشق کو کیا شہر بدر آج مرنے کو سوایا نہ تھا محبہِ مفسد آج ہے حکم کی تعمیل مجھے مد نظر آج سامان تو کُل سے ہوا زاد سفر آج اُڑتی ہوئی ہم نے بھی سنی ہے یہ خبر آج اسے موجد اندازِ ستم کچھ تو ادھر آج بی وقت ہوا شبِ غم گلشن کا سفر آج بے وقت جگاتا ہے تو اسے مرغِ سحر آج ملتا نہیں آنکھوں سے مراد امن ترک آج ٹھکنگے ٹر پکڑے سینے سے شہر آج مشہور ہوئی وصل کی عالم میں خبر آج</p>
---	--

تم کس لئے آئے ہو ولا غمیر کے گھر پر  
وحشت سے گئی عقل تمھاری ہے کدھر آج

<p>جانان تری فرقت میں کٹی شام و سحر (۱۱۲) پہنچی ہوئی تعبیر تری خوابِ سحر آج کچھ ایسی جُت سے پڑی ہم پہ نظر آج میں محو تھا شاہوں تری ایک نگہ کا اسے وعدہ شب ہو کے رہا ہے تیرا ایفا حیران ہوں میں کیوں پہنچلی غیر کی سنی</p>	<p>بستر پہ ٹپتے رہے ہم اٹھ پھر آج میں نیند سے جاگا تو پڑی اُن پہ نظر آج تشویش سے ہم کو نہ رہی اپنی خبر آج ہے میرے تماشے پہ دو عالم کی نظر آج وہ ساعت موعود پہ آئے مرے گھر آج زائل نہ ہوا کیون مری آہوں کا اثر آج</p>
---	--



میں دن سے جنگلیہ ہوں وہ مجھے سم آتش  
 اے وصلِ خبر آج کی دولت کی نہ تھی کل  
 روشن ہے مرا خانہ دل منہ سے تہا سے  
 قربان ترے جوبن پر شب وصل ہے عاشق  
 کل ہم پہ تھے سو جور و جفا ایک خطا پر  
 ترجیح کے سامان نہ تھے غیر کے آگے  
 ختمِ رمضان کی تھی سحر کل شبِ فرقت  
 چادر نہ ہٹی ہو مرے خورشید کے رخ سے  
 بل بل کے گلے یار سے مکتا ہوں میر جان  
 کل غیر پہ تھا لطفت مگر آج ہے ہم پر  
 کل سہ پہر کسی اور کے چڑھ جائیگی چلکر  
 اس بھر کے حاکم ہیں امیر دہن کے کرم سے  
 بینِ دلاغ و ظہیرِ آشک و منیر اپنے چمن میں

پھلوں میں اچھلتے ہیں مرے قلب و جگر آج  
 افسوس کہ اسدل کو نہیں کل کی خبر آج  
 جاؤ گے تو ہو جاؤ نگاہ میں شمعِ سحر آج  
 ہاتھ آہی گیا نخلِ محبت کا ثمر آج  
 کیوں غیر کے سو حرم سے ہے قطعِ نظر آج  
 تقدیر سے ہم ہو گئے منظورِ نظر آج  
 جانے سے ملی تھی ترے آنے کی خبر آج  
 کچھ وقت سے پھلے نظر آتی ہے سحر آج  
 ملتا نظر آتا ہے مرا زحیمِ جگر آج  
 تقسیم یہ بھری کہ ادھر کل تو ادھر آج  
 وہ بیخِ جو آتی ہے نظر زیبِ کمر آج  
 رہبرِ مری کشتی کا بسا دیدہ تر آج  
 کیا بات ہے آئے نہیں کیوں آپ ظفر آج

اس بحر میں غزلین ہیں قولا نامور و نکی  
 خالق کے بھر دے پہ ہے دریا کا سفر آج

روایتِ جیم فارسی

زلفِ پیمان میں چھپے تھے اسکے مکروں کے پیچ (۱۱۳) آگے ہم پہنچ میں اور چل گئے دشمن کے پیچ  
 یار کے پیور کے بل سے ہیں عیانِ جہنم کے پیچ  
 سچ و تاب زلف میں ہیں اس بت پر فن کے پیچ  
 کھینچ لیتی ہیں مرادِ بھینک کر اپنی کشت  
 میں نہ واقف تھا تیری زلفِ نو میں ہیں ہر نیکے پیچ



عاشقانِ یار سے اسکو عداوت ہے ضرور  
 آگینِ تارنگہ کے چرخ میں مثلِ مرثوہ  
 بال کے پھندے بنے ہیں زلفِ مین لکھنے  
 وہنِ دل چھنس گیا گوئے گریبان کی طرح  
 حلقہٴ تارِ نظر میں گوہرِ نایابِ اشک  
 نقشِ پا جا رو بہ دم سے میٹتا جاتا ہے  
 مار رکھا ہے تری زلفِ سیہ نے سانپ کو  
 پڑ گئے تھے چرخِ جببِ باہم اڑاتے تھے تنگ  
 گھٹ رہا تھا دم ہمارا چرخ و تابِ لطف سے  
 احمق سے سادہ لوحِ نئے اسے سمجھا غریب  
 چرخ کھاتی تھے تمھارے عارضِ گلگون پہ زلف  
 کس نے باندھی زخمِ پرہی تری مرہان سے  
 یار کے دلین کدورتِ عاشقو نسے ہے بھلا  
 کس لئے سر مٹتا ہے خیر ہے اسے محسب  
 خوب چلتی ہے زبان اور گفتگو ہے چیدا  
 چالِ سیدی ہے مگر چکر مٹتا ہے ضرور  
 وہ موقع ہو کے شرِ مایا کلائی سے تری  
 دیکھ کر دشمن کو میرے جاں صاحب نے کھا  
 زخمِ دل پر اپنے ٹانگے لیکے چھانے لگے

عشقِ پیچے سے نظر آنے لگے گلشن کے چرخ  
 تیلیان جن سے نظر آنے لگے جلین کے چرخ  
 دام سے چلتے ہیں اناؤں پھیدلن کے چرخ  
 اس گریبان سے نظر آتے ہیں لہریں کے چرخ  
 مین مری آنکھوں میں تیرے کانکے ٹنگن کے چرخ  
 ہر قدم میں چال سے پیدا ترے ٹانگن کے چرخ  
 اس کے ڈسنے سے ہوئے ہل سینا گن کے چرخ  
 یاد میں مجھ کو اسے نادان ترے بچپن کے چرخ  
 رات بھر تم ہم کو دکھلاتے رہے تن کے چرخ  
 اب نظر آتے ہیں کاوے میں ترے تون کے چرخ  
 صبح میں اس کے مقابلِ سبیل گلشن کے چرخ  
 تاب سے کھلتے چلے جاتے ہیں اس نہیں کے چرخ  
 تار سے جیسے بنے ہیں کیل کے روزن کے چرخ  
 کیا ہوئی دستار میں کیسے تری گردن کے چرخ  
 پر تری تقریر میں چلتے نہیں سوسن کے چرخ  
 اس کے جوہر سے عیان ہیں خنجرِ برفن کے چرخ  
 ساعیہ میں پہ چکر کھل گئے ٹنگن کے چرخ  
 تم رہو ہیشیا چل جائیگے اس سوکن کے چرخ  
 اور مار کرنے سے ظاہر ہو گئے سوزن کے چرخ



میں ترے دکھے شیکھے میں باجاتا ہوں کج بے طرح چلتی ہے مقررہ زبان کتر کے کج ڈرے دشمن کے چلا کرتے ہیں رتہ پیدار کس لئے تم نے پیدیا ہے کمر پر میر بجان اُسکی کو پرچ کھاتا ہے ہمارا دودل سخت ہے اُنکی زبان تقریر انکی گول گول	سنگدل میں ترے میں آکر آہن کے پچ پارہ ہاے دل سے ہاتھ آئے تری کٹر پچ میں گوارا ہو گیا بجان کوچہ و بزرگ کے پچ دامن دگورے بھاتے نہیں دامن کے پچ جس سے چل جاتے ہیں شمع عارضہ شمع آہنی کڑیوں سے جیسے میں عیان جو شمع کے پچ
--	---

شک خالق کج وہ ہم سے لڑاتے ہیں تنگ  
پڑ گئے آخر مت درمیں وکلا دشمن کے کج

غنیہ باغ نے کی جب دہن یار کی جانچ جب خریدار نے کی حُسن کے بازار کی جانچ نقد جان دیکھ کے اغیار کے ہوش اُٹنے لگے بے بضاعت ہوں فلاکت کا ہے اقرار مجھے بے وفائی کی تری جانچ ہوئی عاشق سے نا توانی ہوئی دونوں کے لئے عین سبب نقطہ خال سے تحقیق ہوئی مرکز کی دبدم دل میں کٹی تیغ دو دم جھلت سے آیت خط سے ہوئی اُس کی بزرگی روشن قتل ہو کر لب جان بخش سے پایا بوسہ آج کھینا ترا باور نصہین آتا مجھ کو	(۱۱۴) پھول جھڑنے لگے منہ سے ہوئی گشتا کی جانچ سر بازار ہوئی تیرے خریدار کی جانچ قیمت جنس سے ہونے لگی اغیار کی جانچ دل دکھانے کو کیا کرتے ہونا دار کی جانچ تو نے افسوس نہ کی اپنے وفادار کی جانچ چشم بیمار نے کی جب ترے بیمار کی جانچ دور خط سے ترے قائم ہوئی پرکار کی جانچ اک اشارے سے ہوئی ابرو خندار کی جانچ زلف کافر نے جو کی مصحف رخسار کی جانچ تیری تلوار سے کی میں نے ترے پیار کی جانچ روز موعود پہ ہوگی ترے اقرار کی جانچ
--	--



<p>امتحان میں ترے ناکام تھے سب میرے ہوا          دم مرا گھٹ کے رہا رات تری زلفوں میں          تبض و ہوش سے تشخیص مرض ہو نہ سکی          وار کر کھینکد یا میں نے دل اپنا بچھہر</p>	<p>سرخسٹ ہوئی جسدِ مری اغیار کی جانچ          بل پیل دیکھ جو کی اپنے گرفتار کی جانچ          کل طبیبوں نے جو کی تھی تیرے بیمار کی جانچ          تیغِ غمرہ سے تری ہو گئی اسرار کی جانچ</p>
<p>جانچ لے چکوا بھی جس کا قولا جی چاہے          میری آنکھیں بھی کیا کرتی ہیں میاں کی جانچ</p>	
<p>چشمِ گریان سے ہوئی خنجرِ خنجرِ خنجر کی جانچ (۱۱۵)          سخت جانی سے ہماری ہوئی تلوار کی جانچ          غیر کے واسطے تیار ہوں میں مرنے پر          اُسے سر کاٹھے جانچا ہے وفادار کو          بے وفائے مٹھن مھر و وفا ہونے لگے          قدر اندازِ مرے دل نے نشانہ بنکر          بھرتے پتھے کی پرکھ جو ہر تو کھونہ تھی          چشمِ وزلف و رخِ جانان کے ہیں محتاجِ تمام          ہند و زلف سے تھی خال کی سازشِ باہم          نکلتے چینی سے سبق کہوں نہیں لیتے ہر دم          جو ہری اسکی حقیقت کو بھلا کیا جانین          بار پانی سے کیا نقشِ قدم کو معدوم          سہہ چشمِ گانِ شہباز تری نیزہ بکف</p>	<p>آب سے آب چچی دہانے کی دہار کی جانچ          جنشِ دیدہ عاشق سے ہوئی وار کی جانچ          تم کو منظور اگر ہے مرے ایثار کی جانچ          جگ لگی آنکھ میں میری تری تلوار کی جانچ          سخت مشکل ہے زمانے میں وفادار کی جانچ          دیدہ زخم سے کر لی تیرے سرفار کی جانچ          میرے اشکوں سے ہوئی گوہرِ شہوار کی جانچ          زکس و سنبل و گل سے ہوئی گلزار کی جانچ          مصحفِ دست سے تیرے ہو گئی کفار کی جانچ          کیوں کیا کرتے ہو جانان مرے خیار کی جانچ          پاؤں شاہوں سے ہوئی گوہرِ شہوار کی جانچ          کی ہوا دار نے تیرے تیرے رہوار کی جانچ          مردمِ چشم نے کی لشکرِ جبار کی جانچ</p>



<p>کیون نہیں میری زبان میں ترے نغمے کا مزا جج گئے اونکی نگہ میں نہ رہا اونکو کلام</p>	<p>میں کرونگا کبھی میل تری متقار کی جانچ کل جی ایل زبان نے مرے اشعار کی جانچ</p>
<p>جانچ پر تال میں صنائع نہ کرو وقت اپنا سخت مشکل ہے وکلا عشق کے طومار کی جانچ</p>	<p>دل مرا حاضر ہے ظالم خنجر خونخوار کیمنچ گیر و دار غیر میں جھکو نہ اسے عیار کیمنچ</p>
<p>اے مصور اس کمر کا مو تسلیم ہاتھ آگیا نیت خالص سے اوسکے زر کمر کے واسطے عشق کی منزل میں اے صحرانورد سخت جا رہبری کے واسطے اے خاتمہ نقاش ہو رحل خط پر مصحف روایت الکرسی بنا شامِ فرقت کی سحر صبح قیامت بنگنی خرمنِ جان کی نہ پروا اگر لگ جائے آگ تیغ کو اپنے خم و دم کا ہیرو ہے آج کل آنکھ تیری ہے بعینہ آئہ تصویر عکس آج تک تجھ کو نظر آیا نہ آئے گا کبھی غیر چلتی ریل میں کرتا ہے اے عاشق تم نالہ شبگیر کو سنکر وہ فرمانے لگے مہ لقا کے رو برو اے پنچا مھر فلک</p>	<p>۱۱۶ ہے سر تسلیم خم شمشیر جو ہر دار کیمنچ کشتکش میں ہے بڑی دولت نیون ہر یار کیمنچ روح خاطر پر مری نقش وہاں یار کیمنچ شش کے جستم میں آہو نکا طلافی تار کیمنچ زحمت و رنج و مصیبت سختی و آزار کیمنچ گرد پر تو نقش پاے باد پاے یار کیمنچ اسکو پڑھ پڑھ کر حصارِ حفظ کی دیوار کیمنچ یا وقامت میں ابد تک انتظار یار کیمنچ سوزِ دل سے بے تامل آہ آتشبار کیمنچ اُسکے شرمائے کو تیغ ابرو خوار کیمنچ اپنے آئینے پہ تو اے دل شبیہ یار کیمنچ عمر بھر اے چشم عاشق حسرت دیدار کیمنچ داد خواہی کے لئے زنجیر زلف یار کیمنچ دن میں آہ بے اثر اکدم میں سو سوار کیمنچ سر سے شانہ نیچے موے غلطہ طار کیمنچ</p>



سوزِ جان سے میں ہرے قلبِ جگر و جھٹیا  
 کچھ تجھے شایانِ نھین لے دل لیکھا کاشعاً  
 جھننے سا تون آسمانوں پر ہو قافِ آفتاب  
 وہ انایت سے بھرتا ہے انا لیا ریکام  
 دل سے دگوراہ ہے پھر کیون نہ ایک گاجیا  
 اب تو عاشق ایسے جینے سے بے فراہی ہوا  
 دفتہ دل ہو گیا آما وہ افشائے راز  
 زگس و گل سرو و سنبل سبزہ و شمشاد  
 اپنے مطلب میں سیما ہے تو لے عجبوں  
 آبلوں سے اشک کے پتا ہے خونِ دل مرا  
 خواب سے چونکا وہ صحر کو سمجھ کر آفتاب  
 دستِ گلگون سے کچھ میں لگی ہے تیرے  
 جانِ دل سے تجھے میں مہرِ تاج و شہ  
 اس زمین پر ہے مری فکر سا چرخِ بلند  
 اس زمین میں فکرِ ناسخ ہے سمجھ کر کھ قدم

باوہ و آتشِ اکدم میں اسے خمارِ کینچ  
 یوسفِ محبوب کا دامن سرِ بازارِ کینچ  
 ایسی آہنِ آتشین اسے سوزِ دل و چارِ کینچ  
 وار پر عاشق کو اسے معشوقِ غیرتِ کینچ  
 حدِ فاصل کی غبارِ دل سے اک دیوارِ کینچ  
 اپنے ہاتھوں آج اپنے حلق پر تلوارِ کینچ  
 دوڑ کر اسکی زبان اسے محرمِ اسرارِ کینچ  
 یار کا نقشہ نظر میں اپنی اسے گلزارِ کینچ  
 دامنِ صحر کے بدلے دامنِ دلدارِ کینچ  
 اسے مژدہ پائے نگاہِ راہِ رب کے خارِ کینچ  
 غفلتِ عاشق کا نقشہ طالعِ بیدارِ کینچ  
 دل کے ہیکے میں خفا کا عطراے عطارِ کینچ  
 ہاتھ سیر سے قتل سے او ظالمِ خونخوارِ کینچ  
 نظمِ پروین کی طرح لاتی ہے سوسنارِ کینچ  
 روک لے اپنا قلم ہاتھ اپنا اسے مہیا کینچ

اچھے عارض پر پسینہ آ رہا ہے وہ چہا ہے  
 شیشہ دل میں قولا عطر گل بے خارِ کینچ

روایتِ حاتمِ سلمیٰ

آہِ جہول سے نکلتی ہے غبارِ یکی طرح (۱۱۷) جھٹلاتی ہے سرِ چرخِ ستارِ یکی طرح



آتشیں آہ مری زیرِ اعظم سے بڑھی  
 اشک سوزان سے مرے آگ نہ لگیا ہے  
 ماہِ رو گوشہٴ ابرو سے ترے شوقِ قمر  
 حالِ مصحفِ رو ہو گیا پیمانِ غلط  
 شیشہٴ سطحِ میں پایا گیا میدانِ ترا  
 نقشِ دیوارِ مینِ عشاقِ تری منزلِ مین  
 مینِ مہون وہ خاکِ جواشکوہِ مینِ ملا کر مجھ کو  
 گرمِ اشکوں سے نکلتا ہے مرے دل کا بچا  
 سنگِ سینہ سے مرے خانہٴ دل کی چھت ہے  
 رجم کے جوش سے اشکو نکال پکنا ہے حال  
 گوہرِ اشک سے پارا ترینگے ہم قصدِ مین  
 سر کے اوپر سے ترے وار کے چور لپٹیں  
 رات بھر اے مہربان چاندی صورتِ تیری  
 اشک بہتے ہیں مری آنکھوں سے دریا بکر  
 حلقہٴ زلف کو وا بے ہوئے رکھتی ہے نقا  
 ساز و آہنگِ فغانِ مینِ رگِ جانِ تانوس  
 آہوے ویدہٴ معشوق ہے بے باک بہت  
 منعِ دل سے لگتا رہے فوارہٴ بلبند  
 اوس خطِ سبز نہ کر دینِ مری آنکھیں ٹھنڈ

فلکِ افسر و زبنی عرش کے تاریکی طرح  
 خونِ دل آنکھ سے اڑتا ہے شرابی طرح  
 ہو گیا آج پیمبر کے اشاری کی طرح  
 ایک بوسہ ہی سہی اُس کے کفاری کی طرح  
 جب مرے دل میں تڑپ آگئی پار کی طرح  
 سر سے آنکھیں نکل آئینِ مینِ جاری کی طرح  
 لپکتے ہیں تری دیوارِ پکار کی طرح  
 سینہ سے مرے در و در کو پہاڑ کی طرح  
 سر نکالے ہوئے آہنِ مینِ مناری کی طرح  
 دلِ ناصانِ ترا سخت ہے گاری کی طرح  
 سامنے گردِ تیزی ہے کنار کی طرح  
 رکھ دیا اپنا دل زار اتارے کی طرح  
 ویدہٴ ہوشِ مین بھی آنکھ کے تاریکی طرح  
 بریانِ انجی۔ سمندر کے کنار کی طرح  
 سراوٹھالے ہوئے سانپ کے پٹاری کی طرح  
 ایک ہی سانسِ مینِ بچتے ہیں دو تاریکی طرح  
 اس خطِ سبز کو چرتا ہے وہ چاری کی طرح  
 دہا چلتی ہے مری آنکھ سے دہا کی طرح  
 سیرِ مینِ سبزہٴ گلشن کے نظاری کی طرح



<p>کھینچ دہن کو لیا ہاتھ سے تو نے یہ بہات      رنجِ فرقت ہے مری روح پہ سو مان تم      کبھی اغیار پہ ڈالے گانہ دل اپنا و بال      جان سے ہاتھ میں نہ ہوتا ہوں ضمیر میں اجا      خون دل پیچے ترے شش میں غم کھاتا ہوں      حلقہ زلف میں جب شعلہ عارضِ چمکا      کثرتِ اشک نے دریا میں ڈبو یا مجھ کو      ہوسِ وصل نے محفل سے اٹھایا مجھ کو      اُس خطِ سبز نے کچھ کام کیا بونی کا      میرے نالوں کی بلندی شبِ غم چار بھر</p>	<p>جسکو عاشق نے سنبھالا تھا سحاری طرح      کاٹتا ہے وہ مرے قلب کو آری کی طرح      لا اُباالی وہ نہیں ہے مرے پیاری کی طرح      گلیاں خون کی کرتا ہوں غزالی کی طرح      یہ مری وجہِ معیشت ہے گزار کی طرح      شیرِ نرِ ہیاگ گیا ڈر کے چکاری کی طرح      سیرِ ہنگام میں مچھلی کے اجاری کی طرح      ہاے آدھا بھی گیا ہاتھ سے ساری کی طرح      دل مرا بیٹھ گیا تاب سے پاری کی طرح      حیدر آباد میں ہے چار مناری کی طرح</p>
---	---

رنگ لایا ہے قولا خونِ جگر آج نیا

قطرہ اشک جھکتا ہے ہزار کی طرح

ردیفِ خائےِ معجمہ

<p>عارضِ تریاچن تری کا کل چمن کی شاخ      خنجرِ کمر میں قامتِ نازک بندگی شاخ      ساغر کا بوجھ ساعدِ سیمین پہ بار ہے      جسدِ سے آبیار ہے چاہِ ذوقِ ترا      چھینکا ہے قدرتی نہیں گدہِ بار کچھ      گلہ ستہ چمن ہے مرے گل کے ہاتھ میں</p>	<p>گلشنِ مین شاخِ گل سے ملی نسترِ مکی شاخ      تلوار ہاتھ میں ہے ترے بالکین کی شاخ      نازک بہت ہے قامتِ نازک بندگی شاخ      چٹکی نہیں کبھی ترے سیبِ فتن کی شاخ      منتِ پذیر ہے (ترے سیبِ فتن کی شاخ      جھکتی ہے بار سے مرے نازک بندگی شاخ</p>
--	---



شجرہ شجر بنا کر تم جو سے شیر سے  
 سادات نخل باغ سیادت کے ہیں ثمر  
 آب و جلا میں لعل بدخشان سے ملگئی  
 پردیس میں ہے صحبت نا جنس جس طرح  
 جھڑتے ہیں پھول مٹے سے مرے گلزار کی  
 جھولے سے تیرے شلخ کو ہاتھ آگیا ثمر  
 ہے شلخ آفتابی نازک ترا خدنگ  
 عاشق کی جب رات ہے آہو کی شلخ پر  
 قائم ہیں تیرے گوشہ ابرو پہ غاں وہ  
 عارض پہ زلف یا رچھری بیل کی طرح  
 تیری پسند پر وہ بنی مورتیا کی بیل  
 موسے میان سے بڑھے ہے باریک دھنکی  
 عشاق کا گز نہیں کو پچے میں یار کے  
 کیا شلخ زر پہ ناز تجھے خسر و عجم  
 ثنایت ہے استعارہ چشم غزال سے  
 شیریں مثال شربت بوسہ سے یہ ملی  
 ہے شلخ آفتابی نازک کا وہ ثمر  
 آئی زبان تیشہ فسر باد سے صدا  
 زمین نخل سوز عشق میں شعلے سننے سنے

تیشے سے کٹ گئی نسب کو کہن کی شلخ  
 پہیلی ہے بیل بچے یہاں پنجن کی شلخ  
 صدقے میں تیرے لب کے عقیق میں گم کیا  
 پیوند میں مثال دغریب الوطن کی شلخ  
 کھولے ہوئے ہے دامن گل کو چمن کی شلخ  
 بارقہ مٹے جھول رہی ہے رس کی شلخ  
 قوس قزح - کمان سپہر کہن کی شلخ  
 بیجان ہرین توفیق وفا ہے ہرن کی شلخ  
 خم کہا گئی نشیمن زراغ و زغن کی شلخ  
 شلخ سمن ہے یار تو وہ یا سمن کی شلخ  
 پھولی ہے اس لباس میں نخل چمن کی شلخ  
 خنجر تری کمر میں ہے موسے بدن کی شلخ  
 کیڑا کر بنی نشیمن بیل چمن کی شلخ  
 کان طلا ہے مخزن شاہ دکن کی شلخ  
 آہو ہے آنکھ آنکھ کا ڈورا ہرن کی شلخ  
 شلخ نبات ہے لب شکر شکن کی شلخ  
 گونچل آفتاب سے کھلی کرن کی شلخ  
 تھی جو سے شیر یار کے شیریں ہرن کی شلخ  
 گرمی سے جھڑی سہ چنسا کہن کی شلخ



<p>گلے لگی وہ مادر گیتی کے دودھ سے تقدیر سے برائی تمنا مٹی ہوئی ؛</p>	<p>گلا وزمین سے خلق کو ہاتھ آئی تھن کی شاخ سر سبز آج ہو گئی سوکھے چمن کی شاخ</p>
<p>عارض کے رنگ و بو سے پھٹا ہوا والا گل سے سن سن سے ملی نسترن کی شاخ</p>	<p>ہاتھوں سے ہاتھ آئی جراثیم گھسٹن کی شاخ چلنے لگی جو پائے تقدیر سیتھن کی شاخ</p>
<p>تنبیہ اسکی بن گئی غلج چمن کی شاخ تصویر بن کے رہ گئی سرو چمن کی شاخ زربفت آستین سے بنی پیرہن کی شاخ مرجان کے شجر سے بنی نورتن کی شاخ بار آورا ب ہوئی ہے ترے مکرو فن کی شاخ ابرو کمان دلبر ناک فگن کی شاخ تیری ہوا میں جھوم رہی ہے سن کی شاخ اُسپر تری جمین نے لگا دی شاخ کی شاخ سرو چمن ہے اک ترے آزاد پن کی شاخ گو یار بان حال ہے نازک بندگی شاخ قائم ہے آسمان پہ تری انجمن کی شاخ نکلی ہے آشیانہ مرغ چمن کی شاخ ملتی ہے اس چمن سے ہمارے وطن کی شاخ صد برگ سے ملی ہے یہاں نسترن کی شاخ تیری نقاب ہے مرے ہر و گہن کی شاخ</p>	<p>۱۱۹ چلنے لگی جو پائے تقدیر سیتھن کی شاخ ثابت ہوئی جو ساعیدین سے تن کی شاخ یا قوت کے شجر بن زمرہ کی پتیاں برتا سا قد ہے اور شکوے سنئے سنئے تیر گم ہے سینہ عاشق میں غم کا پھل کیا سیر باغ میں ہے لٹک تیری چائین ابرو پہل میں عتدہ کشائی کی فکر ہے لوگوں سے ہم ہیں سرور و ان آج کو بکو نرک زبان پہ نقشہ عاشق ہے دلخراش طوبی تری مثال ہے حوروں کی بزم میں ہے خوف بار غاطر گل باغبان مجھے اس سرزمین کی آب و ہوا میں ہوئے خال عارض کو ہے ہمیشہ بہاری پہ اپنی ناز فرق اس قدر ہے یہ ہے ترے اختیار میں</p>



دُستِ مینِ بل میں سلسلہ پیچ و تاب مین  
سوزِ غمِ حسین مین مست ہوئی قبول  
سوزِ فراقِ نخل بنا بارِ دل شہر  
قد مون پہ تیرے سر ہے مرے عشق کا شہر  
عالم کو ہو گیا ہے نئے زلزلے کا خوف  
شمارِ خن سے تاج کی جو سکنہ رہا نہال  
دلین کپٹ ہے ناک سے اوپر پہنود نکا جٹ  
ہتی ہے نخلِ شمع پہ اسے دل زبانِ شمع  
مشکین ہے تابدار ہے گوند ہی ہوئی ہے زلف  
کیون کھل گیا ہے آج گریبانِ غنچہ دار  
پھولون میں دب گیا ہوں مقید ہوں گورین  
زنگینِ کلام سے ہین گل تر پہلے میرے  
سر سبز ہو گئی نئے مضمون کی منکر سے  
سر سبز اس مین مین نھو کیون مرا کلام

ملتی ہے تیری زلف سے مار کہن کی شاخ  
شعلِ نبی ہے ہاتھ مین نخلِ مسزن کی شاخ  
شعلہ ہے شعلہ رومرے دیکھی جلن کی شاخ  
ہاتھ آئی تیرے پاؤں سے جامانِ خرب کی شاخ  
گاؤ زمین سے مل گئی چرخ کہن کی شاخ  
تھی اسکی خسرو کی کرم ذوالمنن کی شاخ  
پیوستہ ابرووں سے بنی کر گدن کی شاخ  
گو یا نخل رہی ہے نخلِ لگن کی شاخ  
مگر کپٹ گئی ہے غزالِ حقن کی شاخ  
گل لیکے آئی ہے مرے گل پیر ہن کی شاخ  
ناخن لگائی یار نے بند کفن کی شاخ  
ہے مصرعِ غزل سرے نخلِ سخن کی شاخ  
پہنچی فلک پہ نخلِ زمین کہن کی شاخ  
میرا قلم ہے باغ و بہار سخن کی شاخ

انشاد ذوقِ ناسخ و آتش گزر گئے

فکر و آلا سے سبز ہے آواگون کی شاخ

رو لیں وال مہملہ

تم کو آیا م جوانی مین ہے آرام پسند (۱۳۰) ہم کو ہنگامِ ضعیفی مین ہوا کام پسند  
زادِ خشک کو کعبہ کا ہے احرام پسند کافرِ عشق کو سہ سجدہ اصنام پسند



دل عاشق کو کچھ سے سروکار نہیں  
یاد جان میں گزرتے ہیں میرے دل نہا  
تیری آنکھوں سے جوشیہ نہ پاتا ایجاں  
یار کے سلسلہ زلف میں جہد میں سے چھٹا  
گھوڑ نیکو مرے ہتھاب کے چشم بدو  
خلوتِ خاص سے نفرت کا سبب ہے پھر  
حرم کو مصحفِ عارض کو کھیا عاشق نے  
وائے خال پر زلفون میں چھٹا جاتا ہے  
رات دن وصل کی امید کا لٹا ہے مزا  
دلر باکون ہے اور کسکی خطا ہے حق  
تیرے غصہ میں مرے دل کو مڑا آتا ہے  
نشہ مے سے نفرت ہے ترے عاشق کو  
روز و شب دیکھ کے طالع چکوت تیری  
میں ہوں بے نام و نشان کو پوگنا میں  
عشق جان میں ہوا جان کا جانا آسان  
آج تشبیہ زخمان میں جلالت ہے نئی  
پچھلی سیب زخمان میں نہ آئی آسنہ  
چمنستانِ بلاغت میں جرائی تشبیہ  
چاہتا ہے وہ نفس ہی میں نہ پھر جاے

خانہٴ عشق کو ہے کوئے دلا رام پسند  
زلفِ عارض سے ہے میں سحر و شام پسند  
میری آنکھوں کو نہ آتا کبھی ماواں پسند  
دل بنا خانہٴ زنجیر میں آرام پسند  
قرصِ خورشید کو آیا ہے لبِ بام پسند  
کسکی خاطر ہے تھیں انجمنِ عام پسند  
کافر عشق کو ہے شیوہ اسلام پسند  
تیرے بلبل کو ہمیشہ سے ہے گلزار پسند  
کیون بھون مجھ کو منہ ترے احکام پسند  
مجھ سے الزام لگاتا ہے وہ الزام پسند  
تیرے عاشق کو ترے منہ سے نہ بڑھتا پسند  
ساغرِ چشم سے ہے بادہ بے جام پسند  
میں کرو گناہ کبھی شکوہ آیاں پسند  
نام لیوا ہوں ترا چکو نہیں نام پسند  
ہے زیادہ مجھے آغاز سے انجام پسند  
میوہِ سیب سے بڑھ کر ہے مجھے آم پسند  
ہوسِ خام کو آیا شرِ خام پسند  
غنیہٴ دل کو ہوا عارضِ گلزار پسند  
مرغِ بسل کو ہے صیادِ ترا دام پسند



<p>جان جانے پہ بھی آنے کی تمنا نہ کر          مین ترے حسن کے شیدا ملکِ جہنم و شہر          عشق سے میرے اگر رنگ ہے بکھوایا جان          قدر کی قدر تے کل خواب مین فرمانے لگے          ہو گئے ہم بھی تری زلف کے پھندے مین سہر          قافیہ نگ ہے سیم و ہن یا کی طرح</p>	<p>کبھی آتا ٹھہرے ان کو مر ا پیغام پسند          قابلِ قدر ہے وہ چیز جو ہے عام پسند          جگہ پر گزرتھیں تو مجھ سے ہو بدنام پسند          اور کاموں سے ترے ہے مجھے کیا پسند          ہے بلاغت مین تین صنعت اچھا پسند          غوج اشعار سے ہے زلف مجھے لا پسند</p>
<p>خاک و خون پر ہے ولا بسترِ راحت اُسکا          سایہ تیغ مین عاشق کو ہے آرام پسند</p>	
<p>چاند گھٹنے لگا کمال کے بعد          وہ طبیعت کے اشتعال کے بعد          یہ ستم لا جواب ہے تیرا          اوج کی قدر تھی نہ سورج کو          کیا نہ ٹھہر گئے آج پانچ منٹ          شبِ فرقت ہے مثلِ صبح وصال          لالہ روئی مین اب نہیں ہے کلام          حُسن مین حورِ حسد کا رہبر          دیکھ کر آئے مین عشق کی وجہ          شبِ فرقت مین شوقِ وصلِ کلفت          اولن کے احکامِ ظلم کی تصویر</p>	<p>(۱۲۱) زرد سورج ہو زوال کے بعد          سر دھو تے مین انفعال کے بعد          روکتا ہے مجھے سوال کے بعد          قدرِ نعمت ہوئی زوال کے بعد          یار آئے ہو پانچ سال کے بعد          خوب سمجھا مین اس مثال کے بعد          گلِ عارض پہ داغِ خال کے بعد          ہے ہمارے پر بکمال کے بعد          اب وہ سمجھے مین انفعال کے بعد          یار جاتا رہا وصال کے بعد          کھینچ دی مین نے امثال کے بعد</p>



<p>خط کے آثار کچھ ڈراتے ہیں  پھر مر از خشم دل ہوتا زہ  تیرا درجہ ہے اسے مرے محبوب  جو مناسب ہر حکم دین سہ کار  پھر طبیعت سے فصل گئی اُن کی  وہ سمجھتے ہیں دوست دشمن کو  محبوب دار و گیرستان میں  کر لیا دشت زکوٰۃ غلے نے  پھر نہ آؤں گا بزم عالم میں  قدر کبک دری کی کچھ نہ رہی  نکتہ سنجی سنخوری میں جناب  دماغ دل پر ہے کیون نہیں اسے قلع  جیسے اختر جلیل بعد ایستہ</p>	<p>دیکھ لینا تم ایک سال کے بعد  ہاے افسوس اندام کے بعد  حسن میں حسن لا یرال کے بعد  اپنے عاشق کے عرضِ حال کے بعد  گل کی محفل میں کچھ ملاں کے بعد  ہم چلے اون کے اس خیال کے بعد  تیرا درجہ ہے کو ترال کے بعد  اپنے مطلب کا قیل و قال کے بعد  میرے خالق ترے وصال کے بعد  تیری اکھیلیوں کی چال کے بعد  قدر مضمون ہے بزلِ چال کے بعد  جانشین تیرے ارتحال کے بعد  بن کمال و ضیاءِ جلال کے بعد</p>
<p>طبعِ اردو لا رہے ہیں یارب  جانشین اُس کا انتقال کے بعد</p>	
<p>جو سے باز رہا یا مر میرے بعد (۱۲۲)  نھو آدم کسی سینے میں خفا میرے بعد  بیر فانی تری مخصوص تھی مجھ سے بجا  تیرے انداز کو پہچانتے والا نہ رہا</p>	<p>ہو گیا ہاتھ بھی خنجر سے خفا میرے بعد  نھو اکوئی گرفتار جفا میرے بعد  تیرے بیان میں ہوا صفتِ فامیرے بعد  ہاے گناہم ہوئی تیری ادا میرے بعد</p>



خوں ل جب تری گردن پہ ہرایا ہوا  
 سانس میرے ہر کات میں سرم آتی تھی  
 ناتوانی ہرئی آنکھوں کی تجھے اب علوم  
 جھوٹ لکھتا ہوں کیسے اسکو خدا جانتا ہے  
 تیری خلت مری آنکھوں کو دکھلا سے خدا  
 تیری شہر کا وسیلہ بھی بصیرت میری  
 میں خدا تجھے بتا دے مجھے لے (نہ پسند)  
 بختا ہے وہ تر مصحف عارض پڑا کر  
 میرے مرنے کا آئے کیوں بخونم دینا  
 قبر پر میری ہے اسے یا اسی کا تعین  
 اُس سے کھدائی ہے نام و نشان چھوڑ  
 لبِ شیریں سے ترسے ہو گئی شیریں شہور  
 ہو گئے لگے گرفتار سے پھلے ہر شیار  
 خوں بھانڈا میں نے تے کر کے معاف  
 آج ڈویل میں کھلا راز محبت دشمن  
 تجھ سے متا ہوں ترا جو رستم سمجھتا ہوں  
 میں باکش تھا مجھے یاد کرو گے اکدن  
 تیری لیلے سے مرایا ہر اہم فائق  
 کوئی مجھ سا نہیں جو رستم سمجھنے میں

دست گلگون ہنسنے محتاجِ حنا میرے بعد  
 تیری آنکھوں سے گئی شرم و حیا میرے بعد  
 چشم بیمار کی ہوتی ہے دوا میرے بعد  
 نیر تیری نصیب ایسا بچا میرے بعد  
 میں چلا تیرا گھسان ہوا میرے بعد  
 تیرا عاشق کوئی ہو گا نہ ہوا میرے بعد  
 کون ہو گا تیری قیامت پہ فدا میرے بعد  
 یہ تعجب ہے عدو دوست بنا میرے بعد  
 مرتبہ دشمن ہوا نکا گشتا میرے بعد  
 کوہ غم نے بھی عجب کام کیا میرے بعد  
 آکے پوچھے جو کوئی حال مرا میرے بعد  
 نام فرما دو کاٹیشے پہ چڑھا میرے بعد  
 تیری زلفوں میں پھر کوئی پھنسا میرے بعد  
 یہ وفا تھی کہ مر خوں بجا میرے بعد  
 میں گرا پھلے و غش کھاکے گرا میرے بعد  
 شکر اس کا ہے مرا نام رہا میرے بعد  
 زلف نہ ہو گی جو گرفتار ہلا میرے بعد  
 پھر تو درجہ ارے مجنون ہے ترا میرے بعد  
 تو نکالے گا بھلا جہل کیا میرے بعد



<p>بدو عاتقی کسی مظلوم کی جو ساتھ ہی تھا  مُنہ پہ کھدے ہر غیبت کی ضرورت کیا  پایگا تو بھی مرے صبر و تحمل کی سزا  چار ناچار سہا کرتا ہے ظالم کا ستم  تو نہ بھولے گا میری یاد دلائینگے تجھے  لگتے سبجان سخن سنج مثالِ آتش</p>	<p>آگئی دشمنِ ظالم کی قصا میرے بعد  تو نہ کر اسے مرجان میرا گلا میرے بعد  ارے دشمن جو زمانے میں کاما میرے بعد  میرا دشمن مرا شاگرد بنا میرے بعد  حکم و تسلیم و رضا صبر و وفا میرے بعد  معفرت کی ہیں رائیذ و عامیرے بعد</p>
<p>پھلے ہی کچھ چکے گویا و ظفر غالب و جبر  کون کہتا ہے مین دیکھو گا ولا میرے بعد</p>	
<p>کس پہ ڈھاؤ گے ستم میرے بعد  کیون نہ دشمن کو ہر غم میرے بعد  آئیگا آپ کے دم میں دشمن  بنگے خلق مجسم ایسے  کیجئے دشمن نابل پہ آپ  روز ہوتی ہے جھڑپ دشمن سے  مور و جہر نصین ملتا ہے  کس نئے ڈھنگ سے بدلا افسوس  کس کے سینے میں گھٹیکا اے دوست  ہو گئی تیری حقیقت دشمن  بُت و شرک کی ہے اچھی سنگت</p>	<p>(۱۲۳) کس پہ برساؤ گے غم میرے بعد  گھٹ گیا سپہ کرم میرے بعد  شوق سے دیجئے دم میرے بعد  آگیا پیٹھ میں خم میرے بعد  خوب دل بھر کے کرم میرے بعد  اُس کا ہے ناک میں دم میرے بعد  انکو آرام ہے کم میرے بعد  انکا انداز ستم میرے بعد  ڈر یہہ دشمن کو ہے دم میرے بعد  کھل گیا تیرا ہضم میرے بعد  اب نہ بکڑیگا دھرم میرے بعد</p>



<p>کوئی غمخوار نہ ہوگا میرا اُس کے رہنے کو کوئی دل نہ رہا سابقہ تم کو عدو سے ہوگا جان بلب ہون میں مرے دشمن کے نہ گرائے گا کوئی آہوں سے ہاے رونا تو کجا آنکھ میں بھی دُقر عشق کے کچنے کے لئے ہے سہراک۔ دو قدم آگے پیچھے نظر آئے گا نہ آنکھوں میں کبھی آپ کا ساتھ عدو سے نہ سکا تنگو رجعت سے بچا یا میں نے دشمنوں کو نہ رہے گا باقی</p>	<p>دل سے مٹ جائیگا غم میرے بعد اپنا غم خوار ہے غم میرے بعد ہے اسی کا مجھے غم میرے بعد دم میں آجائے گا دم میرے بعد آپ کے بام پر ہم میرے بعد نظر آیا نہ میں غم میرے بعد سر دشمن ہو تم میرے بعد رہرو ملکِ عدم میرے بعد حُسنِ خربانِ عجب میرے بعد عشق میں ایک قدم میرے بعد پھر نہ کھا سر کی قسم میرے بعد حیدر آباد میں غم میرے بعد</p>
<p>اے وِلا دیکھئے اس طرح میں کج کس کا چلتا ہے قلم میرے بعد</p>	
<p>جاتی تھیں ہے دل سے مرے گلاب کی یاد (۱۲۴) دشتِ جنوں میں عمر بہت گزر گئی گو کہنو کی سیر میں محسوس ہو بانگ اور کنار سے ہے قلابازِ نوحا شوق کفن کے دفنِ قاتلِ ظالم نے کیوں کیا</p>	<p>جس طرح غنڈی کے دل سے جن کی یاد لیکن لہزین سے نہ نکلی وطن کی یاد رہ رہ کے جھکوتی ہے اپنے دکن کی یاد کیا جانے کیا کر گئی ترے بانکپن کی یاد مقتول کے ہے ولین گلابی کفن کی یاد</p>



پھندا ہے زلفِ شب ہے پریشانِ خیال  
 شمشیرِ لب نے لی جو خبر کٹ کے رہ گیا  
 پروانِ شمع رخِ کسی کے تھے اہلِ بزم  
 وہ سنگدل ہے اس دن نازک سے خبر  
 عاشق کو بے قرار کیا سیرِ باغ نے  
 سنکر زبانِ تیشہ قاتل سے آج تک  
 لبِ ل گئے ہیں اسکی عداوت سے کج  
 دامانِ گل کو تھام کے رویا میں ہزار  
 آویزہ اپنے کان کا کر لون پھلینِ جلوب  
 ہر دم نئے نئے ہیں ستمِ آپ کے مگر  
 سیلابِ شاک سے مرے جانیرِ مواعِد  
 آنکھوں میں پھر رہا ہے شجرِ چمنِ چمن  
 ڈراپکی شکستہ دلی کا ہے ملکِ یو  
 گرمی سے بے قرار ہوئے دگل کو دھیکر  
 گلگوں قبایح کے اُتار سی ہے خوت  
 اب تک ہے میرے ولینِ محبت کی یادگار  
 فرقت کی شب بھی شامِ غربان سے کم  
 گلرو سے خانہِ باغ میں بل پسا گیا  
 تسبیحِ تاحین ہے دلِ بیقرار میں

اس لاف میں پھنسا گیا شکستن کی یاد  
 رہبرِ عدم کی ہو گئی تیرے دہن کی یاد  
 سوزِ دلِ حزن ہے تری انجمن کی یاد  
 ہے اس شکستہ دل میں کسی لشکر کی یاد  
 دیکھا جو سب آگئی تیرے وطن کی یاد  
 ہے میرے ولینِ واقف کوہ کن کی یاد  
 ہے خوب مجھ کو اس لبِ شکر شکن کی یاد  
 جب آگئی بھار میں گل پیرِ بہن کی یاد  
 ہے میرے ولینِ تیرے عشقِ عین کی یاد  
 دل سے نہیں گئی ہے سپھر کہن کی یاد  
 ہے ولینِ ستم میرے دمِ شعلہ زنجی یاد  
 گلشنِ مین گل کھلاتی ہے اس گلشن کی یاد  
 کیا بات ہے ہوئی ہے غریبِ وطن کی یاد  
 آئی جو انکو میرے لبِ شعلہ زنجی یاد  
 مقتول کے جو آئی انھیں پیرِ بہن کی یاد  
 آلودہ خون میں مرے گلگوں کفن کی یاد  
 رہتی ہے رات بھر مجھے صبحِ وطن کی یاد  
 عارض کو دیکھ کر اُسے آئی چرن کی یاد  
 زنا تار سے ہے بتِ بہن کی یاد



ایمان شکن ہے کفر ہے عشقِ بتانِ وِلا  
مومن کو تارِ سجدہ سے ہے برہمن کی یاد

### روایتِ والِ ہندی

جب ہوا زہد کو اپنی پار سائی کا گہنڈ (۱۲۵) کیون نہ ہو اُسن تو کچھ پٹری چلی گئی گہنڈ  
کیون نہ ہو بیدل کی اپنی بیدلی پر فخر و ناز  
کیون نہ ہو خونِ دلِ عاشق کو اُن پر تھوڑا  
کیون ترے کھٹکڑ کر جائیے ہم سوانہ ہون  
اُسکے دم سے قافلہ ہے منزل مقصود پر  
کیون لبِ جانِ بخش سے عیسے بنے ہیں ہم خود  
جھکو تیری آبیاری سے ہے خونِ لہنا ز  
آج زہد اُس بت کا فریہ ہوتے ہیں فدا  
تیری صورت سے عیان ہے تیرے لکا لکڑ  
زادہ و لاجِ جنین سے ہے سیرِ رومی کا خوش  
بارِ خاطر سے ترے پاتا ہونین گردِ دلال  
تو نے اجاب پر اسے بے وفا کرتا ہے نا  
ناخنِ شانہ کو نازِ مرشد گافی کیون نہ ہو  
بزمِ مین و یکساں نہیں کیا رو سے رشکِ افروز  
غیر کی خاطر کیا ہم پرستمِ بیگانہ وار  
ہم و فادار و کو ہے اپنی و ناداری پہ نا

کیون نہ ہو اُسن تو کچھ پٹری چلی گئی گہنڈ  
جب دلِ دلدار میں ہے دلربائی کا گہنڈ  
دستِ گلگون کو ہے جب رنگِ خانی کا گہنڈ  
عمر بھر جھکو رہا اپنی سچائی کا گہنڈ  
کیون بخور رہے ہو اپنی رہنمائی کا گہنڈ  
کیا ہوا وہ آپکی معجز نائی کا گہنڈ  
تجھ کو ہے برگِ حنا دستِ خانی کا گہنڈ  
جھکو تھا و نرات اپنی پار سائی کا گہنڈ  
ہے تجھے واعظِ عبثِ وقتِ ریائی کا گہنڈ  
ہیں تے نادانِ جنھیں ہے جبرِ سائی کا گہنڈ  
تھا مجھے جانان سے دلکی صفائی کا گہنڈ  
دلکو میرے تھا تری دیرِ آشنائی کا گہنڈ  
جب تجھے غلام ہے اپنی کج ادائی کا گہنڈ  
شمع کو ناحق ہے اپنی روشنائی کا گہنڈ  
تھا غلط نا آشنائی کا گہنڈ  
بے وفا و کو ہے اپنی بیوفائی کا گہنڈ



<p> کچھ نہ ہاتھ آیا شکست دکھاتا کو علاج  چھوٹ کر بند قفس سے عشق گل میں جا پھینسا  گرچہ چٹکھارا گیا ہے آج آؤ ہلکی گھٹک  بیگیاں دل گیا زلف رسا کیسے چپ میں  ایک بھی چلتے نہ پانی آج اسکے روبرو  کھوڑا دل اسے اسے دلی تلافی کے سبب  اپنے ہاتھوں ایک ٹھوکر سے ہرے پامانی  اسکے آگے کچھ نہ ہاتھ آیا نہ اسکے سوا  دست دیا کھینچے ہرے پاجا فرشتہ نکلیا  غیر کے محتاج میں جنکو ہے شاہی کفر و  ناخن عثمان میں ہے دستِ یزدانی کا زور  میری غیرت نے گوارا کی نہ غیرت کی ہڈ  سحر کو جا دو بیانی پر ہے پانی نخر و ناز </p>	<p> گرچہ تھا اسکو خواہص مومیا کی کاہنہ  بلبل ناوان کو تھا اپنی رہائی کا گہنہ  دشمن مرد و دو کو ہے بے حیائی کا گہنہ  دلربا اسکو نہ تھا اپنی رسائی کا گہنہ  رستم نادانکو تھا زور آزمائی کا گہنہ  ہے غلط عاشق کو اپنی جھپٹائی کا گہنہ  پاسے ناز کو نہ تھا نازک ادائی کا گہنہ  جنکو عاشق تھا عبث کا آزمائی کا گہنہ  خواب غفلت میں جنھیں تھا چارائی کا گہنہ  شاہ میں ہر جنکو ہے اپنی گدائی کا گہنہ  دور عثمانی کو ہے کل کشائی کا گہنہ  زور بازو سے رہا اپنی کسائی کا گہنہ  محبو ہے اپنی طبیعت کی رسائی کا گہنہ </p>
---	--

ہے مثل جسکو میا چاہے سھاکن ہے وہی  
اے والا باطل ہے اپنی خود نمائی کا گہنہ

### روایتِ دالِ معجمہ

<p> ہم لکھا کرتے ہیں اس شوغلو اکثر کاغذ  میرے قاصد نے جو کی ایک نظر کی خوش  نامہ برتنے کبھی چاہو مرے خط کا جو آ </p>	<p> (۱۲۶) پاک کر دیتا ہے بے دیکھے شکر کاغذ  یار نے پھینک دیا ہاتھ میں لیکر کاغذ  ترے منہ پھیر لیا پھینک کے سپر کاغذ </p>
--	--



<p>جب مرے خط کو وہ برعکسِ عمل پڑھنے لگا          قافضے کے لئے ناسخ ہوئے ایسے محتاج          زلف کی قید میں جکڑے ہوئے غفلت میں تیر          شہرتِ خط سے ہوئی نامہ نگار کی وہ دہم          کاغذ زر سے بڑھی کاغذِ مکتوب کی قدر          لکھیا خط و کتابت کا پتا غیسرو کی          اڑتے پھرتے میں تپنگ کی طرح کثرت سے          کثرتِ رسل و رسائل کا ملا اس سے ثبوت          بیرنجی سے نہ دیا تو نے مرے خط کا جواب          لے چلا نامہ عاشق کو ہوا پر قاصد          تیرے غصے کے تصدیق جو نہ آتا نہ جکو (ق)          تو نے تعظیمِ کتابت میں اٹھاتا او سکو          دور سے قاصدِ دلبر جو نظر آنے لگا          میں نے چو ماترے سر بند لہانے کاؤن          یوں لہانے میں ہے ناسخ کا کلام شیریں</p>	<p>بنگیا آئینہ حسن کا جو حشر کا غنہ          نہ قلم ہے نہ سیاہی نہ میسر کا غنہ          نہ تو کا سب نہ قلم ہے نہ میسر کا غنہ          نہیں ہوتا مجھے دنیا میں میسر کا غنہ          تول کر دیتے ہیں سونے کے برابر کاغذ          تہہ بہہ جتنے لگے ہیں تہہ رستر کا غنہ          کوچہ یار میں اغیار کے پھٹکے کاغذ          میں نے پلے پلے ہیں تہہ کوپے میں ان کاغذ          بد مزاجی سے ہوا داخل دفتر کاغذ          طائرِ روح کے بازو میں ہتھ پیر کاغذ          چھوڑ کر ہاتھ سے جاتا نہ قدم پر کاغذ (ق)          اور نہ آنکھوں سے لگتا نہ دلب کاغذ          تیرے عاشق نے لیا ہاتھ سے ہر کاغذ          تھا عجب لب شیریں سے ترے تر کاغذ          جس طرح باندھتے ہیں قید کے اوپر کاغذ</p>
<p>ذوقِ پایا نہ دلانے سخنِ ناسخ سے          رہ گیا کوزہِ مصری پست کر کاغذ</p>	
<p>لاترے پر کو بنا دوں میں کبوتر کاغذ (۱۲)          خانہ یار میں پرچھاڑ کے وہ کہنے لگا (ق)</p>	<p>بال و پر سے کھین کر جاسے نہ اگر کاغذ          نامہ شوق کا ہے آج مر پر کاغذ</p>



لکھ سکوں حالت بے تابی دل حرفِ بحر  
اختلاجِ دل مخزون جو رقم ہونے لگا  
اشکِ گلگون سے مرا کاغذ خط ہے ابری  
کردیا شکوہ انکار سے انکار جدا  
جب لکھی رستی قد کی ثنا ستودا نے  
حال گویا نے لکھا چینِ بحین ہونے کا  
شکوہ چینِ بحینی سے پڑی گھپہ شکن  
میری آہوں کے جو دمیت قاصد سے نہ جا  
محکوم بہات مری آہ نے کھنکھنے نہ دیا  
روشنائی مرے دید کی سیاہی سے بنی (رق)  
یا جب پڑھنے لگا اسپر پڑی میری نگاہ  
خط کے کھنکھنے میں جو یا خطِ عارض کا خیال  
حیلہ خط میں ہوا عاشقِ محزون کا وصال  
خامہ کا تب تقدیر کو شرم آنے لگی  
آتشِ عشقِ ٹپکنے جو لگی خامے سے  
ہے زبانِ قلم کا تب تقدیر کا قول  
کبھی اُڑتا ہے ہوا پر کبھی بند ہے پتہ لگ  
نستہ مشت ہے تدبیرِ کتابت کے لئے  
اسکے شیرازہ اور اوراق سے بقی ہے کتنا

ہوا اگر صفحہِ عالم کے برابر کاغذ  
اگر گیا ہاتھ سے عاشق کے اچھل کر کاغذ  
ابرویدہ سے مرے خط کا ہوا ترک کاغذ  
ویدیا پاتھین قاصد کے کتر کر کاغذ  
نصین پایا کبھی محتاجِ مسطر کاغذ  
جیسے رکھتا ہے شکن صورتِ مسطر کاغذ  
اس مرے خط کو نصین حاجتِ مسطر کاغذ  
خود بخود جانے لگا ہاتھ سے اڑ کر کاغذ  
اڑ گیا ہاتھ سے ماتد کبوتر کاغذ  
ورقِ دل سے ملاحظہ کے برابر کاغذ  
رکھ دیا ہاتھ سے غلام نے جھجک کر کاغذ  
بنگیا مدتِ عارض میں گل ترک کاغذ  
نا توانی سے ہوا جب تن لاغہ کاغذ  
بنگیا خط سے ترے راز کا دفتر کاغذ  
بنگیا خط کا مرے بالِ سمندر کاغذ  
خطِ تحریر میں ہے لوح سے بہتر کاغذ  
ابری طرح ہوا سے ہے بسکے کاغذ  
قدرتِ خامہ تقدیر کا منظم کاغذ  
اپنے مکتوب سے ہے تو وہ دفتر کاغذ



<p>عمر نہ دہریں وڑا تے ہین اُنیکے گھر رٹ کاغذی ناؤ سے اُترانہ کوئی پار کبھی واو خواہون کے لئے خاص ہے کاغذ کا لہا رنگ لاتا ہے کبھی صفحہ عارض کی طرح کتبِ علم بیان محرم اقسامِ کلام صفحہ کاغذ عکسی بُود اُیسے عکس تاؤم کھانے لگے دیکھ کے سوا کی غرا</p>	<p>ہے جہان گردِ فلک میرِ تکار کاغذ کاغذی پھول سے ہو گا نہ معطر کاغذ سرخ خط و قول و تمسک ہے مقرر کاغذ کبھی افسانہ ہی ہوتا ہے منور کاغذ حاصل جسم سخن جان سخنور کاغذ عکس تصویرِ شیند مہر تن بر کاغذ پڑھ گئے صفحہ دیوان سے اُنک کر کاغذ</p>
<p>کیون نہ ہونا میری بلبلِ گلشن کو قبول میرے خط کا ہے والا برگِ گل تر کاغذ</p>	
<p>روایتِ رائے جملہ</p>	
<p>ہے گل کو اگر ناز تری گلبِ دنی پر (۱۲۸) بلبل کو مسرت ہے تری نغمہ زنی پر نادم ہے وہ خود اپنی غریب الوطنی پر ملنی ترے کوچے میں جگہ کچھ نہیں مشکل جب بید ہنی پر ہے تری خلق میں تکرار میں غایہ کعبہ میں چھپا دوں میرے بت کو کیا نخلِ محبت کا ثمر ہے یہی ایجان غصے میں تری تلخی گستاخ کو جانان سینے سے ہوا پارِ تسلیم ہے مرا غم</p>	<p>غصے کو تفاخر تری غنچہ دہنی پر طوطی کو حلاوت تری شکر شکنی پر افسوس ہے عاشق کو تری طعنہ زنی پر رجم آئے اگر میری غریب الوطنی پر کیا حرف ہے عاشق کی دریدہ دہنی پر واعظ کو ہے اصرار اگر بت شکنی پر آبادہ ہوے آپ مری پیخ کنی پر ترجیح ہے بے شک میری شیریں بختی پر قربان ہے دل آپ کی ناوک غلٹی پر</p>



<p>فرمائش شیریں سے بہا دودہ کا دریا جب فخر ہے حاتم پر کریمان جہان کو ابرو کے اشارے سے ہوا قتل ہمارا تاراج ہو سے صبر و خرد ایک ہی شب میں</p>	<p>فرما دو کو کیون ناز نہ ہو کوہ کنی پر حاتم کو نہ کیون رشک ہو عثمان غنی پر قربان ہے دل آپ کی شمشیر زنی پر اسے زلف تعجب ہے تری راہ زنی پر</p>
<p>ہو جائیگی خالق سے قولا میری شفاعت جب مجھ کو بھروسہ ہے رسولِ مدنی پر</p>	
<p>مہرے میں خدا گل تری ناز کب دینی پر دانت کو ترے فوق ہے درعدنی پر عاشق کو ترے ذوق غریبِ اوطنی کا ایمان ہو اگر ترا وعدہ نہیں کچھ عنتم تائب ہوا گل آج ہے بخانے میں ہو چورد یون ہی ترے کوچے میں پڑا ہے مرآ دل توڑ دیا تو نے مرادِ لبِ خطِ سالم تو غیر کو کرتا ہے رقابت کا اشارہ نازک ہے بہت زندگی مرغِ دل آ تراق بنا شربتِ لعل لبِ جانان سینے سے گیا دل تو ہوا رنجِ مینِ نام صدقے میں آ کر کہے ہے ذوقِ سخن کا</p>	<p>(۱۲۹) قربان ہے بلبل تری گل سیر ہنری پر لب کو ترے برجِ عفتیں مینی پر کو چیکو ترے فوق ہے حبِ اوطنی پر ہے مجھ کو تاسف تری پیمان شکنی پر لعنت اسے زراہد تری تو بے شکنی پر کیا رحم نہیں تجھ کو مری بے کفنی پر آتا ہے مزا تجھ کو مری دشمنی پر لاحول ولا قوت ہے تری طبعِ دنی پر ہے جس کا نشین ترے شیر کیانی پر جب اُسے پلایا مجھے میر کی کنی پر اغیار کو ایراد ہے کیون سینہ زنی پر استاد ہیں نازان مری شیریں بنی پر</p>
<p>لایا ہوں قولا قلم زم دل سے مضمون</p>	



غواص کو حیرت ہے مری غوطہ زنی پر

تبسم یا رکاجھ سے ستم ڈھاتا ہے دشمن پر  
میرج ہلکھین ہون جسکو شمع گل نے گایاں دی ہیں  
میں وہ منصوبہ باز عرصہ شطرنج ہوں جس کے  
میں بسمل ہوں کسی خوزیر کے دستِ حنا کا  
چرخ میں تذکرہ گل کا گلون سے عشقِ طبل کا  
کھین غنچہ کھین ہے گل کھین گرس کھین سنبل  
ترے بیمار کو حاجت ہے آہن تاب پانی کی  
ہوا اٹھاتا ہے میرا شمع و پھر پھر کے گلشن کی  
کھنچی جاتی ہیں جبر سنگدل سے آہنی جانیں  
کیا تاش نو کو آبتیغ سے سیراقتل میں  
تلاش غیر میں وہ آگئے ہیں بدگسان ہو کر  
تھارے دیکھی سختی پر ہوئی ایذا بے رحمی  
اگر تازگہ ترکان سے بلجائے تو کیا کمنا  
کلیجہ تھام کر ہوتا ہوں بے خود زخم چھانکی  
ہماری آنکھ سے دیکھو تو پاؤ خط جوفانی کا  
چھپایا مصحف عارض کو زلفِ محال کا فرنے  
جگہ دی خانہ ولین لگایا اپنے سینے سے  
بھایا خون شیشے کا ترے دستِ حنائی نے

(۱۳۰)

وہ جل جانا ہے جب کرتی ہے بجلی میرے خرچ  
بھڑے ہیں پھول اسکے منہ سے میرے دیکھے دین  
پیادے پات کرتے ہیں سوار فیل و توسن پر  
ترب یہ ہے کھین دہتہ نہ آئے اسکے دہن پر  
پریشان حال سنبل کا زبان شمع سوسن پر  
دہان و چشم و رخ کا کل عیان ہیں و گے گلشن پر  
تری تلوار میں ہے تاب قائم آب آہن پر  
ہنسی آتی ہے بجکواس چراغ زیر دامن پر  
حکومت سنگ متناطیس کی ہے سحر آہن پر  
رہبگاشتر کا قاتل کا احسان میری گردن پر  
وگر نہ کج کیوں آنے لگے وہ میرے سکن پر  
مرے سوزِ جگر سے چڑھ گئی ہے آب آہن پر  
نہ لپچائے دل زخمِ جگر پھر نوک سوزن پر  
اگر قسمت سے پڑتی ہے نظر اُس ناوک افکن پر  
خود آرائی سے کیوں اترا رہے ہوا اپنے جوبن پر  
توجہ شمع سے بڑکھ رہے اُس بت کی برہمن پر  
تصدق ہو گیا دل اُس نگاہ ناوک افکن پر  
خطا تھی باپ کی خون گلیا بیٹے کی گردن پر



ہماری طبع روشن سے وِلا مضمون یہ ہاتھ آیا  
رہیگی شمع۔ روشن تا قیامت اپنے مدفن پر

نقابِ نازِ رکافی نہیں اُس سے روشن پر (۱۳۱)  
تیرے ہیں دانت موتی حقہ گوہرِ دہن تیرا  
لبو نہیں ہو گئی تکرارِ جب و انتوس کے جوہر کی  
نخافت سے فنِ تشریح کے کام آگیا ماشت  
مہ تابان ہیں بیشک جلوہ گرِ دیو کی اوجھل میں  
کسی خورشیدِ تابان نے لگا دی آگِ تربت میں  
فلکِ میری سے تیرے بادِ پاسے آتشیں جہم کی  
میرے خورشیدِ تابان کے لبِ دندائیا کیا کھنا  
قیامت ساتھ لائیگی تیرے عاشق کی پاہلی  
ستم ہے خاکساروں پر ترا دامن جھٹکے مینا  
جُرانی کیا ہوئی جب رحم کا طالب ہوا عاشق  
ہو واجب عاشقِ مضرِ فلک ہنرِ نگِ ملیل کا  
رنج ہے میرے خونِ دل سے تم نے دستِ گلگون  
لگاتا تھے پیر کا عشق بت میں ہو گیا کاسر  
میرے ہی خونِ دل سے دستِ ناز کی ہو گی گلگون  
اگر دعوے کرے گل رنگِ بو میں تیرے عارض کا  
میری گردن میں اُس ششادِ قد کا طوق ہے ایسا

چرخِ اندر ہے پر وہ چاہئے کوٹھے کی حلین پر  
قفا خربے سخنِ سخنگو اس شیبہ روشن پر  
مشخص ہو گئے موتیِ سخنِ ندائے کندن پر  
کمل ڈیو نکا ڈال چ ہے قاعِ مرے تن پر  
جھجھی تو چاندنی چھن چھن کے پڑتی ہے مرے پنا  
پڑھتی ہے وہ ہر کی زربفت پیا دیر سے مدفن پر  
مہ لو کا گمان ہوتا ہے رو سے نعلِ توسن پر  
جی لعلِ بدخشا نیکی نہ میرے مکے معدن پر  
پڑیگا ہاتھ میرا مشربِ قاتل کے دامن پر  
عبارِ راہ بھی نہ کر نہ بیٹھے تیرے دامن پر  
پیامِ صلح پر آنا رہن لڑنے کے چیتوں پر  
گلِ خورشید کا سایہ پڑا شلخِ شمیم پر  
دِبال آیا ہے کیوں دزدِ حنا کا میری گردن پر  
کسی زائد کا دل جب آگیا پور برہمن پر  
مرنگے سیکڑوں اور خونِ آنکھ کا میری گردن پر  
قسم حق کی چڑھا دو گامینِ ابرگِ سوسن پر  
اکہ جیسا طوقِ احسان سر کا قمر کی گردن پر



بحرِ ہوتا وہ بت کا فرخیل اللہ کے آگے  
مجھے عشاق کی کثرت سے ہمد روی یہ ہاتھ آئی  
نہرا روں بت شکن گرتے وہیں پاسے ہر پہنچ  
ہمیشہ مصر بان رہتا ہوں میں دشمن کچھ دشمن

قولا اس طرح میں رہ رہیں غالب اور اسیر اپنے  
خدا آتش زبان آتش ہماری طبع روشن پر

آگاہ کیوں ہوا ہے تو اسکے ہلاک پر  
خود بینی و غرور کی حد ہو چکی جناب  
دشمن کی ہیں ہمارے یہ سب کار سازیا  
پیتے ہیں خون کھاتے ہیں غم تیرے شیش  
دشمن ڈرا اشارے سے ہم نے بڑا دیا  
لینے کو کیوں بیٹھتے ہیں خدا خیر ہی کرے  
انکا شکار انکے نشانے پہنچ کہیت  
ہو کر بھی خاک ہاے نہ گردش سے ہم بچے  
ولمیں تزیحال رہے یا کہ غم رہے  
قبضے میں میرے مصحفِ حاضر ہے ایہ عہد  
منہ پر ہے ہاتھ ضبطِ قنارِ حوش و لکھے سما  
پامال کیا ہوے کہ ہوئی قلبِ ہرست  
بحر و جفا کی ہو گئی حد اے سنگد و  
برا لاکا کے ہم بھی آرائیں گے ایک دن

(۱۳۲)

بسل تری نمک کا تر پتا ہے خاک پر  
نکلی بھی بیٹھنے نصیب پاتی ہے ناک پر  
تکے ہیں آج راہ گزر کے مفاک پر  
ہے اپنی زندگی غمِ دل کی خوراک پر  
کام اپنا ہم بنا ہی چکے اُنکی دہاک پر  
ہم کو بھی ہے تپاک تھارے تپاک پر  
وہ ہیں ہماری تاک میں ہم اُنکی تاک پر  
ہم کو بھپار ہا ہے کھار اپنے چاک پر  
رضی بھین ہے عشق مرا شتر کی پر  
کیوں فاتحہ پڑھوں نہ تری روح پاک پر  
ٹھہرا ہوا ہے شیشے کے اپنے کاک پر  
کشتہ ہے تو ناز ہوا اپنی خاک پر  
رحم اب تو کچھ کرو دل اندوہناک پر  
اے سنگدل چٹان ہے تیرے تپاک پر

ادمن پڑ کے ہم نے اُبھارا اُسے قولا



افسوس کیوں ہے اپنے گریبا کے چاک پر

غصہ کچھ اس قدر ہے سنگمر کی ناک پر (۱۳۳)  
سیکش اداسے دختر زر پر فدا ہیں کج  
پلکین ہیں تو پھر ترسے تازگہ کے سنا  
بے خودی ہے جوشِ محبت سے زہم  
جز ثقیل سے بھی نہ ہرگز اتر سکیں  
تو شک سے بھی غرض نہ سہر کی آستین  
وہ کر رہے ہیں غیر کی سازش سے فکر  
کشتہ تو ہر چکا ہوں مگر کمیسا بنوں  
بد قسم تو کی گردشِ قسمت سے بے سبق  
ہندی لہو لگا کے شہیدِ زمین مل گئی  
بیٹھے ہیں ہم خطوطِ رساں کا ہے انتظار  
ہم سامنے ہیں ہاتھ میں تیرے کتابت  
زادہ کے ساتھ دختر زر کی نہ بن سکی  
میلنس اپنا آپ سنبھالو تو خیر ہے  
دل میں کہئے تو اکٹھ کی تپنی بنائیں ہم

اکٹھی نظر پڑی تو گسراں ہے خاک پر  
انگلی قدم قدم پہ وہ رکھتی ہے ناک پر  
چلنے لگی مشینِ دل چاک چاک پر  
عاشق ہوئی ہے دختر زر پوز ناک پر  
غم کے پھاڑ ہیں دل اندوہناک پر  
ہم تھے تمام رات اُسی فرس خاک پر  
لعنت ہے ایسی زندگی خوفناک پر  
پڑا ہے گرتھاری نظر میری خاک پر  
کیا ناز کر رہا ہے کنوین اپنے چاک پر  
رضی نصین ہے خون جگر اشتر اک پر  
سنے ہیں آج انکا خط آیا ہے ڈاک پر  
شنا باش آفرین ہے ترے اٹھا ک پر  
آخر کو انفضال ہوا انفکاک پر  
سیکل سے ورنہ تم پھسل آؤ گے خاک پر  
کچھ انحصار حسنِ نصین آکٹھ ناک پر

ہے اس کے اختیار میں سب کچھ مگر وِلا

تکبہ کئے ہوئے ہیں خداوند پاک پر

جو میں نے دیکھی تمھاری صورت بناؤں آئینہ کھا کر (۱۳۴) جبین روشن تھی کدورت نگہ میری آئینہ میں پا کر



لوں آئے کیا جو بوسہ بگر گئے ناک بھونچا ہا کر  
 چور اٹکا ہے یا تحافل جو کستے ہیں ہاتھ اٹھا کر  
 قیاس پہ کھدیا زمین نے چلے وہ نقش قدم سنا کر  
 ہوے پس پشتِ ذوقِ انفراب نے ہیں نالت اٹھا کر  
 ہم آئے تھے حکم پر تہارے ستمگر وگنو خدا ہی سمجھے  
 رہے جو خلوت میں اتنا تو بیدار کہین بھی اٹھا کر  
 بھلے خون کر کے خود غلام ہوا جو گردنِ خونِ قائم  
 وہ دینگے یا ہم کو ایک بسہ وہ لینگے یا ہم سے ایک بسہ  
 جو آئے وعدے پہ وہ ستم خرچہ ہیں فی کمان بڑ  
 جو آج کا یہ دہن ہے غنچا تو عارضِ سرخ بھول سکا  
 سبقِ ماتیہ دوم نے خطِ غلامی لکھا ظلم نے  
 کیا ہے جسدن سے دل ہمارا ہم آہِ دلبر پہ سجے سہا  
 نہ کیوں ہو عشاق کو تاسف ہوا ہے غیر سے بے تکلف  
 کرو نہ دلبر پر ہم بھروسہ کبھی نہ پاس گے اسکا بوسا  
 خود آپہ حیران تھے ماہِ طلعت کہ ضمیر کیوں ہیں مجھ پر  
 ہوئی ہے حالتِ خراب اپنی اٹھاؤ منہ سے نقاب اپنی

ادب سے واپس آیا جو بوسہ تورہ گئے اپنا منہ بنا کر  
 بھصہ اپنا ہے یا گل جو چہرہ میں جاموش سر جھکا کر  
 سناو یا شبہ ناز میں نے نزاکت اپنی مجھے دکھا کر  
 وہ دیکھتے ہیں مرا تہا شاعر سے ڈیل مجھ پر لڑا کر  
 بٹھا دیا تہا دھوکس نے تمہاری خلوت میں چن چھپا کر  
 کہا بگر کر لحاظ میرا ذرا تو اسے بندہ خدا کر  
 ملا شہید و زمین آپ غلام وہ اپنے ہاتھوں میں لگا کر  
 کھونہ کیوں کھنچو بھر و سہ پڑے ہیں جب منہ سے ملا کر  
 مرے لئے ناوک کہ کو وہ آنکھیں لائے تھے چھپا کر  
 کرین نہ پھر وہ دل ہمارا لئے نئے روز گل کھلا کر  
 بحرِ سخت جانی کا یار ہم نے سبق لیا اپنا سر کٹا کر  
 پڑتے ہیں بے خانمان خدا را تہا رہ کر چھ کو کھٹا کر  
 ذرا تو کرات تک توقف را تو اسے بے حیا کیا کر  
 بخیل دیکھا نہ ایک پیسا فقیر کو اپنا ہاتھ اٹھا کر  
 تو اٹھے عاشق نے انکی صورت کھادی دی آئینہ اٹھا کر  
 دکھا دکھو آب و تاب اپنی چہرہ غلطتا ہو کھیا کر

قولا جو خلوت میں آئی کہنتی لیک کے اُسے بجائی گنتی

نہ چھر کوئی آئے پانی گنتی کہ آگیا غیر سے اٹھا کر

جلالین پور آئے پہل ہمارا جو گل اس میں لگا کر (۱۳۵) بھائیں آنکھوں سے ہم بھی دیر یا پھر اپنے آنسو بہا کر



عدو سے انھیں لڑا رہے ہو تم اپنی صورت کو دکھاؤ  
 اور ہر چہلے ہو اپنی صورت خلاف میں تم چھپا چھپا  
 نہ اس طرح سے گراؤ چل دے تم ہاتھ اٹھا اٹھا کر  
 بڑبائی اغیار کی عداوت ہماری عزت گستاگستا  
 وہ بچی مغل میں گارے ہیں غزل کا مضروب تباہ کر  
 وہ خواب میں آئے تھے سر پہ لکچر اور نکاح طلب ہو چکا  
 وہ اسکے دہرے میں آچکے ہیں نہ اسکو اپنا بنا چکے  
 نہ اپنی قیمت کے ہم میں بارے تمہارے کرتوت میں سدا  
 نقاب عارض ہو یا سے نصیب تم ہٹ جاؤ تم جھانک  
 سکوتِ ناش نے یہ سنو دی کہا کہ عافیت فی تم  
 وہ میری قہقہہ سیاری سیاری ہی بیٹھ گیا اور تمہاری  
 کھانچی غیبت بڑی کیسی عداوت ہے۔ دشمن کی ایسی سی  
 پھنسنے میں خود کو کیا چھنسا یا کیا تھا اپنا جو آگے آیا  
 میں نے ہلکے سے یار حیران قدم قدم پر ہے تمہارے  
 جو بال میں تم کو یوں نیچا رکھا تھا سینہ بلند کیا  
 ہوا ہوں میں مبتلا شے گل ہے میرے دکھو قدیں گل  
 بنا دی وہی جفا و غم نے قلم دیا تنہ دو دم نے  
 دُعا سے پھر ہم بھی ہاتھ اٹھا میں اشرک لانا چاہتا تھا  
 تو مصحفے واگرد کہا دے تو اس پر میں ہم ہزار تو

ہمارے کیونٹیں ہر ازار ہے ہر تھا بین منہ چھپا  
 اور دکھاتے ہو اپنی صورت (غضب یہ) ہمارے دکھا  
 نہ اس طرح دکھا جو میں تم اپنا آنچل گرا کر اگر  
 گستاخی اجباب کی محبت کدورت کو بڑبڑا کر  
 ہمارے دکھو تمہارے ہیں وہ اپنا عشوہ دکھا  
 کرم سے اپنے لگے ہو گستاخ ہمارا شتا نہ ملا ہلا کر  
 وہ اپنے طلب لایچکے ہیں عدو کو پی ٹر پا کر  
 نوشتہ بخت کو تمہارے بناتے ہو تم مٹا مٹا کر  
 نہ ہم کو ترسا واسطہ رحمت ہمارا اپنا دکھا دکھا کر  
 بنے ہیں جھوٹی قسم کے عادی مصحفے خٹھا اٹھا  
 عدو سے اب گفتگو ہے جاری ہیں سے ذہن ملا کر  
 کبھی نہ ہم سے جہالت ایسی بت سنگر خدا خدا کر  
 انھیں کی گردن طوق پاچھل میں زلفین بڑبڑا کر  
 پھر ترخان کا ہے میرے خوابان تو لاٹ سے دم ملا کر  
 عدو نے کیا ہے جیانا یا شراب تم کو بلا ملا کر  
 کیا ہے دشمن نے نگوید دل مری شکایت سننا  
 جو سخت جانی کی مشق ہم نے جھانک کر سر نہ کٹا  
 کبھی ناگہان کے ہم کو عافیت سے پھر ہاتھ اٹھا  
 ہمارا سجدہ ہو تیرے آگے بت سنگر خدا خدا کر



<p>آنکھی باتیں سنار ہے میں ہمارے دلوں کو کہا رہے ہیں وہ آئے وعدے پر آج لیکن وصال نکاتھا غیر ممکن وہ محبت سب آج کیوں بنا ہے جوشیشہ دلوں ناکت ہے مے جرمِ انہ کے سچا چلی نہ کچھ آپ کی ہوا کیا یہ وصل کیا ہے بات کیا ہے اور ہر سے انکار ہو رہا کبھی نہ دنیا میں مکھنہ پائیں علی کے ہاتھ نہ سچا جگر میں غلام نے تیرا جو آبداری میں تھا کیا رہا ہرے میں رشکِ خلیل کو گیا اسی میں بخش گیا</p>	<p>زالی تھمت لگا رہے ہیں ہر دل سے باتیں بنا کر وہ چلے گئے کچھ کسی فن جو تھک گئے ہر مناسا تو شیشو کا امیر کیا ہے جو پھوٹا رہا ہے اٹھا اٹھا ہر اپنے اشجار کا تھا دوسرے ہزاروں میں رہا عدو کی خلوت میں چھا گیا ہے اور ہر سے پردہ اٹھا جو دُعا بھی بخشی ہر مناسا ہمارے دلوں کو کھا کھا ہر ہر ہر ہر دل ہمارا جگر سے پانی چرچر کر ہر ایک طالب ہے واہ واکاغل کوئی نہ سنا کر</p>
<p>نہ کا فرشتہ ہو کسی کا نہ کر کسی بست کی یا رو جا ولا دم واپسین ہے تیرا خدا خدا خدا کر</p>	
<p>رو لیفت راے ہندی</p>	
<p>میری خاطر خاطر زاہدہ سے تھا توڑ (۱۳۶) جا چکا ہے جب تیرا دل دوسرے کے ہاتھ میں مصحفِ عارض کا بوسہ گر تھے نہ ملو رہے خیرِ یارِ زمین ایسی بے بھائی ہے جس میں باغ میں ہے باغبان گل کی حفاظت کیلئے مے سے دعا کیوں مراد توڑتا ہے بار بار پھانڈ کر کے ایک کوئی گر نہیں تیری کند اس بات میں نہیں ہے شک باقی کوئی</p>	<p>مے سے کہہ کر سو بار تو یہ پھر مے سے سو بار توڑ تو نہ ہو گز بسیدلِ نادان دل لدا توڑ ہاتھ میں تیس لے اسے ہر من تار توڑ جس کی قیمت کا ہے نقد جان بھلے دلا توڑ بالِ پربل کے اور گلچین کا سر اکبار توڑ میری مدد ہوشی سے پہلے خانہ تھا توڑ خانہ کو بھی تو اسے رلف رسا دیوار توڑ کر کے پیمان سے بت پیمان شکن ہو بار توڑ</p>



<p>بارہ کربا بگی اسکی اور کیگی شرم سے جب گل گلشن گریبا مین ترے پھٹتے ہیں زلف ہندوسر اٹھاتے ہیں خط و عافیت فج تر گانگی چلی آتی ہے کیون نیز سے گھا باردول سے اچکا نخل محبت میں شرم</p>	<p>آئینہ جان بون پر اسے ظالم نہ تو تلو ار توڑ پھر تو اپنے عارض گلگون سے اک گلنار توڑ کفر کا فرایت قرآن اسے دیندار توڑ اس صف لشکر کو تو اسے حیدر کرار توڑ توڑ کر جان اپنی عاشق شمع کلفت بار توڑ</p>
--	--

لن ترانی غیر کی اسپر با ہوگی ولا  
ہوش قائم رکھ کے اسکی مہمت دیدار توڑ

<p>جب نہیں رکھتی ہمتیں ابرو خمدار توڑ (۱۳۷) اسٹرف تیر نگہ اور اسٹرف ہے تیر آہ کچھ دم شیر سے ہو جائیگی تیری ہڈ چاہتا ہے کہ تو انکونکی حقیقت جاننا رات گزری ہے خار سا غر خار میں منظر تیرے کفار کے ہیں ابھیر سکڑوں تیری عیاری سے ہم بھی منتفع ہوئے ایک بار صنع اسکنہ بنی سد سکندر میر جیان بھگیا ہے دلمین پانی اب ہے غرق کیا کشتہ پنہ مانت کوں نہ تھا جانکر خیر نہ کہیں ہے ترا دہن سے تازہ نظر کا کاروبار سید ہانی پر تری ہے گفتگو تو دید میں</p>	<p>آئینہ کے اپنی سپر سے پھلوان تلو ار توڑ آج ہم دیکھیں گے تیر و نکار سے سو فائز توڑ دم نہ جلدی اسقدر اسے عاشق بھارت توڑ کہیں پکڑ لے گئے کہ تیر سو نکار تلو ار توڑ جام سے لے با دہ کش نہ ہاتھ دھونا یا توڑ اپنا روزہ ساغر سے دم فطارت توڑ بڑے اسے زلف سافل مان بار توڑ آئینہ ہائل ہے یہ حیرت فرادیا توڑ چھوڑ دے چادر نگہبان تبہ چشم زار توڑ جانتا وہ بھی ہے ظالم باگ کے دو چار توڑ تیری انگیا پر مرے تازہ نفس کا تار توڑ شاہد نامت کوں نہ ہوا موشی سے جا رہا توڑ</p>
---	---



<p>ہین دہ شمشد رجبہ تیری مہربانی دیکھ کر ابر باران پر حکومت ہو چکی ہے برق چرخ</p>	<p>چشمِ سیفی سے طلسمِ حیرتِ اغیار توڑ ہو سکے تجھ سے تو میرے آنسو و نوحا تار توڑ</p>
<p>اس دغزل سے <b>وللا</b> بکڑے ہین گور شکست و منیر وہ ہین استاد سخن اُن سے نہ توڑ نہار توڑ</p>	
<p><b>روایتِ نر اسے ہوتوڑ</b></p>	
<p>ہے ناز سے بہتر ترے انداز کا انداز ۱۳۸۵ آنکھوں میں تری غمزدہ غمت کا انداز ہر آن سے ظاہر ہے ترے ناز کا انداز انداز کو ہے ناز ترے محسنِ ادا پر ابرو میں اگر بازو شاہین کی ادا ہے اسے سرورِ روانِ سر کو قامتِ پیری نا ہے بکد دری میں جبرئیل چال کی تیری اگر تھی دم عیسیٰ میں مسیحائی عالم پھر لوبھی جھک عارضِ گلگونہ اول ہے ہر آن میں ہین ناز و ادا اسکے نر لے سویارِ ہوا گل کے سدا پایہ تصدیق پڑتے ہین قدمِ ثاپ کے عاشق کے جگر کیون طائر جان آج تو پر توں رہا سینے میں مراد ل ترے تیر و نوحا نشانہ</p>	<p>انداز سے بڑھ کر ہے ترے ناز کا انداز اور رزم و کنائی میں ترے ناز کا انداز انداز سے باہر ترے انداز کا انداز عشوقوں سے نکلنا ہے ترے ناز کا انداز زلف و نمین تری چنگل شہباز کا انداز قرچی فغان میں مری آواز کا انداز پر یوں میں تری فکر کی پرواز کا انداز تیرے لب جان بخش میں اعجاز کا انداز بلبل کی چھپک میں تری آواز کا انداز نادر ہے مرے شاہد طر کا انداز بلبل نے اڑایا ہے گرہ باز کا انداز نادر ہے ترے اسبِ قدیم باز کا انداز ظاہر نفسِ تن سے ہے پرواز کا انداز انداز سے باہر قدر انداز کا انداز</p>



<p>آنکھوں پر چھاتے ہیں مجھے اہلِ تحب انداز سے بانہیں رکھتا قدم اپنا کیون ترے اڑایا ہے اربے لگش دھوکے سے مرے دکھ پھنسا میکوہ تیرا بھلا میکو دل جان پہ کھیلتا رہے آگے تم بات بناؤ نہ میری جان مرے آگے انداز کی تصویر کبھی نازِ حبا ہے قصہ کی طوالت پہ کیا زلف کو کوتاہ کچھ اوڑھو اپر نظر آتا ہے عزیز و دیک کے ترانے مرے دھین گئی آگ سہتا ہوں جدائی میں تری ناز بھی تیرا دل چھین لیا لوٹ لیا صبر و خرد کو استاد مرے داغ ہیں اس باغِ دکن</p>	<p>ہوتا ہے اسی سے ترے اعزاز کا انداز یہ ہے ترے گھوڑیکی تک تراز کا انداز نغون میں مرے نالہ و مساز کا انداز میں کچھ لیا زلف و دعا باز کا انداز بچپن سے ہی ہے ترے جاننا کا انداز میں خوب سمجھتا ہوں سخن ساز کا انداز کیا خوب ہے مانی تری پرواز کا انداز اس حسنِ بلاغت میں ہے ایجاز کا انداز طیارہ دل آہ ہوا باز کا انداز مطرب مجھے بھاتا ہے ترے ساز کا انداز یہ ہے فلکِ تفرقہ پر واز کا انداز ہے یہ بھی کسی نہانہ بر انداز کا انداز ہر شعر میں ہے بلبل شیراز کا انداز</p>
<p>طوطی کی حلاوت ہے ولا تیرے سخن میں نغون میں ترے بلبل شیراز کا انداز</p>	
<p>روایتِ سمین مہملہ</p>	
<p>چھوڑ جاؤ مجھے جلا دجنا کار کے پاس تم عیادت کو اگر آؤ گے بیمار کے پاس دل مرا جا ہی چکا جب مرے دلدار کے پاس</p>	<p>نیت نہ گہری مجھے آجاتی ہے تلوار کے پاس شوق سے کامِ مرضِ عابگِ اغیار کے پاس رکھ دیا جان کو اپنی قدم یار کے پاس</p>



دردِ دل کی ہے دوا دیدہ بیمار کے پاس  
 پوچھتا کیوں ہے وہ دلبر مرے دل کا طلب  
 دل گیا صبر گیا عقل گئی ہوش گیا  
 خارِ شکرانِ بین ترے عارضِ گلگون کے قریب  
 کس ششِ پنجِ مین تم نے نہ دیا خط کا جواب  
 ہے مرے تارِ نظر سے ترے عارض کی نقاب  
 تخمِ ریحانِ نظر آتا ہے ترا خالِ سیما  
 جان جانے پہ بھی آیا نہ مرے خط کا جواب  
 وان انا الحق تو یحیٰ ان دموم نا الیاری کی ہے  
 زلف کی قید میں عارض پہ پھلایہ مضمون  
 جان لاشے میں نہ آجائے مریمان کہیں  
 آکے بالین پہ کی مجھ پہ نظر خوب ہوا  
 ہے اگر آپ کو آئینہ حیرت کی تلاش  
 نقدِ دل دیکھ کے دلبر نے کہا غصے سے  
 ناتوانی بھی حد ہو گئی اے مھرِ فلک  
 گل گریبان میں لگانے کی ضرورت نہ رہی  
 خطِ عارض پہ کہنے جاتے ہیں عشاق کے  
 سرِ رہنہ ابھی میخانے سے نکلا زائد  
 مریہ حال پریشانی عاشق اسے زلف

نہ ملیگی یہ طیبہ کسی عطار کے پاس  
 جب مرادِ دل ہے آہی اُسی دلدار کے پاس  
 ہاے اب کچھ نہ رہا عاشقِ نادار کے پاس  
 گل ہوا کرتے ہیں اسے غنچہ دہنِ خار کے پاس  
 ہنسنے دیکھتے ہیں کئی خطِ ابھی دوچار کے پاس  
 آنکھ بھینچی ہے مرجانِ ترے خسار کے پاس  
 سبزہ خط سے گرا ہے ترے خسار کے پاس  
 خطِ ترے آئے چلے جاتے ہیں اغیار کے پاس  
 آج عشاق ہیں منصور تری دار کے پاس  
 بعدِ مدت کے خط آیا ہے گرفتار کے پاس  
 بعدِ مرنے کے نجانا کبھی بیمار کے پاس  
 چشمِ بیمار کو راحت نہیں بیمار کے پاس  
 دیکھئے آکے یہاں رکھا ہے دیوار کے پاس  
 سکہِ قلب ہے اس میرے خریدار کے پاس  
 سایہِ بیکر بھی نہ بیٹھے کسی دیوار کے پاس  
 پھولِ عارضِ گلگون کے ہیں خسار کے پاس  
 نقشِ قنبر ہے بے شک ترے خسار کے پاس  
 رہنِ دستارِ فضیلت ہوئی خار کے پاس  
 دیکھ لے آئینہ موجود ہے خسار کے پاس



کبھی دیوار کے آگے کبھی دیوار کے پاس اپنے سائے کو جو دیکھا تری دیوار کے پاس بہیہوش گنا غنزل اپنی کبھی سرکار کے پاس اے عدو ڈال دے تو مجھ کو دین ار کے پاس مہوڑا وہ اگر آجا میں ذرا تار کے پاس	سایہ بکر ترے کپڑے میں پڑا رہتا ہوں اگیا جوشِ غضب سے مجھے دشمن کا خیال بڑھ گیا ذوقِ سخن اچھا اے خسرِ حسن دشمنوں کی مرے جاناں کے طبعیتِ علیل خائے دل کا ٹیلیفون ہے جب تانفس
---	---

سحر و سیر آتش و غالب نے کہا ہے غنزل  
امتحان میں ہوئے تم آج ولا یار کے پاس

### روایتِ شینِ معجمہ

۱۴۰۵ تو عندلیب کو ہونے لگی چمن کی تلاش پھر ارہی ہے مجھے غیرت چمن کی تلاش مری تلاشِ طبعیت کو ہے سخن کی تلاش تلاشِ مے کمر اور ترے دہن کی تلاش سخنور و نکو ہمیشہ رہی سخن کی تلاش کلام سے ترے حکو ہوئی سخن کی تلاش سانے شمعِ خسرو شاکو ہے سخن کی تلاش خطایہ تھی کہ ہوئی نافذِ سخن کی تلاش بڑھ گئی حد سے اگر آج بت شکن کی تلاش تو نہیں ہونے لگے پھر تو بت شکن کی تلاش ہر اک قدم پر رہی زلفِ زہرن کی تلاش	ہوئی جو عاشقِ نالاکو گلبند کی تلاش نہ باغبان ہے مجھے نار و نسترن کی تلاش سخنور و نکو رہی ہے ترے دہن کی تلاش سخن شناس ہیں نازک خیال ہے محال تمھاری بات سے کرتے ہیں بات ہم پیدا تری زبان سے لب سے ملا لب و لہجہ مری نزار یہ تم فاتحہ پڑ ہو بالجمہ بکرا لیا مجھے موافق زلفِ مشکین نے میں اپنے بت کو چھپا لو گنا کعبہ دل میں جو بت شکن کو کرے بت پرستِ حسن ترا میں ہا سیرِ محبت ہوں دل لٹانے کو
--	---



لپیٹو وامن صحرا میں پھینک دلاشہ  
 بھاؤ لاش مری آنسو دیکھے دریا میں  
 دہائی دانتوں میں نگلی جو لگے یا قوت  
 پھن کے پاؤں میں زنجیر قید زندان میں  
 لبوں سے کیا کوئی شیریں بنا ہے پر نہیں  
 نئی شراب سے ہوتا نہیں سرور مجھے  
 عشیق و گوہر الماس لعل لب سے ملے  
 ملاوہ حلقہ کاکل میں اُسکے عارض پر  
 اگر رموزِ تناسخ کی کچھ حقیقت ہے  
 بھٹک رہی ہے مریجانِ عشق جان میں  
 یہ رنگ دہے کہاں یا اسکے دامن میں  
 کیشہ کار ہے تارنگہ سے پردہ چشم  
 اداس بچ نہ سکی کٹ کے رہی دلمیں  
 ادھر پھنسا ہے زلیخا کے ہاتھ میں دامن  
 میں گردشِ کمر کوہ میں بسا زتا ر  
 وہ صید ہے ترے آہوے چشم کا فانس  
 زہے نصیب ملی آپچی غزل اسے رشک  
 زبان کو بھول گئے اپنی جب وطن نہ رہا

عجب ہے میرے لئے وحشیو کفن کی تلاش  
 جگہ کہاں ہے جو کرتے ہو گور کن کی تلاش  
 ہوئی تھی معدن لب میں معدن کی تلاش  
 اسیر کہ ہے تری زلف پر شکن کی تلاش  
 جو کوہ قاف میں ہوتی ہے کوہ کن کی تلاش  
 مجھے ہے ساغر لب سے مے کہن کی تلاش  
 ہوئی جو جھگو جو اسیر میں نورتن کی تلاش  
 دل حوزین کو تھی اسے سانپ تیرے من کی تلاش  
 تو میر بچان کو اسے برہمن ہے تن کی تلاش  
 ادھر ہے روح روانی او دھر بدن کی تلاش  
 جیسی تو گل کو ہوئی تیرے پیر میں کی تلاش  
 نقاب کے لئے کرتے ہو کیون چکن کی تلاش  
 ہوئی جو تیغ کو ابرو کے بانچن کی تلاش  
 ادھر ہے آپکو یعقوب پیر میں کی تلاش  
 پھر اہی ہے کسی پور برہمن کی تلاش  
 سکار میں ہے تیجے اس لئے ہرن کی تلاش  
 اسی زمین میں تھی آپ کے سخن کی تلاش  
 زمین شعر میں ہرنے لگی دکن کی تلاش



قدم قدم پہ رہی مجھ کو اہل فن کی تلاش

تم نے مرے دل کو کر دیا خوش	(۱۴۱) آباد رہو رہو سدا خوش
تیرے دل کو کرے خدا خوش	تو نے مرے دل کو کر دیا خوش
اک بات میں تم نے کر دیا خوش	تم سے ہوں رسول و سر خوش
اگر آپ کی ہے خوشی اسی میں	میں خوش و دلخوش مرا خدا خوش
خوش خوش نظر آ رہا ہے دشمن	اک انکی نگہ نے کر دیا خوش
خوش اقبالی میں میری کیا شک	تم خوش ہے مجھے میں ہوا خوش
ہٹنے تو لگے مگر ہنسی سے	بولے کیوں اب تو ہو گیا خوش
فرمائے میں نے کیا خطا کی	کیوں ہو گئے آپ مجھ سے ناخوش
کل خوش تھے آپ کیا ہو آج	مجھ سے نظر آ رہے ہونا خوش
فرمائے لگے چہ خوش میں تم سے	کب خوش تھا اب ہوا جو ناخوش
کیوں ہونے لگا وہ مجھ سے رشتہ	دشمن دشمن سے کب ہوا خوش
کیا بات ہے اسے غریب پرور	کوئی نہیں آپ سے ذرا خوش
خوش رو کی خوشی سے خوش نہ ہونا	اب خوش ہے اک منٹ میں ناخوش
ناخوش مجھ سے ہوے ہونا حق	دشمن نے کیا ہے تم کو ناخوش

ناخوش وہ ہوا کرین مگر ہسم  
ان سے تو رہیں گے اے ولا خوش

خوش و تراست دلبر باخوش	(۱۴۲) رفتار ہے خوش تری ادا خوش
اس شربت لب سے دل ہوا خوش	خوش ہو خوش نگ اور فرما خوش



<p>تم خوش ہو مجھ سے یا ہو ناخوش  تم نے عاشق کو کب کیا خوش  ناخوش ہیں آپ مجھ سے یا خوش  مشہور ہے انکی خوش بیانی  خوش خوش نظر آرہے ہیں آج آپ  صورت سے خوشی برس رہی ہے  قسمت کے بگاڑ سے وہ بگڑا  تم انکی خوشی سے خوش نہ ہو نا  شاہو کی خوشی کا کیا بھروسہ  ہے کام مجھے تری خوشی سے  خوش آب و ہوا زمین شہرم  کر چاہ ذوقن و دوست آسے</p>	<p>میں خوش تم سے مرا خدا خوش  جانان وہ تم سے کب رہا خوش  فرمایا ہو میری بلا خوش  خوش تقریری سے دل ہوا خوش  عاشق کو بھی کیجئے ذرا خوش  ہو تا ہے اسی سے دل مرا خوش  خوش تقدیری سے ہو گیا خوش  ظاہر میں ہیں خوش تو دلیں ناخوش  خوش ہیں وہ بھی ابھی ہیں ناخوش  مجھ سے کوئی خوش ہو یا ہو ناخوش  کابلے خوش دارو ہو ناخوش  باو سر زلف از صبا خوش</p>
<p>کیا فکر کسی کی ناخوشی کی  گھر میں رہو اپنے تم ولا خوش</p>	
<p>روایت صا و ہملہ</p>	
<p>کر تا ہے میکہ میں وہ مست شراب قص  انگھون میں کر رہا ہے تہا را حجاب قص  تم کو ہوا نصیب طفیل شراب قص  چکر میں آسمان ہے فرشتوں کو وہ ہے</p>	<p>۱۱۳۲ پر زے میں بے خوی کے ہولے نقاب قص  محل میں جام جام میں جوش شراب قص  عارض پر کر رہی ہے تمہاری نقاب قص  رقاصہ فلک نے کیا لا جواب قص</p>



زہرہ کو لیکے کرنے لگا آفتاب قص  
 آنکھوں کی پتلیوں کا ہے زیر نقاب قص  
 تارِ نفس پہ کرنے لگے دو حجاب قص  
 کرتا ہے ہر قدم پہ مرا مانتا ب قص  
 آئینہ جمال میں ہے زیر آب قص  
 کرنے لگا جگر میں مرا اضطراب قص  
 کرتا ہے ہر قدم پہ ہمارا شباب قص  
 مشتاق کر رہے ہیں حکمِ عتاب قص  
 دریا میں کر رہی ہے ادھر موج آب قص  
 دیکھیں گے ہم تو نگار و ز حساب قص  
 شعلوں میں ہو رہا ہے دمِ التہاب قص  
 ممنوع مانتے ہیں سب ال کتاب قص  
 ہاتھوں پر کر رہی ہے تہا ری کتاب قص  
 رقص ہو گیا ترے لنگر کو خواب قص  
 دکھلا رہا ہے پردہ غفلت میں خواب قص  
 چینی پہ کر رہا ہے تہا ری حجاب قص  
 کرتا ہے جسم یار کو جب آب قص  
 اگڑی گرا رہا ہے فضیلت آب قص  
 جائز یہ کس طرح سے ہوا اینجاب قص

محبوبِ فرنگ کا یاد آگیا ہونا چ  
 تم ناپتے ہو اور نچاتے ہو غیسر کو  
 تنے لگا وہ شوخ تو سینہ ہوا بلند  
 چھری پہ نورِ زیر قدم اُسکے چاندنی  
 خوشکار ہیں وہ - تھرتی ہیں مچھلیاں  
 انگٹرو کی آگئی جو صدا میرے کان میں  
 آنکھیلیوں پہ جس بت نازکِ خرام کی  
 تیرے غضب نے آج عدو کو نچا دیا  
 غضب کے شوق میں ہے ادھر مغل نشاط  
 آسودگان خاک ہیں پا مال بے حساب  
 دل میں لگی ہے آگ کسی گلزار کی  
 کیوں جھومتے ہو وجد میں اے صاحبِ دل  
 موسیقی بھی بزم میں اسے خسرو ہول  
 دیوار پر گھڑی ہے بگڑ کر کھڑی ہوئی  
 آنکھیں لگی ہوئی ہیں قدم پر نگار کے  
 کس زور کی ہوا ہے اتنی بخیس ہو  
 رہ رہ کے ڈوبتا ہے نہامت کے بحر میں  
 داغ و سنہل کے وحید کرتنگ ہے جگہ  
 کیوں نہ کہتے ہو اہل ورع زہد و نکانا ج



<p>قائم قدم قدم پہ ہے بھر ثواب رقص  در بار نوشہی مین ہوا بار یاب رقص  قانون مطربی کا بنا ہے نصاب رقص  دستور خوش خرام کالت لباب رقص  کرتی ہے پاؤں مین جو تہاری کاب رقص  مطلب مین اپنے خرب ہو اکا کیا رقص  پیدا کرے نہ خلتی مین کیوں انقلاب رقص  دل لے گیا مرا ترخانہ خراب رقص  رقاص تجھ سے کیوں کرے اعتبار رقص  گلے مین اس غزل کا کرے انتخاب رقص</p>	<p>یہ ارذلِ دل کی چال ہے مرد و نیکے سا بیٹھا  یہ شان ہے رضا سے شریعت پناہ کی  ہر ہر قدم پہ آپ کے بچتی ہیں تالیان  قانونِ دلبری کا خلاصہ ہے تیرا ناچ  گھڑے پر تم سوار نسا سر پہ ہے سوار  کٹہ پتلیوں کی طرح نچاتا ہے آپ کو  سورخ بدل بدل کے بتاتے ہو بہاؤ تم  ٹھوکر سے تیرے پاؤں مین مٹے رہ گیا  جب اعتبار رقص سے کرتے ہیں الٹ  مزدون بہت ہے بہاؤ بتانے مین کیا عجیب</p>
<p>لہر اہی ہے زلف ہوا پر چین مین آج  عارض کے فرش پہ ہے قولا پیچ و تاب رقص</p>	<p>رو لیٹ صا و مجھ</p>
<p>چودھویں رات کا ہے ماہِ منور عارض  شبِ دیجور مین جہتاب سے بڑھ کر عارض  دو پہر مین جو ہوا اُسکے برابر عارض  چودھویں رات کے ہے چاند سے بڑھ کر عارض  ہاں اسی غنچہ دہن کا ہے گل تر عارض  اُسے مین نظر آتا ہے مگر عارض</p>	<p>حلقہ زلف مین تیرے مے دلبر عارض  روز روشن مین ہے خورشیدِ زمین کا عارض  پرتو نور سے خورشید کو شرم آنے لگی  شبِ جہتاب مین جب کھا گان ہوتا  وہ نہوتا تو کبھی گل مین نہوتی سرخی  مین سمجھتا ہوں کہ ہے خاطر نازک پنجا</p>



<p>دستِ عمر میں بیمارِ محبت کو ترے پھر کسی اور تجلی کی ضرورت نہ ہے ایتھ میں کبھی نہ تھیں آئینے کا کس چاندنی میں نظر آتا ہے جو سایہ ہوا چاند کے دل کی کدورت ہے تیری گرم کا بیموہن اگر اپنے سے ہے باہر خورشید چاندنی میں جو ہوا چاند کا سایہ قائم گل ہے لیکن کہی گلزار نظر آتا ہے یہ عجوبہ ہے کہ ہے سرو و مابار آور اگر خیال کو جائے میں پھنسا رکھا ہے</p>	<p>مرضِ ایسا نہ ہوا تھا کبھی دلبرِ عارض شمعِ بیکر جو مرے دلمین کہے گھر عارض نظر آتا نہ کبھی چاند کے اندر عارض ہو آدھ چاند اور پھر نہ انور عارض پھر نہ کیوں اب بنے چاند کے دلبرِ عارض یہ علامت ہے کہ پردے سے ہے باہر عارض اس سے ثابت ہے ترا چاند زینِ عارض لال ہوتا ہے جو غصے سے بکرِ عارض بار ہے سببِ زخندان تو گلِ عارض تارِ لفون سے لیا تو نے آنگرِ عارض</p>
<p>فکرِ روشن سے ولا تیرا عظمِ مینِ اسیر جسے پرتو سے بنا ماہِ منورِ عارض</p>	
<p>نہ کیوں کسی رو سے آتشیں سے بنے ملوکِ عارض لکھن لگا چھا گیا اندھیرا جو ہو گئی یہ نقابِ عارض دکھا کے جب تو نے اپنا جلوہ کیا ہے ہیروئنِ عارض بھامری آنکھ سے جو دیا کسی نے بجھو کبھی نہ چھوچھا ہم اپنے بچپن سے تیرے شیدائیں ہیں کچھ بچے کی حالت کبھی تو چھو بکارِ گنہ لاکھ غصے سے نقابِ عارض حکیم ہی آپ دہرِ آئینِ مصیحت ہے پلٹ ہی جان</p>	<p>وہ شعلہ حسن ہے کسی کا اگر ترالہ تہابِ عارض وگر نہ شکل تھی خیر گزری جو بیگیا بے حجابِ عارض گرا کے اپنے عرق کے قطرے چھڑکن دیکے کیوں عارض گرے سینے کے چا قطرے تو تو ہے رشکِ عارض نقابِ اپنی مہاک دکھا کر تو ہم سے حجابِ عارض ہو ازار مانے میں تجھ سے پیدا بیتِ بڑا نقابِ عارض یہ لادو ہے مرضِ مارا ہوا ہے جو احبابِ عارض</p>



<p>نکار ز گین گلبدن نے لگائی ہے دست پامین ہری تری ہی گل نے راستے میں کپکے جگر ا دل حزمین کو خط اپنے موسم پہ آرہی گامت ہے یہ تیری بیخاری چمکے ہاے مہ فلک بچے چشم بدو و حسن تیرا عرق کے بدلے اگر گلہ پامین تیری الفت کے مدین جو چہ دلبر نہیں نہر طے ہیں تیرے ہی خط سے کور کتاب پر تیری تیرے خط سے چڑھا دیا حاشیہ کیسی ہمارے آپس میں کیا ہے پردہ گنگائی میں گنگائی اسی بہانے میں دیکھ لیگی وہ اپنے مقبول کی صورت ہوے شب و روز جب سے یحسان نقاب سے راکھی کی جان</p>	<p>سلاح ہے خون دل سے میرے کرے جو خط پر خطاب عارض پھر اپنی زلفوں سے کہا رہا ہے تو کیوں نہیں سچ و تاب تو گال پر استرہ لگا کر کبھی نہ مضر طرب عارض نظر نہ لگا جاے چشم بد سے ہمیشہ کرا جتنا عارض ادب سے اطفال لشک میرے پر ہیگی ام لکنا عارض تو کیوں نہ ہو پھر تو امتحان جمال میں کیا عارض بنا تو صدقے میں خال شکین کے نقطہ اتسا عارض مٹا دے اپنا حجاب عارض مٹا دے اپنی نقاب عارض نکسیت شوق سے پرگی بڑا دے اسکو کتا عارض ہے اک طرف آفتاب تابان تو اک طرف ماہتاب عارض</p>
---	---

قبلے دیبا سے پایا خلعت نقاب زرنے بڑائی عزت  
ولا جود بار خسر و حسن میں ہوا بار یاب عارض

<p>کبھی گئی تان الفت ہوا تو وقت خطاب عارض سوار گھوڑے چبہ نکلا بنا ترا ہم کاب عارض کسی نے تشید کی قر سے کسی نے خورشید جلوہ گر سے تری ہی سستی کا یہ اثر ہے چڑھی ہیں آنکھیں تو خیر ہے تو آتشیں نہ کیا ہے کب سے خدا چلے ترغے شب سے جو خط بنا خط تو حال نقطہ صفائے رخسار چکا صفحہ مری تمنا ہے دکان مضمون اگر اجازت نظر کی پاؤں</p>	<p>۱۳۶۶ کبھی تو گنگنا رباع کلفت بنا وقت عتاب عارض قدم قدم پر قدم کو چوما ہوا ام آب آب عارض جو دیکھے عشق کی نظر سے جہان میں ہے لاجواب عارض تو اپنے کٹھے کے سیکھ سے پلا دے ہو کوشہ عارض جو میں نے دیکھا بہت ادب تو ہو گیا دل کیا عارض اگر کتابی ہوا ہے چھپرہ تو پھر کھریں کتا عارض سود وید سے اپنے کھمد و ن تیرے خط کا جواب عارض</p>
---	--



<p>میں چہ کے مرد کو بخشد و نگاہ میں سپہ کبھی نہ گنا جز رفت بگڑے مری بلاتے سے میں لاکھوں ہی ہلا رکھا ہے زلفوں میں کیوں بکر بکر خوشن سے دستا پائے اچٹ گئی نیکر سن رو کا یہ دلبر بچا ہے ایک ہر کا گرے جو آنکھوں سے اشک بچکر گزرا آنکھوں سے دستے رہا شب روز تیر جلوہ دھیرا میں اور وہ دین چکا پھری جو گردنیا پیر صلیب سے لٹکی خون سے خبر نہ پا چکی آری ہے تری محبت ستاری ہے جو تیرے غم میں کوئی مر گیا تیرے چہرے کا رنگا ہری قسلی مری اسی سے گرا نہیں تیرے ہی لی اجازت تو دل بھر آیا خوشی نے کیا روز دیکھا</p>	<p>جو تیرے صحت سے کام لونا گیا کجا کجا بواغ میں بال بال اسکی ہر جگہ سے بچا ہوں لیکر صاحب قہم ترے سر کی اس سے بڑ بکر بندے تو ہو کواغ نہ آنے پالنے کوئی تیر کا خیال تیرا ہے خواہ عرق کا قطرہ سے بنا کر شہادے زیر رقاب عارض ہے چاند سورج سے بھی کیا گھر تیری آب و تاب عارض چٹک پڑا قہم تو تیرے ہمارے تن پر شہا عارض بہار تیری دکھاری ہے ہمیں ہمارا شبا عارض قیامت آجائیگی تو دیکھا خاکو تو کیا جواب عارض ندامت و شرم دلبری سے ہوا تر آب آب عارض میں آسمان دیکھنے نہ پایا ہوں چشم پر آب عارض</p>
<p>آئیں میں اس زمین کے حاکم تیر روشن خیال ناظم ولا غزل کہہ کے ہم ہیں نادم جو ہو گیا آب عارض</p>	
<p>رویت طائے حطی</p>	
<p>بعد مدت جب کبھی آتا ہے خط تیرا قاصد جب کبھی آتا ہے خط جب کبھی لکھتا ہوں میں خط کا جواب آہ کیا دشمن بنی ہے میری آہ شوق کے مضمون کا ہے یہ اثر</p>	<p>۱۱۴۷ آپ کا آنکھوں میں پھر جاتا ہے خط سبز باغ خط دکھا جاتا ہے خط سیل میں شکون کی بہ جاتا ہے خط بے پڑے ہاتھوں سے اڑ جاتا ہے خط ہاتھ سے قاصد کے اڑ جاتا ہے خط</p>



عاشقِ ناشاد کا مضمونِ دل  
ہر ششِ مین ہے محبت کی کشش  
کیا بتاؤں عاشقوں کا اشتیاق (ق)  
عاشقوں کے اس قدر پڑتے ہیں ہاتھ  
یا دین تیرے خطِ عارض کے بار  
نزع کی حالت میں آتا ہے جواب  
چرم لون میں ہاتھ تیرے موثر  
میرے ہر مضمون کی دشمن کو خیر  
سورہ واللیس کا حافظ ہے وہ  
ہے خطِ عارض کا تیرے یہ اثر  
کیون نہ صوطِ زر جبر و پسند  
ناؤ میں کاغذ کی پارا ترا ہے کون  
ہے مری برگشتگیِ تقدیر کی  
کیون نہ دو تار نگہ پر تم جواب  
کیون نہ دوں تارِ نفس پرین جواب  
نقد جان ہر دم ہے میرے ہاتھ پر  
پڑھ نصین سکتا میں اسکو کھول کر  
اسکے آنے سے نہ آنا خوب ہے  
ہے طوالت میرے خط کی نامہ بر

دلبری سے تیری بجاتا ہے خط  
دلبری کا رنگ دکھاتا ہے خط  
دور سے جب نامہ بر لاتا ہے خط  
نامہ بر کے خط پہ بجاتا ہے خط  
بوسے لیتا ہوں تو مٹجاتا ہے خط  
صورتِ یسین پڑا جاتا ہے خط  
وہ انھیں ہاتھوں سے بجاتا ہے خط  
ہاے کیا کپڑا کھین جاتا ہے خط  
نقشِ دل عاشق کا بجاتا ہے خط  
کاغذی گھوڑے جو دوڑاتا ہے خط  
نام کاغذ پر چڑھا جاتا ہے خط  
ساحلِ مقصد سے کتراتا ہے خط  
نامہ بر کیون پہیر کر لاتا ہے خط  
ریل پر دو دن میں جباتا ہے خط  
جاتا ہوں دیر میں جاتا ہے خط  
جانکر میرنگ بھجاتا ہے خط  
میری آنکھوں میں سما جاتا ہے خط  
جب جدائی کی خبر لاتا ہے خط  
بے لفافے کے پہنچ جاتا ہے خط



کیرن پتا کھتے ہو دانستہ غلط	ہاتھ میں آکر ملٹ جاتا ہے خط
خانہ دست اسیرِ زلف سے	تیرے عارض پر نظر آتا ہے خط
آنکھ کہل جاتی ہے پڑھنے میں دولا	
خراب میں قسمت سے جب آتا ہے خط	
روایت طے سے چھ	
چلے جہان سے ہم اے دلِ با خدا حافظ (۱۳۸)	یہ آخری ہے ہماری دعا خدا حافظ
مے سفینہ دل کا۔ مرا خدا حافظ	تمہاری کشتیِ نحرّت کا نا خدا حافظ
تری نگاہ کا خنجرِ حلا خدا حافظ	خدا کی راہ میں میں بھی چلا خدا حافظ
مرضِ جربانے لگا ہے چلا نہیں کہ سنا	اسی کا نام ہے دستِ شفا خدا حافظ
میں جا رہا ہوں سنگِ خارہ کی بجھے	تجھے خدا کے حوالے کیا خدا حافظ
اتھا کے ہاتھ وہ کہتے ہیں فی ما بال اللہ	قدم کو چوم کے میں نے کہا خدا حافظ
گیڑے جلتے ہیں کیوں آپ لو چلا عاشق	ہرے غریب سے ناحق خدا حافظ
فقط اشارہ ابرو پہ کیوں چلا دیا گیا	قصور یہ ہے ہر کیوں (کہا خدا حافظ)
مے خدا کی قسم اب بہین مری کچھ نہیں	خدا کے خوف کو تم نے کہا خدا حافظ
تسے نشانِ قدم پہ چلا۔ قدم بوسی	نصیب ہوگی جو زندہ رہا خدا حافظ
انچ کے جاتے ہیں لے زلف ہم مگر تجھ کو	ہر اک بلا سے بچا۔ تھے خدا خدا حافظ
خدا بچائے تری تیخِ ناز سے جانان	ہمارے آگئی سسر پر قضا خدا حافظ
بلاؤں میں لے کر دل پریشان نے	کہا کہ آگئی سسر پر بلا خدا حافظ
جہان سے جا بھانج رہے ہیں ہم رخصت	رہے جہان میں ترے حسن کا خدا حافظ



<p>ترے غور کو اس بیرونِ خدا سے جو پہنچے بزمِ مین تیری خدا خدا کر کے مجھے خدایہ بھر وسہ ہے نا خدا تر سو ہمیشہ اس خطِ عارض کی لایہ ہے ویرن خدا کو سو پدیدالہر ہا کے ساتھ ایدل جو دشمنوں میں میری جان چھوڑ کر تم کو اکٹھن ہے راہِ یحیٰی ساتھ رہنا کوئی تو میرے خط کو حفاظت کے ساتھ پہنچا ابھی تو تھا میرے پہلو میں وہ خدا جاتے</p>	<p>جو ہم چلے تو نہ تو نے کہا خدا حافظ سنبھلے پائے نہ تھے کہہ دیا خدا حافظ مصدقہ یمن میں نہ ہو کیوں نہ خدا حافظ بایا ہے سورہ والقیل کا خدا حافظ تو جھکو چھوڑ کے تنہا چلا خدا حافظ میں جا رہا ہوں مری جان کا خدا حافظ ہماری منزل مقصود کا خدا حافظ رہے سفر میں کہ تو تر خدا حافظ اگر یہ گیا مار دل کیا ہو خدا حافظ</p>
<p>اسی زمین کے مالک ہیں زند نام اور تری غزل کا ہے اباسے ولا خدا حافظ</p>	
<p>رویتِ عینِ جملہ</p>	
<p>جلنے لگی تو منہ سے نہ نکلی فنانِ شمع اتار دو دہل ہے زبانِ پروخانِ شمع تن میں اس کے عشق کی آتش لگی ہیکاج سوز و گداز اس کو گھلاتا ہے و بدم پروا نہ میر زبان نے کی اپنے حسن کی کتری لگی تو پہلے سے بڑھ کر ہونی بلند ثابت قدم ہے جان لڑانے میں ہے کمال</p>	<p>۱۱۴۹ فصلِ فغان میں خوب ہوا امتحانِ شمع مشہور ہے جہان میں بہت دو دمانِ شمع تجیرِ بنگی ہے سرشکِ زبانِ شمع قالب سے کیوں نکل گئی ہاے جانِ شمع محفل میں شمع روجو بنا یہاں شمع یقینی سے بڑھ کے تیر نبی اب زبانِ شمع جب جل گئی تو ہاتھ نہ آیا نشانِ شمع</p>



<p>محفل میں جب ہوائے کیا امتحان شمع مقبول اہل سوز ہوئی داستان شمع روشن نہ ہو سکا کبھی راز نہبان شمع تاریف کے ساتھ جلی داستان شمع گٹھنے لگا جو غم سے قدنا تران شمع مٹ کر رہے نگاہ سے نام و نشان شمع زنبور پہنہنا کے ہوا مدح خوان شمع</p>	<p>مردِ نگین کو دیکھ کے خود رنگِ رگبی جب بزم میں سونخِ عمری پڑے گئے خبطِ فغان نے بند کیا ہے زبان کو کانون میں اہل بزم کے آنا محال ہے قامت میں اسکی خمِ نھین آتا کسی طرح جب جل گئی تو لگ گئی آگ اس کی خاک میں شہدِ دہن سے اُسکے ہوا ہے وہ دوقیاب</p>
<p>جانشینِ نیر و زشتِ افروزِ دل گداز حسنِ صفاتِ اوستِ قولا بر زبان شمع</p>	<p>جانشینِ نیر و زشتِ افروزِ دل گداز حسنِ صفاتِ اوستِ قولا بر زبان شمع</p>
<p>شعلے پہ دو آہِ بنی داستان شمع جب تک زبان شمع نہ ہو تر جان شمع شیرین ہے کھپیدوں کے دہن میں زبان شمع دیکھو جہی تو لال بنی ہے زبان شمع دشمن ہیں اسکی جان کے اشکِ بان شمع پروانہ بن سکا نہ کبھی راز دان شمع دو منہ کی طرح وہی ہے مکان شمع باتور کے ہے جہاڑ پہ اک آشیان شمع سوزِ جگر سے بنگلی آتشِ زبان شمع روشن زبان شمع پہ ہے دودمان شمع</p>	<p>شعل کی طرح جلنے لگی جب زبان شمع عشاق کی سمجھ میں نہ آئے زبان شمع شانِ عسل سے اسکو قربتِ قریب ہے نکلے نہ شمع و کی شکایتِ زبان سے ہاتھوں سے اپنے قبرِ بنائی ہے پاؤں میں جلکر مر اگرچہ اسی کے خیال میں محفل میں شمع دان جسے کہتے ہیں اہل بزم روشن ہیں شاخِ و برگِ کنوئیں گئے ہیں پھول آہن نہ کنکے دل نہ گچھل جائیں آج کیوں رشتے پہ مومِ چڑھ کے نہیں مومِ بیتیان</p>



<p>سوز و گداز عشق میں ہیں ہم زبانِ شمع محفل میں گل کی یاد ہے و روزبانِ شمع افلاک سے بلند ہوا آستانِ شمع ہو کر دیوانِ بلند بنا آسمانِ شمع تشبیہ اوست مثل قلم و رہبانِ شمع</p>	<p>اس شمع کی یاد میں عشاق تفتہ دل اتک زبانِ موم پہ قائم ہے ذوقِ گل ثابت ہے شمعِ انکی بلندی سے یہ عروج یہ ہے زمینِ شمع کا صدقہ کہ بزم میں تیغ و قلم عروسِ دالتِ خوشہ شاخسار</p>
<p>گو اس زمین میں ہے غنزلِ مومن و ظہیر بزمِ سخن میں ہم ہیں قولا قدر دانِ شمع</p>	
<p>روایتِ عینِ معجمہ</p>	
<p>جب جلایا تھا دکن میں ہم نے بیگن کا چراغ ظلمتِ شب ہے کسی کی چشمِ روشن کا چراغ دلِ جلا میرا بھرک اٹھا میرے تن کا چراغ دور سے دشمنِ نظر آتا ہے دشمن کا چراغ بجھ گیا ساحل کے میناروں پہ دشمن کا چراغ واغ سینے کا ہے میرے میرے دل کا چراغ قبر پر میری جلا کرتا ہے دشمن کا چراغ عکس رخ سے کان میں اس کے ہے ٹلک کا چراغ جھللاتا ہے مرے پھلوں میں ساون کا چراغ بجھ گیا ہے آج غفلت سے جو نہیں کا چراغ آرٹیں روشن ہے تیرے روے روشن کا چراغ</p>	<p>یاد ہے اچھی طرح سے ہم کو بچپن کا چراغ روزِ روشن دیدہ خفاش پر ہنستا ہے کیون انکے آنے پر اگر گھی کے جلے دشمن کے پاس ہاتھ میں قندیل ہے آتا ہے کوئی اس طرف بحرِ اسود میں ہوا مخدوشِ دریائی سفر میری تربت آج کیون ہونے لگی محتاجِ شمع بعد مرنے کے بھی ہے اغیار کے دلیں جلن رات میں اُس کا خطِ مشکین نظر آنے لگا اشکباری سے جو دیہا پڑ گیا ہے سوزِ دل دو دن پانسہ سے ہے (آپیل) کی لڑکھونٹ بے نقاب تیری چلن میں تماشا بن گئی</p>



کچھ نہ کام آئی ترے منہ پر نقابِ تار زر  
وہ اتارے جا رہے ہیں ہم کے گولے ناک کر  
کیون مرے تختِ جگر سے ہونہ روشن میری گلی  
نور کا قبۂ ہے فانوسِ بلورین کا ابھار  
باغ میں چلتے لگی جب تیری زلفوں کی ہوا  
کیون ہے کالی زلف کی ناگن کو تار کی کانٹ  
ہے فروغ اسکا مسلم نام ہے بجلی کا لپ  
وہ آلہ دین کا چراغ آنکھوں میں بھر جاتا ہے  
فاتحہ کو میری وہ آئے ہیں گھوڑے پر سوا  
جب چھجا کرتی ہے سونی دیر تک جلتا ہے تم

جنگِ جرمن سے ٹھین ملتا ہے جب مٹی کا تیل  
ہم جلائیے گولا پھر اپنا روغن کا چراغ

ہے چراغِ روزِ تیرے قصرِ روشن کا چراغ (۱۵۲)  
جب ہوا محفل میں روشن ہوے روشن کا چراغ  
کیا تعجب ہے جو بے گل سے روشن ہو دماغ  
کیون نہ پروانہ بنے بلبل کو جب ہے سوزِ عشق  
تھا دل کو ملتا ہے کیا دلاور ہے یہ چور  
قبر پر آنسو بھانے کے لئے موزون ہے شمع  
ہے مرے تارِ نظر سے تیرے عارض کا فروغ

ماہِ شبِ افروزِ شب میں تیرے مسکن کا چراغ  
ماہِ تابانِ نیکیا باہر سے روزن کا چراغ  
شمعِ گلبن ہے تو گل ہے بزمِ گلشن کا چراغ  
آتشین گلِ نیکیا ہے بزمِ گلشن کا چراغ  
عارضِ روشن بنا ہے زلفِ رہزن کا چراغ  
تیلِ تبی سے ہو عاشق کے مدفن کا چراغ  
قوتِ برقی سے جیسے تارِ آہن کا چراغ



میرے تن پر گنبدِ فانوس میں سہا پہر ہیں  
خونِ دلِ روغنِ قہیلہ ہے مرا تا نفس  
عشق کی آتش ہے روشن جب تہِ دامنِ دل  
دوغ ہے اُس کا دل بلبلِ سپرِ شامِ مین  
تیرے عارض کی جھلک آتی ہے روشنیِ نساج  
بختِ خوابیدہ سے اٹھ بیٹھا سمجھ کر آفتاب  
جس طرح بادہ ہے میخانے میں مجھلِ کافروغ  
میرے ہمسائے میں وہ اگر رہا ہے اسلئے  
دل میں روشن ہے مرغِ عشقِ بتِ کافر کی لگ  
آتشِ دلِ پردہِ دل میں نہ لگ جائے کھین  
ہے بیا سارے پرندوں میں بڑا روشن خیال  
رات میں کام اسلئے ہوتا ہے کانِ لعل کا  
روشنی اسکی فروغِ تیغ سے روشن ہوئی  
تاک کر گولی لگا دو شب میں کیا شکل ہے صید  
پھر نہ بھٹکیگا تمھارا عاشقِ آتش پرست  
اے ظفرِ مینِ آپ واقف پائے تختِ ہند میں

بن گیا ہے سوزِ جان اس خانہٴ تن کا چراغ  
سوزِ پنہان سے ہے روشن میرے شبِ نکاحِ چراغ  
ہے چراغِ زبردہاں اُسکے دامن کا چراغ  
عکسِ عارض سے ترے لالہ ہے گلشنِ کا چراغ  
گھر میں عاشق کے نہیں جلتا ہے روغنِ کا چراغ  
خراب میں آیا نظر جب روے روشن کا چراغ  
شعلہٴ آتش بنا ہے صحنِ گلشن کا چراغ  
گھر چلے میرا تو پھر روشن ہو دشمن کا چراغ  
جس طرح دیول میں جلتا ہے برہمن کا چراغ  
ہے بلا سے جان ہمیشہ زبردِ دامن کا چراغ  
کرکِ شبِ تاب ہے اسکے نشیم کا چراغ  
جو ہر شبِ تاب سے روشن ہے معدِ نکاح کا چراغ  
زخم کے گھر میں ہے روشن آبِ ہن کا چراغ  
فلسِ ماہی میں ہے عکسِ روے روشن کا چراغ  
گر تجلی طور کی ہو دشتِ امین کا چراغ  
زیرِ حوضِ گرم روشن تھا اک آہن کا چراغ

فاتحہ پڑھتے ہو گئے ہیں وہ چھپکر رات میں  
اونکے رونے پر رولا ہنستا ہے دُفن کا چراغ

روایتِ فا



قائم ہے جب کنا رعبت میں جاے زلف  
 افلاک سے بلند ہے سخت رساے زلف  
 میں اپنے ہاتھوں آپ پھنسا سکے دامین  
 اسکی تلاش میں ہو اپر سوار ہوں  
 لیکر بلا میں عاشق ناشا دے کھا  
 آنکھوں کے حلقے پاؤں میں زنجیر بن گئے  
 بڑھ جائیگا ضرور مری مردک کا حسن  
 ایسی بند ہی ہوا کہ ہوا چو گئی حبس  
 سنبل کا سیر باغ میں دم گہٹ کے رہ گیا  
 گل کی نظر جو عارض گاشن پہ پڑ گئی  
 جھٹکا دیا جو ایک تودل نیسکے رہ گیا  
 دیکھا نصین کسی نے گرفتار کے سوا  
 عارض پہن پسینے کے قطرے جھے ہوے  
 میں اس سے بال بال بچا جاے شکر ہے  
 حیرت ہے کس مقام سے ہے اسکی ابتدا  
 زلفوں سے ابتدا ہے مرے پیچ و تاب کی  
 تشنہ خیال دل پہ اتر آئے گا اگر نہ  
 مشاطہ بخار کے ہاتھوں پہ میں فدا  
 ایک جعد تا بدارتو وارد ہم ہزار

عارض ترے گلے سے لپٹا کیوں نہ جانے لہذا  
 عارض کے آفتاب پہ قائم ہے پاسے زلف  
 اس میں نصین ہے بال برابر خطاے زلف  
 سر میں مرے ہے روز ازل سے ہوئے زلف  
 آجاے میرے سر پہ الہی بلاے زلف  
 آنکھوں میں کھب گئے جو ترے حلقہ زلف  
 اس میری آنکھ میں جو تمھاری تھانے زلف  
 چلنے لگی جو سیر حرم میں ہو اے زلف  
 رکنے لگی قیام سے جدم ہو اے زلف  
 کہنے لگا وہ دیکھ کے سنبل کو ہاے زلف  
 بیٹھی ہوئی تھی بال کا پھندا بناے زلف  
 کیونکر ادا ہو میرے قلم سے اداے زلف  
 پھر کیوں نہ میرے حال پہ آنسو بھائے زلف  
 محکوم نہ تھا تحمل جو رو جفاے زلف  
 ہو گئی کھان خدا کو خبر انتھائے زلف  
 جس طرح تیرے خط سے ہوئی ابتداے زلف  
 قالب کو اپنے پیچ میں لاکر دباے زلف  
 گوند ہی ہے اس طرح کہ بند ہے کت پائے زلف  
 کیساے روزگار برآمد و تاے زلف



ایست در طریق محبت سزا ہے زلف	پیر استن قطع خستے خوش بہانہ ایست
عرصہ کے بعد آج پھنسا ہے دل <b>وِلا</b> ؛ پھندے سے تیرے بچکے نکلنے نہ پائے زلف	
ایسا اثر ہوا کہ ہوا مبتلا ہے زلف سری سوار ہو گئی میرے بلا ہے زلف دشمن کے ہاتھ سے تجھے خالق بچائے زلف شانے کو اتفاق سے گریا تھ آئے زلف زادہ کی ہر نماز میں ہے اقداس زلف اشقہ روزگار کو پھر کیوں ستائے زلف سو جان تھے ہے عاشق صادق فدا ہے زلف افلاک سے بلند ہے فکر رسائے زلف مشہور ہے جہان میں بہت اقرار ہے زلف لیکن سمجھ میں آنے سکا مدعا ہے زلف سانپ اسکو کہتے ہو تو نہ کیوں کاٹ کھائے زلف میں سن چکا ہوں زلف سے خود دلچسپی ہے زلف عارض پہ آپسکے کبھی آنے نہ پائے زلف عارض کے آفتاب کو جسد چھپائے زلف درگاہ بے نیاز میں ہے یہ دعائے زلف بندہ جائیں دونوں ہاتھ۔ اگر ہاتھ ائے زلف	(۱۵۴) جس رات لگ گئی مرے دلوں کو ہوائے زلف جسدن سے دل ہوا ہے مرا مبتلا ہے زلف ولدار کے حضور میں ہے دسترس اُسے رکھ دیا پھر تو اسکی حقیقت کو کھو لکھو اسکے حرم میں دھوم رکوع و سجود کی قسمت سے اپنی مین ہون پریشان شکستہ دل ظاہر میں ولیہ اسکی دعا بازیاں مگر ہر مصرع غزل میں اُسکی تلاش ہے تحت لگا کے پھانس دیا بے گناہ کو شانے نے کین اگرچہ بہت موثر گافیان بچکر رہو خدا کے لئے اسکے زہر سے شانے سے پرچھنے کی ضرورت نہیں مجھے سورج کی التجا ہے کرین اس قدر کرم تاریک ہو جہان ترے عاشق کی آنکھ میں میں بھی ہوں تیرے ساتھ۔ تری عمر ہو دراز بس کچھ نہ چل سکے جنت پر فن کیسے چ سے



<p>زلفِ خطاے او نشانِ دیاے زلف ایست در سخن صفتِ دلرباے زلف پائی ہے کچھ نسیم و صبا نے ہواے زلف</p>	<p>زلفِ عروسِ باجِ ستاند زلفِ شب دلہندہ دل شکستہ ولا ویزدستان بحرِ واسیر اسکی محبت میں ہیں اسیر</p>
<p>و ابستانِ زلف میں میرا شمار ہے بچپن سے ہے ولا میرے دل میں لائے لطف</p>	
<p>رو لیت قاف</p>	
<p>شمعِ محفل ہے ترا عارضِ جانا نہ عشق (۱۵۵) جس سے آباد ہوا کو چہ ویرانہ عشق کیا عجب ہے جو نہیں آپ بھی دیوانہ عشق دن میں بلبل ہے تو ہے رات میں پروانہ عشق خطا رخسار ہے پروانہ پروانہ عشق ہے ہر شیشہ ٹول کج پریمیا نہ عشق کیون مرا شک نہ ہو گو ہر یکدا نہ عشق زلف کے دام میں ہے خال ترا دا نہ عشق پھنس گیا زلف کی زنجیر میں دیوانہ عشق لہذا لمحہ کہ آباد ہے ویرانہ عشق بنگلی صبحِ وطن شامِ غریبا نہ عشق دین و ایمان ہے مرا وقفِ صنمِ خا نہ عشق ورنہ کچھ کہیں نہ تھی بازی طفلانہ عشق</p>	<p>دل مرا کیون نہ ہو سوجان سے پروانہ عشق میں ہیں اے دشتِ جنوں کج وہ دیوانہ عشق آپ سُن لین مرے منہ سے اگر افسانہ عشق شمعِ عارضِ گلگون سے ترے دل میرا شمعِ عارض کی زبان موت کا لاتی ہے پیام پہلے ہے آنکھ خیال نگہ جانا میں صدفِ دیدہ گریان سے بہا جب دریا ہوسِ رزق میں پھر کیوں نہ پھنسنے ملا کر جان اور دھکی کچی خود بھی بچا خیر ہوئی دلربا آج تری حسنا نہ بر انداز ہی سے کس مصیبت سے گزرتے ہیں مرے یل نہا کہنہ دل میں تیرنی ہے پرستش و زرت جان پر پہل کے سیکھی ہے کہن فکر و دن</p>



<p>رات دن آو شرر بارے شکرانہ عشق  بنگیا آئینہ ہاتھوں میں پر حینانہ عشق  کہنکھٹاؤ گے جو زنجیر درخانہ عشق  بھڑکھڑکھٹاؤ گے جو زنجیر درخانہ عشق  واوی غم میں پریشان ہے دیوانہ عشق  بارک اللہ برآئین غریبانہ عشق</p>	<p>صدق دل اور تہ جان سے ادا کرتا ہوں  ایک آئینہ عارض کے مقابل میں ہزار  تاقیامت کبھی اندر سے نہ آئیگی صدا  ہو گیا حسن پہ تیرے مراد دل کیوں عشق  سنگ طفلان سے پڑے اشک کے اولے پھر  بیچ پردے سر پایہ بلند ان نکند</p>
<p>بار دل نکل محبت مرا کیوں ہوتا ہے  کس نے بویا ہے مرے دھنیں و لا دانہ عشق</p>	<p>شیشہ و جام سے معمور ہے مچھانہ عشق  میں ہوں وہ بادہ کش ساغر مستانہ عشق  نہ گرا ہاتھ سے میرے کبھی پیسا نہ عشق  سحر و شام کھلا ہے درمچھانہ عشق  قطر شیشہ دل سے مرے آئی یہ صدا  خون دل سے مرے لہریز ہوا جام شراب  اسکی مورت اسی سانچے میں ڈھلی و زائل  ساغر سے کیا کرتے ہیں اندازہ ظرف  بحر ہوا آپ سے باہر ہے وہی دانشمند  یہ وہ میخانہ وحدت ہے کہ انہیں سکے سوا  آج ہونے کو ہے قصہ رگ جہان بیمار</p>
<p>بادۂ عشق سے لہریز ہے پیسا نہ عشق  جس سے پہیلا ہے یہاں مذہب نہانہ عشق  کبھی برہم نہ ہونی صحبت مچھانہ عشق  جس کا جی چاہے اٹھالے کوئی پیمانہ عشق  ساغر دیدہ دلدار ہے پیسا نہ عشق  رنگ لایا ہے مرا گریہ مستانہ عشق  خاک آدم کی ہے درودتہ پیسا نہ عشق  امتحان کے لئے موضوع ہے پیمانہ عشق  فکر کی قید سے آزاد ہے فرزانہ عشق  کبھی آنے نہیں پاتا کوئی بیگانہ عشق  نشر چشم ہے جرات شفا خانہ عشق</p>	<p>(۱۵۶) شیشہ و جام سے معمور ہے مچھانہ عشق  میں ہوں وہ بادہ کش ساغر مستانہ عشق  نہ گرا ہاتھ سے میرے کبھی پیسا نہ عشق  سحر و شام کھلا ہے درمچھانہ عشق  قطر شیشہ دل سے مرے آئی یہ صدا  خون دل سے مرے لہریز ہوا جام شراب  اسکی مورت اسی سانچے میں ڈھلی و زائل  ساغر سے کیا کرتے ہیں اندازہ ظرف  بحر ہوا آپ سے باہر ہے وہی دانشمند  یہ وہ میخانہ وحدت ہے کہ انہیں سکے سوا  آج ہونے کو ہے قصہ رگ جہان بیمار</p>



اسکی آنکھوں کو مری آنکھ سے دیکھنے کوئی دل غول ہے ترے پر تو سے مرے گھر کا چراغ ہے وہ فرما دے تیشے کی زبان پر شیریں نقش تر و خنجر و سوسن رکنا ترسی بر چھتی دل مرا کہیں نہیں آتا تری زلفوں کو پسند کام دل یافت بجان بازی خود بر سر تیغ اسکے دربار میں منشور بنی منکر آئینہ	چشم مخور میں ہے جلوہ مستانہ عشق تیرے صدقے میں ہے روشن مرا کائنات عشق اگر حقیقت میں بہت تلخ ہے افسانہ عشق تیری آنکھوں میں ہے خوریز سلخ خانہ عشق موشگافی میں ہے مشہور مرا شانہ عشق آفرین باد برین ہمت مر داندہ عشق میرے دیوان سے بڑا رہا تیرا شانہ عشق
---	--

اسکی ہر بات میں ہوتے ہیں دلا دو چھلو  
واہ کیا خوب ہے اندازِ حریفانہ عشق

### روایۃ کا ف عربی

کیون تجھ سے بنے بیٹھے ہوا بجان ابھی تک پان کچھ تو کھورات کا قصہ مرے آگے کیون آئے ہیں اغیار یہاں جان نہ چھپا کیا بات ہے منہ لال ہے غصے سے تھارا ہم آئے ہیں غیروں کو ہماری نہیں پروا اس ظلم کی برداشت کبھی ہو نہیں سکتی سن سن کے آہی ستم ایجاد کی باتیں انما خط عارض روشن سے ہے ثابت بے یار اجل کیون نہیں آتی مری مشکل	۱۱۵۷ خاموش ہو کیون تم پہ میں قربان ابھی تک کیون زلف تمہاری ہے پریشان ابھی تک کیون گل سے بنے بیٹھے ہیں جہان ابھی تک ہمہیات کہ تم نے نہ دیا پان ابھی تک قائم ہیں یہاں عیش کے سامان ابھی تک خاموش ترے در سے ہوں ایجان ابھی تک زندہ ہوں میں اللہ تری شان ابھی تک تفسیر کا محتاج ہے قرآن ابھی تک ہوتی نظر آتی نہیں آسان ابھی تک
--	---



<p>وہ اب تو مقابلِ نصین تصویر کے تیری ۛ  مین منتظرِ وقت رہوں تیرے یہ بنا کر  ہے معجزہ عشق پرستش میں بتو نہ کی  ہر لحظہ مرا عشق بڑھ رہا کیون نہ آہی</p>	<p>کیون آئینہ نقش ہے حیران ابھی تک  اس دل سے لگائے ہوئے ارمان ابھی تک  محفوظ ہے عشاق کا ایمان ابھی تک  وہ صحن ترقی پہ ہے ہر آن ابھی تک</p>
<p>ہے ذوقِ سخن پر نصین فرصت ہے ولا کو  اردو میں مکمل نصین دیوان ابھی تک</p>	
<p>کئے جائینگے یوں جفاکب تک  مین پکاروں مجھے خداکب تک  صبر کی حد بھی چاہئے کوئی ۛ  دیکھ لین گے ہم ایک دن آخر  جار ہے ہو کہسان ذرا تو کھو ۛ  وقت پیمان گزر چکا ولسر  ہم بھی دیکھیں گے کر کے وعدہ وصل  ہم دعا میں ہیں۔ آپ کہتے ہیں  اور زندگی بزم میں نرا ہر ۛ  ہاں ہر روز گل کا ہے وعدہ  کہتے ہیں کاٹ دوں گا تیری زبان  روکتے جارہے ہو تم نا حق  وصل کی شب ہے صبح کا ڈر ہے</p>	<p>(۱۵۸) مین سحون ظلم آپ کا کب تک  نہ کر لگی اثر دُعَا کب تک  غور تم ہی کرو بھلا کب تک  اپنا منہ تو چھپائیگا کب تک  آؤ گے میرے دلِ بابک تک  منتظر مین رہوں ترا کب تک  بے وفا تو نہ آئے گا کب تک  دو گے تم ہم کو بددُعَا کب تک  تم کرو گے خدا خدا کب تک  یوں چلیگا یہ سلسلا کب تک  پھر زبان سے اگر کہا دکت تک  نہ کروں عرض مدعا کب تک  آؤ اسے جان جان جیا کب تک</p>



<p>بھوٹے وعدوں کو ہم کرین باور ہے زمین سہل متنغ - دیکھین مرچکے تم پہ زندگی کی ہوس لڑمہ نیگے ہم آج دشمن سے دیکے طرحین نئی نئی - موہن</p>	<p>کچھ تو فرمائے ذرا کب تک ساتھ دیتا ہے قافیا کب تک بس جمنا تھا ہو چکا - کب تک بد معاشوں سے سابقا کب تک تو مجھے آزماے گا کب تک</p>
<p>کئے جاتے ہیں وہ ستم چسپ ستم در گزر ہم کرین و لا کب تک</p>	
<p>ردیف کاف فارسی</p>	
<p>سوز سے میرے لگی ایدل ترے داہنیں آگ جل گئے جب وج و قالب لگ گئی داہنیں آگ تیری دلسوزی پہ دلبر جان دل سے ہون فدا سیر گلشن میں ہوا جب آتشیں رخ کا گزر آنکھ سے پانی اُڑاؤں گھر بچھانے کے لئے آتشیں رخ کے ہوئے عاشق ابطائے فر بھونکدی جب آگ تو نے اس دل بتیا بین آتش دلو جلا دیتا ہے وہ تیرا ب سے آتش دل میرے اشکو نے بھڑکتی ہے مدام اوسکے ہم بھی ہم سفر تھے ریل میں ہونے لگے جل رہا ہے زخم دل تم اسکو سیٹے ہو جیٹ</p>	<p>(۱۵۹) تیرے دامن نے لگا دی میرے جان و تنہا آگ میرے دامن سے لگی پھر سراسرے پیر میں آگ پھونکدی تیری جیٹ سے مرے تن میں آگ جل کے لائے نے لگا دی تیرے گلشن میں آگ والد و تیری سے میرے دلکے فیہ انجن میں آگ دافع طاعون نبی جہن سے ہرکن میں آگ بیتقراری سے لگی سیاب کے معدن میں آگ واہ وا کیا بنگیا پانی کف سر جن میں آگ جس طرح پانی سے بھڑکے خاک کے غنوں آگ جب کسی کی سر و معری سے مجھی ناخن میں آگ جان لو لگا کر تیری رشتہ سوزن میں آگ</p>



آج کل کہاؤ نہ اسکو آگ کا گھر ہے یہ آم  
 ہو گیا اب میرے دل کی آگ کا بھٹا محال  
 جب سے استادوں نے شش فہری بنائی جھوٹ  
 آگ توڑے سے دکھا دیتے تھے ہم بندوق کو  
 تا پر روشن ہوا محفل میں بجلی کا چسراغ  
 تیرے دسترخوان پر پہنچے آنکھوں سے اشک  
 ریل میں سردی ہے اگر سے جا رہے ہیں ہاتھ پاؤں

کیا بتاؤں لگ گئی ہے آگ ہر اک چیز میں  
 جب سے پہلی ہے وگلا اس جنگ کی جہنم میں

تیرے غصے نے گا دی عارض و ثن ہیں آگ  
 کیا جراتی نے لگائی ناشتہ کئے تن میں آگ  
 چاہتا ہے دل بھانے اسکو اپنے اشک سے  
 آگ سے پانی ہوے وہ اشکباری دیکھ کر  
 ہے یہی عادت دہی بڑی ہے خاکستر ہیں وہ  
 تیرے دل کی روانے اسکو جب بھر کا دیا نہ  
 کیا ہواے گرم ہے اور کیا تڑپ کی ہے دھڑپ  
 اپنے تن میں آگ لگ گئی ہے سوزش نے  
 جل کے روٹی رہ گئی رونے لگا جسم بجا  
 سچ ہے آتش کا جلا ہوتا ہے اچھا آگ سے

شمع ہے جالی کے پردے کے ہر اک روز میں آگ  
 اڑ کے چنگاری نہ لگ جائے کہیں جہنم میں آگ  
 عشق کی بھڑکی ہوئی ہے آج میرے تن میں آگ  
 رحمت باری سے بارے بچھ گئی سادہ میں آگ  
 شمع تیری خاک سے بھڑکی تیرے دھن میں آگ  
 پھیلتی جاتی ہے ہر دم کو چہ و ہر زن میں آگ  
 جسکی تیری سے لگی جاتی ہے میرے تن میں آگ  
 ہڈیوں میں کیوں نہ بھڑکے جس طرح ایندھن میں آگ  
 ہنس رہی تھی اسکے رونے پر مرے گلشن میں آگ  
 دل جھلون کا دل کیوں ہوتا ہے اسکے نیر آگ



<p>وہ بھڑک اٹھی تو پہلی قلب کے دہن میں آگ          و فتنے نے پر بھڑک اٹھی مرے مدفن میں آگ          لگ گئی تھی شعلہ یا قوت سے معدن میں آگ          جسم کی آتش سے لگی ہے مرے گلشن میں آگ          ہے ہلالِ روشن نعلِ سم تو سن میں آگ          شمعِ جلکر رہ گئی اور لگ گئی مدفن میں آگ          لگ گئی ہے عاشقِ دل سوز کے نسکن میں آگ          تیری شوخی نے لگا دی آہ میرے تنہا میں آگ</p>	<p>ہم نے روکا اُسکے دہن سے جو دھکی آگ کو          غسل سے ٹھنڈی نہ ہونے پانی ظالم میری لاش          اب گوہر سے ملا پانی تو مجھ بکرا رہ گئی پو          وہ اُبلتی ہے زمین سے جسطحِ چشمے میں سوت          چاند پر ٹھوکر لگائی ہے سمندر ناز نے          آج دشمن نے جلایا میری تربت پر چراغ          اگر محبت ہے ترے دلیں بھجوا دے دوڑ کر          گرم ہو کر تو نے جھک کر کیوں نکلیا آگ پر</p>
---	---

آگ بھڑکانی ہوئی ہے یہ رقیبوں کی قولا  
 شعلہ رو گرم سخن ہے لگ گئی تنہا میں آگ

<p>ڈٹاک کیا چھو لگا دی ہے کسی نے بن میں آگ (۱۶۱)          دیکھنا اسے گل نہ لگتا ہے کہیں دہن میں آگ          آگ کے چولون پہ چلتی ہے جو اکس و رکی          اقامت مجھ نہیں سکتی کسی تدبیر سے          آگ پر مثل حسنِ ابدال ہم ہیں لوٹتے          کیا دوا تو نے پلا دی اسے طیب جانساز          بعد مدتِ خلوتِ جانان میں اکدن اپنے سا          میری آتشِ برف کے پانی سے کیوں بجھنے لگی          دوڑتے ہو تم لگا کر آگ پانی کے لئے</p>	<p>لالہ دشتی سے روشن کوہ کے دہن میں آگ          شمعِ لالہ سے لگی ہے آج اس گلشن میں آگ          کیوں نہ لگتا ہے جنون اس دشت کے دہن میں آگ          جب قیہوں نے لگائی ہے ہمارے تنہا میں آگ          کچھ اثر کرتی نہیں ایجان ہمارے تنہا میں آگ          پھٹکے ہی ہے آج اس بیمار کے تنہا میں آگ          دیکھ کر مجھ کو بھڑک اٹھی دل دشمن میں آگ          آگ ہے زیرِ قدم اور پھٹکے ہی ہے تنہا میں آگ          پوچھتے کیوں ہو لگائی کسی نے اس سکون میں آگ</p>
--	--



<p>کس طرح تاپوں بچھاتی ہے جب گلخن میں آگ  نگہ دل اور آہنیں جانوئے ہے آہنیں آگ  خوف ہے مجھ کو نہ لگ جائے مرے خرم نہیں آگ  باد وہ گلزنگ نے کیا پھر نکدی ہے تن میں آگ  کیون حد سے نہیں ہی ہے طبع اہل فن میں آگ  لگ گئی گلزار سے گلچیں کے جبہ میں آگ  میرے اشک گرم سے لگتی ہے کیون نہیں آگ  شدت تب سے لگی ہے آج اُسکے تن میں آگ  یہ تعجب ہے لگی بانی سے اسکے تن میں آگ</p>	<p>برف تیری سرد مہری سے بنے ہیں ہاتھ پاؤں  جب ہوے دونوں مقابل جسم سے جھڑنے لگی  بجلیاں گرنے لگیں غصے سے تیرے الامان  ہم پیے جاتے ہیں دریا شنکی بجتی نہیں  اپنے ہم چشموں کے اس اخلاق پر رونا نہیں  بعد مدت دل جلے بلبل کی تسکین ہو گئی  اگر م پانی سے جلا کرتے نہیں دنیا میں گہر  آگ ہو کر تیرے عاشق کا دکھتا ہے بدن  دیکھ کر رونیکو میرے آگ دشمن بن گیا</p>
--	---

اتسین عارض چھپا خاکستر خط میں ولا  
تم بچے رہنا دی ہے کامل یون میں آگ

<p>زلف کی ناگن دبی رہتی ہو ترے نہیں آگ  دوستوں نے لگائی ہے میرے سکن میں آگ  آپ آئے ہیں بھان ہو لی جلائی کے لئے  حضرت موسیٰ کو کب ہوتا یہ بیضا نصیب  وہ بھڑک اٹھی تمہاری جنبشِ دامن سکی  برق و شہ ہو کر تماشا دیکھنے ٹھہرے ہیں آپ  شعلہ عارض بھڑک اٹھا ہے ہلکے ٹپٹپے  کل ہوا ہے یار میں جب ہم نے کی سیر چمن</p>	<p>کھٹ کھاتی ہے تو پڑ جاتی ہے سارے نہیں آگ  کس کے لاشے کے لئے روشن ہوئی چند نہیں آگ  پھر لگا دیتے نہیں کیون خانہ دشمن میں آگ  انہی قسمت سے نہ ہاتھ آتی اگر بچیں میں آگ  دہن دل نے جرور کا لگ گئی دہن میں آگ  وادہ اکس نے لگائی ہے مرے سکن میں آگ  خوف ہے مجھ کو نہ لگ جائے کھین چلن میں آگ  دیکھ کر گل کو بھڑک اٹھی ہمارے تن میں آگ</p>
--	---



<p>دہن دل سے گریبان میں گرین چنگاریاں          آج کل اُسکے ہمارے آگ پانی کا ہے پیر          میری آنکھوں میں نظر آتا ہے کچھ خط کا دہرا          تیرے جلوے سے ہوا آتش نشان جب کوہ طور          آگ پانی میں لگا دینا اُسی کا کام ہے          آتشیں عارض پر گرمی سے پسینہ آپکا          خوب چھیڑا تھا دل ناشاد کچھ کر رہ گیا          وہ لگانے اور بچھانے میں بڑا استاد          آگ لگ جائے ابھی آتشیں غم کو کبھی          سوزِ بچھان سے ہمارا دامن دل جل گیا</p>	<p>چھر گریبان سے لگی عاشق کے پیر میں ہر گ          میرے آنسو سے بھڑک اٹھی دل دشمن میں گ          آج روشن ہو رہی ہے عارضِ روشن میں گ          مثل بارانِ کیرن برسے وادیِ امین میں گ          بازیِ آتشِ بنی ہے پنجہ دشمن میں گ          آگ پر رخن کبھی ہوا کبھی ہون میں گ          اسکے دیک کے ترانے لگی ارگن میں گ          بانِ دہی رہتی ہے دامنِ خاطر دشمن میں گ          بد دعا میری لگا لگی مرے شیون میں گ          اس چراغِ زیر دامن سے لگی دامن میں گ</p>
---	---

اس دہا کے کا تعجب آپ کو کیوں ہے والا  
 دل جو دہلا لگ گئی باروت کے مخزن میں گ

### روایتِ لام

<p>کیوں ہو رہا ہے شوق میں بے اختیار دل          کس جاوٹے کے رنج میں ہے اشکبار دل          رہ رہ کے میری آنکھ سے ہے اشکبار دل          رونے لگے لپٹ کے نہ کیوں نہ ازرا دل          بیتاب ہو کے بیٹھ گیا بیعتِ راز دل          رونے لگا میں تھام کے بے اختیار دل</p>	<p>کیوں ہو رہا ہے شوق میں بے اختیار دل          کس جاوٹے کے رنج میں ہے اشکبار دل          رہ رہ کے میری آنکھ سے ہے اشکبار دل          جب جا رہا ہے کج کسی دلربا کے ساتھ          پھلو سے میرے آٹھ جو گیا دلربا مرا          صبر و قرار ہاتھ سے جسمِ نکل گئے</p>
--	---



<p>اس انقلاب پر ہے تمہارے تارِ دل گو دلبری میں آج ہے تیرا شکارِ دل ہم رنگِ روئے لالہ بنا داغدارِ دل دلبرِ تمہارے آج گلے کا ہے ہارِ دل کس بات کا ہے اور تو امیدوارِ دل ترچھی تری نظر کا ہوا ہے شکارِ دل بے صبر بن گیا ہے مرا بقرارِ دل آتا ہے جب کسی پہ مرا ایک بارِ دل دلوادے جھکواے مرے پروردگارِ دل صنع سکندری کی بنایا دگارِ دل احسانِ دلبرِ کجا ہے جب زیر بارِ دل دار و خیزر کینہ پہ چھان یا رِ دل</p>	<p>پیمانِ وصلِ قتل سے کیونکر بدل گیا کل تجکو دیکھ لینگے شبِ وصلِ یارِ ہم سیرِ چمن میں آپکے عارض کو دیکھ کر لایا ہے رنگِ اس گلِ عارض کے سامنے تجکو تو ہاتھ آ ہی چکا دلِ بکا و وصل وہ بیچ رہا تھا صاف نشانے کی سیدہ سے دلبرِ تمہارے ہاتھ میں اگر وہ کس لئے جاتی نہیں کبھی مرے دل سے پھر سکی یا افسوس لینکے دل کو مرے وہ مگر گیا جس دن سے اسے عکسِ رخِ یار پڑ گیا کیون اسکو بارِ خاطر نازک کھکھے کوئی دلرا بدل رہیتِ درین گنبدِ سپھر</p>
<p>دیوانِ پن پہ اس کے نہجاؤ کبھی <b>وِ لا</b> مطلب کا اپنے ہے وہ بڑا ہوشیارِ دل</p>	
<p>۱۶۴۵ فصل و کرم کا ہے ترے امیدوارِ دل داغ و خون سے اپنے کیون بنے لالہ زارِ دل کس چیز کا ہے تجکو بت اتنا غارِ دل کیون مجھ پہ تو نکال رہا ہے بخارِ دل اک دل دکھانے کے تو نے لئے میں ہزارِ دل</p>	<p>سکے ہیں تیرے ہاتھ میں پروردگارِ دل سوزِ جگر سے جب ہے مرادِ اغدارِ دل رہ رہ کے بڑھ رہا ہے ترا اضطرابِ دل لیجا رہا ہے وہ مرے پھلو سے کھینچ کر عشاق کا شمار نصیب تیرے سامنے</p>



<p>سیاہ بن گیا ہے مرا ہے قرار دل          بے خانان ہے آج غریب الدیار دل          مہیات ہو گیا ہے ہرن کا شکار دل          سنتا ہوں آج کل تجھے کرتا ہے پیار دل          دق کرتا ہے وان خوشی سے مرا انتظار دل          پھلو میں میرے آنے اگر اکیلا دل          مانوں نہیں حو بات بنائے ہزار دل          یارب نہ آنکھ دکھا بنا ہو غبار دل          نکلا ہمارے ہاتھ سے بے اختیار دل          کھوٹا کھینچ ہاتھ سے صبر و قرار دل          اوس دلبر حسین کے ہوا ہمتا دل          پھلو سے گم ہوا ہے مرا ہونہار دل          ہو جائیں میرے ساتھ جھانہیں ہزار دل          شکستہ است از دودلی صد ہزار دل</p>	<p>مہ پارہ حسین کی طلب میں تڑپ کے آج          اپنے وطن سے دور ہے قبضے میں ہار کے          بھولے سے آنکھ پڑ گئی اسکی شکار میں          نفرت ہے اسکو اپنے رفیق قدیم سے          یان انتظارا شد من الموت ہے مجھے          عاشق کو تیرے وصل کی نعمت نصیب ہو          خود اپنے شوق سے وہ گیا ہے تمہارے پاس          دلبر غبار اوسکے ہوا دلبری کے بعد          روکا بہت مگر نہ رکا جذب شوق سے          جس طرح اپنے ہاتھ سے ہم تجھ کو مچھے          قسمت تو دیکھئے کہ رہے ہم اسی جگہ          کیون تجھ کو اضطراب نہ ہوا ہے سنگد          یارب ترے کرشمہ قدرت سے کیا عجب          اگر کیشو دودل بھجان کوہ بشکند</p>
---	---

قدرِ دنیہ و تیر کو حیرت ہے کیونِ قِلا  
 صدقے میں دغ کے ہے مرا زارِ دل

<p>پڑ گیا تو قس تنگ کے پالے بلبل          حالتِ غم میں جو صیتا کو پالے بلبل          قدرِ بلبل کی اسیکو ہے جہاں پالے بلبل</p>	<p>۱۶۵ پڑ گئے آج تری جان کے لالے بلبل          آپ اپنے کو کرے اسکے حوالے بلبل          کسی پالی میں جو دو چوچ لڑا لے بلبل</p>
---	---



توڑ کر پھول کو گھیننے سے سنبھالا دامن  
 ہم کو بھاتی ہے بہت نعمت سرائی تیری  
 دام میں گل نہ پھسا لگ گئے جگہ ہم بہت  
 بار غم کا ہے کچھ ایسا ترے دل پر بہاری  
 ہم سے ہمدرد زیادہ نہ ملے گا کوئی  
 گلخواران جہان قدر تری کیا جانیں  
 بہت جھڑی میں تو ترا رنگ بگڑ جائے گا  
 کون سستا ہے تلی تری اس گلشن میں  
 اگر میان تیر میں گلشن میں ہٹکتا کیوں ہے  
 ہو گئی دامن گھین سے محبت گل کے  
 گوش گل تک ترے نالوں کی رسائی نہ ہوئی  
 گلشن و شونگی ہے روزی ترے گل پر پوچھ  
 ہاں کھینک نہ لگ جائے نفس میں تیرے  
 آج کیوں یار لٹاتا ہے چمن کو اسے دل  
 ہم ترے ساتھ نہ جائینگے کبھی گل کی طرف  
 حکم سے یار کے اک پھول جو توڑا میں نے  
 تیرا عشق ہے گل اور ہمارا گلرو  
 شاخ گل کو نہ کبھی ہاتھ لگایا میں نے  
 گل بر غنائی خود نماز کتہ در گلشن

دامن دلو کو گل سے سنبھالے بلبل  
 ابھی باقی ہیں ترے چاہنے والے بلبل  
 وصال سے پھلے تو خیر اپنی منالے بلبل  
 جھکتے ہیں آج ترے بوجھ سے ڈالے بلبل  
 اپنے نالے ہیں جی بھر کے سنالے بلبل  
 ہیں چمن میں ترے پچاننے والے بلبل  
 اسی موسم میں تو رنگ اپنا جالے بلبل  
 خوب دل کھول کے بے پر کی اڑا لے بلبل  
 آشیان شاخ گل تر پر بنا لے بلبل  
 دام صیاد کو تو اپنا بنا لے بلبل  
 بچے گلشن میں ترے اشک کے نالے بلبل  
 نہ بُرا مان غریبوں کی دُعا لے بلبل  
 نالا گرم کو دیک سے بچا لے بلبل  
 خوف یہ ہے کہ کھینک نہ لے کھالے بلبل  
 تو کھین اپنی بلام یہ نہ ڈالے بلبل  
 دل دھڑکتا ہے کہ جھگڑا نہ نکالے بلبل  
 اپنے ہمدرد کا تو دور و بٹالے بلبل  
 مجھ سے بھتان نہ کر نام خدا لے بلبل  
 عاشق اوست بامید وصالے بلبل



گوش گلِ فودق کش زمرہٴ نغمہٴ اوست      دار و از نالہٴ خود رنگِ معنائے بلبل

بلبلانِ عجم و ہند میں ہے فرقِ وِلا  
بھوری رنگت کے ہیں وہ اور یہ کالے بلبل

پڑ گیا آج تو کیوں عشق کے پالے بلبل (۱۶۶)  
آج دلسوز ہیں کیسے نہ نالے بلبل  
کھین بیسے نہ پرو بال نکالے بلبل  
فوق گل کو مرے گلرو پہ وہ کیوں دیتا ہے  
قدراں داز کیا کرتے ہیں آواز پہ فیہر  
لطف آئیر گا جرحل بیٹھنے دیوانے دو  
پھول توڑے تو ہیں گلچین نے چن لیے لیکن  
واہ کیا رنگ اُٹا یا ہے مرا گلشن میں  
خوف صیاد سے تو بندر ہریکا کب تک  
پھول توڑے ہی چلے جاتے ہیں وہ بیچتا ہے  
توڑ لیں اس لئے گلچین نے وہ کچی کلیاں  
کچھ نہ معلوم ہوا مجھ سے بگڑنے کا سبب  
کیا مجال اسکی ترے سامنے ہو گلینہ تار  
سیرے گلرو کے چمن میں تو نشیں کرے  
آج پھیلے ہوئے صیاد ہیں اس گلشن میں  
میرے نالے تو فلک سیر میں کیا اسکی مجال

نجاو کرتا ہوں میں خالق کے حوالے بلبل  
پڑ گئے دلیں مرے آگ کے چھالے بلبل  
ساتھ اپنے کسی عاشق کو پھنسلے بلبل  
اسے کھدو کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل  
اب نہیں خیر جزا و از نکالے بلبل  
اپنے نالے کسی عاشق کو سٹالے بلبل  
خوف یہ ہے نہ کھین راہ میں آئے بلبل  
آج نالوں کے ہیں انداز نالے بلبل  
آشیان چھوڑ کے گلشن کی ہوالے بلبل  
اک طرف اپنے کھجے کو سنبھالے بلبل  
دل کے ارمان گلون سے نہ نکالے بلبل  
پھولا بیٹھا ہے اگر گل تو منالے بلبل  
میں سمجھ لو گا اُسے پر تو ہالے بلبل  
آشیان اپنا گلستان سے اٹھالے بلبل  
جان اپنی کسی پھلو سے بچالے بلبل  
میرے منہ پر کبھی آواز نکالے بلبل



<p>گل کے اوراق میں گلشن کے قبائے بلبل جب بھان پالتے ہیں ہند میں کالے بلبل اپنے نعون سے سبق ہم کو سنائے بلبل باز آمد بگین از پس سارے بلبل دار و از ہر ورق گل پرواے بلبل خوف یہ ہے نہ چمن سر پہ اٹھائے بلبل</p>	<p>ایک مالک نہیں اسکے ہیں ہزاروں مالک کیوں نہ انگنڈ میں گور و کو کبیری ہو پسند گل کے اوراق پہ لکھی ہے گلستانِ پری لہذا الحمد کہ آورو صبا فصل بھار زنگ و بوبیش بچن چرن نرسانہ بھراو سو چکر جائیو اس باغ میں سے زند و آئیر</p>
<p>ساتھ گلچین کے اڑا جاتا ہے گلشن میں قولا و امن گل کو زراکت سے سنبھالے بلبل</p>	
<p>۱۶۷۰ کیوں کو تھی کی شرم سے مر جھانجائے گل پھر کیوں نہ لائے رنگ حریر قبائے گل قربان گل میں یہ ترے کیوں نہجائے گل کیوں اسکے آب و رنگ سے شرانجائے گل نکلا زبان بلبل غمگین سے ہائے گل گل ہے فداے بلبل و بلبل فداے گل فصل بھار شاخ پہ جب تک نہ لائے گل ہم بھی ہیں گلبدن کے سبب آشنائے گل کوئی مرے مزار پہ ہرگز نہ لائے گل ثابت ہے عشق بلبل و گل سے وفاے گل جب بلبلوں کے سر میں سمانی ہو اے گل</p>	<p>اس گلبدن کو تنگ ہے تن پر قبائے گل رنگین ہے آج پیر میں گل رواے گل رنگین ترے بدن سے حریر قبائے گل سیر چمن میں عارض گلگون کو دیکھ کر دیکھا جو تیرے عارض گلگون کو باغ میں گھل مل گئے ہیں عاشق و محسوق اس طرح اے بلبلو چمن میں تمہارا نصیبین گزر اے عندلیب ہم نہیں بیگانہ بچن عارض کی یاد میں کھین لاشہ تیرے بچا باقی نہیں رہی دل عاشق کو کچھ ہوس غیظوں سے آج باد صبا کی چٹک گئی</p>



<p>بلبل تیرے وصال سے رونے لگا چمن ڈرے کہ کھل نجاے حقیقت لباس کی بلبل خدا تھا عارض گلگونے رنگ پر بچپن میں ہے یہ رنگ تو اللہ کو خبر گل کو دینِ عجبِ بسیر تو در چمن آدمش ز دامن گلچین خسرو داشت</p>	<p>بلبل تیرے وصال سے رونے لگا چمن ڈرے کہ کھل نجاے حقیقت لباس کی بلبل خدا تھا عارض گلگونے رنگ پر بچپن میں ہے یہ رنگ تو اللہ کو خبر گل کو دینِ عجبِ بسیر تو در چمن آدمش ز دامن گلچین خسرو داشت</p>
<p>روندی ہوئی ہے آتش و سدا و تیر کی مشکل ہے اس میں مینِ دلا ہاتھ آئے گل</p>	<p>روندی ہوئی ہے آتش و سدا و تیر کی مشکل ہے اس میں مینِ دلا ہاتھ آئے گل</p>
<p>گل جو پیر میں گھلے مین لگائے گل قائم ہوئی جب اسکے گریبان میں جاے گل گل جو کہ رنگ و بو کی ہے شہرت بھار میں پروانہ عندلیب نہ ہو شمع گل پہ آج مقصود ہے مقابلہ رنگ و بو اُسے بزمِ چمن میں عارضِ روشن کی تاب سے بویا گیا تھا الفت عارض کا دل میں خم ہے ہاتھ میں قفسِ جرمے گلزار کے آتا ہے جھوننے کے سوا اس کو اور کیا تشبیہِ روے یار کی گرو لیں ہے ہوس اپنی جگہ سے مل نہیں سکتا وہ دو قدم</p>	<p>گل جو پیر میں گھلے مین لگائے گل قائم ہوئی جب اسکے گریبان میں جاے گل گل جو کہ رنگ و بو کی ہے شہرت بھار میں پروانہ عندلیب نہ ہو شمع گل پہ آج مقصود ہے مقابلہ رنگ و بو اُسے بزمِ چمن میں عارضِ روشن کی تاب سے بویا گیا تھا الفت عارض کا دل میں خم ہے ہاتھ میں قفسِ جرمے گلزار کے آتا ہے جھوننے کے سوا اس کو اور کیا تشبیہِ روے یار کی گرو لیں ہے ہوس اپنی جگہ سے مل نہیں سکتا وہ دو قدم</p>



<p>بسترِ چکبدن کے کوئی کیوں بچھائے گل      دامانِ دل پر چلنے لگی جب ہوا سے گل      کہہ دو کہ تو کری میں کبھی بھرنے لائے گل      موسم کے بعد ہم نے چمن میں نہ پائے گل      زلفِ صبا کناراہ کشید از ہوا سے گل      بلبل ہی پر وہ ہوس در قعائے گل</p>	<p>کس چیز کی ہے اُس تن نازک کو احتیاج      تصویرِ گلبدن مری آنکھوں میں پھر گئی      گلچین کے ہاتھوں دل نہ دیکھے عندلیب کا      ہر فصل میں ہے وہ گل عارضِ سدا بہار      تابوے زلفِ یار بسیرِ چمن گرفت      گل پیشِ گلرخمِ برقِ بال و پر زند</p>
<p>گلچین میں اس بھار کے غالبہ نظرِ قلق      منسل ہے اس چمن میں ولا رنگ لائے گل</p>	
<p>نازک میں لال لال میں جیسے چمن کے پھول      اسے گلبدن دکھا بچھاپنے بدن کے پھول      پھولے ہیں تیری لال قبا پر حکم کے پھول      جھڑتے ہیں منہ سے غنچہ دہن کے سونے پھول      عارضِ پھولتے ہیں تمہارے چمن کے پھول      غنچے کبھی ہیں اور کبھی میں چمن کے پھول      سرورِ روانِ یہ میں تیرے سبب ذوق کے پھول      چنے لگا جو آج عروسِ چمن کے پھول      پھولے نہیں ساسے چمن میں چمن کے پھول      سیرِ چمن میں کان میں اپنے نہیں کے پھول      دل بن گئے ہیں ہار میں اس گلبدن کے پھول</p>	<p>پھولے ہیں آج عارضِ گل پیر میں کے پھول      گل پیر میں کہاں ہیں تیرے پیر میں کے پھول      گل پیر میں کی آج حقیقت یہ کھل گئی      بلبل کو تابِ نعمتِ سسرانی نہیں رہی      بنتی ہے جب نسیم تمہاری ہوا سے زلف      ہے گلرخون کی غنچہ دہانی میں یہ کمال      ہوتا ہے دیکھ کر گل عارض کو یہ گمان      گلچین ہوا انحالِ دہن یا د آگئی      اکہ پھول گلبدن کے گریبان میں دیکھ کر      سارے گل کو حلقہِ بگوشِ اسنے کر لیا      جب سے ملا ہے دلبرِ عشاق کا لقب</p>



تاریک شب میں نیکے ستارے چمک گئے  
 جھوکا ہماری آہ کا جس دم گزر گیا  
 جنت کی سیر ہو گی مجھے حشر تک نصیب  
 مگر وہی سیر باغ میں کیا بات ہو گئی  
 نازک بدن پکارے گئے مگر حسان دہر  
 ہے میکہ کے پھول میں آتش لگی ہوئی  
 بوٹو نہیں اس لباسِ مستحضر پر آپ کے  
 جسدِ مستحضر ہے آہر جانیں لگی ہے آگ  
 تیرے کرم سے پھول ہمیں پیکر ہی ہے  
 بیٹو نہیں بڑیاں ہیں تمہارے لباس کی  
 دو اشرفی کے پھول کا انعام دیکھئے  
 بلبل میں شش جھت میں خلا مانا لڑہیت  
 شہر ہے انکی گلشن ہندوستان میں آج  
 جب مگر خان ترک سفر میں نظر پڑے  
 فرحت سے کیوں نہ آج مراول ہو باغِ باغ  
 گلشن میں رنگ و بو کی نزاکت کو دیکھ کر  
 نقرے کی اور طلا کی تمنا برآئیگی  
 سیر چہن میں عارض رنگین کو دیکھ کر  
 دل غم فراق سے لالہ بنے ہیں گل

کالی قبائین تیری زہریلی کرن کے پھول  
 گرمی سے اسکی جھڑ گئے سارے چہن کے پھول  
 رکھنا مرزا پر اپنے چہن کے پھول  
 بلبل سے پھولے ٹیٹھے میں بارے چہن کے پھول  
 ہو کر گلے کا ہار نزاکت سے بن کے پھول  
 ساقی کی پھل پڑی سے جھڑے کرون کے پھول  
 معش کے شہر میں سنہری کرن کے پھول  
 آنکھیں مری گرائی میں گلہ زین کے پھول  
 عارض کے گل نہ پائے تو پائے چہن کے پھول  
 سوئی کے کام سے نکل آئے چکن کے پھول  
 مالن جو گوندہ لالی ہے دو طھا دھن کے پھول  
 سادات پاک میں چہن نچتین کے پھول  
 بٹو کرے سے ہو گئے نامی دکن کے پھول  
 نریت میں یاد آئے ہمارے وطن کے پھول  
 چھوٹے ہیں آج تیرے لب خندہ زن کے پھول  
 قربان ہو گئے مرے نازک بدن کے پھول  
 سر پر کرین شاراگر سیمتن کے پھول  
 رنگ آگیا گلاب بنے نسترن کے پھول  
 چاک قبائے گل سے کہلے ہیں چہن کے پھول



محبوبہ فرنگ یہ صدقہ ہے ہنسند کا سر رنگ کی ہے کج کرن چولین بھار	مقتیش سے بنے جو تہارے گون کے چہرل کندن سے ننگے ہن بھان نورنگ کے چہرل
اسے واغ اس چمن میں نہ بلبل ہو کیوں ولا استاد تیرے منہ سے جھڑے ہن سخن کے چہرل	
روایتِ میثم	
<p>جب کبھی آپے میں آجاتے ہیں ہم (۱۷۷)</p> <p>جب ترے پا مال ہو جاتے ہیں ہم</p> <p>اُسکے آگے جب کبھی جاتے ہیں ہم</p> <p>ہو چکی بس اب ترے دل میں جگہ</p> <p>آنکھ جب لڑتی ہے تیری آنکھ سے</p> <p>رشک سے پاسنگ بنتا ہے عدو</p> <p>نخلِ عنسم کی آبساری کے لئے</p> <p>کیا تلاشِ نقشِ پا سے یار میں</p> <p>کیوں تو پیچھا کر رہا ہے اے رقیب</p> <p>دشتِ غم میں جب بہک جاتا ہے دل</p> <p>کیوں ہمیشہ ہم سے ہوتے ہو خفا</p> <p>اشک کے بدلے وسراقِ یار میں</p> <p>آکے لیجانے کی بھی اچھی ہوئی</p> <p>کیوں لگا رہتا ہے دشمن ساتھ ساتھ</p>	<p>بے خودی سے اپنی شرماتے ہیں ہم</p> <p>دن میں سو سو ٹھوکرین کھاتے ہیں ہم</p> <p>اسکی زلفون سے آکچھ آتے ہیں ہم</p> <p>ابو آنکھوں سے گرے جاتے ہیں ہم</p> <p>شرم سے دلہین کٹے جاتے ہیں ہم</p> <p>جب تری لعلِ دہن میں نکلتا ہے ہن ہم</p> <p>خونِ دل نالوں سے دوڑاتے ہیں ہم</p> <p>دشتِ غربت میں مٹے جاتے ہیں ہم</p> <p>اپنے سائے سے ڈرے جاتے ہیں ہم</p> <p>وحشیوں سے اُسکو بھلاتے ہیں ہم</p> <p>لو خدا حافظ چلے جاتے ہیں ہم</p> <p>اپنی آنکھوں خون برساتے ہیں ہم</p> <p>وہ نہ آتے ہیں نہ پھر جاتے ہیں ہم</p> <p>وہ جو آتے ہیں تو گھبراتے ہیں ہم</p>



<p>و صل میں بیہوش ہو جاتے ہیں ہم اس کا مقصد اور کچھ پاتے ہیں ہم اس ترے چلنے میں کب آتے ہیں ہم عشق میں جب تیرے کہلاتے ہیں ہم تیرے قدموں کی قسم کہاتے ہیں ہم اس کے قابو سے نکل جاتے ہیں ہم دشمنوں کے دوست بن جاتے ہیں ہم</p>	<p>آج سمجھ اُن کے آنے کا سبب کیوں یہاں آئے ہو کسی بے تلاش کس نے بھیجا کیوں بلاتا ہے عدو مخل اغیار میں کیوں ہوں ذلیل بے بلائے ہم نہیں آئے یہاں دشمن جان جب کبھی چلتا ہے چال بس رضا جوئی کی اب حد ہو چکی</p>
--	--

خس نے لوٹا اس کو کیا کہئے وِلا

خانمان برباد کھلاتے ہیں ہم

<p>لوگ کئی قسمت تو لڑ جاتے ہیں ہم لوگ کئی آنکھیں تو لڑ جاتے ہیں ہم بے بلائے پھر کھان آتے ہیں ہم پھر کبھی دو چار ہو جاتے ہیں ہم اس مسرت سے مرے جاتے ہیں ہم گرچہ اپنے دل کو سمجھاتے ہیں ہم انکے سینے سے لپٹ جاتے ہیں ہم یہ غنیت ہے کہ یاد آتے ہیں ہم بد نصیبی سے رہے جاتے ہیں ہم جب تماشا ان کو دکھلاتے ہیں ہم</p>	<p>جب کبھی آنکھیں لڑا آتے ہیں ہم چل گیا خنجر تو لڑ جاتے ہیں ہم لو تہارے حکم سے جاتے ہیں ہم روتے ہیں۔ آٹھ آٹھ آنسو روز و شب فاتحہ پڑھنے کا وعدہ ہو چکا وہ سمجھتا ہے نہ سمجھیکا کبھی جب کبھی ملتے ہیں تنہائی میں وہ جب ہرے آمادہ تسلیم و ستم ہوتے ہیں جب مائل لطف و کرم کہیل جاتے ہیں ہم اپنی جان پر</p>
--	--



<p>گرم ہے غصے سے گلرواے نسیم اس سے بڑا کر کیجئے ہم پرستم واہ والینے کے دینے پڑ گئے ناوک ابرو کمان کی یاد میں تو نہیں آتی تو کچھ سر پر و انھیں برق و شہنشاہ جب غیر و نکے ساتھ غیر کے جاسنے سے ہے توبے قرار وہ چلے آتے ہیں یسکر غیر کو ماتے ہو ہم کو فخرِ مائش کے ساتھ غیر کے آگے امیدِ فتح پر کہ چکے ہیں جتہ و گویا و نصیر</p>	<p>پہلے آجیل اور پھر آتے ہیں ہم یہ نہ سمجھیں آپ گہیراتے ہیں ہم اپنے دلوں کی پچھتاہٹیں ہم تھام کر دل اپنا چلاتے ہیں ہم بے بلائے اسے اجل آتے ہیں ہم جل کے خاکستر بنے جاتے ہیں ہم تیری خاطر سے بلالاتے ہیں ہم روٹھ کر جس دن نہیں جاتے ہیں ہم بس انھیں چالوں سے گھبراتے ہیں ہم یار سے قسمت لڑا آتے ہیں ہم اس زمین میں لکھ کے پچھتاہٹیں ہم</p>
<p>عمر بھر عثمان ہیں ان کے اسے قولا خون دل پیتے ہیں غم کہا تے ہیں ہم</p>	
<p>کوچے سے ترے اگر گئے ہم جس روز گئے عدو کے گھر آپ کاکل سے تیری ہوے پریشان دشمن کو مزہ اچھا کے رہتے دیکھا سب کچھ تہا رہی خاطر کیا ایسی خطا تھی تیرے در پر</p>	<p>(۱۶۲) ایجان سب کچھ کہ مر گئے ہم رحمت دینا سے کر گئے ہم گیسوتے ترے کچھ گئے ہم غصے سے تمہارے ڈر گئے ہم انماض نگاہ کر گئے ہم بے بلائے اگر گئے ہم</p>



<p>قائم تھی وہاں تمھاری محفل          درپر ترے یاد خط میں جانان          تھی خود غرضی سے ہم کو نفرت          بگڑے ہم پر تو ہم بھی بگڑے          غیروں پہ بگڑ کے جب ہوئی یاد          وہ ہنسنے لگے خوشی سے رو کر          دلبر تری دلبری پہ قمر باران          صورت نہ کسی کی ہم نے دیکھی          آنکھیں جو لڑین تو ہم سے بگڑے          غیروں کے گھر تمھاری خاطر          خنجر سے ترے شہید ہو کر</p>	<p>دشمن کے جرات گھر گئے ہم          بنکر کبھی نامہ بر گئے ہم          غیروں کا لحاظ کر گئے ہم          پوچھا تو بیسان کر گئے ہم          کرتے ہوئے الحذر گئے ہم          دل اپنا نشان کر گئے ہم          ندمت تری دل سے کر گئے ہم          جب نانہ کسی کے گھر گئے ہم          دل دیکر صلیح کر گئے ہم          اپنے سے بے خبر گئے ہم          مرتے ہوئے نام کر گئے ہم</p>
<p>گزری جو کچھ بھی ہم پہ گزری          دینا سے ولا گزر گئے ہم</p>	
<p>دل سے ترے کیا اتر گئے ہم (۱۶۲)          دل اٹھ ہی گیا تھا زندگی سے          دُنیا میں کسی نے کچھ نہ پوچھا          تھا اپنا قصور اگر نہ پایا          گلرو ترے عشق کے چرن سے          جس راہ میں جان کا تھا خطرہ</p>	<p>جیتے جی ہاں مر گئے ہم          یہ خیر ہوئی جو مر گئے ہم          کیوں آئے تھے کدھر گئے ہم          تو ہی تو تھا جد ہر گئے ہم          مانند صبا گزر گئے ہم          اُس راہ سے یہ خطر گئے ہم</p>



<p>تھی عشق کی خوفناک منزل معلوم نہیں کہ ہر سے آئے کیا جان پہ اپنی کہیل کر آج لبریز ہو اپسالاہِ عمر وعدہ نہ کیا کسی سے جھوٹا اے منظرِ حسنِ لایزالِی قصیف ہے یادگار اپنی شہرِ نجِ نبی جو عشق بازی دیوانِ قلندر سے دل نہ بھلا آخر میں غزل سے تیری لے درو</p>	<p>اس خون کو جانکر گئے ہم ثابت نہ ہوا کہ ہر گئے ہم مرنے کو کہیل کر گئے ہم اشکون سے اپنے بھر گئے ہم کھکر نہ کبھی مگر گئے ہم سکر تیری خبر گئے ہم کیا اچھا کام کر گئے ہم عشاقِ پات کر گئے ہم سودا کے خیال پر گئے ہم یتاب ہو سے تو مر گئے ہم</p>
<p>کس واسطے آئے تھے قولا ہاے کیا ہم نے کیا کدھر گئے ہم</p>	
<p>آزاد بن کے چلے گئے اپنے مکان سے ہم جب آگے ہیں اریحاً تاک و مان سے ہم ہم کو خبر نہیں ہے کہ آئے کھانے ہم گزری نہ تھی کہ تیری جفا سے گزر گئے جو کچھ سنا ہے تیری زبان سے زبانِ دراز ابرو کے خم میں اپنی ناک کو چھپائے ان گالوں کی کچھ ہمیں پروا نہیں ذرا</p>	<p>۱۶۴۳ چھوڑا نفس تو روٹھ گئے آشیان سے ہم مگر ہی جائینگے مریجان اب بھانے ہم کیا جان میں ہم کہ جائینگے کب اس جھانے ہم سرعت میں آج بڑھ گئے عمر روان سے ہم نقل اسکی کر رہے ہیں قلم کی زبان سے ہم ڈرتے نہیں کچھ آپ کے تیر و کمان سے ہم سوار سُن چکے ہیں تہبازی زبان سے ہم</p>



<p>اپنے لئے ہے خیر اسی میں کہ ہو خلافت دل پر ہمارے نقش ہو نقشِ نگین کی طرح دل کا ہمارا محل مقصد یہ کیوں نہ جاسے طیثارہ ہاے آہ میں اسٹیم کے عوض سیسے میں ہیں خزانِ مضمون بھرے پڑے اس زندگی پر موت کو ترجیح کیوں نہ ہو بس طرح بھگوا سکی شکایت ہے ہر گھڑی ہیچاتِ مشت خاک بھی اُنکو نہ آئی ہاتھ کیوں اپنے رازِ دوان پہ بھروسہ نہیں تجھے</p>	<p>وق ہو گئے ہیں رابطہ جسم و جان سے ہم سُن لیں جو ایک بات تمہاری زبان سے ہم دور یا ہمارے ہیں جب اشکِ وان سے ہم انجن چلائیں گرمی ضبطِ فغان سے ہم سُمرانکے صوف کے لئے لائیں کھانچے ہم اب ہو رہے ہیں شش میں کچھ تھکان سے ہم شکوہ کریں گے یا تر آسمان سے ہم جب خاکسار بنے اُڑے اس جہان سے ہم مر جائیں پر کبھی نہ نکالیں زبان سے ہم</p>
<p>وہ آفتابِ رو سے زمین حکم دے اگر تارے اُتار لائیں قولا آسمان سے ہم</p>	<p>وہ آفتابِ رو سے زمین حکم دے اگر تارے اُتار لائیں قولا آسمان سے ہم</p>
<p>ایسے تھکے ہیں نالِ آہ و فغان سے ہم میں جان بلب تمہاری جہاں سے ہم تم حکم دو تو آگ میں کو دین ہزار بار بڑھتی چلی ہے مدتِ پیمانِ مثالِ عمر اس زندگی سے موت بھلی ہے مگر وہ عارض بنے ہیں صبحِ تجلی شبِ وصال دنِ بزمِ عصا پڑ میں گئے تو دنِ نمازِ صبح میں دیرِ دلین مثلِ سندر پلے ہو سے</p>	<p>کچھ ہو گئے ہیں جا بجاں ناتوان سے ہم کچھ اپنا حال کچھ نہیں سکتے زبان سے ہم ڈرتے نہیں تمہارے کسی امتحان سے ہم لاینگے عمرِ فوجِ آلہی کھان سے ہم اب سیرِ بزمِ چکے ہیں آلہی جہان سے ہم ڈرتے نہیں میں مرغِ سحر کی فغان سے ہم اٹھتے نہیں وصال کی شب میں فغان سے ہم جل کر بھی اُٹ کر نیلے نہ اپنی زبان سے ہم</p>



<p>اگر آستانِ یار سے وہ مہسری کرے      پیمانِ وصل کر کے بلایا تھارات میں      سکتے ہیں تیرا جو رشکایتِ نصیب تری      نغموں سے اپنے کیوں تو ستاتا ہے بار بار      غیر رونکے سامنے وہ اٹھاتا ہے بزم سے      اُس آفتابِ رو کے نہ اُسے کبھی پسند      ہم سُن چکے ہیں بلبلِ آملِ ترا سخن      غالب نے کیوں غزل نہ لکھی اس زمین</p>	<p>لکڑ لڑینِ خدا کی قسم آسمان سے ہم      وہ چلے گئے وہاں سے جو نکلے جھانسم      تعریفِ اپنی کرتے ہیں اپنی زبان سے ہم      واقف ہیں عندلیبِ تری داستان سے ہم      اٹھ جائیں اسکے آگے ابھی جہاں سے ہم      مضمونِ امارا لائیں اگر آسمان سے ہم      سُن لینگے آج بلبلِ ہندوستان سے ہم      پوچھیں گے حشر میں اسد اللہ خان سے ہم</p>
<p>نکیم و رشک و تیر و صبا کی زمین ہے یہ      اپنی غزل سنائیں قولا آسمان سے ہم</p>	
<p>قیدِ ہستی سے بھونگے جب تلک آزاد ہم      جانِ دل سے جب ہوئے منت کش جلا ہم      ہاے اس عالم میں ہن اسکے مظالم سیکڑوں      سر پہ آفت آگئی تھی جھگئے ہم بال بال      خیر گزری قتل کے دن تیرے منہ پر بھی نقاب      دیکھتے تھکونہ آنکھوں سے نہ ہوتے بیقرار      ہم سے کیوں اڑتے ہر جانان تم کھانے ہم کھا      جا کر زلفونکو و دام اور مان کر دانے کو خال      فوجِ مرگ انکی تہااری متعدد ہر جنگ پر</p>	<p>(۱۱۶) دام سے زلفونکے چھوٹینگے نہ اسے صیاد ہم      بھول کر احسان کس منہ سے کرین فریاد ہم      کوئی سُننا ہی نہیں کس سے کرین فریاد ہم      زلفِ دین پھنس کر بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم      در نہ آنکھوں سے بتا دیتے تھے جلا و ہم      کاش اس خلقت میں ہوتے کورما در زاد ہم      تم پر زاد و نکے حاکم اور آدم زاد ہم      تیری خاطر پھنس گئے پیہا تے صیاد ہم      اپنے ناقوسِ فغان سے گر کرین فریاد ہم</p>



کیا مہم خواہی میں اس کا کل کی اے بادیم  
 ہم میں وہ صحرانورد و حشت آباد جنوں  
 تو اگر پہلی ہے مجھوں ہم میں ہشت و کوہ میں  
 ہم کو دنیا سے اٹھایا آپ کی بیداد نے  
 یہ رضا جوئی ہے اپنی وہ تختِ سرِ آپ کا  
 صاف دل ایسے میں جب ہوتا ہے غیرِ دیرِ کرم  
 دین نہ تہ تشبیہ سر و بے ثمر کو آپ سے  
 سنگِ دل کی بن آہنی جانی پہ اپنی ہونہ ناز  
 کوک کر سخلو گراموں سے عاشقِ کادول  
 ہم میں مضمونِ آفرینِ داستانِ حسنِ عشق  
 ہم کو تو نے کیوں نہ پوچھا بھو لکھ بھی ایکبار  
 ہم پر مکتے ہیں سخنِ سخنِ عالم کا کلام  
 دل میں ہوزِ عشق اور اکھو میں ہین اشکِ دل  
 ہم سے ڈرتے ہیں سخن گو جب سناتے ہیں نعل  
 لوحِ خاطر ہے ہماری آئینہ تصویرِ عکس  
 سرورِ عالم کا ہے یومِ ولادت مومنو  
 زندہ دل ہے وہ بڑا جیتے ہیں اس اپنے کام  
 طرفہ نیرنگ است یارِ ماکہ باطبعِ سلیم  
 ہوا العجب مرویت عاشقِ در شہستانِ فراق

جان و دل سے ننگے ہیں خانانِ برباد ہم  
 کرتے ہیں نالوں سے ویرانہ ہر اک آباد ہم  
 تو اگر شیرین ہے اسے شیرین دہنِ فرہاد ہم  
 کیوں بچا میں حشر میں خالق سے اپنی ادا ہم  
 ناخوشی سے آپ کی ہوتے ہیں ہر دم شاد ہم  
 اپنے دشمن کو بھی دیتے ہیں مبارکباد ہم  
 راے میں اپنی ہیں اسے سرور و انِ ادا ہم  
 اُن نھین کرتے ہیں کہا کر خنجرِ غولا ہم  
 ہم میں موجدِ دل سے کرتے ہیں ہر اک ایجاد ہم  
 تیرے صدقے میں بھیاں بننے گئے استاد ہم  
 رات دن آٹھون پہر کرتے ہیں تجکویا دہم  
 اپنی ٹکسالی زبان کے ہیں بڑے نقاد ہم  
 آب و آتش سے ہوئے ہیں جامعِ افساد ہم  
 اٹھ نھین سکتا کبھی کرتے ہیں جہاد ہم  
 موقلم سے تیرے مستغنی ہیں اے بہادر ہم  
 راست کو قائم کرینگے محفلِ میلاد ہم  
 غیرِ مرجائے تو چھرا سکو کرینگے یاد ہم  
 خشم و تحویل و قوتِ دار و دیوارِ ہاد ہم  
 قوتِ ضبطِ فغانِ می دار و فریاد ہم



اے وکلا روح اسیرِ و آس و سوادے آج  
کیون نہ چاہیں چلکے اپنی اس غزل کی داد ہم

دوستو رکھتے ہیں کام اپنے فقط کام سے ہم (۱۷۷)  
کر کے آغازِ حقیقت میں بہت بچتا ہے  
عشقرِ ولدا میں ہوتے ہم اگر نختہ خیال  
پہرہ دیتی ہے مقدر کو تری گردشِ چشم  
گریزی زلف میں پھانسی کا نہ ہونا کچھ تو  
ہم نے کی عمر بسر کو چہ گستاخی میں  
جب ملک اس لبِ جان بخش کا دم بھرے  
بھول جائیگا ارے بلبلِ نالان گل کو  
تلخِ بادام میں ہے زہرِ ہلاہل بے شک  
لہذا الحمد بچے دولت و رسوائی سے  
بتِ کافر کی پرستش نے بنایا ہم کو  
ایک پر ایک ترا حکم چلا آتا ہے  
سگ و دربان نے پھٹکنے نہ دیا کوچے میں  
جب ترے آگے ہمارا کوئی بس چل نہ سکا  
بیقراری ہمیں آفت میں پھنسا دیتی ہے  
ہم کو بازار میں کوڑی کو نہ پوچھے کوئی  
اگر پھنسیں بند قفس میں نہیں پروا ہم کو

پھر نظر آتے ہیں کیون عشق میں ناکام سے ہم  
کبھی آگاہ نہ تھے عشق کے انجام سے ہم  
داغ پر داغ نہ کھاتے ہو بس خام سے ہم  
کبھی شکوہ نہ کریں گردشِ ایام سے ہم  
صید ہو کر بھی نہ ڈرتے کبھی اسدام سے ہم  
منتظر رہے دنیا میں سدا نام سے ہم  
خوف کرتے تھیں کچھ مونکے پیغام سے ہم  
گر ملاوٹ گئے تھے اپنے گل اندام سے ہم  
ہوے سو م تری آنکھ کے بادام سے ہم  
آج دینا سے چلے عزت و اکرام سے ہم  
خوش عقیدت نہ ہوے تھے کبھی اصنام سے ہم  
تھک گئے ہائے سنگر ترے احکام سے ہم  
باوے بن گئے جانان ترے خدام سے ہم  
ہٹ سے نادم ہوئے باز آگئے ابرام سے ہم  
جب نکلتے ہیں کبھی کو سے دلا رام سے ہم  
بندگی میں تری بکتے ہیں فقط نام سے ہم  
یہ عنایت ہے کہ زلفوں کے چٹے دام سے ہم



خط بنائے ہوئے ہاتھ نکالے ہوئے مقصود اپنے نقصان کی پروا نہیں ہوتی ہم کو	کر ہی لینگے کبھی بیعت ترے حجام سے ہم کام رکھتے ہیں فقط منفعت عام سے ہم
زلف و عارض کو قولا یاد کیا کرتے ہیں انغمِ فرقت میں کسی کے سحر و شام سے ہم	
دل لگاتے نہ اگر اپنے دلا رام سے ہم ہم سٹھنے میں جو مشاق نہ ہوتے اسے لہجہ میکشور کو نہ رہی حاجت جامِ حبشید مٹ گئی کثر سے عاشق سے سب ناموری زور و رونی کا سبب تیرے مقابل لبِ بام تیرے عارض کو اگر مان نہ لیتے مصحف وعدہ وصل کے وہو کے میں ٹپتے گری گرم اشکوں سے بھرنا تیرے لنگھال کو آج چونک اٹھے جو قدم پہننے لئے سرتے میں دلربا صاحبِ دل کیوں نہیں کھتا ہم کو سرم کبے کا کیا آپ نے جانے نہ دیا اس قدر خوف ہے عشاق کے دلیر تیرا اس نمی بروہ فروشی پہ تصدق عاشق سورہ ہے میں ترے خنجر کے تصدق میں یہاں بنگنی اسکی حجامت جو بنایا ترا خط	(۱۶۸) اپنے کاشانے میں رہتے بہت آرام سے ہم اس طرح بجکے نکلتے نہ ترے دام سے ہم ساقیا سیرِ فلک کرتے ہیں اس عام سے ہم تیرے کوچے میں نظر آتے ہیں گناہ سے ہم جانکر پوچھنے غریشد لبِ بام سے ہم کام رکھتے نہ کبھی مذہبِ اسلام سے ہم صبح تک منتظر یا رہے شام سے ہم کام اپنا بھی نکالیں ترے حجام سے ہم آج شرانے لگے حرم کے اقدام سے ہم تیرے آنے کی خبر پاتے ہیں الہام سے ہم قافلہ چھوڑ کے باز آگئے احرام سے ہم کانپ جاتے ہیں جفا کا ترے نام سے ہم ایک ہی بول میں واپس ہے نیلام سے ہم پاؤں پھیلانے ہوئے قبر میں آرام سے ہم لڑمے آج مر بیان ترے حجام سے ہم



<p>پھول اب منہ سے بھڑپ چادرِ قدر کیلئے جان جانے پہ بھی جان ہے لبوں پر جا کی ہم چلے عالمِ ارواح کو اسے روحِ روان ہم ترا حکم بجالائینگے جانِ دول سے</p>	<p>جان بلب ہو گئے جانان ترے دشنام سے حشر میں تجھ کو پکاریں گے اسی نام سے ہم لے چلے ہیں تراغمِ عالمِ اجسام سے ہم کبھی جلتے تھیں ایمان کسی کام سے ہم</p>
<p>رند ہو کر ہوے کیوں دامِ محبت میں اسیر کام لیتے ہیں قولا صنعتِ ایہام سے ہم</p>	
<p>جب سنائینگے کسی کو عشق کا افسانہ ہم (۱۸۹) اسے جنون کل تک ٹھکانے تھے ہمارے قل ہو اس سے چالیں چل رہے دشمن بے پیر کج کوئی سجدہ کر رہا ہے کوئی کرتا ہے طواف قلقل مینار کا بھرنے لگے ہاتھو نہیں جام انقلاب دہر سے دشمن ہے میں اپنے دوست بٹ رہی ہے ساقیا ہاتھو نے جب تیرے سر اسے فرشتو خاکِ آدم کی حقیقت یہ کھلی دیکھ کے دل اپنا بنے ہیں کجِ جہان آپ کے آتشِ عارض پہ اپنے تو نہ اتنا سراٹھا آنے پاتا ہی نہیں کوئی اجازت کے بغیر لے لیا دل اس بت کا فرنے چشمِ مست سے ہم در دولت پہ مجبور کئے ہیں مثلِ فقیر</p>	<p>سننے والے کو بنائینگے ترا دیوانہ ہم آج کیوں کرنے لگے افعالِ مجنونانہ ہم جانتے ہیں اسکو ایمان بازی طفلانہ ہم تیرے مسکن کو سمجھتے ہیں عبادت خانہ ہم جوش سے کرنے لگے جب گریہ ستانہ ہم غیر تیرا آستانہ ٹھہرا بنے بیگانہ ہم کیا عجب صدقے میں تیرے پائین اک چاند ہم خاندانِ مے سے ہیں درویشِ پیمانہ ہم کل سمجھتے تھے یہاں اپنے کو صاحبِ خانہ ہم ولمیں سوزِ عشق سے رکھتے ہیں آتش خانہ ہم نیری محفل کو کہا کرتے ہیں قلعہ خانہ ہم خانہ کعبہ کو چھوڑ آئے سیرِ محسانہ ہم گر چہ رکھتے ہیں یہاں کروفر شاہانہ ہم</p>



ہے ہمارے دلین اسے دلبر فقط تیر خیال شع بزم شمع و پر جب ہو پروانہ نثار اشتیاقِ دل ہمارا ہے ترے قدموں کے ہاتھ	کیون نہ جانیں آج اپنے دلوں کو خلو تھانہ ہم جل مرن ہم اوس پہ کچھ اپنی کرین پروانہ ہم سر سے چل کر آئے ہیں اس در پہ مشتاقانہ ہم
---	--

وانہ ہاے اشک و آب دل رہی اپنی غذا  
اسکے کوچے میں ولا لائے ہیں آج دانہ ہم

عشق میں کہتے ہیں ایجان مشربِ زندانہ ہم (۱۹۰) جوشِ مستی میں ہوئے جب داخلِ میخانہ ہم تیرے سینے سے لپٹ جاتے ہیں بتیا کی گیت یہ خلوصِ دل ہے تم مانو نہ مانو اختیار بے سبب بے وجہ ہم دونوں سے ہے تو بربکار وہن اُمید میں نا اُستاد کے ہیں گل تو اگر گلِ سیرِ ہر گل ہے تو ہم ہیں عندِ لیب اشٹانی کی ہماری آج ایسی گت بنی قتل ہو جائیں اگر لاکھوں تو کیا پروا تھے ہو گیا ظالم تری ایک ادائیں اپنا کام دیکھ کر مجھ کو اس جنگل میں ہم واپس ہو رات اپنے شمع و کی بزم میں روشن تھی شمع دشت آباد جنوں اس دشت کا کہیں گے نام ساتی کوثر سے لین گے اب مے وحدت کا جام	اپنی زندگی سے بنے ہیں ساکنِ میخانہ ہم غم سے تھا لبرِ زل اور بنگئے بیمانہ ہم دیکھتے ہیں جب تر اندازِ معشوقانہ ہم عرض کر دیتے ہیں اپنی راسے آزادانہ ہم رات خلوت میں تری تھی نہ دشمن تھا نہ ہم آج ہیں تیرے چمن میں سبز بیگانہ ہم شع محفل ہے ترا عارضِ تو ہیں پروانہ ہم واہ وا غیر و نکے آگے بنگئے بیگانہ ہم جانتے ہیں یا تیری محنت مروانہ ہم کر نہیں سکتے ادا ایجان ترا شکرانہ ہم وہ ہونڈتے آئے تھے مسکن کے لئے ویرانہ ہم اس پہ پروانہ گرا اُس پر بنے پروانہ ہم اسے جنون کرتے ہیں اب آبادی ویرانہ ہم پاتے ہیں لبرِ زراپتی عمر کا پیسا نہ ہم
--	---



<p>پڑ گئے ہیں ولین اپنے ہر طرف صد ہاشنگ استنزلِ آب و آتش اختصاصِ عشقِ ہمت</p>	<p>گر بھنپیں لے لین خبر زلفِ نوحی مثلِ شانہ ہم آتشی داریم در دلِ گریہِ مستانہ ہم</p>
<p>پانچ ہی اشعار پر غالب نے کی گواکتفا اے قولا ہرگز نہ مارے ہمت مروانہ ہم</p>	
<p>جب بے بسی کو جان گئے بیکسی سے ہم مارض دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم ہستے ہیں جو جس کا تھل نہیں ہمیں آتش پرست آتش عارض پہ ہیں فدا غیبت کسی کی ہم نہ کریں گے تبھی جناب ساتھی نہیں ہے کوئی ہمارا جھان میں ہر ایک کا ہے ٹیم مستر نہال ہیں احسان ہے جو ہم سے ہوئے آج ہم کلام جب دل لگی میں دلشکنی کا نہیں خیال آبِ حیات ہے لبِ جان بخش سے عیان تم دل لگی میں ہم کو سناتے ہو گالیان دنیا میں جس کسی نے کیا ہے ہمیں شہید زیر نقاب دیکھ رہے ہیں وہ اپنا ہاتھ ناکس بہریت نشو و اے رقیب کس</p>	<p>قسمت کو اپنی مان گئے بس اسی سے ہم ناخوش ہیں ہم سے آپ تو خوش ہیں اسی سے ہم کرتے نہیں تمہاری شکایت کسی سے ہم پوچھیں گے اس کا راز کسی پارسی سے ہم جسکی برائیاں ہیں کھین گے اسی سے ہم تنگ آگئے ہیں یا بہت بیکسی سے ہم محبوبہ فرنگ تری پالسی سے ہم تم مطمئن رہو نہ کھین گے کسی سے ہم باز آئے باز آئے تمہاری ہنسی سے ہم ظلمات پاگئے ترے لب کی مٹی سے ہم ہوئے لگے ذلیل تمہاری ہنسی سے ہم لین گے بروزِ شہرِ شہادت اسی سے ہم آنکھیں لڑا رہے ہیں یہاں آرتی سے ہم تغلیت بھیلے ہیں تری ناک سے ہم</p>
<p>عزت ہماری لیتے ہیں غیر وں کے سامنے</p>	



ہوتے ہیں بحر اسِ ولا بس اسی سے ہم

جس دن سے دل نکلائے میں جان کسی سے ہم  
 شینگ آگئے میں جان جھان بے کسی سے ہم  
 ہم کو کسی سے کام نہیں آپ کے سوا  
 دشمن مجھے لگانے بھانے میں ہے کلا  
 صدقے میں اپنے حسن کے ایجان کچھ تو دو  
 غم ٹالنے کو آئے ہیں جان تمہارے پا  
 دکھتا ہے دل تمہاری جفاؤں کو کر کے یاد  
 جوشِ غضب میں بات وہ منہ سے نکل گئی  
 دیتے ہیں ہر سوال کا دندان شکن جواب  
 اپنے پہ مہربان بتاتا ہے آپ کو  
 انداز رخ کو دیکھ کے فوراً پٹ گئے  
 ملتا نہیں جواب تو بکنے سے فائدہ  
 اب مستحق ہے غیر جو تھا غیر مستحق  
 دل را بدل رعیت درین گنبدِ پھر  
 مومنِ عقیل و دماغ نے لکھی ہے جب غزل

(۱۸۲) لکھو پیچھے اپنے دل کو شیب بے بسی سے ہم  
 ایشہِ رحم کی نہیں رکھتے کسی سے ہم  
 رکھتے نہیں جنابِ محبت کسی سے ہم  
 ممکن نہیں لڑائیں کسی کو کسی سے ہم  
 ناچار ہو گئے ہیں بہت مفلسی سے ہم  
 روتے ہیں زار زار تمہاری مہنسی سے ہم  
 جب دیکھتے ہیں لطف و کرم ہر کسی سے ہم  
 کرتے ہیں عہدِ باد بکھین گے کسی سے ہم  
 بدنام ہو رہے ہیں جہان میں اسی سے ہم  
 محفل میں پوچھتے ہیں یہاں جس کسی سے ہم  
 جانان کبھی بلول نہیں واپسی سے ہم  
 جب تک نہ ہو سوال نہ بولیں کسی سے ہم  
 مایوس ہو گئے ہیں بھانِ حق سے ہم  
 پاتے ہیں ذوق اس شلِ فارسی سے ہم  
 چلتے ہیں اس زمین پہ بہت چرکی سے ہم

ہے اپنے قافلے میں عجب حنا سے ولا

کرتے ہیں ناز اپنی غزل پر اسی سے ہم

بنگئے ابرو کمان کیونکر نشان تیر ہم (۱۸۳) ہو گئے کس کے اشارے سے تہِ شمشیر ہم



وان بلین ابرو بچان ہوں قتل بے تقصیر ہم  
 جس بیجا کا ہوا زلفوں سے تیری ارتکاب  
 قتل میں اللہ اکبر کس قدر ہے ہمہ جبر  
 عالم رویا میں وصل آنکا ہوا لینے لگے  
 پہیرتے ہیں وہ تم کمر کے اپنے منہ پہ ہاتھ  
 جوش غم میں دل اُمتد آتا ہے سوز عشق سے  
 کچھ نظر آتے ہیں وہ یار پر آنا رخط  
 سر جھکا کر حلقہ ہاے دو واہ دل سے آج  
 لاکھ تدبیروں سے ہاتھ آیا نہ مطلب ایک کا  
 آتش دل سے اگر بجائیں ہم آتش زبان  
 تیرے صدقے میں ستر سے اب فرامنے لگا  
 تیری اسپہ چونکے آگے بند ہے گویا زبان  
 خاکساری میں ہمارا جب نہ کچھ پس چل سکا  
 مٹ گئی دلدار سے دلدار یوں کی جب امید  
 روکتا ہے تھکوا دشمن پر پھین پر واپس کچھ  
 کیوں نہ آہو نکا اثر ظاہر ہو ہنگام سحر  
 عارض گلرو کے آئینے میں گل کو دیکھ کر  
 اپنے سینے سے بنے چھت اپنی آہوں سے منا  
 ہر کشش پر اسکی دل کنہیے لگا تیری طرف

واہ واکسی خطا ہے پائین کیوں تعزیر ہم  
 ہاے مجرم بچ گیا اور ہاگئے تعزیر ہم  
 تم نہ بسم اللہ کھوڑے گئے لیکن تکبیر ہم  
 اب خیال و خواب سے اس خواہی تعمیر ہم  
 خاک ہو کر اپنے حق میں ہو گئے اکسیر ہم  
 گرم ہو ہو کر اُبلتے ہیں بزرگ شیر ہم  
 کیوں نہ لکھیں سورہ واللیل کی تفسیر ہم  
 اے جنوں ایلنے اپنے پانوں میں نجیر ہم  
 ہو گئے تیری جفا سے قاتل تقدیر ہم  
 آگ لگ جائے جھانہ میں جب کرین تقریر ہم  
 بن گئے تیرے ستم سے شائق تعزیر ہم  
 گو بہت مشہور تھے عالم میں خوش تقریر ہم  
 بن گئے آخر ترے دہن کے دہسکیر ہم  
 دل پکڑ کر رہ گئے اور ہو گئے دلگیر ہم  
 لے مرین گے کچھ نہ کچھ تھے بھر تقدیر ہم  
 کہنیتے ہیں رات بھر جب نا اشیبگیر ہم  
 بن گئے حیرت سے مثل طبل تصویر ہم  
 خاک سے اپنی اگر مسجد کرین تعمیر ہم  
 آج جب پڑھنے لگے جاناں تری تحریر ہم



<p>وہ دہل تجھ پر نکر۔ اشک۔ شیریں ہو اگر          ہم سے وہن کیوں بچاتا ہے تنہا سے تاج          اپنے اشک آتشیں سے لگ گئی وہ نہیں لگ          جب ہوا دل پر ہمارے شان غفاری کا خوف          ہر قسم تر سے دیکھ کر صیت و تیری زلف کو          کیوں نہ ہر فکر و ن میں مثل آسمان ہم ہوں          بیچ تخصیصی نمی دار و زرخندش سبب          جب چمن میں آپکے زند و صبا بحر و سیم</p>	<p>پھر بھائیں آنکھ سے فرما دو جوے شیر ہم          حشر کے دن ہونگے ظالم تیرے دامگیر ہم          ڈر گئے یا نہیں پا کر آگ کی تاثیر ہم          بادل نا خواستہ کرنے لگے تقصیر ہم          بحر غم میں کیوں نہ سمجھیں دام ماری گیر ہم          آج رہتے ہیں زمین شجر کی جا گیر ہم          بد تو ان تشبیہ باشتغال و ناجیسر ہم          بنگے جا دو بیان کرنے لگے تسخیر ہم</p>
<p>جب نہ کچھ بس چل سکا شا کر ہوے تقدیر پر          کر چکے جو کچھ بھی ممکن تھی ولہ تدبیر ہم</p>	<p>جب نہ کچھ بس چل سکا شا کر ہوے تقدیر پر          کر چکے جو کچھ بھی ممکن تھی ولہ تدبیر ہم</p>
<p>گھاٹل ہو بے جواب کے تیر نظر سے ہم (۱۸۳)          بھگھر رہا فراق میں اسکے دل خزین          پرواز فکر اپنی ہے بلیں بہت بلند          دشمن کے گھر پہ آج بڑی دل لگی ہوئی          ہر خانہ خراب عجب دلبری ہوئی          جانا ہے کون کس کے لئے آج کس کے گھر          تیری شمیم زلف گلستان میں کیوں گئی          اتید ویم اپنی ہے ایمان تمھارے تھ          خالی تھا اس کا ہاتھ بھر آیا دل خزین</p>	<p>بیابا ہو کے رہ گئے زخم جگر سے ہم          شب ہی میں ہو گئے تھے چراغ سحر سے ہم          محروم ہیں اگرچہ ترے بال و پر سے ہم          آتے تھے وہ اُدھر سے کہ پہنچے اُدھر سے ہم          گھر لٹ گیا کالے گئے اپنے گھر سے ہم          آنکھیں لگاے بیٹھے ہیں کیوں رہز سے ہم          بگڑے ہوئے ہیں آج نسیم سحر سے ہم          رکھتے تھیں ہیں کام کسی خیر و شر سے ہم          روئے گلے لپٹ کے بہت نامہ بر سے ہم</p>



<p>جب تم پھر سے ہماری طرف وہ پلٹ گئی  گو ناتوان بہت ہیں مگر یاد جب ہونی  بانگی ادا سے اسکی ٹپکتا ہے بانگین  زنا رجب و فور نہافت سے بن گئے  واقف نہیں ہیں جائینگے کب اور کس طرف  لو اپنے چل چلاؤ کے سامان ہو چکے</p>	<p>شکوہ کرینگے یا رتھاری نظر سے ہم  قدموں کے پاس آئے ہیں ایجان سر سے ہم  کرتے ہیں خوف یا رکی تر چھی نظر سے ہم  قابو دلا پلٹ گئے تیری کمر سے ہم  ہم کو خبر نہیں ہے کہ آئے کدھر سے ہم  واپس کبھی نہ آئینگے پھر اس سفر سے ہم</p>
---	---

فکرِ شیرِ نور کے ساچے میں ہے ڈھلی  
لکھن کے اس غزل کو قولا آئے رستہ ہم

<p>محرورم جا رہے ہیں خدا تیرے در سے ہم  ہیہات کیا ذلیل ہوئے چشم تر سے ہم  بھر کر گرام فون میں بھیجا کرین پیام  ہم سن ہے ہیں غیر کے نام آ رہے ہیں تار  صورت بگاڑ کی تھی مگر خیر ہو گئی  غیر و فتنے اختلاط نہ تھا ہم کو کل پسند  اکھی نظر میں بھول گئے اپنا طوطا  کیون تیرے اختیار میں سے عاشق کی موت  وہ اپنے پیچ و تاب سے لانی پیچ میں  کیا بات ہے چرا یک نہ کی تم نے ہم سے بات  چلتے ہو بے حوراء میں دو چار ہو گئے</p>	<p>۱۸۵۵  شکوہ کی طرح گر گئے تیری نظر سے ہم  ہیں بد گمان جناب کے پیغامبر سے ہم  لینگے ضرور چلکے خبر تار گھر سے ہم  چکر نکل گئے جو تھاری نظر سے ہم  محفل میں تجھ سے کھنہ سکے تیرے در سے ہم  آئے تھے تیرے پاس بڑے کر و فر سے ہم  پرچھین گئے کل ضرور قصا و قدر سے ہم  تنگ آ گئے ہیں زلفِ بتِ فتنہ گر سے ہم  ساکت کھڑے ہوئے ہیں یہاں دو پھر سے ہم  خوشحال بن گئے نظر خوش گزر سے ہم</p>
---	---



تر دامنی پہ اپنی جو کی ہم نے خود نگاہ تارنگہ سے اپنے بنائی تری نقاب بلبل تراپنا نہ لگا آج باغ میں بزمِ جنان میں یار اگر ہو مشاعرہ	رور و کے عذر خواہ ہوئے چشم تر سے ہم مشاق تیری دید کے تھے عمر بھر سے ہم بہر چند پوچھتے رہے اک اک شجر سے ہم چاہیں گے داد اپنی غزل کی نظم سے ہم
--	---

محنت جو کی کرائی بھی برباد ہو گئی  
یہ حشر جانتے تھے قولا پیشتر سے ہم

کیون نہ اتریں ساحلِ مقصد سے اک دن یا ہم ہو گئے جسروز سے عاشق ترے اے یا ہم خاطر نازک پہ جسدن سے بنے ہیں یا ہم دیکھتے ہیں جب جبین پر ابرو و خمدار ہم تندرستی اب نہ ہوگی خواب میں ہم کو نصیب چشمِ ظاہر پر نگاہوں کا نہ کرنا فیصلہ زندہ دل ہیں اور کیا کرتے ہیں ہم سے شوخیا یہ عجیب سودا ہے بک جائیں میں بلع کے ہم طالعِ بیدار کا اپنے اثر ہے یہ حشر و مر رہے ہیں تجھے تیرے ہاتھ میں ہے اپنی جان خالِ عارضِ نقطہ مر گز رہے جس پر ہم خدا سو کم کر کاٹا بنے گردش میں ہیں اٹھو ہن دیدہ میگوئے ساغر سے بھیگی اپنی پیاس	(۱۸۶) رکھتے ہیں در کا سفینہ چشمِ دریا بار ہم جان سے بڑ بڑکھچھے کرنے لگے ہیں یا ہم ایک عالم کی نظر میں ہیں دلیلِ خوار ہم ہر نظر میں منہ پہ دکھاتے ہیں تری تلوار ہم چشمِ بیمار صدم کے ہو گئے بیمار ہم دل میں رکھتے ہیں تمھارا خنجر خونخوار ہم ہر ادھر آپ کی مرتے ہیں سو سو بار ہم نقدِ جان سے مول لینِ جسدِ سر باز ہم رات بھر رہتے ہیں تیری یاد میں بیدار ہم نگئے جانانِ عیاوت کے لئے بیمار ہم بن گئے ہیں اپنے حق میں گردش پر کار ہم دخلفہ ساعت میں سوئی کی طرح ستار ہم جان بلب ہو کر میں تیرے تشہدِ دیدار ہم
--	--



<p>             ناتوانی سے پڑے رہتے ہیں کوچے میں تیرے              جس طرح پائے نگہ میں تیری شرگانی کھٹک              کس سے توبہ ہو رہی ہے اس کے دلوں میں خبر              انہم اندر عاشقی بالائے غمہاے دگر              قفلِ مینا سے سن لے ساقیا اس سبب              جانِ نثار کے یہی معنی ہیں اے جانِ چہا              دیکھ کر سیرِ گلستان میں گل و بلبل کا عشق              حرمتِ ماہِ مبارک میں کرینگے ساقیا              مے کشی حد سے بڑھی رخصت ہوئی عقلِ سلیم              آتشِ آبیہم دارِ عیش و عشقِ تہان              جنسِ خود را زخِ بالاکن کہ از زانی ہنوز              ناسخ و صابرا سیر و رشک و گویا کی طرح           </p>	<p>             پر تو عارض سے مثلِ سایہ دیوارِ ہسم              راہِ الفت میں فطر آتے ہیں مثلِ خارِ ہم              دیکھ کر زائد کا منہ پڑھتے ہیں استغفارِ ہم              موت پر تیری رضا حوی میں ہیں تیارِ ہم              تیری محفل میں رہا کرتے ہیں کیوں شرِ ہمارِ ہم              حکمِ بلجائے تو بچھ مرنے کو ہیں تیارِ ہم              تیرے عاشق تنگئے اے غیرتِ گلزارِ ہم              آبِ خالص سے سحر اور دُور سے افطارِ ہم              دشتِ غربت میں بھٹک جائیکو ہیں تیارِ ہم              آبِ حشریت و برب آہِ آشبارِ ہم              نقدِ جان و دل نباشد اندک از بیارِ ہم              بے دھڑک کہنے لگے اس طرح میں شاعرِ ہم           </p>
<p>             گرچہ اسکے عشق میں کھوئے ہوئے ہیں عقل و ہوش              پر قولِ مطلب میں اپنے ہیں بڑے ہشیارِ ہم           </p>	
روایتِ نون	
<p>             کیا قیامت کا اثر ہے اچکی تقریر میں              میں نے کوتاہی نہ کی ہرگز کسی تدبیر میں              ستم قاتل تنگئے افسوس میرے اشک تلخ              ہے زبانِ تیشہ و سر ہا دیو پر اس کا مزا           </p>	<p>             (۱۸۷) دل کھچے جاتے ہیں جذبِ قوتِ تاثیر میں              ہو رہا آخر وہی لکھا تھا جو تقدیر میں              ہو گئے زہرِ آب اس شرگانی نوکِ تیر میں              جو حلاوت ہے لبِ شیرین سے جوے شیر میں           </p>



<p>عالم رویا میں غصے سے پہلے جب تیرے لب آخرمہ چاندنی میں پہنچا گام نے کیا نذر میں آنسنے ویا دل اپنا شاہ حسن کو چھیدا ہے آہ سوزان کو مرے سینے میں آہ ہو گئے ہم آجکل پیری سے کچھ ایسے نحیف لکھاٹ ساحل جس سے ہم پار تیرے بحر میں دیکھ کر تصویر تیری بنگئے تصویرِ بسم دستِ گلگون سے ترے انصاف کا ہوا تیرے فرط حیرت سے تماشائی بنے ہیں آئینہ بچکے تیری زرد سے ہم برسا گئے آہو تیرے عکسِ چشم و طاقِ ابرو دیکھ کر کہتے ہیں وہ</p>	<p>زلزلہ پیدا ہوا اس خواب کی تعبیر میں وعدہ وصل اور خیال رو سے ترنویں جب خراب آباد عاشق کو ملا جاگیر میں کیا نزاکت کا نشانہ ہے تمہارے تیر میں اب تو عکس آتا نہیں آئینہ تصویر میں آبِ پانی موج ہے جو ہر تری شمشیر میں حیرت آتی ہے نظر تصویر کی تصویر میں ہے شہادتِ قتل کی یا عکس ہے شمشیر میں کیا اثر ہے یا الہی دیدہ تصویر میں نور اتنا ہے کمان تیرے تنگ دبیر میں اب تو گھر بنے لگے ہیں کو چہ شمشیر میں</p>
<p>شانِ رحمت ہو گئی ناراض ہم سے اسے دلا بے ادب مجھ مہم بنے تقصیر کی تقصیر میں</p>	
<p>دلِ مرا جب سے پھنسا اس زلف کی زنجیر میں کٹ رہی ہے عمر میری سایہ شمشیر میں اگیا زمانہ ان میں کیون زلفِ سایہ زخیال ہو گیا دشمن تری تدبیر سے میں کامیاب وہ صفت تھی میرے (شمیرین لب) کی اے فراڈ زشتی خط سے مری قسمت بگڑ کر رہ گئی</p>	<p>اگش سوز جگر اٹھ رہے آتش گیر میں موت میری فکر میں میں تو کی تدبیر میں تو میرے دل میں ہے میرا دل تری زنجیر میں وہ تری قسمت میں تھا اور یہ مری تقدیر میں کیا وہ شیریں تری شیریں کی تھی جاگیر میں کیا کبھی رعشہ تھا دستِ کاتب تقدیر میں</p>



<p>کیون نہ جائے دلین جیسا جائے تیرے کانک جب پڑی مجھ پر نگہ دلین جبکہ پانی مرے وہ چراغِ حسن میں پروانہ شمع فروغ آج روم و شام کی پروینا جگہٹ دیکھ کر تیرے قبضہ میں تیرے ابرو سے پانی و لعل ہو گیا سینہ سپر اور چ گیا مانی کاسر کشتہ ابرو سے جانان ہون فدا تیرے چشم پڑ گئی ہے جانِ حُسن صنعتِ بھڑا دے</p>	<p>لب پہ ہے نالہ اثر ہے نالہ دلیگیر میں وہ مرے قبضہ میں ہے میں قبضہ شمشیر میں گل بنا جل کر تو پھر کتر گیا گلگیر میں گھاٹ پر صبح وطن یاد آگئی کشمیر میں عکس جیب اٹکا جا آئینہ شمشیر میں تین سی ابرو کچھی جب آپکی تصویر میں مجاور دُعا و عسر و سائر شمشیر میں عکس ہے میر انمایان دیدہ تصویر میں</p>
<p>قید میں وصل خیالی اسکو کہتے ہیں دِلا وہ مرے دلین مرادِ زلف کی زنجیر میں</p>	
<p>وہ ست ہون میں جسے حاجت نہ رہی تھیں (۱۸۹) وہاں ہے جوشِ جراتی جھان شباب تھیں عدو کو کتے ہیں خطِ جنگا کچھ حساب تھیں ستم کدے میں ترے غیر نے جگہ پائی کبھی بتا سکے ستینٹ روزِ حساب اسی میں خیر ہے میری کہ قتل ہو کے رہوں اثر ہے تیرے گرفتار زلف کے دل کا خطابِ غیر سے کرتے ہو تم مرے مُنہ پر مری وفا پہ بھر و سہ تھیں قصورِ معاف</p>	<p>وہ دلِ جلا ہوں جسے لذت کہا یہ تھیں وہ مضطرب ہیں مرے دلین مضطرب تھیں ہمارے جاتے ہیں خطِ ایک کا جواب تھیں وہ امتحانِ محنت میں کامیاب تھیں تھمارے ظلم و ستم کا کوئی حساب تھیں ستم کے سہنے کی اس ناتواں تھیں تاب تھیں یہ تیری کالِ سچان کا چ و تاب تھیں عتاب کس کو کھوں یہ اگر عتاب تھیں یہ راسے آپکی سرکار با صواب تھیں</p>



خا حُسن ہے سستی ہے آنکھی فطرت کی  
ہماری بزمِ میں واعظِ ترا نہیں کچھ کام  
خلوصِ دل سے چھپا کر کیا کرو احسان  
بتوں سے راز کھلا آج لہنِ ترانی کا  
وہ اپنے عہد کو بدلا کرین وہاں سوار  
برائے ملتے نفرت ہے مجھ کو مے سے مگر  
تمہارا چاہہ زرخدان ہے چشمہِ خورشید  
جو دیکھ لے کوئی محو تو پھر بتائیں ہم  
وہ گھوڑ نہیں ہے مشتاقِ مھر کو لیکن  
مری بھ میں نہ آیا وہ مست ہے کیونکر  
چڑا ہے مصحفِ عارض پہ حاشیہ خط کا  
قطعیہ اپنے مقدر کی بات ہے آنکو  
غنی لقب ہے تر آج اسے شہ عثمان

بتوں کی آنکھ میں کچھ نشہِ شراب نہیں  
ترے فریضہِ خدمت میں احتساب نہیں  
ریاکے زہد و عبادت میں کچھ ثواب نہیں  
کلمہِ محکو تماشا ہے رخ کی تاب نہیں  
یہاں ہماری طبیعت میں انقلاب نہیں  
شرابِ بخار کی صحبت سے اجتناب نہیں  
یہی سبب ہے جو چاہہ ذوقِ میں آب نہیں  
اگرچہ روئے جھان تاب پر نقاب نہیں  
تری نگاہ کی سورج کبھی کو تاب نہیں  
تمہاری آنکھ کے سامعین جب شراب نہیں  
رموزِ عشق میں ایسی کوئی کتاب نہیں  
ہمیں سے شرم ہے غیر و نسب کچھ جاب نہیں  
ترے عطا و کرم کا کوئی حساب نہیں

بلا ہے اُسکے تصدق میں اے ولا سب کچھ

کچھ اب مجھے ہوس منصب و خطاب نہیں

وہ کم سنی کے سبب خوگر نقاب نہیں  
ابھی تو منہ پر ترے شعلہِ شباب نہیں  
سُنا ہے آپ کو اغیار سے حجاب نہیں  
کچھنی ہے تیغِ نگہ آنکھ پر نقاب نہیں

(۱۹۰) آنکھ میں شرم نہیں آنکھ میں حجاب نہیں  
جبھی تو آتشِ عارض میں انتہا نہیں  
جبھی تو آسکے رخسار پر نقاب نہیں  
ہماری جان کی کچھ خیر لہجنا نہیں



سدا بھارے اے گلبدن ترا عارض  
ثبوت بیدہنی کے لئے یہی بس ہے  
ملیگا تم کو مری نیک نیتی کا ثبوت  
کیا کرو کبھی ترک عشق پر ہزار  
ترے فراق میں لاکھوں مین یا مجھ جیسے  
زبان حال بنی بقراری سیاب  
میں انکے وعدوں سے واقف ہوں نہ ٹانگے  
ترے خار پر اے چشم مست میں قربان  
صفائے عارض روشن ہے عکس کا پردہ  
وہ پوچھنے لگے اغیار سے ہمارا حال  
جوجی میں آئے ہمارے ہم سکو کر گزین  
رچاؤ رنگِ مسرت بھین مبارک ہو  
خدا بچائے نہ معلوم کل بنے کیا گت  
پلٹ گئی مری تقدیر تیرے پیمان سے  
بتا تو کیا ہے مرا سوز گر بھین آتش  
سنا ہے تم نے کہا ہاں ہے وفا بھگو

جو پھرے لفصل یہ وہ موسیٰ گلاب بھین  
مے سوال کا اے بین بان جواب بھین  
خدا گواہ ہے نیت مری خراب بھین  
یہ مجھ سے ہونے لگے گان بھین جناب بھین  
شمار عشق میں میرا کوئی حساب بھین  
ٹپ نہجائے اگر دل تو اضطراب بھین  
اسی سبب سے مرے دل میں اضطراب بھین  
بتا مجھے ترے ساغر میں کیوں شراب بھین  
تمھارے سامنے آئینہ ہے حجاب بھین  
مزا یہی ہے کہ ہم سے کوئی خطاب بھین  
ہمارے دلچسپو نثار عرب داب بھین  
یہ خون دل ہے مراد و ستو شهاب بھین  
یہ کم سنی کے ستم ہیں ابھی شباب بھین  
یہ انقلاب طبیعت کا انقلاب بھین  
بتا تو کیا ہے مراد اگر کباب بھین  
اب ایسی بات کے سننے کی مجھ میں تاب بھین

جناے یار کو وہ سمجھ چکا ہے دنیا میں  
ولا کو قبر میں اندیشہ غذا بھین

نخلِ حائے مراد جب پہنچ جاؤں مدینے میں (۱۹۱) امتحان میں بھی دلین ہے اور دل اپنے سینے میں



جلا دل بھر گیا اسکا دھوان عاشق کے سینے میں  
 نیاسی سے مرے دیدے کی دلچر ہو گیا ثابت  
 تن سوزان میں میرے غیر مرنی لگیں جم جم کر  
 دھوان بنکر مرکا دم ضبط آہ و دوہ پیا سے  
 ہماری آنکھ ہے ایوانِ دلکی دوسری منزل  
 دل سوزاچی گرمی بہا پ کے بار یک قطر سے  
 بناوٹ ہو تو ایسی ہو عداوت ہو تو ایسی ہو  
 ہو واجب لگ گئی سمجھتے ہوے پانی کو آنکھوں کے  
 ہے آنسو نظر آتا ہے آگے ساحل مقصد  
 کھجاتا ہے وہ ہم کو کیسی کم طرفی ہے ہم کو  
 وفا داری کو کیا نسبت ہے ایجان ہو فاقی  
 نکل آتے ہیں شکل اشک میں تیا ب بن بنکر  
 گل عارض میں تیرے گلبدن اب شاخیں پانی  
 تراویح شب جبران ہے اور ماہ مبارک ہے  
 لب و دندان کی صنعت صانع قدر تکا کیا کھنا  
 ستم کے ساتھ ہے دولتِ بہم مرنا بھلا اس سے  
 مری آنکھوں میں آنسو ڈبڈباتے ہیں کچھ ایسے

جما ہے اس کا جل چشم تر کے آگینے میں  
 یہ کاجل آنکھ میں ہے اور دل سوزان ہے سینے میں  
 نظر آتا ہے خاصا کار بن اپنے پسینے میں  
 چراغِ زندگی جھجک رہا عاشق کے سینے میں  
 نفس کی شیر سیاق قائم ہیں اس کو کچھ کے زینے میں  
 جی آنکھوں میں جیسے آبِ میر کے نگینے میں  
 نظر آتی نہیں کوئی کدورت اس کے کینے میں  
 بنے موتی صدف میں یا گرین جوہر سفینے میں  
 خیالیں رہے اک ناخدا اول کے سفینے میں  
 شرافت کی نہیں بوباس باکل اس کینے میں  
 پر کھلین آپ صعل و نقل ہے ہر اک کینے میں  
 بھرے ہیں بے بہا موتی مرے دیکھے خزینے میں  
 گلابی عطر کی بوباس ہے تیرے سینے میں  
 پڑینگے ہم تر سے عارض کا قرآن میں  
 جڑے الماس کے ریزے ہیں باوقی نگینے میں  
 نہیں باقی رہا کچھ لطف ایجان ایسے حسینے میں  
 کہ جیسے جلیے پانی میں میں یا آگینے میں

لٹاتا ہوں وِلا اہل سخن پر بدیر بینی سے  
 اگر ٹری ہے دولتِ مضمون مرے دیکھے دفینے میں



خُشن دیدارِ مین تیری آنکھیں  
کیسی عیارِ مین تیری آنکھیں  
ناتوان مین ہوں تو وہ مین حیار  
اپنے پروے مین مرے دشمن کی  
توڑا تا ہے انھیں عاشق ہے  
نیزہ بازون سے صفِ شہر  
میری آنکھیں مین تیری آنکھوں  
تیری آنکھیں مین مری آنکھوں  
لوٹ لیتی مین یہ غافل پاکر  
ہے سر آنکھوں نیستانا تیرا  
نقد جان لیکے پلاتی مین شراب  
مین ہوں بیدل تری آنکھیں  
گروش ناز سہے کاوا ان کا  
دل دہرکتا ہے غضب ہے غصہ  
خواب مین بھی نہ ملین عاشق سے  
خون غصے سے اتر آیا ہے  
نظر بد سے بچاتی مین تجھے  
میرے دلین خلش خارِ مرثہ  
عکس سے آنکھ مرے اشک مین آب

(۱۹۲) فوراً بصارِ مین تیری آنکھیں  
کیسی مکارِ مین تیری آنکھیں  
میری غم خوارِ مین تیری آنکھیں  
کیون طرف دارِ مین تیری آنکھیں  
گرم پیکارِ مین تیری آنکھیں  
کیا سچہ دارِ مین تیری آنکھیں  
عکس بردارِ مین تیری آنکھیں  
دو مین یا چارِ مین تیری آنکھیں  
کیسی ہشیارِ مین تیری آنکھیں  
مردم آزارِ مین تیری آنکھیں  
کیسی خمارِ مین تیری آنکھیں  
کیسی دلدارِ مین تیری آنکھیں  
جب تور ہوارِ مین تیری آنکھیں  
کیا شہر بارِ مین تیری آنکھیں  
کیسی بیدارِ مین تیری آنکھیں  
مثل گلزارِ مین تیری آنکھیں  
کیا لکھدارِ مین تیری آنکھیں  
نبت خارِ مین تیری آنکھیں  
کیا گھر بارِ مین تیری آنکھیں



<p>کیا چکدار ہیں تیری آنکھیں کیا خریدار ہیں تیری آنکھیں بار ہیں بار ہیں تیری آنکھیں محض بے کار ہیں تیری آنکھیں میر سے اشعار ہیں تیری آنکھیں دیدہ زار ہیں تیری آنکھیں</p>	<p>مطالع رخ پرستار و بچی طرح جامختی کیوں ہیں متاعِ دل کو ہاں تجلی سے مری آنکھوں پر آئینہ دیکھ مری آنکھوں سے دیکھ اردو میں ہے شانِ عربی ق رہبرِ کمال سیلِ اشک</p>	
	<p>اسکی آنکھوں سے والا اسکو ندیکھ اسکو درکار ہیں تیری آنکھیں</p>	
<p>(۱۹۳) تیز تلوار ہیں تیری آنکھیں کیا ستمگار ہیں تیری آنکھیں پھر سیہ کار ہیں تیری آنکھیں حسنِ تکرار ہیں تیری آنکھیں کیا مرے یار ہیں تیری آنکھیں دو تھیں چار ہیں تیری آنکھیں سخت بیمار ہیں تیری آنکھیں کیا حیا دار ہیں تیری آنکھیں آہِ خونخوار ہیں تیری آنکھیں اور تلوار ہیں تیری آنکھیں اور دلدار ہیں تیری آنکھیں</p>	<p>کیسی خونخوار ہیں تیری آنکھیں کیا جفا کار ہیں تیری آنکھیں گر گنہگار ہیں آنکھیں میری تجکو حاصلِ صفتِ یکتائی حسن کی ناک ہیں چشمِ بد دور دو بد و عکسِ مرا کھتا ہے نا توانی مری یہ کھتی ہے دیکھنے وہ تھیں دتین تجھ کو لال ہیں دیدہ مرتج کی طرح خنجر و شتر و پیکان و خدنگ دلربا۔ دلبر و دلکش۔ دلجو</p>	



<p>عینِ مستی میں بڑی ہین ہشیار  بے طرح آنکھ دکھاتی ہین مجھے  قتلہ پرواز ہین اور شجہہ باز  مست و بہشت و سیست ہین  واردہ کر کے عکس جاتی ہین  دل بنا ہے بدست تیر نگاہ  ساغر و میضوی و بادامی  کیسی سیر حم ہین کیسی بے باک  نوک و مژگان ترسے پیکان نگاہ  ہے اشاروں میں تکلم کا مزہ  پھوٹ جائیں مری آنکھیں باریب  ہاں تری چاندی صورت کے لئے</p>	<p>گرچہ سرشار ہین تیری آنکھیں  کیا طرح دار ہین تیری آنکھیں  بڑی عیار ہین تیری آنکھیں  جب سے مے خوار ہین تیری آنکھیں  کیسی مسکارت ہین تیری آنکھیں  کیا کنار ہین تیری آنکھیں  کیا مزیدار ہین تیری آنکھیں  کیا جگر دار ہین تیری آنکھیں  مثلِ سونہار ہین تیری آنکھیں  مخوفت دار ہین تیری آنکھیں  مجھ سے بیزار ہین تیری آنکھیں  یہ سزاوار ہین تیری آنکھیں</p>
<p>تھام کر دلو یہ کہتا ہے و لا  کیا دل آزار ہین تیری آنکھیں</p>	
<p>سخنِ شکر زبان شیرین فصاحت اسکو کہتے ہین (۱۹۴)  دو عالمین دل سے جب نکلیں تو بجو جوگی تسکین  غلافِ چشم سے تنگ نہ نکلی تو پھر کیا تھا  قصہ صدق جب ہوئے تجھ پر فقیر و نکو دیا تو نے  بنی مخلص میں اپنی گت ہوئے غم کھا کے چھرت</p>	<p>کنایوں سے مری نغمہ زینِ بلاغت اسکو کہتے ہین  شکر نے کھا آمینا جابت اسکو کہتے ہین  جھکی عشاق کی گردنِ اطاعت اسکو کہتے ہین  تری بہت کا کیا کھنا سخاوت اسکو کہتے ہین  بہت اچھی ہوئی دعوتِ علوت اسکو کہتے ہین</p>



زبانِ حلقی ہے چنچی کی طرح تردید عاشقین  
مددِ ابد کی دختِ رزنے کی شبِ زندہ دایین  
بجھدا لہ مرے جن طلب پر وہ نہیں بگڑے  
ہاں اگر گوشہ ابرو گئے وہ اپنی خلوت میں  
گر امون سے طلبِ ادا ہوتا ہے قاصد کا  
شبِ وصل آمد دشمن سے کیوں جھگڑا ہے  
عداوتِ ہم سے چھپ چھپ کفر سے غبار سے  
سپرِ بکرِ عدو کے وار کو روکا ہے دلبر نے  
وہ ظالم رو برو ہے اوصیفِ شاق بھگین  
عذابِ قبر کی فکر میں ہیں تیرے مرقہ پر  
انہ آئے میاں میں۔ رازِ نشرِ قدرون میں  
تری تھو کرنے پانیِ قوت کشفِ قبرِ ارجان  
سجھ کر ہم تری چال کو یوں خاموش غافل سے  
مری گردن پہ ہے سرتیخِ ابرو اسکی ہے مالک

سخن ساز کیا کیا کھانا ملاقت اسکو کہتے ہیں  
برہمن دبت پرستوں کی عبادت اسکو کہتے ہیں  
چلے آئے مرے گھر و خرقِ عادت اسکو کہتے ہیں  
اشارات ہو تو ایسی ہر شارت اسکو کہتے ہیں  
سخنور (اپنے منہ اپنی سفارت) اسکو کہتے ہیں  
شرارت آگئی (حضرت سلامت) اسکو کہتے ہیں  
(دلیری سے امانت میں خیانت) اسکو کہتے ہیں  
رزالت اسکو کہتے ہیں شرافت اسکو کہتے ہیں  
نماز خوف کی الٹی امامت اسکو کہتے ہیں  
عدو سے بوسہ بازی ہے عداوت اسکو کہتے ہیں  
عجب قامت ہے آثارِ قیامت اسکو کہتے ہیں  
زبانِ شش میں کشفِ کرامت اسکو کہتے ہیں  
ذہانت اسکو کہتے ہیں تنانت اسکو کہتے ہیں  
اتر جائے نیکون (بارِ امانت) اسکو کہتے ہیں

ولا لطفِ زبانِ حسنِ میان کا انکے کیا کھنا

لطافت اسکو کہتے ہیں فصاحت اسکو کہتے ہیں

لیا دل لیکے دم ہم کو عنایت اسکو کہتے ہیں (۱۹۵) دیا دل رکھ دیا غم کو محبت اسکو کہتے ہیں  
نکھنے دی نہ چھر دل سے تنہا میرے دلبر نے دیانت اسکو کہتے ہیں وفا طنت اسکو کہتے ہیں  
کیا دل سا تھا اسکے چل بسین میری تنہا میں بیعت اسکو کہتے ہیں بیعت اسکو کہتے ہیں وفاقت اسکو کہتے ہیں



عدو نے دیکھ کر دلوں میں سے دلبر کے چھلو میں  
بدل ہوتا جو دید تاول اپنا لیکے میرا دل  
وہ آئے اپنے گھر و عدو سے پہلے واہری حکمت  
گم گنج مصحف رنج پر پڑی ہم نے دیا بوسہ  
تم اب آئے ہو تم پر مرچکے ہم تین دن پہلے  
اٹھا کر ہاتھ سر پر رکھ لیا آداب سے پہلے  
سر بزم آپ کی سرگوشیاں بڑھ بڑھ کے دشمن سے  
بلا کر ہم کو تم تھے حور طلعت کل کھان غائب  
دکھایا خواب میں ظالم نے جگر وصل دشمن کا  
کسی کے ظلم سے دشمن نے پائی دل کی دگری  
عدو کی موت سے خطر پر کیسے ہے سیدہ جدول  
بنے ہیں نہ اہل نظر تیرے نظارے میں  
شکایت آپ کی آپنی سے کی ہم نے گلہ کیا ہے  
اُدھر ہیں گالیاں جہنم کے بوسے کلا شائے  
بہت کچھ ہم نے سمجھا یا مگر مانا نہ ظالم نے  
کھا (رات آؤ تم محفل میں) میں بیاں عاشقِ ثنوں  
لگاؤ تم نہ منہ ز نگارزا بد وختہ رز کو  
بد لکر قافیہ قدرِ ستور کی ہیں دغسیر میں

دو دل اسکو کیا مجھ سے رقابت اسکو کہتے ہیں  
مجھے بیدل کیا ناحق عدالت اسکو کہتے ہیں  
ہوے آپ سے ہم باہر سترت اسکو کہتے ہیں  
گڑائے کیوں ہو تم (حسنِ عقیدت) اسکو کہتے ہیں  
(عیادت کے بھانپے میں زیارت) اسکو کہتے ہیں  
سلام ایسے کرم کو (حکمِ نصرت) اسکو کہتے ہیں  
سفر اندرونِ جہنم غلوت اسکو کہتے ہیں  
پری نیلوارے کیا آدیت اسکو کہتے ہیں  
میں اٹھ بیٹھا تیرا خواب وشت اسکو کہتے ہیں  
ہوایا فیصلہ فصلِ خصومت اسکو کہتے ہیں  
تھارے رنج کا غم ہے سترت اسکو کہتے ہیں  
خبر انہی نہیں کچھ (محو حیرت) اسکو کہتے ہیں  
گلہ اپنا ہوا غیر و فتنہ غیبت اسکو کہتے ہیں  
اوسر انعام ہے شغلِ سماعت اسکو کہتے ہیں  
کٹا یا پھر سر اپنا (قطعِ حجت) اسکو کہتے ہیں  
نہ سمجھا اسکو کہتے ہیں کہ حضرت اسکو کہتے ہیں  
لگی مُنہ سے تو چھڑ گئی پھرت اسکو کہتے ہیں  
ہم انکے قدردان ہیں قدرِ نعمت اسکو کہتے ہیں

حُولا سحر کی کثرت سے گہنا و نم فکر کا لیکن



قلمِ زکتنِ نھین زو طبیعتِ اسکو کہتے ہین

تیری جفا سے گرچہ مصیبت کشیدہ ہوں (۱۹۶) لیکن نھین بھال جو مجھ سے کشیدہ ہوں  
 ناصاف دل ترا ہے تو میں بھی کیدہ ہوں  
 ہے تیرے دامِ زلف میں پھنسا ہوا  
 تم ہو اگر دریدہ دہن میں دریدہ چشم  
 اے بادہ نوش آج مراد دل ہو اکباب  
 شہر ہے تیرے حن کی میرے ہی شمس سے  
 بان کھیل جاؤں ایک اشار سے سے جاؤں  
 بوسہ نھین بلالِ شیرین سے یار کے  
 اس میں بھونک بھونک کے رکھتا ہوں قدم  
 تیری ہی زلف سے میں پریشان ہوں یا سیر  
 کیسا ہی میں برا ہوں مگر کیجئے یقین  
 ٹوڑتا ہوں بال بال سے چٹا ہوں بال بال  
 لاغر ہوں ناتوان ہوں کچھ ایسا کہ ہاتھ میں  
 بین سرد مھر آج تو گل ہونگے گرم جوش  
 تعبیر پرچھتا ہوں معبر سے صبح وصل  
 تصویرِ دوستان ہوں کہ صورتِ سوال ہے

کہتی ہے بزمِ اہلِ سخن میں مری غمزل

دیوان سے ولا کے میں اشعارِ چیدہ ہوں



ایجان ضبط اشک سے مین آبدیدہ ہوں  
 ناتدا اشک آنکھ سے اپنی چکیدہ ہوں  
 وہ آفریدگار ہے تیرے جمال کا  
 آہو نگہ تلاش مین مضمون چشم کی  
 تیر نگہ کے سامنے حاضر ہے تیر آہ  
 وہ عندلیب ہوں کسی گلر و کو دیکھ کر  
 حسن طلب کلام بنا ہا تمہ مین بلند  
 کہنے مین بت پرست ہوں کافر ہون عشق کا  
 کھٹاک چشم یار مٹا دے تو مٹ سکوں  
 حیران کے بعد مجھ کو ہوئی وصل کی امید  
 چھوڑا ہے آج غنچہ پُول - ہے امید وصل  
 ہوں مرکز دو اُر نہ چرخ چنبرہ  
 عاشق ترا ہوں عشق نہ چھوڑ دو گاہیں کبھی  
 بوسہ لیا تو شرم و حیا سے ہن آہ آب  
 بلغ و بھار حسن کے تم ہوا اگر نھال  
 فصل بھار مین یہ ستم باغبان کا ہے

(۱۹۷) اگر کر تیری گاہ سے اشک چکیدہ ہوں  
 شبنم کی طرح مین مہم تن آبدیدہ ہوں  
 مین تیری عاشقی کے لئے آفریدہ ہوں  
 مین اس غزل مین مثل غزال بیدہ ہوں  
 ابر و کمان ہن آپ تو مین بھی خمیدہ ہوں  
 گلشن مین عشق گل سے مین دامن کشیدہ ہوں  
 تشیب ہے غزل مین دُعائے قصیدہ ہوں  
 بھٹال کے خیال مین مین بد عقیدہ ہوں  
 حرف غلط ہوں تو کب قلم سے چکیدہ ہوں  
 مین رآب رقتہ باز بجوئے رسیدہ ہوں  
 تیری ہوا مین آج نسیم وزیدہ ہوں  
 پھرتے ہیں وہ مین گردش دوران کشیدہ ہوں  
 آفت رسیدہ ہوں کہ مصیبت کشیدہ ہوں  
 خلوت مین انکی سخت ندائتہ کشیدہ ہوں  
 مین بھی زمین شعر مین نخل دسیدہ ہوں  
 پھولے ہوئے نھال کی شاخ بریدہ ہوں

قد و نبات سے مجھے لذت محضینِ دلا

ذوقِ شکر نشان لب شیرین (چشیدہ ہوں)

جسدن سے گلر و خاگر میانِ دریدہ ہوں (۱۹۸) حبیب امید چاک ہے دامن کشیدہ ہوں



دینا کے مخصوص سے تعلق بریدہ ہوں  
 اسے آفریدگار تو خالق ہے حسن کا  
 دشت کا میری آج ٹھکانا نہیں کوئی  
 پر مرد گل کو تیرے گریبان میں دیکھ کر  
 بویا تھا دلین تیری محبت کے تخم کو  
 احوال زار کو مرے اسے رہروانِ عشق  
 افسانے راز میں مجھے پروا سے سر نہیں  
 سینے سے لگ کے لب سے پیون شربتِ ناز  
 بوسہ لیا تو ہنس کے مرے لب کتر دئے  
 میسار اس قدر ہوں کہ کاٹے ہیں اسکے کان  
 اوصاف ہو نہ ارکدورت سے انحاد  
 پھلوں میں لیکے تجھ کو شب و صبح مثلِ دل  
 شکر شکن ہوں کیون نہ ہوشیہ میں مرا کلام  
 سایہ بنا ہوا ہوں میں سرور و انکے سا  
 سووانہ صیرِ ناسخ و سوز و ظہیر و درد

میں گوشہ فراق میں عزلت گزیدہ ہوں  
 مجھ کو ہے عشق میں بھی ترا آفریدہ ہوں  
 گویا ہر ہون انکھ سے تیری امید ہوں  
 بلبل کے رخ کا آج میں رنگ پریدہ ہوں  
 یہ پھل ہے بارول سے میں شاخِ خنیدہ ہوں  
 کیا پوچھتے ہو تم عجیب آفت رسیدہ ہوں  
 ہوں راز دارِ مثلِ قلم سر پریدہ ہوں  
 میں قدروانِ میوہ ناز رسیدہ ہوں  
 ہونٹھ اپنے چاٹتا ہوں لعل گزیدہ ہوں  
 کوچے میں تیرے مثلِ گدگد پریدہ ہوں  
 ممکن نہیں کہ اون سے کبھی میں کبیدہ ہوں  
 اغوش میں تری مرجان آرسیدہ ہوں  
 تیری جبین سے طوطی آئینہ دیدہ ہوں  
 یعنی زیرِ سایہ قد کشیدہ ہوں  
 سب کہ چکے ہیں ذوق فصاحت کیشہ ہوں

رہبرین اس زمین میں قولا سا رکھ و اتیر  
 جن کے کرم سے میں بھی منزل رسیدہ ہوں

ستم آج ہم پر نالے ہوئے ہیں (۱۹۹) ستم آج ہم پر نالے ہوئے ہیں  
 تری بزم سے ہم کالے ہوئے ہیں تری بزم سے ہم کو چم بھی ٹالے ہوئے ہیں



کئے جارہے ہیں وہ لاکھوں جہانیں  
 کبھی ہم سے ناراض ہیں دل ہی دل میں  
 نہ مہرگان کا ڈر ہے نہ بھالو کی پروا  
 سلاسل میں پانوں میں زلفوں سے تیری  
 ارے تھے جو کل آتش دے لے انگر  
 چمن میں بھارا گئی تھی سرِ آہی  
 وہ داغِ جگرِ سوز کی تازگی سے  
 ترے ناز و انداز پر ہیں قصدِ حق  
 کھلے کان اب انکے قدرتِ خدا کی  
 جبین تھے قدموں پر کل آج دشمن  
 خبر جلد لے اسے شکرِ دل اپنا  
 ترے طوق گردن میں یہ تیری بلیغین  
 جو گلزار میں گل کے عاشق ہیں مگرو  
 آہی خطا اپنی کیا تھی جو ایسے  
 مرے گوہرِ انکسار نگہ سے  
 سمجھ میں نہ کچھ آئی کل تھے جو فاق  
 بڑا پے میں آئیگی اونکی جو انی  
 اثر کیوں نہ جو کین یا ردل سے  
 ترے سامنے میں بیٹھا ہوا ہے

نقاب اپنی آنکھوں پہ ڈالے ہرے ہیں  
 کبھی ہم یہ آنکھیں نکالے ہوئے ہیں  
 ہمارے تو یہ دیکھے بھالے ہوئے ہیں  
 گلے میں مرے طوق ڈالے ہوئے ہیں  
 زبان پر مری آج چھالے ہوئے ہیں  
 مرے زخمِ دل آج آگے ہوئے ہیں  
 جو کل لال تھے آج کالے ہوئے ہیں  
 کسی ناز کے ہم بھی پالے ہوئے ہیں  
 وہ فریاد کے سننے والے ہوئے ہیں  
 گلے میں ترے ماتھ ڈالے ہوئے ہیں  
 سنبھالے ہوئے ہیں سنبھالے ہوئے ہیں  
 یہ سانپ تینوں کے پالے ہوئے ہیں  
 وہ بلب ہمارے ہی پالے ہوئے ہیں  
 ستمگار کے ہم حوالے ہوئے ہیں  
 گلے میں حسینوں کے مالے ہوئے ہیں  
 وہ کیوں آج اللہ والے ہوئے ہیں  
 جوانی میں وہ نئے بالے ہوئے ہیں  
 مرے دردِ دل ہی سے مالے ہوئے ہیں  
 یہ آبِ دہن سے کہنگالے ہوئے ہیں



<p>رہتے ہیں عشاقِ سردی میں شب بھر وہ کیسے جو کالے تھے اپنے بونہین جگر اور دل سے محبت ہے مجھ کو تھا راہی اسے میکشویہ کرم ہے وفاداری ہند کا یہ اثر ہے یہی خیر ہے محفلِ مے کشان میں وہ حضرت سلامت میں عاشق کے دشمن غزل دیکھ کر کھدیا ماہِ ہرون نے</p>	<p>عطا دشمن کو دوشالے ہوئے ہیں ترے کان سے سر نکالے ہوئے ہیں مری گود کے دونوں پالے ہوئے ہیں جو ساقی کے پیچھے پیالے ہوئے ہیں طرفدارِ گورون کے کالے ہوئے ہیں زبانِ انبی و اعطٰی سنبھالے ہوئے ہیں یہ سارے فساد کے ڈالے ہوئے ہیں سب اشعارِ بانچہ میں ڈالے ہوئے ہیں</p>
<p>وہ دشمن جو مجھے سرخروئی پہ نازان وِلا آج منہ آنکے کالے ہوئے ہیں</p>	
<p>تاشے کو ناک میں آئے ہوئے ہیں (۲۰۰) وہ غیرت کا پردہ اٹھائے ہوئے ہیں وہ آنکھوں میں کاجل لگائے ہوئے ہیں کھلے بندوں آئے ٹھہرے لیکن پھنکر لباسِ حسینانِ یورپ گون آنکے تن پر ہے سر پہ ٹوپی خمار نگین اور قدم میں ہے لغزش وہ کثرت سے اپنے تاشائیوں کی بغل میں کسی غیر کے ہاتھ ابھکا</p>	<p>وہ عارض سے پردہ اٹھائے ہوئے ہیں جو غیروں سے آنکھیں ملانے ہوئے ہیں ہر ہر ہیز کو بنائے ہوئے ہیں وہ زلفوں سے منہ کو چھپائے ہوئے ہیں وہ میٹھم کی صورت بنائے ہوئے ہیں بڑے حسن سے روپ لائے ہوئے ہیں برانڈیکا سانہ چڑھائے ہوئے ہیں پریشان ہیں سٹپائے ہوئے ہیں وہ غیرت سے یوں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں</p>



<p>وہ کیا جانیں اندازِ ہندوستان کو بجاتے ہیں وہ تالیان بے محابا سمجھتا ہوں اسٹیج کا ہے ارادہ تو کیون روکتا ہے ارے پھرے والے سمجھتے ہیں عاشق سے محفل کو خالی یہ غورِ نیروہ ہیں جو کشتوں پہ اپنے وہ کہتے ہیں ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر کہا بڑے عاشق نے جلنے نہ پائیں سمجھتے ہیں وہ دل لگی اسکو لیکن وہ ہیں بے خبر عاشقِ راز و ان سے</p>	<p>ابھی آپ یورپ سے آئے ہوئے ہیں یہ یورپ کا فیشن آڑے ہوئے ہیں جیسی تو نیارنگ لائے ہوئے ہیں نہیں جانتا ہم بلائے ہوئے ہیں جگہ ہم پس پشت پائے ہوئے ہیں لگا ہوں سے خیمہ چلائے ہوئے ہیں یہ نارج کیا سر اٹھائے ہوئے ہیں یہ میرے لئے ہاتھ آئے ہوئے ہیں حقیقت میں ہم دل لگائے ہوئے ہیں سمجھتے ہیں ہم تھکے آئے ہوئے ہیں</p>
<p>ولا انکی چالوں سے پاتے ہیں ہم بھی بتیلی پر سر سون جھائے ہوئے ہیں</p>	
<p>عیادت کو اجاب آئے ہوئے ہیں وہ صبرِ تگوا اپنی چھپائے ہوئے ہیں وہ ہڑٹوں پہ مستی جھائے ہوئے ہیں شبِ وصلِ غلو ت میں آئے ہیں لیکن اگر ہم نے بوسہ لیا کیا خطا کی لگانے بچھانے سے انہار کے وہ اگر تیغِ ابرو پہ ہے ناز تم کو</p>	<p>(۲۰۱) لگا ہوں سے ہلکے چائے ہوئے ہیں ہم انکی حقیقت کو پائے ہوئے ہیں غضبِ اسپہ یہ پان کھائے ہوئے ہیں وہ اپنے کو ہم سے بچائے ہوئے ہیں تنفر سے کیوں منہ بندائے ہوئے ہیں لگائے ہوئے ہیں بھلائے ہوئے ہیں تو ہم بھی سراپنا کٹائے ہوئے ہیں</p>



انھیں تیرے ہاتھوں سے ہم کتے مگر  
وہ اگلیلیان کر رہے ہیں چین میں  
تیرے عارضِ وزلف کے رنگ و بو سے  
اٹھے اپنی محفل سے بیٹھے بٹھائے  
مرے سخن سے دستِ پائے گلگون  
اگر یہ نہ تھی آپ کی دلربائی  
انھیں کا ہون بیمار جو سادگی سے  
تو کیوں آزماتا ہے بن بن کے جاں  
نہ تھی انکی فطرت میں یہ چالبازی  
مرے لوٹتے ہیں شبِ وصل جانان  
شبِ وصل یاد آئے بچپن کے بو سے  
میں کرتا ہوں راہِ انھیں کی پرستش  
یہ تھمت ہے عاشق پہ وہ بے خطا  
عدو دل میں انکے ہماری طرف سے  
زمر سے یاقوت و نیلم ہیں پیدا  
امیرِ آکلی رہبری کا قصدِ ق

ستائے ہوئے ہیں مٹائے ہوئے ہیں  
تو ہم انکا دامن اٹھائے ہوئے ہیں  
گل بوستانِ خار کھائے ہوئے ہیں  
یہ فقے انھیں کے اٹھائے ہوئے ہیں  
دکھائے کو مھندی لگائے ہوئے ہیں  
بغل میں اُسے کیوں دبا ئے ہوئے ہیں  
عیادت کو تشریف لائے ہوئے ہیں  
رفیقوں کو جو آزمائے ہوئے ہیں  
کسی چائے کے سکھائے ہوئے ہیں  
لبوں سے لب اپنے ملائے ہوئے ہیں  
مرا انکا پھلے سے پائے ہوئے ہیں  
جو ماتھے پہ نقشہ لگائے ہوئے ہیں  
یہ طوفانِ دل سے اٹھائے ہوئے ہیں  
خدا جانے کیا کیا جمائے ہوئے ہیں  
مسی پر گلواری چبائے ہوئے ہیں  
جو ہم اس پرستان میں آئے ہوئے ہیں

وِلا پوچھتے ہیں وہ غیروں سے ہم کو

یہ وہ ہیں جو دل سے بھلائے ہوئے ہیں

ردیف واؤ



زبان اپنی اسے بذران تم سنبھالو  
 سنو دادو دوجکو صاحب کمالو  
 خدا سے ڈرو (مرنے والوں پر اپنے)  
 مرا خون بھتا ہے خونِ زخم کو  
 چلا قافلہ بج گیا کوسِ حلیت  
 میں بے خود ہوں اور لن ترانی کا قائل  
 رہو دستکشِ خونِ برگِ حسا سے  
 ستم بے گناہوں پہ اچھا نہیں ہے  
 نہ جانسیر ہو عاشق جو تیغِ نگہ کو پہ  
 مرا چاہتا ہوں میں تیغِ نگہ سے  
 اگر اچھا ہوتا ہوں میں غش کہا کے تم پر  
 جگمگاتے ہو کیوں نیند سے دشمنوں کو  
 وہ حیرت سے گلشنِ مین تھرا گئی ہے  
 محبت کا اپنی ہے خلوتِ مین و عوے  
 تماشے سے کیا فائدہ بے خود کیے  
 یہ جان بوشگافی ہے موسے کمر کی  
 تنفر ہے کیوں تم کو کالوں سے گورو  
 میں جی بھر کے دیکھو لگا سے دوستوں  
 کرتے ہو کیوں آج کل کر کے وعدہ

(۲۰۲)

نہ گالی کبھی منہ سے اپنے دکالو  
 زمینِ سخن یوں نہ سر پر اٹھالو  
 نہ یوں جیتے جی دلبر و خاک ڈالو  
 نہ دہتا لگے اپنا دامن سنبھالو  
 اٹھو خواب غفلت سے اوسرے والو  
 گئی لن ترانی سنبھالو سنبھالو  
 مرے خونِ دل ہی سے مھندی لگا لو  
 غریبوں کی اسے بندہ پروردگارو  
 ستم چشم و قرگان میں اپنے بھالو  
 بچا لو بچا لو بچا لو بچا لو  
 سنبھالو سنبھالو سنبھالو سنبھالو  
 ذرا بختِ خفہ کو اپنے جگا لو  
 نہ تم چشمِ نرگس یہ یوں آنکھ ڈالو  
 برہمن جو سچے ہو گنگا اٹھالو  
 سنبھل کر ذرا ہوش اپنے سنبھالو  
 نزاکت سے دیکھو تو نازک نیا لو  
 محبت ہے کیوں تم کو گورو نسے کالو  
 ذرا اپنی باتوں میں اسکو لگا لو  
 خدا سے ڈرو یا نامِ خدا لو



<p>بہت وجد کرتے ہو تم بے غریبین          بڑش استرہ سائے آئینہ ہے          نہ تھا اپنا دشمن تو تھی سرِ محفل          زبانِ لکھنؤ کی ہے مرغِ بھگ کو</p>	<p>ذرا اپنی دستارِ ملا سنبھالو          خطا پنا تم اپنے ہی ہاتھوں بنالو          طلبِ گار جسکے تھے وہ آگِ لبِ لو          مجھے روکتے کیوں ہو اسے دلی والو</p>
<p>ولا رہتا ہوں اسیرِ سخنور          قدمِ راہِ اپنی آنکھوں سے انکے لگا لو</p>	
<p>وفا داروں سے اپنے بے وفانا مھر باقی ہے (۴۴)          خدا جلے ہر دل لیکے مجھ سے بدگمان کیوں ہے          اگر دل میں نہیں آئین تو پھر لبِ پریشان ہیں          اسی سے حالِ دل کھتا جو دلِ سوزی کو سے غالب          تمھاری دلربائی سے دلیری ہم کو ہاتھ آئی          بلایا تھا اگر وہان غیر کو پھر مجھ کو کیا مطلب          جفا کاروں کے اندازِ تجاہل کو خدا سمجھے          بچاتا ہوں میں اپنے دلکو بوسے یاسِ حرمان          ہماری داستانِ سنکر بھی منہ سے تم نہ کچھ بولے          تمھاری سخت باتیں سنکے قیشہ ہم کو یاد آیا          اگر رونے کو روکوں دل نکل آتا ہے آنکھوں سے          جفا و حور کو عشاق جب آسان سمجھتے ہیں          تہ و بالا ہوں میں دشتِ جنوں کی خاک ہے سر پہ</p>	<p>جفا کے بعد بھی مجھ پر خفا ہے میرے بھان کیوں ہے          نجانوں غیر کو دل دیکے اسیرِ مھر بان کیوں ہے          نھر جہل ہی سینے میں گچھ نہیں زبان کیوں ہے          نھر جہل ہی سینے میں گچھ نہیں زبان کیوں ہے          اگر دل ہی نہ ہو پھلو میں خوفِ دستان کیوں ہے          مرے سر کی قسم ایجان کھو تم اب بھان کیوں ہے          یہ مجھ سے پوچھتے ہیں وہ تم اتنے ناتواں ہیں          یہ باغِ عشق کا گل ہو کے پامالِ خزان کیوں ہے          اگر خاموش جیسا ہے تو پھر منہ میں زبان کیوں ہے          کسی فریاد کے قصہ میں تم شیریں زبان کیوں ہے          رکین جب آتشیں آبِ شمعوں سے روان ہیں          شکایت عاشقوں کی آپ کے دل پر گراں ہیں          زمین کے بدلے یارب میرے سر پر آسمان ہیں</p>



<p>بظاہر تم چھپاتے ہی رہو اندازِ الفت کو اڑا پھر تا ہے تنکے کا سحرا رملِ نحین سکتا ہمارے دل سے پوچھو خوف اس ترکِ ستم خو کا</p>	<p>اگر رازِ محبت ہے تو پھر مجھ سے نہان کیوں ہو ہمارا طائرِ دل بانگِ بان بے آشیان کیوں ہو خندِ گک چشمِ پرِ ظالم کے ابرو کی کمان کیوں ہو</p>
<p>سبق تم نے نہ پایا تھا قِرْلَا کر شمعِ محفل سے تو سوزِ عشق کے اظہار میں آتشِ زبان کیوں ہو</p>	
<p>تم منہرِ قدرتِ خدا ہو باطن میں وہی خدا نما ہو محبوب کھا خدا نے تنکو محبوب خدا ہی جانتا ہے وہ کون ہے یہ ہے کون اس سے لہِ معاف کیجئے گا ہے ہم کو یقین کہ ہو رہے گا معشوق مرے خدا ہی جانے ہم سے کرتے ہیں جو بُرائی جو کچھ فرمائے بجا لاؤں ہے حسنِ طلب وہی جو دلدار جس کو چاہو وہی ہے مقبول ہو جائیگی صبح کو قیامت کس نام سے تم کو میں پکاروں</p>	<p>یا آیسئہ خدا نما ہو ظاہر میں جو مظہرِ خدا ہو تم کہتے پیسیرِ خدا ہو میں کچھ نہ سمجھ سکا کہ کیا ہو واقف یا تم ہو یا خدا ہو جو مجھ سے قصور ہو گیا ہو تقدیر میں اپنی جو لکھا ہو عاشق کا ترے مال کیسا ہو ہم کہتے ہیں آپ کا بھلا ہو راضی ہوں جو آپ کی رضا ہو ایحیام سے عرضِ تدعا ہو مرد و دہے حبس کو تم نہ چاہو جس رات وصال یار کا ہو ارشادِ تمہیں کرو جو چاہو</p>



<p>مرتے ہیں جو تجھ پر رانگی کرتے ہیں دُعا دُعا یہی ہے رکھتا نہ کھین کا اس نے ہم کو عاشق کو خدا ہی یاد آیا کرتا ہوں خدا خدا میں اسے عشق لے جاتے ہیں تیرے حکم سے ہم ہے یہ بھی رو خدا کا سودا دشمن کو مرے خدا اٹھالے انشاء اللہ شرطِ پیمان اُس عاشق کو خدا ہی سمجھے</p>	<p>ارواح پر رحمت خدا ہو مقبول جنابِ کبریا ہو اُس دشمن عشق کا بُرا ہو ظالم ترا منتقم خدا ہو ڈر رہے نہ بت مرا خدا ہو حافظِ جانا ترا خدا ہو عاشق تیری زلف سے رہا ہو ہاتھ اسکا جو دوست پر اٹھا ہو کیون کہتے نہیں کہ تم جو چاہو ایمان میں جس کے بت خدا ہو</p>
<p>کیا عشق مجاز کی حقیقت باطن میں جو رہبرِ ولا ہو</p>	
<p>ظلم آپ کا اس سے بڑکے کیا ہو جو آپ کے ساتھ با وفا ہو جانان تم مجھ سے کیون خفا ہو کیا بات ہوئی ذرا تو کھدو شمیر ادا کا وار کر دو ہم سے اور اس طرح کی باتیں کیون کرتے ہو چھپا چھپا کر</p>	<p>فرماتے ہیں کم ہے جو ہوا ہو افسوس وہ موردِ جفا ہو کیون تم آمادہ جفا ہو کیون تم مرجبانِ خفا خفا ہو جھگڑا مٹ جائے فیصلہ ہو اُس سے کھو جو نہانتا ہو جو کچھ ہو یا رہبرِ ملا ہو</p>



بوسہ خلوت میں دیکے بولے  
 خنزیرِ ستم ہے (اسکے ذقے  
 پاداش کے ہم نھیں سزاوار  
 دلبر وہ کبھی ادا نہیں ہے  
 ایمان کی بات ہم جو کھدین  
 وہ ڈوب رہی ہے بھر غم میں  
 اللہ سے عدو کی فاقہ مستی  
 قدرت ہے خدا کی شان اُسکی  
 انداز میں ہے تمہارے شوخی  
 ہم سھنے کو پین زلف تیار  
 آتا ہے کوئی جو وہ نہیں ہیں  
 بس کام ہوا تمام اپنا  
 تم غیر نہیں ہو مثل دشمن  
 بس دلین ہے میرے اک تنہا  
 جیسا تم نے کیا ہے مجھ پر  
 قتل تو تم لیکے مفتیوں کا  
 بیمار کو تیرے چشم بیمار  
 کیوں ٹال رہے ہو آج زاہد  
 خالی ہوتا ہے جام پر جام

ڈر ہے کوئی نہ دیکھتا ہو  
 خون جس کا بھاہو (خون بھاہو  
 دشمن سے اگر کوئی خطا ہو  
 خاطر سے کسی کی جوادا ہو  
 وہ بُت ہم سے ابھی خطا ہو  
 تم جس کشتی کے نا خدا ہو  
 شاید کچھ آج پی گیا ہو  
 کل کیا تھے یا آج کیا ہو  
 شوخی میں تمہاری کچھ جیسا ہو  
 سر پر آجائے جو بلا ہو  
 پھر میری (خدا کرے) قصا ہو  
 فرماتے ہیں اس سے بڑے کیا ہو  
 بچپن سے ہمارے آشنا ہو  
 بیان ترا بے وفا ونا ہو  
 ایسا نہ ستم کوئی ہوا ہو  
 خنزیر اگر بنو بجا ہو  
 درودل یا رہی دوا ہو  
 مغرب کی غار کیوں قصا ہو  
 پھر کھتے ہو کہ پارسا ہو

(ق)



<p>جو کچھ اُس میں رہا سہا ہو جنت میں یہ غیر ستِ صبا ہو</p>	<p>وہ پی چکے مجھ کو دے تو ساقی ہر رشک کو رشک اس نعل پر</p>
<p>دو دنوں میں قولا کی سیرِ غزلین شاید کوئی ستِ فیہ رہا ہو</p>	
<p>(۲۰۶) دلدار دوستوں سے محبت ہی کیوں نہ ہو اپنوں سے انکو ہوگی عداوت ہی کیوں نہ ہو الفت نہ ہو تو غیر سے کلفت ہی کیوں نہ ہو ہم دوست ہیں تو ہم سے محبت ہی کیوں نہ ہو یوں ہو تو بارِ نخلِ محبت ہی کیوں نہ ہو پھل یہ اگر ہو تو ہم سے عداوت ہی کیوں نہ ہو پر داغیں کسی کی تو خلوت ہی کیوں نہ ہو جب بے بلائے آتے ہیں دعوت ہی کیوں نہ ہو کانون پہ میرے آپ کی منت ہی کیوں نہ ہو دل چاہتا نہیں تو عداوت ہی کیوں نہ ہو جو کچھ کہیں گے شکایت ہی کیوں نہ ہو پایان انتظارِ ہلاکت ہی کیوں نہ ہو لجاسے کچھ مجھے بھی وہ عبرت ہی کیوں نہ ہو پھر اپنی عمر صرف عبادت ہی کیوں نہ ہو جو کچھ بھی آئے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو</p>	<p>اے یار دشمنوں سے عداوت ہی کیوں نہ ہو غیروں سے انکو ہوگی محبت ہی کیوں نہ ہو اپنے پرانے میں ہے اگر فرقِ دہم سے بار دشمن سے دشمنی ہے سزاوار (کیوں نہیں) کہتے ہیں ہر حال سے ملتا ہے اُسکا پھل کہتے ہیں بارِ نخلِ محبت ہے بارِ دل کیوں انجمن میں غیر سے ہے بے تکلفی مغل میں عاشق کو عداوت کا ڈر نہیں جو دلیں آئے کہنے وہ بیٹھی زبان سے یہاں چشمِ یار کو ہے درِ دل دواغہ کیا لطف غیر سے جو محبت تری جانیں جیتے ہیں ہم امید پہ پیمان سے باخبر دل اپنا دیدارِ مگر امان یہ دلیں ہے عشق مجاز سے جو حقیقت ملی اسد اٹھ جائیں آپ بزم سے لیکن ٹلین نہ ہم</p>



<p>ایجانِ عدو کے سامنے ہم سے یہ گفتگو          احکامِ ترکِ عشق کی پروا نہیں ہیں          بنتا ہے اوس کا کام جو اپنے وجود سے          بازو پہ اپنے جور کا ٹیکا لگائیں ہم          عاشق جو قتل ہو تری تیغ نگاہ سے          ادنیٰ ہنسی سے خوف ہے غالبِ ثواب کا          نازک ہے انکا دل تو گوارا نہیں مجھے</p>	<p>ہے ناگوار اپنی حمایت ہی کیوں نہ ہو          اپنے کئے کی تم کو ندامت ہی کیوں نہ ہو          دشمن کو یا رہم سے محبت ہی کیوں نہ ہو          عادی پھر اسکی اپنی طبیعت ہی کیوں نہ ہو          جھگڑاٹے پھر اُس سے فراغت ہی کیوں نہ ہو          ہر چند برسِیل عنایت ہی کیوں نہ ہو          بار انکے دل پہ (میری محبت ہی کیوں نہ ہو)</p>
<p>غالب نے دیکھ کر یہ غزل کھدیا ولا          فکرِ سخنِ بین ہے تو طبیعت ہی (کیوں نہ ہو)</p>	
<p>آئے ہیں آپ دلِ لہانے کو (۲۰۷)          یار کیوں مستعد ہو جانے کو          تم ہو تیغِ نگہ چلانے کو          سنگِ دل - سنگِ دل ترشوالو          غیر پر کر رہے ہو لطف و کرم          ہاے کعبہ سبھتے ہو مومن          ہاے دنیا میں ہم ہو سے پیدا          ظلم کے بعد ایکے ہاتھ میں تیغ          دیکے دشمن کو آنکھ پھر ہم سے          بھیج دو جسمِ عشق میں مجھ کو</p>	<p>اپنا عاشق مجھے بنا لئے کو          ہے سلام اپنا ایسے آنے کو          ہم بھی تیار سر کٹانے کو          غیر کا مقبرہ بنانے کو          صرف عاشق کا دل دکھانے کو          بت کافر کے آستانے کو          کل خون کا ستم اٹھانے کو          آئے ہیں کیا مجھے منانے کو          مستعد آپ میں لڑانے کو          اپنی زلفوں کے قید خانے کو</p>



حکم دیتے ہیں سر جھکانے کو  
 آئے لاشہ مرا اٹھانے کو  
 مستعد خاک میں ملانے کو  
 گرم پانی سے گھر جلانے کو  
 وہ گئے ہیں شراب بخانے کو  
 آپ کے بیر قین ہلانے کو  
 نیلے نانی خط بنانے کو  
 آئے ہیں نیند سے جگانے کو  
 ناؤ میں آج خاک اڑانے کو  
 آگ لگ جائے سکرانے کو  
 اپنے ہی خون میں نہانے کو  
 آئے ہیں اپنا حق جتانے کو  
 کیوں لپکتا ہے کاٹ کھانے کو  
 جحر کرتے ہیں آرنے کو  
 اشک پیئے کو غم کے کھانے کو  
 خوب سچے سچ اس بہانے کو  
 ہاسے کیا ہو گیا زمانے کو

تیغ ابرو سے ہے ارادہ قتل  
 چلو وعدے کا ہر چکا ایسا  
 ہم مرے اُنپہ وہ ہرے افوس  
 حیدر آباد میں ہیں وہ تیسار  
 گھر پر زائد کے جا کے ہم نے سنا  
 میں سمجھتا ہوں غیسر سے بڑا  
 اس بناوٹ سے کام اپنا بنا  
 خواب میں میرے بن کے وہ خوش  
 بن گئے شیر کیا مرے حق میں  
 میرے رونسے پہل لگی سو جھی  
 کیا بستیامرے مرض کا علاج  
 وصل کی رات حضرتِ دشمن  
 دشمن جان سگ حضورِ تبار  
 صبر کا امتحان ہے منظور  
 ہم بنے یا آپ کے مہمان  
 آئے وعدے پر غیر کی ہے تلاش  
 ایک باقی نہیں رہا مومن

کیا بناوٹ سے سو گئے وہ قولا  
 سننے کا مل مرے فسانے کو



ہو نہ دل پہ اثر ان کے ہو تو کیونکر ہو  
 ہر ایک کام میں کہنڈت کر دو تو کیونکر ہو  
 سنے نہ کوئی تو کیا فائدہ ہے کہنے کا  
 وہ سنگدل ہیں کیسے کہے کی کیا پروا  
 لگا ہے ساتھ کوئی ہو نہ ہو وہی دشمن  
 وہ انجن میں کھا چاہتے ہیں کچھ ہم سے  
 وہ ہم سے کہتے ہیں لو مانگ راجو جی چاہے  
 شبِ وصال وہ کہتے ہیں وصل ہو گا نہ آج  
 لگے نہ سینے سے بوسے سے بھی ہوا انکا  
 تھیں تو پوچھ رہے ہو یہ کیا ستم ہے جنت  
 ہوا وصال نہ بوسہ کوئی ملا فوسس  
 نہ ہو عطا تو جفا ہی سھی اداؤں سے  
 دل اپنا دے ہی چکے پھر نہ نہر جان اپنی  
 شبِ وصال میں بے اذن ہم لگائیں گے  
 سنیں تمھاری بہت گالیاں ہوئے غلط  
 عدو کے ساتھ عجب کشش رہی شہِ وصل  
 زبان ہم نے نہ کھولی سنا کئے اب بھی  
 ملا رہا ہوں شہِ حسن ہاں میں ہاں تیری  
 بچر خد کے نہیں کوئی عیب سے خالی

(۲۰۸) دُعا دُعا نہ رہی پھر کھو تو کیونکر ہو  
 جو ہوتے کام کو ہو نے نہ دو تو کیونکر ہو  
 اثر کئے کا ہمارے جو ہو تو کیونکر ہو  
 اثر نہ ہو تو نہ ہو صبر ہو تو کیونکر ہو  
 اگر وہ آہی گئے رات کو تو کیونکر ہو  
 جو راز اپنا ہے وہ بات ہو تو کیونکر ہو  
 عدو ہے ساتھ وہ کھدے نہ دو تو کیونکر ہو  
 اگر نہ ہو نہ ہو کھدو کہ ہو تو کیونکر ہو  
 ستم ہے آپکا یہ بھی نہ دو تو کیونکر ہو  
 جو عرضِ حال بھی کرنے نہ دو تو کیونکر ہو  
 بلا سے وہ نہ ہو یہ بھی نہ ہو تو کیونکر ہو  
 جو یہ بھی ہو تو نہ ہے بخت دو تو کیونکر ہو  
 پسند خاطر خاطر نہ ہو تو کیونکر ہو  
 جو صبح تک ہو یہی گوگو تو کیونکر ہو  
 اگر ہماری بھی تم سن نہ لو تو کیونکر ہو  
 جو ایک یار کے عاشق ہیں دو تو کیونکر ہو  
 نہ ہو جناب کا غصہ مسر ہو تو کیونکر ہو  
 اگر میں دن نہ کھوں رات کو تو کیونکر ہو  
 قدم قدم پہ ہو تم عیب جو تو کیونکر ہو



<p>امید وار ازل سے ہے عاشقِ ازلی          کھلا نہ خط نہ ہوا کام پہ سر گیا قاصد          عدو جو ساعتِ موعود پر چلے چالین          سزا میرا کچھ آسان نہیں ہے ڈر ہے مجھے          اکیلے آؤ کسی کو نہ لاؤ وصل کی شب          خبر ہے آپ کی سرگوشیوں کی دشمن سے          سبھ میں کچھ نہیں آئی تمہارے عاشق کی          گئی وہ بات ہماری جو تھی وہاں غالب</p>	<p>کبھی جو اس سے نہ وعدہ کرو تو کیونکر ہو          جو لکے ہاتھ میں خط پھینکد تو کیونکر ہو          وہ اپنے وعدے کا پابند ہو تو کیونکر ہو          اگر جواب سے تسکین نہ ہو تو کیونکر ہو          تمہیں کھو اگر ایسا نہ ہو تو کیونکر ہو          کسی کو نقلِ سماعت نہ ہو تو کیونکر ہو          نہ ہو وصال تو کیونکر ہو (ہو تو کیونکر ہو)          کھلے سے کچھ نہ ہوا پھر کھو تو کیونکر ہو</p>
<p>طفر کی طرح ہے غالب ہیں خوش چین گنگے          دلا فروغِ سخن ہم کو ہو تو کیونکر ہو</p>	
<p>برق نگہ کو چکا دو دو          بوسہ لو اور بوسہ دو          بوسہ لب میں ہے تکرار          چاند سے رخ پر آئی نقاب          مرتا ہوں آنکھوں پہ (نہیں          زلف میں ہم ہونگے نہ اسیر          ہم بھی گرین ہو کر بھوش          آتے ہیں وہ اسے عشاق          عاشق کا پھوڑا ہے عسیتی</p>	<p>صورتِ روشن دکھلا دو (۲۰۹)          لینا ایک تو دینا دو          لینا ایک نہ دینا دو          یار گہن کا صدقا دو          قتل کی حاجت (جلادو          اور کسی کو فترا دو          اپنی تجستی دکھلا دو          مٹو بڑھو اور رستا دو          نثر مرگان گھسرا دو</p>



اپنے دردِ دل سے۔ (مرے  
 پیمان سے ہر دلوں سے راز  
 چارہوین آنکھیں تو ہوا  
 دل جو بھر آیا اشک بٹھے  
 کچھ نہ کھلا راز ابرو پہ  
 ہم میں کھلاڑی ہم میں محتر  
 تم پر جو مرتا ہے اُسے  
 غیر ہے مجھ کو سزا  
 رحم کرو بلبل ہے اسیر  
 اپنے اسیر زلف کو یار  
 تم جو نکالو محفل سے  
 آئے عیادت کو تھے مگر  
 ناک پہ اُنکی ہے اُنکلی  
 پیوستہ ابرو کی ترے  
 دیا نہ حالی جاے گا  
 گوہر اشک عاشق کو  
 ایک غزل تھی تیری اسیر

دردِ دل کی دوا) لا دو  
 قول کو اپنے دھڑا دو  
 تیغِ نگہ سے جو زار دو  
 ایک ہے چشمہ دریا دو  
 ایک ہے پیوستہ یاد دو  
 یار نہ ہم کو چسکا دو پہ  
 زمین شہر میں دفن دو  
 کس کی خطا ہے بتلا دو  
 موسمِ گل ہے صیتا دو  
 کالے پانی بھیجا دو  
 گورین مجھ کو پھینچا دو  
 چلا جتا زہ کا ندھا دو  
 چاند ہے مثلِ جزا دو  
 ایک ہے تیغِ دوسرا دو  
 ہم کو بھی کچھ داتا دو  
 نوکِ مژدہ سے برما دو  
 اب ہر یمن غنہ لین بھیتا دو

راہِ سما میں قولا کے اسیر  
 سخنوری میں استادو



میں سنائے دیا ہوں باجر تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو (۲۱۰)  
 وہ جو ہم سے وعدہ وصل تھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 وہ ہماری شکایت بر لا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 کوئی بات دل سے اتر گئی تھیں یاد ہم نے دلا جو  
 ہوا ذکر وعدہ وصل کا تو کھا کہ یاد تھیں ذرا  
 وہ جفا وہ جور دستم دستم مصیبت اور دلیخ  
 جو مرے عروسے مرے تھا اسے اب سمجھتے ہو یوں  
 تھیں یاد وعدہ اگر تھیں مجھ اپنی بھول کا تھیں  
 کھا بھولتا ہوں میں لبر با وہ عروسے کیا تھا مٹا  
 مرے دل پہ تم نے کیا ستم مرے دشمنو نہ برا کر  
 مرے ساتھ وعدہ وصل تھا جو کسی نے ٹکڑے بھلا دیا  
 وہ تمھاری ساری شہزادیں ہمارے تھے رنگ  
 اگر اپنا قول تھیں یاد تھا تو ہوا کہ مرے مری کیا  
 چلے ایک رات جو تم کھینچے سے ساتھ ہم بھی کھینچے  
 وہ جو ہم سے قول قرار تھا کبھی آج تک ہوا وفا  
 شب وصل عدہ جو کر گئے ہوئی صبح صاف کر گئے  
 اگر جہ ظم صفت روزگار کو اپنے سامنے آینا  
 رہا کہ خنجر بھی لہری گرا رہا بھی نہ سست گری  
 مرے دل نقش پہ ہونا کہی سلو میں تھیں بھولتا

تھیں مجھ کو اس بھی غم ذرا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 وہ تمھارا ہم سے معاہدہ تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 جو رہے تھے مجھ سے تھا تھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 وہ تجال اور وہ بھولنا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 میں کبھی نہ چھوڑا روٹکا واہ و تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 بے مجھے تو یاد ذرا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 یہی تم سے میں نے کھا تو تھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 یہ بہت قوی مر اٹھا تھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 وہ گزشتہ کے پتے ہیں ٹکڑے کیا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 جسے جانتا ہے مر اٹھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 ہے عروسکی یاد یہ فیصلہ تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 شب وصل اپنا جو تھا کلا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 جو گزشتہ کے پتے ہیں کیرن کھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 یہ ہے وہ اقدار کئی سال کا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 مر جان و فاکا تو ذکر کیا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 مجھے یاد ہے مرے دل با تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 تھیں کہ یہ قوت حافظہ تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 کبھی تم بھی تم سے ہوئے تھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 مرے منہ پہ تم نے کھا جو تھا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو



ہرے سب مراتبِ چرخِ طاسیات وعدہ چل ہے | ہری جانِ لکڑی سنا دیا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہے کلامِ مومن نکتہ رسِ ہی حِج مین نہ کرو ہوس  
مین سنا دئے دیا ہوں اسے ولا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جس بت پہ طبیعت آگئی ہو (۲۱۱) | مشوق ہے اپنا جو کوئی ہو  
آتا ہے خدا کرے وہی ہو | آجائے تو آج دل لگی ہو  
تھا وعدہ وصل کل کا لیکن | وہ آگئے کیا عجب ابھی ہو  
لو آگئے انکے ساتھ ہے کون | کیا نہیں ہے ہو نہ ہو وہی ہو  
کیوں آئے تھیں بنا بہ تھا | یہ کون ہے تم بھی ایک ہی ہو  
پکڑا جب ہاتھ دیکھے وہ بکا | فرمانے لگے کہ تم سٹری ہو  
مین ہنسنے لگا تو دیکھے گالی | کہتے ہیں بھان سے دور ابھی ہو  
مین رونے لگا تو ہنس کے بولے | گستاخ نہ ایسا پھر کبھی ہو  
گھر پر رہے غیر سے غریب ہیں | کیا کام یہ میرے جیتے جی ہو  
کہتے ہیں یہ دوست ہیں ہمارے | کیوں اسنے تم کو دشمنی ہو  
دشمن اپنا محب تھا را | کیونکر تھیں ہم سے دوستی ہو  
سافر مین ترسے بچی بچائی | ویرے ہمیں جو رہی سہی ہو  
انصاف یہ ہے کہ خود بلائیں | جب جائیں ہم تو بیرخی ہو  
اگر نیسیر پہ رات دن ہو احسان | ہم پر بھی کرم کبھی کبھی ہو  
کیون آتشِ دل کی ہے پرستش | عاشق کیا تم بھی پارسی ہو  
تھا آج ہی نہ کرہ تھا را | اٹا خوب آئے شیخ جی ہو



<p>کچھ ہو بھی خطا جو مین نے کی ہو عام اس سے بڑی ہو یا بھلی ہو شاید مطلب تر ایہی ہو گر ہم پر نفس ایزدی ہو ڈرتے نہیں یا رجو کوئی ہو فرماتے ہیں تم بھی منطقی ہو</p>	<p>کیون ہوتی ہے گالیوں کی بوچھاڑ جانان مری داستان تو سن لو لمبا کون مین یا راب مین سمجھا اسے یا کسی سے کچھ نہ بگڑے آجائے تو پھر مزہ بتائیں سوچا نہیں جب جواب آنکو</p>
<p>لیتے ہو خبری و شون کی کیا تم بھی <b>وِلا</b> کچھ آدمی ہو</p>	
<p>تم رشکِ بتان آزری ہو فرمائے کیون نہ دلبری ہو اس کو بھی نہ تم سے ہسری ہو ملزم الزام سے بری ہو جسکے ولین دلاوری ہو تم سے نہ کبھی برابری ہو ہر بات میں تم کو برتری ہو استادِ فن پھگری ہو یہ ڈر ہے کہ جنگ زرگری ہو الزام سے یا ر تم بری ہو ایجان غضب کے تم جری ہو</p>	<p>تم خور ہو عیست پری ہو شوخی جب آپ مین بھری ہو جس سرق پہ تاج قیصری ہو جب دزدِ حنا کی دلبری ہو دلدار وہی ہے میرے دلبر لیلا کو کمال دلبری مین ہو تم سے جو کوئی معتبل آنکھوں مین تمھاری پاج ہتیک ہو جائے اگر عدو سے مڈہ بہتر کیسا ہی ستم ہو ہم پہ لیکن آنکھوں سے چلا رہے ہو ہتیار</p>



پھرے پر جاگین رات بھر ہم  
کرتے ہو پلک سے آپریشن  
لاتا ہے جب آپکا وہ پینام  
ہے تم میں یہ الہی کی طاقت  
گر ہولب بام وہ مقابل  
ٹھوکر کھائے قدم قدم پر  
عاشق کا اسکے کیا ٹھکانا  
عشاق پر کر سکے حکومت  
مشتوق ہے ایک دوہین عاشق  
ہو جس دوام زلف یا قتل  
اندھیر ہے جو گیا وہ غائب  
تم اپنی زلف کی بدولت  
ایک آنکھ میں جب ہوں چاہتیار  
کیا اسکی ادا ہو جسمین شوخی  
کیا کہنا اون سخنورون کا  
بجھڑتے ہیں زبان سے اپنی ہوتی

خلوت میں جو اپنی نوکری ہو  
تم ماہر فن سر جری ہو  
قاصد کو نہ کیوں پیسری ہو  
تم قوت دست جیبری ہو  
سورج کے بدن میں تھر تھری ہو  
جس مرد خدا میں خود سری ہو  
جس میں ایسی ستگری ہو  
جس یار کا حکم - نادری ہو  
پھر وصل میں کیوں نہ کر کری ہو  
جو کیس ہو یار مہسری ہو  
کیا خط کی مرے رجسٹری ہو  
رہن - عیار - مفتری ہو  
مشکل پھر اس سے جانبری ہو  
فطرت نے کوٹ کر بھسری ہو  
بخلی کہ زبان - مادری ہو  
پر کئے گا وہی جو جو ہسری ہو

کہتے ہیں شیراےِ قلاتم

اردو میں عدیل انوری ہو

ترے عارف سے تیرے گھر میں پاکر بارگشتن کو (۲۱۳) قفس میں نہ ہوتا ہے غدیب اپنے نشین کو



<p>عدوت کیوں نہو اس عاشق مومن سے دشمن کو  نہ ہر جب تک تیر دوست دشمن نہ سادہ لوحی سے  ہٹا دے آئینہ پا چھوڑ دے منہ پر نقاب اپنی  مرے تارِ نفس سے آگ لگ جائیگی عالم میں  نہ تم معشوق ہیں اس کے نہ اس کا نام ہو عاشق  نگار تیر کی چنگاریوں سے الامان یارب  دہی ہے آتش دل اور مر لا شہ ہے خاکستر  ہاں کرتا ہے جب خونریزی عشاق کا دریا  کفن کاغذ کا پہنائیں مرے جب آپ پر عشق  ترے تار نگہ کو رشتہ داری تار سوزن سے  تری گلگونی عارض پر تیرا بلبل شام  بحین جب اشک خونِ بیلے رخت جو شہ پر آئے  بہہ کر آسکے ہاتھوں خونِ مراد و انھیں لے رہے</p>	<p>پرستش کے لئے تاکا ہے اس بت نے برجن کو  سمجھتے ہی رہو گے دوست اپنا میرے دشمن کو  نظر تیری نہ لگ جائے کھین تیرے ہی جو بن کو  دل سوزان سے گر بھر کاؤن میں کجی کے انہن کو  مرار تیر نہ ہو حاصل ابھی میرے دشمن کو  نہ لگ جائے کھین آتش ترے عاشق کے خرم کو  خدا سچے دیہا نا اشک ہے کیوں (میرے دشمن کو)  ہمیشہ دیکھتا ہوں میں شناور تیرے توس کو  زمین شمع کام آئیگی جاناں لے سکے مدفن کو  قربت سوزنِ مرگان سے ہے مرگان سوزن کو  ترے غصے نے چمکایا ہے تیرے رنگِ غم کو  پکڑ لو گامین بھر داؤد ابا ہی اُسکے دہن کو  نہ لگ جائے کھین دہتہ مرے قاتل کے دہن کو</p>
<p>تسیر - دلغ و تسیر و آتش و غلاب کی بین غزلین  ولا چمکائیں گامضون تھکاری فکر روشن کو</p>	
<p>چھپائے اسلئے ہیں آپ اپنے رو سے روشن کو  برائے نامتے جو صبح دم کیوں میرے شبنو کو  کریہاں میں تھمارے دیکھ کر گلھاسے گلشن کو  راہ ہونگے گرفتار ان زلف سرو بالا بھی</p>	<p>۲۱۴) نہ دیکھیں ہم شب وصل آپ کی عریانی تن کو  نہ رو کا گل نے اسے گلروں کو اسبناں گلشن کو  گل عارض نہا بلبل نے چھوڑا گل کے دہانہ کو  چھڑائے گرفتار طوق سے قمری کی گردن کو</p>



ستمِ خوتیرے ہاتھوں استے پائی دستریں لسی  
 ہر اک ٹانگے پر قطرے خون کے پیہم پکتے ہیں  
 لٹے ایسے پھنسے کچھ سطر حِعارض پہ چاہیچے  
 مقابلِ آئینہ ہے چھپ رہے ہم آڑ میں تیری  
 ہوا ہوں میں تمھاری تیغ کا محکومِ جدم سے  
 تقاضاے ادب تھا ہم پھنسے زلفِ نوینِ گردن سے  
 ہے حبِ اشک و کاسیل کو کیا موجِ دریائے  
 محبت کی کشش سے دل ہے متلاطمِ عاشق کا  
 ہمارے سوز و لگو دامنِ دل کا سہارا ہے  
 مسلمان ہوں مگر عشقِ بت کا فر ہے اشکوں سے  
 زمین غالب کی ہے اے مہربان ٹھوکر نہ لگتا

پشتا ہے گریبانِ ہوا جو تیرے دامن کو  
 کیا ہمدردِ زخمِ دل کے کیسا شکر گانِ سوزن کو  
 مقرب ہیں دعا دیتے ہیں تیری زلفِ زریں کو  
 دکھانا کیوں ہے تو تنِ تن کے عالم اپنے چوں کو  
 اُس ابرو کے اشارے پر جھکا دیتا ہوں گردن کو  
 بنایا طوقِ بٹیری کے عوض زنجیر آہن کو  
 ڈبوں کے لئے دامنِ بنایا میرے دامن کو  
 کلیجے میں رکھا کرتا ہے تیرے نعلِ توسن کو  
 بجھا سکتا نہیں کوئی چسبِ غِیرِ دامن کو  
 بنایا رشتہٴ تسبیحِ زنتارِ برہمن کو  
 ذرا رو کو تسلیم - قابو میں رکھو اپنے توسن کو

نیا پیمان ہے آنے کا یقین ہے (کیون بھین بھین)  
 وہ کہتے ہیں بلار کھو والا گھر اپنے دشمن کو

اے مرے مہربان ادھر آؤ (۲۱۵) آج تک تمھے کھان ادھر آؤ  
 روٹھ کر جا رہے ہو خلوت سے  
 کیوں ہوے بدگمان ادھر آؤ  
 کون تم کو بلارہا ہے ادھر  
 تم بجاؤ وہاں ادھر آؤ  
 نہ پھر دیوں اندھیری راتوں میں  
 یا رتم ہو جو ان ادھر آؤ  
 بعد سننے کے پھر چلے جانا  
 سنتو دوستان ادھر آؤ  
 اے مرے راز دان ادھر آؤ  
 یا رتن جاؤ ایک بات مری



<p>اب تمہارا کرینگے ہم۔ اپنا رہنے دو جام بس وہیں زاہد صحبتِ غیر سے کرو پر بہتر غیر سے جب اُدھر ہے ناچا قی ریل آتی ہے تم نجباؤ اُدھر جان جاتی ہے ایک لحظے میں میں دکھا دوں وہیں کو بوسے چوم جب تک نہ لون لہجہ ان بخش حیدر آباد میں ہے قندِ رکمال نِج کل ہے دکن میں لطفِ سخن</p>	<p>ہو چکا امتحانِ ادھر آؤ ہو گئی ہے اذانِ ادھر آؤ تم ہو کس میانِ ادھر آؤ کیوں نہ پھر مہربانِ ادھر آؤ اٹھ رہا ہے دہوانِ ادھر آؤ دوڑ کر میرِ بھجانِ ادھر آؤ اے مے بیدمانِ ادھر آؤ نہ کہلیگی زبانِ ادھر آؤ اہلِ ہند وستانِ ادھر آؤ شاعر خوش بیانِ ادھر آؤ</p>
<p>پھوڑ کر کام اُدھر جو آئے <b>وِلا</b> اتنی فرصت کہانِ ادھر آؤ</p>	
<p>میرے آرام جانِ ادھر آؤ سُن رہا ہوں میں دیر سے آؤ اتنی فرصت کھان ہے دشمن سے کہتے ہو (کیا بگڑا ہے میں آپ) دیکھ کر مجھ کو وہ اکھاڑے میں کیوں بلاتے ہو مجھ کو محفل میں میرے سر کی قسم نہ جاؤ ادھر</p>	<p>۲۱۶ د) جار ہے ہو کھانِ ادھر آؤ جان جان ہو کھانِ ادھر آؤ کہ تم اے مہربانِ ادھر آؤ کہے جاتا ہوں مانِ ادھر آؤ کہتے ہیں مہربانِ ادھر آؤ میں نہ آؤنگا و انِ ادھر آؤ وہ حد ہے وہاںِ ادھر آؤ</p>



<p>مر رہا ہوں میں تپتہ بچپن سے  پھر چلے جاؤ تم جس دہر جا ہو  جا چکی ہے تمہاری عقل کدہر  جا رہے ہو جہان وہاں سے بھی  جان جائیگی جاؤ گے تم اگر  جا رہے ہو گئے تول لین پھر  تم نجاؤ ادھر خدا کے لئے  لکھنؤ میں ہے کچھ نہ دلی میں  دھڑکتے کس کو تم ہو اہل زبان</p>	<p>اے مرے جان جان ادھر آؤ  پہلے اسے مہربان ادھر آؤ  تم نجاؤ وہاں ادھر آؤ  آسکو گے نہ پاؤ ادھر آؤ  دیکھو اسے میری جان ادھر آؤ  ہم کھان تم کھان ادھر آؤ  کیا دہرا ہے وہاں ادھر آؤ  اب ہے سب کچھ بھان ادھر آؤ  ہم ہیں اہل زبان ادھر آؤ</p>
<p>ہم سنائیں تمہیں دلا کی غزل  اے غفر تھے کھان ادھر آؤ</p>	
<p>روایت ہے ہوتی</p>	
<p>کھو چکے جب ہم جوانی کا مزہ  ہے انھیں کو زندگی کا مزہ  منہ میں جو آتا ہے کہہ دیتے ہر منہ  جب گرامو فون میں آیا پیام  گالیان وہ دیکے فرمانے لگے  گالیوں میں شیریں اے یار عجم  ہم ہیں تیرے میہان کھاتے ہیں غم</p>	<p>اب انھیں کچھ زندگی کا مزہ  جن کو حاصل ہے جوانی کا مزہ  پاؤ گے تم بد زبانی کا مزہ  مٹ گیا پھر منہ زبانی کا مزہ  چکھ چکے تم خوش بانی کا مزہ  میوہ ہندوستانی کا مزہ  لوٹتے ہیں میہانی کا مزہ</p>



<p>یہاں اپنا بنا کر آپ کو خضر بھی مرتے ہیں دلبر پر جنحیں ہم ہیں چھوٹی حاضری میں انکے سگ عاشقوں کو آپ کے نالوں کا ذوق نوجوانانِ دکن کو آج کل گالیان دیکر کسی دن غیسر کو سامنے دشمن کے بگڑے ہمسک جنگ سے نوٹوں کی ارزانی ہوئی خون پیکر غم کے کھانے میں ہیں خاندانِ بربادانِ عشق یا رکو بلبلِ دستان سرا کو ذوق گل</p>	<p>ہم نے پایا سبز بانی کا مزرہ ہے حیات جاودانی کا مزرہ لگ گیا اب چاہے پانی کا مزرہ بلبلوں کو نفسِ خروانی کا مزرہ لگ گیا متانوں دانی کا مزرہ پائین اپنی بد زبانی کا مزرہ اسکو آیا محسّر بانی کا مزرہ چکھ رہے ہیں ہم گرانی کا مزرہ ہے بلا و زعفرانی کا مزرہ مل گیا نقل مکانی کا مزرہ ہم کو ہے ہمد استانی کا مزرہ</p>
<p>یہ تعجب ہے کہ غم میں آپ کے ہے قولا کوشت دمانی کا مزرہ</p>	
<p>وہ اڑاتے ہیں جوانی کا مزرہ (۲۱۸) خاک ہم کو زندگانی کا مزرہ دوبدو کرتے نہیں جب ہمہ دار سانر میگوں چشم یار میں یانِ مضمیٰ ماتِ مضمیٰ سے درگزر آج ہم سے اوعدوے نابکار</p>	<p>لوٹتے ہیں زندگانی کا مزرہ جب نہیں باقی جوانی کا مزرہ کیا رہا اب سخت جانی کا مزرہ ہے شراب ارغوانی کا مزرہ انکو ہر دم تیغ رانی کا مزرہ چکھ چکا تو چھیڑ خانی کا مزرہ</p>



<p>نرخ بالا کن کہ از رانی ہنوز بات اب تم ہم سے کیوں کرنے لگے پاچکا ہوں تیری تیغ چشم سے خواب راحت کے لئے لویا کیار ہم پہ تہمت کر کے خوش ہوتے ہو کیون دیکھ کر بیمار چشم یار کو کوچہ و بس میں بے خوابی سے ہم زلف نے مج کو چکھایا پھانس کر سرد و محسوس سے ترے عاشق کو یار بے طرح چلنے لگی انکی زبان ہو گیا دولت میں آئینی عمل راجگان و والیان سلطنت</p>	<p>تاکہ چکھیں ہم گرانی کا مزہ ملکیا جب بید بانی کا مزہ ہو کے بسل نیم جانی کا مزہ اپنے عاشق کی کھانی کا مزہ پاؤ گے تم بدگسانی کا مزہ مجھ کو آیا ناتوانی کا مزہ لے رہے ہیں پاس بانی کا مزہ کیا بلا سے ناگھسانی کا مزہ مل رہا ہے سرد بانی کا مزہ ہم کو آیا بد زبانی کا مزہ کیا رہا اب حکمرانی کا مزہ لوٹتے ہیں راجد بانی کا مزہ</p>
<p>ہو گئے بیہوش جلوے سے ولا چکھ چکے ہم لن ترانی کا مزہ</p>	
<p>ہنسے لگے وہ لطف و کرم سے ملا کے ہاتھ آئے جو میرے ہاتھ میں اس دلربا کے ہاتھ بیمار کر دیا ہے کسی نے دکھا کے ہاتھ باتیں نہ اس طرح سے کرو تم ہلا کے ہاتھ بیہوش ہو کے ہم ترے قدموں پہ گر پڑے</p>	<p>انکی اداس نے چھین لیا دل - بڑا ہا کے ہاتھ دھوکے سے وہ سنبھل گئے ہٹ کر چہرے کے ہاتھ کیا پاؤ نگاہ میں تم کو طبیعو دکھا کے ہاتھ ہوتے ہیں دل نگار - تمھاری دل کے ہاتھ دینے لگا جو ساغرے تو بڑا ہا کے ہاتھ</p>



وہ گل پہ ہے شامین مگر وہ پہ ہوں مندا  
 پڑتی نگہ تو ہاتھ سے جاتا دل حسرت  
 ہم سے مصافحے کی ضرورت نہ تھی مگر  
 آتش ہے جسم بجا پکائی کو لگ بجائے  
 چاہیں تھیں سے دادِ قدیم ہوں کہ ہم  
 دریائے غم کا ساحل مقصد ہے سامنے  
 تیغِ دل سے کیوں نہ وہیں کا چلے جھان  
 دلبر کا ہاتھ ہے یزیدِ رضا تو کیا مجب  
 پڑے اڑے تو پھیل گئے آسمان پر  
 پا مال تیرے ہوں تو نہیں ہم کو کوئی غم  
 کیا میری زندگی سے ہے مایوس اطمین  
 وعدے پر بے وفا کے بھر دسہ نہیں مجھے  
 خدام میں شریک ہوے ہم بدلے روپ  
 شرکے اب شرم میں تم کیوں نکال گئے  
 چستی میں رات انکے قدم چومتے رہے  
 ثابت قدم ہوا سکوا دھورا کبھی نہ چھوڑ  
 کون آ رہا ہے کس سے ڈرے جارہے ہو گج  
 محبوبہ فرنگ سے جب آنکھ لڑا گئی  
 میڈم کو ہم نے بوجو کیا مسکرا کے پھر

بلبل نے لی خبر مرے غم کی بٹا کے ہاتھ  
 یہ خیر ہے وہ آئے بغل میں چھپا کے ہاتھ  
 عزت بڑا ہے ہن ہمارے بڑا کے ہاتھ  
 خنجر مرے گلے پہ چلا نا بچا کے ہاتھ  
 منصف بنو جو جو رستم سے اٹھا کے ہاتھ  
 پارا تر و اسے شناور مخزون لگا کے ہاتھ  
 پروں سے ہے سفینہ دل اب ہوا کے ہاتھ  
 چمکا دیا ہے آتش دل نے جلا کے ہاتھ  
 آیا جواب نامہ عاشق ہوا کے ہاتھ  
 آئے ہیں اپنی جان سے جانان اٹھا کے ہاتھ  
 خاموش کیوں ہے نفیس سے میری اٹھا کے ہاتھ  
 کھلے قسم جو کہے کی جانب اٹھا کے ہاتھ  
 وہ بیٹھے ہاتھ جان سے اپنی دہلا کے ہاتھ  
 نامہ ہیں ہم تمہارے بد کو لگا کے ہاتھ  
 چھوتے تھے انکے پاؤں کو سر سے اٹھا کے ہاتھ  
 ہمت نہ ہار عشق کو ایدل لگا کے ہاتھ  
 آنے سے منع کرتے ہو کیوں تم ہلا کے ہاتھ  
 کس کس واسے و لکھو بڑا یا بڑا ہلا کے ہاتھ  
 غم کے ساتھ آنکھیں ملائیں ہلا کے ہاتھ



کٹ جائے ہاتھ دردِ حنسا کا اگر وکلا  
شکوہ پھر اس کا وہ کرینگے دکھا کے ہاتھ

دل اپنا لگ گیا جو کسی دلربا کے ہاتھ  
ہم کر چکے دُعا ترے حق میں اُٹھا کے ہاتھ  
ہو کر طبیب بن گئے بیمار کیوں مسیح ؟  
انٹھار دردِ سر ہے کہ تسلیم کا جواب  
تم ہاتھ اپنے مصحفِ عارض پھیر کر  
تم مشتری ہو مال کی قیمت ادا ہوئی  
یہ تاک بھانک کا ہے قیہ کہ بنکے پل  
خونِ زیرِ یونگا ڈر ہے خدا خیر ہی کرے  
زلفِ نو کی طرح مجھ کو رسائی ہوئی جو آج  
پامال ہو کے ضعف بڑھا ہے کچھ اسقدر  
آٹ کیسیلیانِ نسیمِ جن کو ہو میں نصیب  
قدموں کو چومتے ہیں ترے اپنے منہ سے تم  
ایسا کچھ انکو شعبہ بازی میں ہے کمال  
دشمن کے وار چل گئے بس چل سکے تو پھر  
خلوت میں سُنکے چلے گئے وہ غیر کی صدا  
جب ہم و غور شوق سے لینے لگے قدم  
بے عزتی پہ باندھ چکا ہے کمرِ قیب

(۲۲۰) پھر اپنے دل سے بیٹھ گئے ہم اُٹھا کے ہاتھ  
کرنا تھا جو کیا اب اثر ہے خدا کے ہاتھ  
کیا دل لیا ہے آج کسی نے دکھا کے ہاتھ  
ہاتھ پہ رکھ رہے ہو جو اپنا اُٹھا کے ہاتھ  
بجسٹو اسب قبر پہ میری اُٹھا کے ہاتھ  
ہم بک گئے ہیں آج تمھاری ادا کے ہاتھ  
چڑھی گئی جو دستِ زر پار سا کے ہاتھ  
مہندی لگی ہے آج مرے دلربا کے ہاتھ  
لینے لگائیں اسکی بلا میں بڑا کے ہاتھ  
اٹھنا زمین سے ہے ہمارا خدا کے ہاتھ  
تیری شمیم زلف لگی جب صبا کے ہاتھ  
آنکھوں پہ پہیرتے ہیں قدم کو لگا کے ہاتھ  
دل لیکے وہ کر گئے خالی دکھا کے ہاتھ  
کچھ ہم بھی اپنا زور دکھائیں چلا کے ہاتھ  
ہاتھوں سے وہ کل گئے ہیہات آ کے ہاتھ  
رکھنے لگے وہ ناز سے سر پر اُٹھا کے ہاتھ  
عزت ہماری آج ہے ایجاں خدا کے ہاتھ



<p>غفلت سے تنے ہاتھ بڑایا سمجھ کے غیر زرا بد چو پیچکے ہو بہت۔ جامِ مے سے آج خوش قسمتی کا اپنی بیان ترے کیوں کیا عزت بڑی جنازہ عاشق کی خلق میں بوسے مصلحے کے پہلے سے لے چکے دست یدِ الہی میں ہے آسان ہر ایک کام تین نگہ سے دباؤ کے زلفوں میں ہاتھ باؤں لغزش قدم کو ہونے لگی عمر ہی میں آج</p>	<p>برسہ لیا تو کہنچ لیا سٹ پٹا کے ہاتھ قد قامت الصلوٰۃ کھوپچہ اٹھا کے ہاتھ شہرا گئے وہ تجھ کو منجسم دکھانے کے ہاتھ وہ ہٹ گئے جو ناز سے اسکو لگانے کے ہاتھ ہاتھوں سے اسنے کہنچ لیا مسکرا کے ہاتھ میری مراد ہے مے شکل کشا کے ہاتھ دو چار ایک دم میں لگا دو بلا کے ہاتھ دل بل گیا جو چلنے لگے وہ بلا کے ہاتھ</p>
--	---

میر و ظہیر وقت و اشک و اسیر و سحر  
سب لکھ چکے ہیں آج قلم ہے والا کے ہاتھ

<p>اے خاجو تری جفا ہے یہ ناز و انداز ہے ادا ہے یہ ہم پر ہوتی ہے رات میں نازل غور کر مدعی کے دعوے پر درد پیدا ہوا آپ کے دل میں ہے غضب کیوں دکھانے کو تم ملتی کو کبھی نکر مایوس چمن عشق میں نسیم چلی بے بلائے ہم آگئے بے شک</p>	<p>(۲۲۱) اگر جفا یہ نہیں تو کیا ہے یہ عاشقوں کے لئے قضا ہے یہ کیا تری زلف کی بلا ہے یہ تیرے عاشق کا مدعا ہے یہ کسی بیمار کی دوا ہے یہ مجھے کہتے ہو آشنائے یہ تیری خدمت میں التجا ہے یہ کا کل یار کی ہوا ہے یہ بخشد و تم اگر خطا ہے یہ</p>
---	---



<p>کیون لپٹتی ہے جسے بڑہ بڑہ کر          تم بھلائی کرو ہر ایک کے ساتھ          مر گئے ہم تو لاش ہے پا مال          لے چلے ہم عذابِ قبر کو ساتھ          جامِ ساقی سے ہو گئی بیعت          نہیں کرتا وہ جان بوجھ کے ظلم          چھپکے پتا ہے مے خدا کی قسم          مے سے رغبت کہا بسے تو بہ          پیئے والون کو جب سرورِ نھو          ہم کو سمجھیں اگر وہ خاکِ قدم          غیر کے ساتھ ہم نہ آئیں کبھی</p>	<p>زلف ہے یا کوئی بلا ہے یہ          غور کرو کہ کیسا بُرا ہے یہ          تیری سختی کی انتہا ہے یہ          سخت جانی کی انتہا ہے یہ          بادِ خوار و نثار رہنما ہے یہ          اسکی عادت کا اقتضا ہے یہ          کون کہتا ہے پارسا ہے یہ          زابد واپنا اتقا ہے یہ          کیا شریعت میں ناروا ہے یہ          اپنے حق میں تو کیا ہے یہ          انکا کہنا بہت بجا ہے یہ</p>
<p>کیون نہ مقبول ہو کلام اسکا          وہ اگر محض تھے ولا ہے یہ</p>	
<p>حسن کیسا ہے بُری بلا ہے یہ          حسن ہے قدرتِ خدا ہے یہ          شاہدِ وحدتِ الوجود ہے حسن          شاہدِ ذات ہے حسین کا حسن          خالِ ہندو ہے مصحفِ رخ پر          نقصِ بیان ہے اسکی بسمِ اللہ</p>	<p>گرچہ ظاہر میں خوشنما ہے یہ          اسکی صنعت کی انتہا ہے یہ          تیری صورت سے کب جدا ہے یہ          وہ خدا ہے خدا نما ہے یہ          دوست و دشمن خدا ہے یہ          بے وفائی کی ابتدا ہے یہ</p>



<p>وہ مزاج چکھ چکے ہم کو          طاقِ ابرو میں ہم پڑیں گے تار          آج مرنے پہ ہم ہیں آمادہ          تیرے ابرو پہ چلی تلوار          تم سلامت رہو مرے دلدار          یہ وفا ہے کہ خون بھائیں وہ          ہم دعا مانگتے ہیں رو رو کر          جوشِ دل سے برس پڑیں آنکھیں          ظلم ستے تھے اب تو ہونے لگا          غیر کو کیوں بلا کے ہم سے بھر          آگئی موت اُنہ مرنے لگے          لڑ گئی آنکھ ہو گئی تکرار          تیغِ ابرو پہ ہم ہوے قربان          پوچھتے کیوں ہو ہم پہ کیا گزری          جان لی اسنے جا کر عاشق          وہ مخالف بنیں تو کیوں نہ پھرے</p>	<p>پھر اُبھتے ہیں کیا فراس ہے یہ          دوستو خانہ خند ہے یہ          جان لو اپنا مدعا ہے یہ          مر گئے ہم تری ادا ہے یہ          صدقِ دل سے مری دعا ہے یہ          ہم کھین یہ کہ خون بھا ہے یہ          وہ سمجھتے ہیں بد دعا ہے یہ          عاشق و حُرمتِ خدا ہے یہ          وہ خبر بھی تو بتا ہے یہ          وہ شکایت تھی اور گلا ہے یہ          ابتدا وہ تو انتہا ہے یہ          وہ اگر ناز ہے ادا ہے یہ          اپنی قیمت کا فیصلہ ہے یہ          دیکھ تو تم کہ ماجر ہے یہ          کیا تمہارے نہیں خطا ہے یہ          کیا بھر دے ہے جب ہوا ہے یہ</p>
<p>طوطی میسر ہو چکی گویا          بلبِ نغمہِ قولا ہے یہ</p>	
<p>خیر ہے آج وہ کیوں گئے ہیں تلوار کے ساتھ (۳۱۳)</p>	<p>ہم لپٹ جائینگے لے تیغِ ترے وار کے ساتھ</p>



دل لگی سو بھی ہے کیوں ابرو خمدار کے ساتھ  
 کیوں لڑاتے ہو نگہ تم نگہ یار کے ساتھ  
 کیوں محبت ہے تمھیں ناوک خو خوار کے ساتھ  
 کچ گئی وہ تو کبھی جان وہ جب پہلنے لگی  
 نقد جان لیکے مکتے سہ بازار ہیں وہ  
 دیکھ کر باغ میں گلرو کو فغان کرنے لگا  
 حال میں ہم نہ پھنسنے خیر ہی گزری اے زلف  
 آنکھ کو اپنی بچا نا جو عیادت کرنا  
 ایک ابرو سے ہیں دو وار کے سامان تیار  
 سر جھکائے ہوئے رہتے ہیں ملاقات میں ہم  
 وعدہ وصل کے ایسا یہ نصرت عاقبت  
 کبھی ممکن نہیں عشاق کو خلوت ہو نصیب  
 ہم تو غافل ہیں ازل ہی سے خدا خیر کرے  
 بخت خوابیدہ سے کیوں نیند نہ آئی شاید  
 ہو کے پامال عیان ہو گئی حالت اپنی  
 باغ کی سیر میں چرکا جو چہن پر خورشید  
 وہ ہوا کھانیکو جس روز گئے گلشن میں  
 باغ میں سنبل و گل کی نہ بنی ایک جگہ  
 بارغم دلیر ہے اٹھتے تمھیں ہیہات قدم

تو نہ تاتا ہے مقابل تر آملوار کے ساتھ  
 کیا ملاتے ہو کسی تیر کو سو فوار کے ساتھ  
 دشمنی کرتے ہو کیوں اپنے دل زار کے ساتھ  
 چلے گئے ہم بھی جہان سے تری تلوار کے ساتھ  
 واہ کیا خوب یہ سووا ہے خریدار کے ساتھ  
 ہم نوا ہم بھی بنے بلس گلزار کے ساتھ  
 سابقہ ہم کو پڑا تھا کسی مکار کے ساتھ  
 ابھی راحت تمھیں بیمار کو بیمار کے ساتھ  
 آج کیوں تیغ ادا آئی ہے تلوار کے ساتھ  
 آنکھ لڑ جاتی ہے ظالم ترے دیدار کے ساتھ  
 آج وہ گھر پہ مرے آئے ہیں اغیار کے ساتھ  
 رات دن آپ رہا کرتے ہیں وچار کے ساتھ  
 سابقہ ہم کو پڑا ہے کسی ہشیار کے ساتھ  
 رات گزری ہے مری طالع بیدار کے ساتھ  
 اٹھ گئے خاک پہ نقش قدم یار کے ساتھ  
 اڑ گئے اشک مرے شبنم گلزار کے ساتھ  
 تھا ہوا خواہ بھی ہمسرا ہوا دار کے ساتھ  
 نہجائی زلف کی کیوں مکر ترے رخسار کے ساتھ  
 ہم پھر کرتے ہیں اس کو گرا ہمار کے ساتھ



<p>گھورتا کیون ہے تو اسے آئینہ رو حیرت سے پھر قیامت میں ملےنگے جو ملائے حنائی انگھ لڑھاکے تو عاشق کا حسد ادا فطابہ آج ناخ کے مقابل ہوئے استادِ جلیلی</p>	<p>بنکے تصویر کھڑے ہیں تیری دیوار کے ساتھ آج دینا سے چلے حسرت ویدار کے ساتھ فوجِ ترکان کی ہے اس ترک سچڑ کے ساتھ صورتِ قافیہ ہم ساتھ تھے تلوار کے ساتھ</p>
<p>ما تو انی سے ہمارا نکل آیا مطلب ہجرہ گئے ہم بھی <b>ولا</b> سایہ دیوار کے ساتھ</p>	
<p>خنجر بکھ ہے آنکھ تھاری ادا کے ساتھ (۲۲۳) ہم دل لگا چکے ہیں کسی بے وفا کے ساتھ عاشق کو اتنا ساق ہے اسکی جھکے ساتھ قاتل ہو تم مواخذہ موت اس کے سر طوفان میں ہم کو اپنا خدا یا د آگیا تیغ نگہ کا ڈرب جان بخش کا گہر سنڈ زلزل صبا نسیم کو کہنے لگا پھر جن تاوک بنا کے اسکو چلاتے ہو جنگ میں بیمار عشق ہم میں دوا اس کی درو دل بخشش کی شان ہے متقاضی گناہ کی اپنوں سے احتیاج نہ غیر وئے کچھ غرض خالق سے التجا ہے تیجہ بنیسیر ہو دست دعا کو دیکھ کے پھر اٹھ گئی نقاب</p>	<p>وزراتِ زندگی سے ہماری قضا کے ساتھ وزراتِ سابقہ ہے ہمارا جھٹکے ساتھ معتوق کو نفاق ہے اہلِ وفا کے ساتھ اچھا نہیں سلوک تمہارا قضا کے ساتھ کشتی میں سا بقہ چڑھنا خدا کے ساتھ کھٹی ہے عمر جیتے ہیں خوف ورجا کے ساتھ جب آئی تیری زلف کی نکھت صبا کے ساتھ احسان یہ ہوا نگہ جانفرا کے ساتھ ایسا واسطہ ہے ہم کو بس بیہودہ کے ساتھ پھر اختر ازبے ابھی ہے خدا کے ساتھ ہم اپنی اولگاٹے ہوئے ہیں خدا کے ساتھ دعوت ہوئی قبول بہت التجا کے ساتھ انکس ہے اعتقاد ہماری دعا کے ساتھ</p>



<p>اُٹھنے پہ انکی بزم سے رونے لگے جو ہم وعدے پہ اپنے آئے ہو تم پر یہ کس لئے محبوب تیرے ساتھ ہے نسبت مجھے وہی ہیں لکھنؤ کے راہ نما اختر و جلیس</p>	<p>وہ ہو گئے براہ کرم مسکرا کے ساتھ دشمن کو میرے لئے ہوا بجان چھپا کے ساتھ نسبت ہے جو حبیب خدا کو خدا کے ساتھ دلی کی سیر ہو گئی داغ و ضیا کے ساتھ</p>
<p>میری دعا کو کیوں نہ رسائی ہوا ہے قولا آہ رسا شریک ہے میری دعا کے ساتھ</p>	
<p>دل جا چکا ہے آج کسی دہرے کے ساتھ (۲۲۵) انخا ہر ایک حکم ہے جو درجنہ کے ساتھ تم چل رہے تھے رات جن میں صبا کے ساتھ تیر قصا نظر ہے تو ابرو کاں تیر جانے لگے وہ غیر کے گھر چھپ چھپا کے ساتھ مخاطب میں حفاظت حق العباد میں دعوت میں سایہ بننے رہا انکے ساتھ تو خلوت میں مدعی تے جو کین چاہا زبان بوسہ دیامریض کو سو گالیوں کے بعد آہ و فغان عاشق محسنوں کو دیکھ کر قاضی نے آج حرمت سے کو مٹا دیا وعدے پہ خوب آئے کہ ہم گھر سے چلے گئے عدت میں شکر ہے کہ گرفتار ہو کے آج</p>	<p>عاشق کو سا بقہ ہے کسی بے وفا کے ساتھ اپنا ہر ایک کام ہے صبر و رضا کے ساتھ ہم تھے قدم قدم پہ تنھاری ادا کے ساتھ درون کو ساز باز ہے با ہم قصا کے ساتھ پچھتے سے ہم بھی ہو گئے آنکھیں بچا کے ساتھ باقی معاملہ ہے ہمارا خدا کے ساتھ پچھتائے ہم بہت کچھ دشمن ہلا کے ساتھ چالون میں کامیاب ہوا مدعا کے ساتھ شریت کا بدر قہ ہے یہ کر دی ادا کے ساتھ باتیں وہ کر رہے ہیں غضب کی ہوا کے ساتھ سیا ہی گئی ہے دختر زہرا سا کے ساتھ خوشیاں منار ہے ہیں وہ دشمنوں کے ساتھ ہم بھی بھیج گئے تری زلف رسا کے ساتھ</p>



<p>گرنے لگے ہم نیکے اشارہ پہ کھا کے غش ریت کے حق میں فاتحہ خیر چاہئے ناکمل ہے آفتابِ مراغیر کی طرف</p>	<p>لڑنے لگے جو ہاتھ اٹھا کر ادا کے ساتھ ہم مر چکے ہیں یا دکر و تم دعا کے ساتھ لٹا نہیں کبھی وہ خط استوا کے ساتھ</p>
<p>اسکے ہواے زلف میں جیتے ہیں ہم <b>ولا</b> ثابت ہے زندگی کا تعلق ہوا کے ساتھ</p>	
<p>وہ سر جھکائے بیٹھے ہیں شرم و حیا کے ساتھ کیون شوخیان دکھاتے ہیں شرم و حیا کے ساتھ آئی شیم زلفِ جن میں صبا کے ساتھ حسن سلوک ہے یہ ادا کا قصا کے ساتھ لیکر بلائیں اسکی گرفتار نے کھا بھلا رہا ہے دلو لڑاتا ہے آنکھ سے وہ خوش تھے ہم بھی خوش تھے تماشے کے شوین مرتے ہوں کو موت میں آنے لگا ہوا کرتے ہیں عکس حسنِ نظر سوز سے حجاب واقع ہیں آبیار ہے اکی کی سیکی آنکھ کیا ساتھ ساتھ چلتے ہیں تیرا کی تیغ کے رغبت ہے فے سے جام سے نفرت ہے راہ و دونوں طرف سے ہم کو بچاتے ہیں دونوں ہاتھ زیر قدم ہے دامن گل شوق سے نسیم</p>	<p>۲۲۶ آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں ہم التجا کے ساتھ خبر وہ کیوں چلاتے ہیں ناز و ادا کے ساتھ ہم بھی ہوئے کسی کی ہوا میں ہوا کے ساتھ آئی ہے جب قصا تو تھوڑی داک کے ساتھ اسے زلفِ ہم کو کام پڑا کس بلا کے ساتھ کرتا ہے دل لگی اسے نادان قصا کے ساتھ فوٹو لیا جو ہم نے عہد کو بٹھا کے ساتھ لڑنے لگی جو شرم تھوڑی داک کے ساتھ آئینہ دیکھتے ہیں وہ شرم و حیا کے ساتھ کرتے ہیں شرم صورتِ برگِ خفا کے ساتھ ابرو ستم نگاہِ غضب ہے ادا کے ساتھ زاہد کا زہد خوب ملا افتا کے ساتھ کس کش کش میں ہیں تیری لفت و ملا کے ساتھ چلتی ہے سیرِ باغ میں دامن اٹھا کے ساتھ</p>



<p>یہ اونکی کسنی کا تقاضا ہے، نرم میں انجھا ہوا ہون سخت پریشان ہون لہت فیض جلیل و مومن و میر و نسیم سے</p>	<p>زائوسے میر سے بیٹھے ہیں زانو ملا کے ساتھ کیوں سا بقدر پڑا ہے مجھے اس بلا کے ساتھ ہم بھی ہوئے ہیں زورِ طبیعت دکھا کے سا</p>
<p>اُس صاف دل کو تم سے محبت ہے اور غلوں تم کو ہے کیوں عداوت قسبی و لا کے ساتھ</p>	
<p>جلوہ گر آج وہ کوٹھے پہ ہیں کس آنکے ساتھ (۲۷۴) جان میری بھی نکل آئیگی ارمان کے ساتھ جان میری ہے ہر بجان تیر بجان کے ساتھ کیا یہ تفسیر بھی نازل ہوئی قرآن کے ساتھ سات سر ملنے لگے جب تیری اک تان کے ساتھ پیش آتا ہے بڑی طرح سے قرآن کے ساتھ چاک ہوتے ہیں گلو گیر گیان کے ساتھ کیوں کرن پھول ہمیشہ ہیں سے کانکے ساتھ آپریش ہے ہر اقل کے سامان کے ساتھ جب گئے ہوش مرے لے گئے اوسانکے ساتھ جھکواے زلفِ محبت ہے پریشانکے ساتھ نام کو اپنے چھپا رکھتے ہیں احسانکے ساتھ زلزلہ آجی گیا اشک کے طوفان کے ساتھ دل مرا ٹوٹ گیا جب ترے پیمان کے ساتھ</p>	<p>جانیگی دلی تمنا جرمی جان کے ساتھ ایک خطہ - میں جدا ہو نہیں سکتا تجھ سے خطہ عارفوں کسی انسان کے قلم کا نہیں خط تالیان بچنے لگیں ہونے لگا وہ بین قص کافر زلف کی یہ بے ادبی ہے لاریب ہم سنبھالے ہوئے دامن ہیں ترے ہاتھوں سے رنگ لایگی کسی روز یہ سرگوشی گل نشر چشم بڑا فصدِ رگ جان کے لئے جب وہ آئے مرے گھر آپے سے باہر میں ہوا میں پریشان ہون ہر رنگ کی ہے جھکو تلاش کیوں دکھا کر وہ کرین جو رہ جفا اہل کرم آگ بننے لگی پانی کی طرح - دل بھلا بے وفائی سے وفادار کو صدمہ بھینچا</p>



<p>یہ عجب لطف ہے سوٹے میں ملا ہے لیونید دلربائی اسے کہتے ہیں کہ ہو کر عجب روح سخت جانی کے سبب پارا سے ہونے ندیا ہو شیماری سے بہت ٹال رہے ہو مجھ کو بہر دست ہو جفا کار ہو مکار ہو تم دل الجھتا ہے پریشان ہے تجھے لے زلف وانت الماس بنے معدن لعل لبیدن بس کا آنا ہے محال اُس کا برانا ہے محال رشتہ کو رشتہ ہے اور میر خند انکو شمیمید</p>	<p>لب ترا کو زہ شکر ہے مکران کے ساتھ چلندیا ہاں ہے مہراول تیرے پیکان کے ساتھ چلندیا ٹوٹ کے دل آپ کے پیکان کے ساتھ ایسی باتیں تو کرو تم کسی نادان کے ساتھ نبھہ نبھیں سکتی تنھاری کسی انسان کے ساتھ کس قدر سبکدوشی ہے میں مرچان کے ساتھ وہ جو ہر ترے مخصوص ہیں اس کا ساتھ لے گیا دل کو مرے تو مرے ارمان کے ساتھ اس نخل سے چھتہ پست ہے دہرائے ساتھ</p>
<p>ہے یہی میری دعا درگہ خاں سے دلا یا اگلی تو اٹھا لے مجھے ایمان کے ساتھ</p>	
<p>انعام لیا کرتے ہیں اغیار ہمیشہ (۲۲۸) کرتے ہیں وہ سودا سربازا ہمیشہ میخانے میں جو رہتے ہیں میخوار ہمیشہ جس صاحب قسمت کو ملے علم کی دولت مجبور ہو رہا ناز ترے ناز واداپر ہم رہتے ہیں افسوس ہر اک کام میں محال بھولے سے بھی گہوتے ہو تم ہم سے مخاطب کرتے ہیں ہر اک کام کو ہم سوچ سمجھ کر</p>	<p>کیا ہم ہیں سناؤں کے سنرا واد ہمیشہ ہم نقد دل و جان سے خریدار ہمیشہ وہ شام و سحر رہتے ہیں سرشار ہمیشہ رہتا ہے وہ افلاس سے نادار ہمیشہ کیون تجکو مرے عشق سے ہے عار ہمیشہ وہ رہتے ہیں ہر کام میں ہمیشہ ہمیشہ کیون ولین جلا کرتے ہیں اغیار ہمیشہ رہتا ہے ہمیں افسوس سرور کا ہمیشہ</p>



<p>فرصت ہے مگر ہاے وہ کچھ کر نہیں سکتے  سیدم نیو فاشن کا بڑا کیوں نہر صاحب  اب موٹر و سیکل پہ ہوا کھانے لگے وہ  کیوں دار پہ وہ مجھ کو چڑھاتا نہیں ظالم  سینچانے میں آتا ہے خبر لینے کو زاہد  غم ہے کوئی مفلس کو نہ کچھ ڈر ہے کسی کا  ان فکرِ معیشت کے سوا نہ کر سچ ہے</p>	<p>جو لوگ پڑے رہتے ہیں بیکار ہمیشہ  قرضہ کی بلا میں ہیں گرفتار ہمیشہ  تھا بھٹی سواری میں ہوا دار ہمیشہ  کھتا ہوں میں منصورانا الیاء ہمیشہ  مجھ پر بنا رہتا ہے مکار ہمیشہ  مشکل میں رہا کرتے ہیں زردار ہمیشہ  رہتے ہیں سخنِ سنج کو افکار ہمیشہ</p>
<p>وہ لہان سے پیش آتے ہیں جب ہاتھ بڑا کر  لیتے ہیں وِلا ہم قدم یا رہ ہمیشہ</p>	
<p>آنکھوں میں تری آنکھ کی تلوار ہمیشہ  چلتی ہی رہی آنکھ کی تلوار ہمیشہ  تم رہتے ہو کیوں برس بیکار ہمیشہ  ہنچن سے رہے ہم بھی وفا دار ہمیشہ  وہ تاک کے لیتا ہے خبر بے خبر میں  یاں بیٹھے ہیں لیکن ہے خبر سارے جھانکی  م ہو کے گر ا کرتی ہے محفل میں تمھاری  اے دشمن جان کھول زبان سوچ بھگ  سنتے جو لگے تیری شجاعت کے فسانے  چلتا ہے تہ آبِ مر سے دل کا سفینہ</p>	<p>(۱۱۹) کانوں میں تری تیغ کی جھنکار ہمیشہ  ہوتے ہی رہے ہمہ ترے وار ہمیشہ  کیوں صلح سے تم کرتے ہو انکار ہمیشہ  میں خیر طلب آپ کے سرکار ہمیشہ  دشمن سے رہو دوست خبر دار ہمیشہ  ہم دیکھ لیا کرتے ہیں اخبار ہمیشہ  دشمن پر مری آؤ شر بار ہمیشہ  رہتی ہے بغل میں مری تلوار ہمیشہ  یا دگنے لگے حیدر کزار ہمیشہ  رہتا ہے سرنگون سے خبر دار ہمیشہ</p>



<p>دو دہول سوزان سے دہوان دہا رہیشہ  ہم رہتے ہیں دشمن سے خیر دار ہمیشہ  اب ہم کو خبر ملتی ہے بے تار ہمیشہ  یاں آہ کے گولون کی ہے بھر مار ہمیشہ  یاد آتی ہے رونے میں تری دہا رہیشہ  ہوتا ہے کلجے سے مرے پار ہمیشہ</p>	<p>ایجاد یہ عاشق کا ہے اب رہتی ہے محفل  وار اس پہ چلا دیتے ہیں قابو سے نکل کر  ہے اس قدبالا میں عجب قوت برقی  وان تیر نگہ تیغ نظر چسپتی ہے ہر دم  اے تیغ نگہ جیتے ہیں عاشق ترے دم سے  پھر مٹی میں مراد دل ہے ترے تیر کے صدقے</p>
<p>اردو میں قولاً ناز ہے آتشِ سخنی پر  ہوتے ہیں مضامین دہوان دہا رہیشہ</p>	
<p>ہم جا کے پلٹ آتے ہیں ہر بار ہمیشہ  ہم پھر کے چلے آتے ہیں ناچار ہمیشہ  اچھا نظر آتا نہیں اصرار ہمیشہ  اور مرنے کو ہم رہتے ہیں تیار ہمیشہ  جنگو ہے میسر ترا دیدار ہمیشہ  ہے فتنہ محشر تری رفتار ہمیشہ  بکباتے ہیں ہم بن کے خریدار ہمیشہ  ہم رہنے لگے زلیت سے بیزار ہمیشہ  بیدار ہوں اس طالع بیدار ہمیشہ  ہم رہتے ہیں ایجان پس دیوار ہمیشہ  ہو جاتی ہے کیون آپ سے تکرار ہمیشہ</p>	<p>وہ کر کے پلٹ جاتے ہیں اقرار ہمیشہ  گھیرے ہوئے وان رہتے ہیں وچار ہمیشہ  کیون وصل سے تم کرتے ہوا نکار ہمیشہ  سمتے ہیں ترے ظلم کو اے یار ہمیشہ  کیا انکو پرستان کی پر یونکی ہے پروا  ٹھو کر سے تری کیون نہ انھیں قبر سے مرو  رکتے نہیں سودے کے لئے جیب میں نقد  وہ کرنے لگے ہم پرستم حد سے زیادہ  قیمت مری سوتی ہے مگر بھر کی شب میں  سُن لیتے ہیں ہر بات تری کان پہ  عشاق سے کیون چھیر چلی جاتی ہے دم</p>



<p>زلف کو ترے خال نے عارض سے لڑایا عارض تر اگل غنچہ دہن زلف ہے سنبھل اے زلف ترے دام میں مشہور شکاری ہے ہم کو کوئی خط نہ خبر غیر کو سب کچھ کیا انگوٹنا ہے جو بنتے ہیں مخالف یہ خیر ہے تو انکی عیادت نہیں کرنا بلبل قفس تنگ میں ہے اپنی بلا سے پڑھ لیتے ہیں دو چار کبھی زندگی غزلین</p>	<p>مسلم کے عدو رہتے ہیں کف رہ ہمیشہ سر سبز رہے عشق کا گلزار ہمیشہ جب دیکھو پھنسے رہتے ہیں دو چار ہمیشہ آتے ہیں وہاں تار لگاتا رہ ہمیشہ کیون گرتی ہے واعطری و ستار ہمیشہ مرتے ہیں ترے حسن پہ بیمار ہمیشہ ہم ہیں تری زلفوں میں گرفتار ہمیشہ ہیں پیش نظر تیرے اشعار ہمیشہ</p>
<p>کیون ذوقِ پھر انے نخواستہ تیر و لا کو ہوتے ہیں مزیکے ترے اشعار ہمیشہ</p>	
<p>جب ہوا آئینہ روتیرے برابر آئینہ (۲۳۱) ساتنے آٹھوں پہر رکھتا ہے دلبر آئینہ آہنیں جانوں سے ہے اسکو قربت و دستو آفتابی چہرہ معشوق سے ثابت ہوا عشق کی صنعت کا صدقہ ہے مگرے نگار مشراب صافی سے ہے وہ صاف نابینا دلجو سیکڑے میں میکشون کا توڑتا ہے وہ خار عکس کے آلے میں ہے قائم مقام لوحِ نقش خود نمائی سے بناتا ہے یہ خود میں غیر کو</p>	<p>تجکو دکھلانے لگا پھر اپنا جوہر آئینہ چڑھ گیا ہے اسقدر کیون اسکے دلبر آئینہ آہنے سے بن گیا تبدیل پا کر آئینہ گول تھا ایجا و اول میں معتبر آئینہ سوزِ عاشق سے بنا چھپر ہلکرا آئینہ صاف دل حیرت نما پاکیزہ گوہر آئینہ گرچہ ہے تشبیہ میں مینا و سامن آئینہ پھر جا آئینہ تصویرِ سبکرا آئینہ دل بڑھانے میں ہوا ثابت دلاور آئینہ</p>



<p>بن گیا کامل تراشا گرد بن کر آئینہ  چمکے مین بند ہے اور گھر کے اندر آئینہ  اپنے گھر مین بند جو رہتا ہے اکثر آئینہ  صاف دل دیکھو نہ تم اس طرح تنگ آئینہ  بن گیا ہر جنت پر اسے یار شد رآینہ  تھا اتنا سب دلو دیواروں سے لگ کر آئینہ  بن گیا عینکسہ چڑھ گیا آنکھوں کے اوپر آئینہ  دیکھ لے غیب پر اپنے ساتھ رکھ کر آئینہ  محو نفل رہ بنا حیران ہو کر آئینہ  لکھا رہا ہے صورتِ گروا ب چمک کر آئینہ  بند وہ اسکو کرے اسے یار کیونکر آئینہ  تا نگر دو در صفت با او برا بر آئینہ</p>	<p>یہ تماشا سے رخ پر نور مین آتا ہے  قید تنہائی ہے اسکی راز داری کی سزا  یہ تقرب کا سبب ہے اور یہ اسکی احتیاط  اسکے اندر ٹھیس جو بن کی نہ لگ جائے کھین  ہاتھ مین کر کرے کرنے نہ پایا چار پانچ  غش اُسے آتا ہے تیرا رو سے روشن کھین  خرد مینی سے ملا اسکو کلاں مین کا لقب  بے اثر باتوں سے واعظ منہ چڑا آئے بٹ  جب مرے آئینہ رو کے وہ مقابل ہو گیا  گول آئینہ مین ہے منہ کا چھوڑ آفتاب  اسنے تیرے حسن پر کھولی ہے چشم اشتیاق  در حرم چار چوب اورا مقید کردہ اند</p>
<p>مشکل طرعی اسے قولا کرتے ہیں ہم شوق سخن  فکر روشن سامنے رہتی ہے بنکر آئینہ</p>	
<p>۱۲۳۳  تیرے سے مائے پر ہوا زیر یا سر اسر آئینہ  شوق سے تیرے تو سے ہے ماہ منور آئینہ  آپ کو مائیں نے چمکایا ہے بنکر آئینہ  آئینہ زانو ہے کیونکہ رہتے ہو اسپر آئینہ</p>	<p>کر ٹھوتا اس خط نازک کا جو ہر آئینہ  تیرے کانوں مین بنا کندھ کا زور آئینہ  آفتابی چھوڑ روشن کا تیرے سے اثر  آپکے پیچھے تھا عاشق آئینہ ہتھارو برو  دل ہوا آرزو صفائی سے ہے نہ کاسے نہ تو</p>



کیا تجب اہل بیئت کی صد گاہوں میں لگ  
کیا تڑپ کر حُسنِ آئینے میں چمکشل برقی  
آئینے میں بیٹھے تھے وہ آنکھیں لڑیں عاشق کے  
ہم نے دیکھی اپنی صورت جب اٹھی انکی نقاب  
پایس حرور کی بھیگی بزمِ جنت میں جھی  
کیون تجب ہے جو پڑتا ہی نہیں عارضِ گل  
پر تو عارض سے غالب آگئی اسکی جلا  
ہے صفائے پیکر آئینہ رو کا یہ اثر  
کل عیادت میں ہوا عاشق کا سکتہ آشکا  
عکس سے گیسو کے کیون فٹ رہا ہے لے باز آئینہ  
ایک آئینے سے گھر آئینہ خانہ بن گیا  
فرجیوں کے چار آئینے سے یہ ثابت ہوا  
دیکھ لو تم دیکھ کر ماہِ صفر کے حاند کو  
بیقراری سے مگر پارے کی قلعی اڑ گئی  
جامِ ایجا و جہان میں است گر جیشِ را

دور بینی سے مسترب ہو گیا اگر آئینہ  
گر گیا ہاتھوں سے تیرے کیون اچھل کر آئینہ  
ساتنے تھا فتِ آدم کے برابر آئینہ  
واہ وایٹھا تھا کیا پردے میں جھپک آئینہ  
اسکی آبِ رو سے ہو جب حوضِ کوثر آئینہ  
کب نظر آتا ہے آئینے کے اندر آئینہ  
ورنہ ہوتا منعکس عارض کے اندر آئینہ  
ہو گیا حیرت زدہ تصویرِ نیکر آئینہ  
جب ترے رخسار سے آیا لبوں پر آئینہ  
بال آجائے تو بیچائے دو پیکر آئینہ  
پر تو عارض ہے آئینے کے اندر آئینہ  
ہے نگہبان و معینِ قلبِ لشکر آئینہ  
اُس ہلالِ ابرو کے عارض سے ہے منہ پر آئینہ  
عشق میں آئینہ رو کے ہے مکدر آئینہ  
یادگارِ اوست از صبح سکندر آئینہ

دھونڈلاتا ہے وہ گوہرِ قعرِ قلم سے قولا

بن گیا غواص کی آنکھوں کا زہر آئینہ

جب تری تصویر میں ہے روئے نور آئینہ (۳۳۳) آئینہ اندر ہے تمام اور باہر آئینہ  
جب نظر آنے لگا آئینہ پیکر آئینہ جلد یا مخمل سے منہ اپنا سا لیکر آئینہ



بنگیا الماس کے گنبدن کا زیور آئینہ  
ایک زیور سے لگے ہیں منہ کو اسکے چار چٹا  
آر سی میں آگیا وہ خود نمائی کے لئے  
یہ عجیب افسون ہے شیشہ ہے پر کیے ہونے  
اسکی آرایش سے لگتا ہے نہ عارض کو نظر  
جلوہ رنگار خطا سبز جانان سے مگر  
تیرے آئینے کے برسے کیوں لون صلاح سا  
پوچھتا ہے مجھ سے کیوں احوال میرا سادہ لوح  
جب کبھی جاتا ہوں آئینہ ہے اسکے روبرو  
اگر تیری آئینہ داری میں مجھے قابو لے  
غیر تو سوال ہے کل۔ دیکھ لے پانی میں چاند  
مردم کی پردہ داری سے ہوئی بے پردگی  
تیری صورت سے ہے روشن باریتے لکھا  
سنگدل ہے باپ اسکے جو پر تھیر پڑیں  
میری تربت پر لگا دو تم مرے سینے کی لوح  
حسن کا اپنے حین کو نہ ملتا کوئی لطفت  
آنکھ میں پھرتا ہے ہر دم اسکا جو ہر اسکا دم  
قدر کیا جانے سخن کی طبع جو ہر شناس  
کہ چون سنم سفر آئینہ رو سے صاف

شوق میں پھرنے لگا صورت بدل کر آئینہ  
بنگیا ٹیکاجو پیشانی کے اوپر آئینہ  
تیرے ہاتھوں بنگیا ہے آج خود سکرینہ  
گرچہ رکھتا ہے پری شیشے کے اندر آئینہ  
دوستوا سکودکھا دینا اگٹ کر آئینہ  
آج دکھانے لگا ہے اپنا جو ہر آئینہ  
تو بنا دیتا ہے خطا اسکو دکھا کر آئینہ  
تیرے آگے حال ہے میرا تگر آئینہ  
میرے حق میں بنگیا ست سکندر آئینہ  
دیکھ ہی لو نگا تری صورت۔ دکھا کر آئینہ  
بنگیا ہے آج میرا دیدہ تر آئینہ  
پھینکی پروون کے اندر منہ کے اوپر آئینہ  
آئینہ تیری جبین ہے یا جبین پر آئینہ  
ٹوٹ جاتا ہے اگر پڑتا ہے پتھر آئینہ  
ہے صفائے قلب سے یہ سنگ مر مر آئینہ  
گر نہ ہوتا ہاتھ میں ان کے برابر آئینہ  
ہے چمک تلوار کی عاشق کے دل پر آئینہ  
دل لگی کرتے ہو اندھے کو دکھا کر آئینہ  
ریخت جوش گریہ آب از چشم تر بر آئینہ



دلاغ و آتش کے مقابل ہے ولا الغرض کا خوف  
تم قدم رکھو سنبھال کر ہے زمین پر آئینہ

جب خود ہی دل تر ہے مرے دلبر آئینہ (۲۳۳) جیران ہوں کیوں چڑھا ہے ترے دل پر آئینہ  
رہنے لگا ہے کیوں ترے زانو پر آئینہ  
کیوں اسکو اپنے طالع روشن پہنہ از  
دیکھا جو اسکے عارض روشن میں اپنا  
صورت تری جو اس میں نظر آ رہی ہے کج  
حسن اُس کا ہے فقط ترے عارض کے سوا  
عکس شہاب۔ دیدہ میگون میں جس طرح  
قاتل کا عکس تانہ جسے میری آنکھ میں  
شہرت ترے سنگار کی جب چارو ہوئی  
جب صاف باطنی کی صفت دیکھتے ہیں ہم  
صفت کو نور علم سے جب ہو گیا فروغ  
گہر سے نکل پڑا تری صورت کے شوق میں  
منہ ہاتھ وہو کے صبح کو منہ دیکھتے ہیں وہ  
جو بن کے عکس سے وہ مگر نیکیا جاب  
صورت کو اپنی دیکھ کے تم ہو رہے ہو خوش  
نیند اسکو خواب میں کبھی ہوتی نہیں سب  
دلاغ اسکے دل پہ نہ چڑھا تیرے دیکھو

پھر ان ہوں کیوں چڑھا ہے ترے دل پر آئینہ  
حیرت ہے کیوں بنا ہے تیرا ہمسر آئینہ  
ٹپکے سے بگیسا جو تیرا زیور آئینہ  
آئینہ رو سے آج ہے اسکندرا آئینہ  
اپنا دکھا رہا ہے تجھے جو ہر آئینہ  
صورت کے عکس سے ہے پری سیکر آئینہ  
جام بلور سے ہے ترا سا عکس آئینہ  
ہاتھوں میں بنگیا ہے ترے خیر آئینہ  
آنے لگا جھان میں نظر گہر گہر آئینہ  
پھر کیوں نہ تیرے دل میں بنائے گہر آئینہ  
روشن خیالیوں سے بنا چھکرا آئینہ  
پردے سے اپنے کج ہوا باہر آئینہ  
رہتا ہے انتظار میں جب شب بھر آئینہ  
تم دیکھتے ہو آج جو تن تنسکر آئینہ  
صورت تمھاری دیکھ کے ہے ششدر آئینہ  
بند اپنی آنکھ تم سے کرے کیونکر آئینہ  
آیا جو رات بنکے سے انور آئینہ



<p>دورات مستعد ہے یہاں تیرے روبرو محفل سے بڑے جنگ میں اسکو ہوا فروغ روشن کیا ہے خلق میں موجد کے نام کو گول آئینے میں جب نظر آیا وہ آفتاب ہوتا ہے اس سے سخن دو بالاحسن کا روشن جبین کے دل پہ نہ آیا کبھی غبار خود میں و خود نما و تماشا شوخ چشم دیدم زابر و تو ہلالِ مہِ صفر جس رائیش نشاندید یوازی خانہ ات آئینہ دیدنش چہ تماشاے عالم است چکا دیا استیر و صبا کو رو دینے</p>	<p>خدمت میں تیری چھوڑ چکا ہے ہر آئینہ جب چار آئینے سے بسا بکتر آئینہ دکھلا رہا ہے صنعتِ اسکندر آئینہ گرداب بنکے کھانے لگا چکر آئینہ ثابت ہوا جہان میں بلند اختر آئینہ پرزے گھڑی کے صاف ہیں اور اوپر آئینہ چشم پر آبِ چشمہ و چشم تر آئینہ چشم از جبین صاف کشادہ آئینہ شد محو جلوہ رخِ روشن ہر آئینہ دار و نیرار جلوہ رخِ او در آئینہ روشن طبع سے تر نکا بنا منظر آئینہ</p>
--	---

صورت جب آئینے میں دیکھنے لگے  
احوال عاشقوں کا ہوا نیر آئینہ

<p>تم ہم پہ کرو یا رستم اور زیادہ غیر و نہ کر و لطف و کرم اور زیادہ ہم صلح پہ راضی ہیں لڑاؤ نہ کبھی آنکھ کیون جانے پہ اصرار ہے ایجان ہمار لکھتے جو لگے خط میں ترے شوقِ مضمون وہن نہ جھٹک دلیں ہرے آگ لگی ہے</p>	<p>(۲۲۵) برواشت کیئے جائیگے ہم اور زیادہ ہو جاے بلا سے مرا غم اور زیادہ اس جنگ میں پاتے ہیں تم اور زیادہ اس جبر سے مجبور ہیں تم اور زیادہ چلنے لگا کاغذ پہ قلم اور زیادہ بھڑکیں مری آتشیں غم اور زیادہ</p>
---	--



<p>تھی جان لمبی پھلے سے طرہ ہوا دشمن ظالم کے تلون سے اکھڑنے جو گئے پاؤں عشاق میں بڑھ جائے ترے مرتبہ میرا سینے میں مرے گھٹنے لگا جب سے مراد جسد سے بنادل ترے تیر و نغانہ پھلے سے بھی اب بڑھ کے اٹھانے وہ گئے شل ہو گئے دم بھر میں گرا چاہتے ہیں ہم گر درد نہ ہو تجھ کو مر بجان مرے غم کا مقصود یہی ہے کہ کوئی چل نہ سکے ساتھ ناراض نہیں ہوں جو گیتاں سے مر آ</p>	<p>ہو جائیگا اب ناک میں دم اور زیادہ جتنے لگے دشمن کے قدم اور زیادہ ہو جائے ترا جاہ و حشم اور زیادہ بھرتا ہوں ترے عشق کا دم اور زیادہ بڑھنے لگا سینے کا دم اور زیادہ اپنا سہر تسلیم ہے غم اور زیادہ باقی نہیں اب پاؤں میں دم اور زیادہ ہو جائے مرا رنج و الم اور زیادہ اٹھنے لگا اب اُن کا دم اور زیادہ رضی ہوں تیرے سر کی قسم اور زیادہ</p>
<p>بر دم بن ولا ہمپہ ستم اونکے کم و بیش بگڑے ہی چلے جاتے ہیں کم اور زیادہ</p>	
<p>جتنا تو کرے ہمپہ ستم اور زیادہ جانان نہ کر ہمپہ ستم اور زیادہ دشمن تو چلا بات بن آئیگی ہماری تھا ضبط فغان اسپہ ستم آہ کا مڑکنا تدبیر کی جب بے اثری ہو گئی ثابت پھلے سے ہن عشاق و فادار بہت کم ستیاں بنا غیر تجراہل سے تمھارے</p>	<p>۳۳۶) اتنا ہی مجھے چاہیں گے ہم اور زیادہ محکم نہیں اب ضبط الم اور زیادہ بڑھ جائے جرو و چارفتہ دم اور زیادہ اب مڑکنے لگا سینے میں دم اور زیادہ تقدیر پہ شاکر ہوئے ہم اور زیادہ اس ظلم سے ہو جائیگی کم اور زیادہ کھدو کہ بڑھائے قدم اور زیادہ</p>



<p>بڑھ جائے اگر غیر تو پر و انھیں مجھ کو موتی کے برابر ہیں مرے اشک کے دانے بیجا محبت ہوں نہ ہوگی جو عیادت گھسائل ہوا دل اور جگر ایک ادھین عشاق پہ بس ہو گئی حسد انکی جفا کی دم بھر جو ملی دشمن ہمساز کی صحبت زور و نین چلے تیر نگہ دلپہ ہمارے چلنے کے بغیر آج تو ٹالے نہ ٹالیں گے نازک دل دلا کر تو تکلیف ہونا حق وان ذوق سے ہے دانگی زور و طبیعت</p>	<p>ہو جائے مرا مرتبہ کم اور زیادہ تولین تو ذرا بھی نہ ہوں کم اور زیادہ ہو جائیگی طاقت مرہی کم اور زیادہ چمکیگی تری تیغ دودم اور زیادہ کیا اس سے کرینگے وہ ستم اور زیادہ دینے لگے عشاق کو دم اور زیادہ ابرو میں تری آئے جو خم اور زیادہ اب تم نہ کرو لا و نعم اور زیادہ احوال مرا گر ہو رستم اور زیادہ یاں شوق سے ہے زور قلم اور زیادہ</p>
<p>صاحب کی غزل پڑھ کے ولا ہم ہوے حیران لکھنا نہیں کچھ چاہتے ہم اور زیادہ</p>	
<p>کھین یا رب نہ بد لجاے مرے یار کی آنکھ کچھ نہیں خوف اگر پھر گئی اغیار کی آنکھ نظر بد سے بچا تا ہوں میں چشم بد و دور چشم صیتا کی ناوک سنگتی ہے مشہور بڑھ گئی دیدہ جان باز کی جروت جسم صفت عشاق سے جب آنکھ لڑھی محفل میں کیون رسم ملی نہ ہو شا و اب ہے کمر کھ کی طرح</p>	<p>(۲۳۷) کھین پھر جائے نہ مجھ سے مرے دلدار کی آنکھ خوف یہ ہے کہ نہ پھر جائے کھین یار کی آنکھ میری آنکھوں سے نہ آجائے کھین یار کی آنکھ پھر بچنے لگے آہو اسے سو فاکر کی آنکھ صفت فرکان پہ پڑی مردم جگر کی آنکھ جنگجو اور حبنا کار بنی یار کی آنکھ کیون رنگیلی نہ ہو مخو زبیر ہو حبیب یار کی آنکھ</p>



زلزلت پہچان کو نہ بدنام کرو و ان ہے نقاب  
 ہو گیا ہے وہ نقابت سے کچھ اس طرح پوش  
 بے رخی حد سے زیادہ ہے خدا خیر کرے  
 تاب نظارہ نہ تھی اسکو جو کھولیں آنکھیں  
 سیر گلشن میں ترپتا ہے وہ مثلِ یلیل  
 کج نگاہی سے جفا چھپے ہو اگر تیری ہے  
 بے تکلف وہ ملائے ہیں ہر اک سے آنکھیں  
 یہ مصیبت ہے کہ دیکھا نہیں جاتا ہم سے  
 پڑ گیا گھاؤ جگر میں مرے کچھ بن نہ پڑی  
 کبھی لڑ جاے تو پھر میں بھی خبر لون اسکی  
 قتل تو کر ہی چکا آنکھ جھکائے کیوں ہے  
 آنکھ سچی ہوئی خونریز کی ہم چشموں میں  
 ہو نہ جاے کوئی خون آج خدا خیر کرے  
 وہ بچے رہتے ہیں دائم نظر بد میں سے

پردہ داروں سے اچھ جاتی ہے غیار کی آنکھ  
 آنکھ نہیں سکتی مریمان تر سے غیار کی آنکھ  
 آج بدلی ہوئی آتی ہے نظر یار کی آنکھ  
 ہو گئی بند ترے طالب ویدار کی آنکھ  
 پڑ گئی گل پہ جو اس غیرت گلزار کی آنکھ  
 کبھی سید ہی نہ ہوئی مجھ سے تم گلزار کی آنکھ  
 ہم سے شرمائی کیوں آج حیا دار کی آنکھ  
 تجھ پہ لپجائی ہوئی پرتی ہے غیار کی آنکھ  
 لڑ گئی مجھ سے یکایک مرے دلدار کی آنکھ  
 کیوں مری آنکھ سے لڑتی نہیں غیار کی آنکھ  
 ستم فاش سے چھپی تو نہیں یار کی آنکھ  
 نہیں اٹھتی ہے نہ امت سے گھٹا گالی آنکھ  
 لال غصے سے ہوئی دشمن خونخوار کی آنکھ  
 میری جانب ہی لگی رہتی ہے غیار کی آنکھ

آنکھ ہے قدر کی ارباب بصیرت سے وِلا  
 ہے اگر آنکھ تو ہوگی مرے اشعار کی آنکھ

میں گیارہ تو آہٹ سے گھٹی یار کی آنکھ (۲۳۸) بند تھی شکر خدا دشمن ہتکار کی آنکھ  
 میں نے کی صاف دلی سے کسی خسار کی آنکھ  
 بعد مدت جو دیا جام تو ہم تجھے بیحوش  
 کھین مٹی نہ ہوئی ہر مرے دلدار کی آنکھ  
 ہاتھ ساغر سے ملا ہم سے ملی یار کی آنکھ



ہے غنیمت ترے جلوے کا محل مجھ کو  
میری آنکھوں میں کھبا حلقہ جو ہر اس کا  
ٹیر ٹیری نظر آتی ہے خدا خیر کرے  
آج کچھ اور پن پیارے تری پیار کی نہیں  
لگیا آنکھ کو جب تیر زبانی کا لقب  
ہے تری آنکھ کے جادو کی جھان میں شہرت  
شرم ایسی ہے اٹھاتی نہیں اپنوں پہ نگا  
نہیں چھپتا کسی تدبیر سے آنکھ کا خمار  
وہ خبر لیتی ہے بے طور خدا خیر کرے  
چشم بیار کا پیار ہے تیر محاشق  
کیا کھوں اسے تری آنکھ کی بیاہ گرنی  
بے خودی میں ہے تری آنکھ کچھ ایسی بہت  
گھورتا ہے جو مجھے دشمن جان غصے سے  
نیم خرابی سے چڑھی رہتی ہے شل بمیسار  
پر وہ شرم بنا عارضِ روشن کی نقاب  
کیون تری آنکھ کو کمال۔ بلا کہتے ہیں  
رات جاگے ہیں کھینڈال میں کچھ کالا ہے  
ستم ایجاد ستم پیشہ ستم گیت وہ

سائے ہونچیں سکتی کبھی اغیار کی آنکھ  
مجھ پہ کیون پڑتی ہے ہر دم تری تلواری آنکھ  
کج ادائی سے ادا کرتی ہے کیون پیار کی آنکھ  
چھپ نہیں سکتی ہر بیان تری پیار کی آنکھ  
نوک شرکان سے بنی تیر نظر پیار کی آنکھ  
سامری کو تھی اسی ساحر عیت ار کی آنکھ  
بے جیاد ازارانے میں جیادار کی آنکھ  
کسی انکار سے چھپتی نہیں خمار کی آنکھ  
چشم پرفن کو تری ہے کسی عیار کی آنکھ  
دیکھ لے صاف نہ کہتی ہے پیار کی آنکھ  
وہ نکلاتی ہے ہر طالب دیدار کی آنکھ  
بھیب جاتی ہے بے یحان ساغر سرشار کی آنکھ  
میں سجتا ہوں کہ ہے اس میں مے یار کی آنکھ  
ما تروانی میں اسے کہتے ہیں بیار کی آنکھ  
شرم کرتی ہے رامتہ سے جیادار کی آنکھ  
حلقہ زلف اسے کہتی ہے گرفتار کی آنکھ  
نظر آتی ہے گلابی برے دلدار کی آنکھ  
نقل کرتی ہے اشار و نیہ ستم گار کی آنکھ

رنگ لائی ہے ولا آج دکن کی نصیحت



ہن گئی میری غزل گلبن اشعار کی آنکھ

جب کبھی ٹپکئی عاشق پہ مہرے یار کی آنکھ  
پھر گئی گردشِ قسمت سے جو دلدار کی آنکھ  
اسکے دیدے کی سیما ہی سے ترے عارضِ  
اسکے شیشے میں اترائی ہیں ساری پران  
سرخِ چشم پہ خوریزی عاشق کا اثر  
رات چپٹی پر رہے حدِ مقبولِ بین ہم بھی  
خونِ عاشق جو ٹپکتا ہے اُسے کیا پڑا  
مست بدست سیہِ ستہ میں اسکی لکھیں  
دامِ میں پھنکے تماشے کی ہے غربت باقی  
یہ مرا حسنِ طلب تھا کہ نگاہ لب سے  
دل بھر آیا جو رکھ کا ضبطِ الم سے رونا  
ہو مبارک اسے دشمن کی محبت کا اثر  
وہ رہا کرتی ہے اجاب سے شرمائی ہوئی  
حسن سے اپنے ہوا ہے مرا معشوقِ حسین  
مہرِ شیارِ میں رہا کرتی ہے غمور بہت  
تیر انداز ہے ناوکِ فلکِ ترکش بند  
بے وقابل گئی آتش سے ترے غصے کی  
برق سوزا نئی تڑپ سے نہیں چھپکی وہ بھی

دو ۳۹۰ کبھی چھپکی نہیں اس طالبِ دیدار کی آنکھ  
کھل گئی غفلتِ عارض سے دلِ ناز کی آنکھ  
جب پڑا خط تو پڑی طالبِ دیدار کی آنکھ  
خود پری ہے کہ پر زاور مے یار کی آنکھ  
کیونکہ نہ خورخوار بنے ظالم خود بخوار کی آنکھ  
آنکھ پہ مہرے پہ لگی لگ گئی جب یار کی آنکھ  
واہ کیا دہوئی ڈبلائی ہے مہرے یار کی آنکھ  
ساغرِ بادہ و مے خوار ہے دلدار کی آنکھ  
کیا تری زلف کا حلقہ سے گرفتار کی آنکھ  
میرے بوسے کی طلب تاڑ گئی یار کی آنکھ  
پھوٹ جائیگی ترے طالبِ دیدار کی آنکھ  
جوشِ الفت سے ابل آئی مہرے یار کی آنکھ  
شہرِ لگین ہے مہرے محبوبِ حیا دار کی آنکھ  
خود طرِ حصار ہے اس میرے طرِ حصار کی آنکھ  
عینِ سستی میں ہے ہیشا مہرے یار کی آنکھ  
قدر انداز ہے دابر کے کماندار کی آنکھ  
جا پڑی جب ترے عارض پہ وفا دار کی آنکھ  
کبھی بجلی کی چمک سے نہ جسی یار کی آنکھ



<p>ہے فسون ساز و فسون کار فسون کی آگے مردم آزار ہے عیار ہے عیار کی آگے اقت جان ہے مگر اس بت عیار کی آگے</p>	<p>اپنے جادو سے بنائی ہے مجھے دیوانہ فتنہ انگیز کھاکرتے ہیں فتنان اسکو گھات میں رہتی ہے رہن ہے وہ ناگت</p>
<p>شوق سے کیوں نہ سما جائے مری آنکھ میں دم جب مری آنکھ کی تیلی ہے دولا یار کی آنکھ</p>	
<p>سیان بنکر ہونگیاں کسی تلوار کی آنکھ آنکھ تلوار ہے تلوار کو تلوار کی آنکھ خوش ہوے دیکھ کے وہ اپنے خریدار کی آنکھ دل قریب ہے تو ٹہی ترے بیمار کی آنکھ سحر کرتی ہے ترے روزن دیوار کی آنکھ بانک کا انکو اشارہ ہے کہ تلوار کی آنکھ پیشہ فیض سے لشکر رنجی دہار کی آنکھ چراغی مصحف عارض ہے چوکسار کی آنکھ آج کا جل سے دیوانہ ہمارے اس بیکار کی آنکھ ہے یہ بنوائی ہوئی دشمن مکار کی آنکھ دلبر و دلکش و دلدار ہے دلدار کی آنکھ خواب آلود ہے کیوں طالع بیدار کی آنکھ پھر تجلی سے کھلی طالب دیدار کی آنکھ جوش کرا آئی ہے اس دشمن مکار کی آنکھ</p>	<p>میری آنکھوں میں سما جائے اگر یار کی آنکھ ہے اطاعت میں ترے ابروے خوار کی آنکھ نقد جان جب سر بازار دکھایا میں نے وکی بخیر چلتی ہے مرے اشکوں سے ناک کا ہے یہ اثر اور نظر کی تاثیر بانگین سے جوین آنکھوں کی نگاہیں تھیں رات دن گریہ عاشق سے جو مل چلنے لگا کا کل و حال شرف ہوے اسلام سے آج اسکی آنکھوں میں ہے دو دو دل عاشق کا اثر ہر کچھ لوہہ متحرک نہیں پستی کی طرح جب گیا دل مرے پھلو سے ہوا یہ ثابت قسمت عاشق مجبور نہ سوجاے کھین سن ترانی کو نہانا تو سنا خوب ملی یہ نہیں جوش محبت یہ مرض ہے ساری</p>



<p>آج کیوں آئینہ دل پہ ہوا اس کے غبار یہ ہے تعبیر جو کل خواب میں دیکھی تھی شہزاد ہم شش و پنج سے ناچار ہیں اس کے ہر روز آنکھ گویا ہے جو کرتی ہے اشاروں سے کلام سمریزم سے بناؤں میں اسے تحفہ مشتق ہم نے پھیری نصین آنکھیں کبھی تو نے کی طرح نشتہ چشم سے روشن ہوئی چشم عاشق کیون مری آنکھ پھر کتنی ہے ابھی کل سے</p>	<p>ہم سے میلی نہ ہوئی تھی کبھی دلہار کی آنکھ دختر ز سے لگی زار ہر مکار کی آنکھ چار ہو رہتی ہے دو چار سے عیار کی آنکھ بید ہاں آپ ہیں مشکور ہے گفتار کی آنکھ کیون مری آنکھ سے ملتی نصین مکار کی آنکھ کیون خط سبز سے بدلی ہے مری یار کی آنکھ قابلِ تدرج تھی اُس طالبِ یار کی آنکھ کیا عجب ہے نظر آجائے مجھے یار کی آنکھ</p>
<p>اس زمین میں ہے قولا داغ کی بس ایک منزل انکے دیوان کی ہے ناک کہ دلدار کی آنکھ</p>	
<p>باعتش بیماری عاشق تری بیمار آنکھ چال بازی حیلہ سازی میں ہے کیا عیار آنکھ کھو چکے ہیں ہم دل اپنا چشمِ دلبر کے سبب سوزِ دل سے جب ہر ساقی ہے اشکِ آتشین حسن کے چہرے چوہ کرتی ہے ہر دم تاک جھانک یہ شبِ ہجران میں ہے بے خوابا و شبِ ندو آ اشکِ خونِ رے سے تو پھر بہنے لگا دریائے خون مہ جبینِ خورشید کے شوق میں شام و سحر زنگ لایا عشق تیرا بگئے جیسا شکِ سرخ</p>	<p>آنکھ خوریزی و امتی تری خوشخوار آنکھ جلسازی اور دغا بازی میں ہے مکار آنکھ دلربا دلبر ہے عاشق کی بہتری دلدار آنکھ پھر نہ کیوں اسکو کھون میں میری آتشاں آنکھ لائقِ تعزیر سے دشمن کی بد اطوار آنکھ ہے جوابِ بختِ خواہید مری بیدار آنکھ خونِ قتالِ خونِ ریز پر خون ہے مری خونبار آنکھ عالم بالا پر رہتی ہے مری ستیاری آنکھ زرد تھا چہرہ مرا جب ہو گئی گنہگار آنکھ</p>



اشک ٹپکے اور بجا آنکھوں سے دریا موج موج  
 سامنے تیرے نہیں آتی نظر عاشق کی خیر  
 اس کا کا دیا میری تقدیر کا چکر ہے یہ  
 اسے کمان ابرو نشانہ کیوں نہ ہو عاشق کا دل  
 کسکے حسن و لرباسے ہے ترادل بیقرار  
 دیکھ کر مین اپنا منہ آئینہ رو گہرا گیا  
 ہوں نہ بچان اک نگاہ لطف کا امید واد  
 کر چلی دھار اسکی جب چلنے لگی اشکو کی دھار  
 آئینہ کی ضرورت کثرت زاری سے ہے  
 آنکھ تیری تیر ہے اور ہے جگر میرا بدست  
 آنکھ مہنوعی لگا آیا ہے دشمن کا بچ کی

ابریسان بن گئی عاشق کی گوہر بار آنکھ  
 تیر اور بر چھی کٹاری باتک اور تلوار آنکھ  
 آنکھ کی گردش ہے ثابت اور ترابو آرا آنکھ  
 تیر ہے تیری نگہ اور سنگی سو فار آنکھ  
 ڈالتا کیوں تو ہے آئینے پہ سو سو بار آنکھ  
 انفا قبا چاڑھی جب جانب رخسار آنکھ  
 مین عنایت پر تری رہتا ہوں اسے دلا آنکھ  
 کھاٹ سے دشمن کی کیون اپنی نبی تلوار آنکھ  
 آنکھ مین پانی اتر آیا جو بی بے کار آنکھ  
 کیوں نہ ہونا وک فلک میرے جگر سے پار آنکھ  
 کس نے مارا کتے پھوڑی کیوں ہوئی بیکار آنکھ

بِوِلا حُسنِ صفاتِ چشمِ مین اپنی غنبل  
 تم ملا کر دیکھ لو جو تم سے گروہ چسار آنکھ

خود غرض ہے عین مستی مین تری سنا آنکھ  
 کھاٹ مین میری ہے ہر دم دامن تلوار آنکھ  
 پھیرنا اس سے عیا و ستاین نہ ہو گزرا آنکھ  
 آنکھ مین آنسو نچین مین اوکھیا لوک لوک  
 کچھ نظر آتی نہیں مینا کی خیر اسے طیب  
 کچھ نہ بڑھ گیا ہمارا دشمن کمر عقل سے

اپنے مطلب مین بڑی ہیشا رہے ہیشا آنکھ  
 جب کہ کسی پاتی ہے وہ کرتی ہے مجھ پر وار آنکھ  
 یہ میرے دیگا ورنہ صدمہ سے ترابو آرا آنکھ  
 بوچھٹنا جاتا ہے ہر دم دشمن مکار آنکھ  
 دس چکی کیا تھکوا اسکی زنگس جبار آنکھ  
 تم دیا اسکو کرو اور جہان سو بار آنکھ



روئین ہم اٹھوں پہراٹھ اٹھ افسوس ہے غضب  
 لنگلی بان ہے ہرے ہرے ہرے بھی کٹ جائے اگر  
 دیکھ کر شبیہ پر نازان چمن کی سیرین  
 آنکھ لگتی ہی نصین دم بھر شبِ فرقت میں ہے  
 ابرش راتا ہے فواروں کی کیا ہستی بھان  
 یہ عیادت ہے کہ ہے بیمارِ حُسن کا علاج  
 ہو چکے محفلِ اشارے اٹھ گیا حُمرِ غیر سے  
 تو نہ بھی چاہے توجا پڑتی ہے روستِ غیر پر  
 کچھ تو کہے کیا ہوا وہ اکا شرم و حجاب  
 بند مایوسی سے اب رہتی ہے میری رائد  
 وصل کی شب تک نہ ہو گا اب سے سونا سب  
 آج وہ سیرِ حسن میں ہو رہے ہیں باغِ باغ  
 غیر سے آنکھیں لڑانے سے نہیں فرصت کھانا  
 گر گئے آنکھوں سے ہم اور چڑ گیا آنکھوں پر  
 آنکھ بھر دیکھنا مج کو نصین ہوتا نصیب  
 آنکھ اٹھا کر دیکھنا مثل ہے عاشق کی فن  
 آنکھ کس کس سے بچاؤں آنکھ سے کوئی بچوں  
 ہم کو اب بھاتا نہیں کوئی تماشا دیکھ آنکھ

تجھ سے دس دس بار کدن میں ہو دشمن جا آنکھ  
 تیرے چہرے کی تجلی سے نہ بچکے یا آنکھ  
 مارتے ہیں آج نرگس پر ترے رخسار آنکھ  
 لگ گئی کیون تجھ سے میری اسے بت عیاں آنکھ  
 باندہ دیتی ہے جویش کو نگا ہماری تار آنکھ  
 ناتوان اسکو بناتی ہے تری بیمار آنکھ  
 (دین اگر یان ہوں بلا سے) بے تکلف آنکھ  
 شرم ہے افعال کی اپنے ہے خود مختار آنکھ  
 اب لڑا کرتی ہے یاروں سے سر بار آنکھ  
 ہو گئی ہے بدلاے حسرت دیدار آنکھ  
 بختِ خفہ سے ہے میری رات بھر سدا آنکھ  
 چشمِ بلیل ہے ہماری دعا ش گلزار آنکھ  
 اپنے عاشق سے بھلا کرنے لگے کیوں جا آنکھ  
 کیوں نہ کرے بند اپنی طالب دیدار آنکھ  
 میرے دشمن پر پڑا کرتی ہے کیوں سر بار آنکھ  
 غیر پر جاتی ہے للچائی ہوئی سو بار آنکھ  
 وان تو بیٹھے ہیں لگائے چارچو کد آنکھ  
 نور زائل ہو گیا پھر ہو گئی ہے کار آنکھ

ایک دن رند و ظفر سے داد چاہیں ہم قولاً



عالم رویا میں ان دونوں سے ہو گیا راکھ

### رویتِ یائے تھانی

تیری صورت سے عیان دلی کدورت تیری (۲۴۳) اُس کدورت میں نہان مجھ سے محبت تیری  
 سیرے سینے میں ہے دل ولین محبت تیری  
 کیسی مخلوق ہے فطرت میں شرارت تیری  
 بحرِ سمکھتا ہوں شب و روز بت ظالم کا  
 قفلِ مے پر ترے کان لگے ہیں دماغ  
 دل گیا صبرِ گیبِ عقل ٹھکانے نہ ہی  
 اب غمِ عشق ہر اکھٹ نہین سکنا ایجان  
 رازداروں سے کر گیا تو اگر یوں انماض  
 جھکو آتی ہے نظر آج خدا کی قدرت  
 وصل ہو یا نہ ہو بوسہ بھی ملے یا نہ ملے  
 تھک دو دشمن سے بچانے کے لئے تدبیرِ نیا  
 کیوں ہر اکبات میں ہوتا ہے خیل لے دمن  
 کس صفائی سے وہ فراتے ہیں دکل آئینکو  
 تو ہے لٹو کی طرح غیر کے جب قابو میں  
 تو کچھ کر غیر کے پیچھے مجھے خلوت میں کھا  
 چو کڑی بھول گئے یا جو خلوت میں ہوئی  
 رختِ خوابیدہ سے کہتے ہیں عیاشِ شہِ وصل

تیرے آئینہ خالص میں کدورت تیری  
 اپنے خالق سے کرو نگاہیں شکایت تیری  
 میں رضامند ہوں اللہِ مشیت تیری  
 کچھ نظر آتی ہے بدلی ہوئی نیت تیری  
 وقت تلجانے پیدا دانی نصیحت تیری  
 بڑھ گئی جوشِ جوانی سے نزاکت تیری  
 کھول دو نگاہیں ابھی یا حقیقت تیری  
 تو نہ سمجھا مجھے کچھ آج (یہ قدرت تیری)  
 ہم کو ہے یا ملاقات غنیمت تیری  
 لاکھ کین ہم نے مگر بھی رہی قسمت تیری  
 میں بتا دو نگاہیں کیا ہے حقیقت تیری  
 میں چلا ہی تھا کہ غیر آگیا قسمت تیری  
 اب کرینگے نہ مریجان شکایت تیری  
 ہم کو معلوم تھی پھلے سے یہ عادت تیری  
 ہو گئے جوشِ بہرہ دیکھ کے صورت تیری  
 لگ گئی آئینہ تو جاگی نہین قسمت تیری



<p>جانِ دول صبر و خرد چلے سب (ساتھ مرے اسے پوچھا جو رحال تو رو کر یہ کھا دل پہ ہے نقش تو آنکھوں میں کی خالی تصویر کیون نہ بھر لگاؤن طبیعت کو تری ہر حال میں نہ ہوتا ترا عاشق تو نہ بنتا معشوق تیرے مظہر سے ملی وحدت و کثرت کی مثال خواب میں دیکھ کے جاتے ہوئے دین چچ نکلا دریغ خانہ سے باہر نہیں جاتا واعظ تجھے انکار نہیں جیتے ہیں ہتھ پہ ہم دیکھ کر خواب میں مجھوں سے کھالیلے نے جس طرح ہے تیرے قبضے میں دل زار مرا</p>	<p>اک رفاقت میں فقط رہ گئی حسرت تیری عوضِ شکر میں کرتا ہوں شکایت تیری رہتی ہے شام و سحر سانسے صورت تیری اور غصے سے چمک جاتی ہے صورت تیری اسی گناہ کے ہاتھوں ہوئی شہرت تیری آئے میں جو فطرانگی صورت تیری جب وہ بولے ابھی جاگی نہیں قسمت تیری میں سمجھتا ہوں کہ کچھ آئی ہے ثبات تیری ہم سے وعدہ تو ہوا یہ بھی عنایت تیری ہائے کیا بڑھتی چلی جاتی ہے وحشت تیری ہے اسی طرح مرے دل میں محبت تیری</p>
---	---

آفسرینِ باد برینِ ہمت مردانہِ قولا

کیا بڑا پے میں جوان ہو گئی ہمت تیری

<p>یارِ پاتا ہوں کچھ اتری ہوئی صورت تیری ہاے جسدن سے بڑھی غیر سے الفت تیری کیا ہوئی آج وہ بچپن کی محبت تیری بے (اجازت ترے) ہر کام کا میں ہوں مختار شاہدِ خون میں بنا دوں گا اسے حشر کے دن خیر کچھ ہم کو فطرانگی نہیں لے عاشق</p>	<p>آج کیسی ہے مر بجانِ طبیعت تیری ہم سے گھٹتی فطرانگی ہے محبت تیری ابو صورت سے ٹپکتی ہے شرارت تیری پر اجازتِ نحیون دیتی ہے محبت تیری دستِ گلگون میں ہے انگشتِ شہادت تیری کیسے عیتار پہ آئی ہے طبیعت تیری</p>
--	--



ہاے ٹھکر کے وہ کہتے ہیں قد بوسہ پر  
 ہم نہ خائیں گے کبھی خون میں اپنے قاتل  
 تیرے قبضے میں ہے جب تک مراد لے کر  
 وہ تو دلبر ہے خدا انجکویا لے اسے دل  
 مر کے زندہ ہوے رقتا رہے مرنے والے  
 دستاں اپنی سناتے ہوئے جی ڈرتا ہے  
 جان دیتا ہوں میں اصرار کی حاجت کیا ہے  
 بان مہنسی سے تری بڑھتا گیا رونا میرا  
 میں دل و جان سے فدا ہو کے پٹ جاؤ گا  
 جب شب وصل میں فرقت کا نہ آیا  
 چشم خیز ز نہ کرنا مرے انصاف کا خون  
 دل ربانی سے تیری دل نہ رہا چھوڑا  
 دیکھنا گو غریبیاں پر سنبھل کر چلنا  
 جا رہے تھے وہ کہیں اور جو دیکھا جسکو  
 لاکھ مانع ہوں مگر تو نہیں ملت اٹھا  
 شکرتِ قمر جو کے جھل مان گئے  
 میری آنکھوں سے درا دیکھ تو آئینہ  
 آج لڑتا ہے عدو میرے مقابل رہ کر  
 تیری صورت میں نظر آنے لگا آئینہ

پاؤں پر سے ترا سر جو یہ طاقت تیری  
 رنگ لائیگی کسی روز محبت تیری  
 میں نہ چھوڑو گا کبھی یا ر رفاقت تیری  
 نہ رہی اب مرے قابو میں حفاظت تیری  
 جب ستہ آنا قیامت ہوئی قاسم تیری  
 باتوں باتوں میں ابھی ہے طبیعت تیری  
 کس کو انکار ہے حاضر ہے امانت تیری  
 میرے مالوں سے بگڑتی گئی عادت تیری  
 نظر آنیگی اگر دور سے طلعت تیری  
 نعمت وصل پہ فائق ہوئی فرقت تیری  
 حشر کے روز جو گزریگی شہادت تیری  
 میرے قابو میں نہ آئیگی طبیعت تیری  
 کہیں ٹھکر سے نہ مٹ جائے یہ تڑپنا تیری  
 مہنس کے فرمانے لگے واہ رے قسمت تیری  
 جب کسی بات پہ آتی ہے طبیعت تیری  
 تاک پر دیکھ کے انشت شہادت تیری  
 نیکو کسی نظر آتی ہے یہ صورت تیری  
 اسے تو کون ہے اور کیا ہے حقیقت تیری  
 آیت میں نظر آتی نہیں صورت تیری



<p>تیرے پر تو سے ہے آئینہ روشن ہیں چمک          رکھ سمجھ بوجھ کے مغل میں قدم اسے یاد          جو ہیں محروم ترے فیض سے نادان ہیں چل</p>	<p>تیری صورت میں نظر آتی ہے صورت تیری          خوف ہے کجا کو نہ بجا ہے مکین گت تیری          بزمِ عالم میں غنیمت ہے یہ صحبت تیری</p>
<p>اس زمین میں تھے سخنِ سخنِ قولا و اسیر          فکر کی تو نے بھی اللہ سے جرات تیری</p>	
<p>غبارِ دل تصور میں بنا تصویر مٹی کی          تری صورت سے عالم میں بڑی توقیر مٹی کی          مرے جینے سے قائم تھا نشانِ قلبِ خاک کی          غبارِ رہ سے اُس نقشِ قدم کو پایا میں نے          بقلمِ عمر تک دامن جھٹکتے ہی رہے لیکن          بد لکرا اپنی ہیئتِ یار کے عارض پہ جا بٹھی          نہ اترانا خیمِ ابرو کی ہیبتِ دی پر اسے ظالم          مستم ہے مرالائشہ لوح میں ایک مدت سے          غبارِ دل سے نگلی آہِ نوکِ استخوانِ بکر          بتا یا خاک کو آسبِ نظر سے کیسا تو نے          ہوا کھل گھل کے پانی جسمِ خاکِ اشکبار کی          زبے قسمت نشانہ اس خدنگ چشم کا دیا          ہوا میں پر تو خورشید سے درے چمکتے ہیں          یہ منہ دیکھی ہیں باتیں دل سے بیان چاہتے ہیں</p>	<p>ہوئی قصہ دینی میں اپن مری تقریر مٹی کی          مری صورت سے دنیا میں ہوئی تحقیر مٹی کی          مرے مرنے سے مٹی میں ملی تصویر مٹی کی          اسی سرے سے زائل ہو گئی تاثیر مٹی کی          محبت ہو گئی تربت میں دامگیر مٹی کی          کھان تھی اور کھان ہے واہ سے تقدیر مٹی کی          ہزاروں با زنت کش ہوئی شمشیر مٹی کی          مرے سوزِ جگر سے مٹ گئی تاثیر مٹی کی          بزمِ تیر خاکی چل گئی تیر مٹی کی          اسی دن سے نظر کرنے لگی اکسیر مٹی کی          اسی سیلِ روان سے پر گئی تعمیر مٹی کی          تمنا تھی یہی صیتِ امثل تیر مٹی کی          ہماری آہ سے گلے مگر نقدِ یر مٹی کی          کھین ہوئی ہے نقش کا بجز تحریر مٹی کی</p>



مٹل ہے درِ دول کے واسطے پیلہ ہوا انسان  
 ٹپکنا دلی آہ گرم کا اشکو سے کیا شکل  
 تکیہ کر رو سیہ ہون مجرم جرم محبت ہون  
 جہان میں عاشق و معشوق آدم سے ہوئے پیلہ  
 قدر انداز کے ولیمین ہے قدر تو وہ خاک کی  
 بھلائی اور بُرائی اسکی ہے مذکور قرآن میں  
 بساط الارض ہے فرشِ زمین ہے تختِ عالم  
 کلید ہند سد اشکال پیمائش سے ہاتھ لائی  
 سلامی تشنہ لب نے آبِ خنجر خاک پر پایا  
 ارے آلِ جہا میں چسپہ تھی تظہیر کی چادر  
 متفر خاکِ عاشق سے نصیحت اسلام میں جائز  
 مروج انڈیا میں جب ہوا امتیاز کا قانون  
 ہماری خاکساری نے ملایا خاک میں ہم کو  
 غبارِ راہ بن کر وہاں جانان پہ جا پہنچی  
 بگولہ خاک کا اٹھا جو سیری آہِ سپیان سے  
 مری آنکھوں میں ڈالی خاک جب خواب پریشان  
 خفا کیوں اسقدر جو میری مشت خاک پر اچان

فرشتوں نے دے اشکو سے کی تھیر مٹی کی  
 برس پڑتی ہے قطر سے بکے جب تھیر مٹی کی  
 مہر ہی صورت سے عالم میں ہوئی تھیر مٹی کی  
 فرشتوں کا کھلو تاج کی تصویر مٹی کی  
 دل و جان سے ہوئی شاکر کسان تھیر مٹی کی  
 کلامِ پاک میں پائی گئی تفسیر مٹی کی  
 اسی سے خلق میں شہرت ہے عالمِ مٹی کی  
 بسببِ اقلیدس نے کی بج و شام تھیر مٹی کی  
 ساری نگلی تھی گردنِ شبیر مٹی کی  
 انسانی اسپہ چادرِ ظالم ہے پیر مٹی کی  
 کربت سے نصیحت ہوئی بتو مکلف مٹی کی  
 کمانوں میں نظر آنے لگی شمشیر مٹی کی  
 کسی کا کچھ نہ بگڑا جو گئی توفیر مٹی کی  
 بہرِ جوت ٹھکانے لگ گئی تدبیر مٹی کی  
 سچے میں اپنے ہاتھوں پڑ گئی رنجیر مٹی کی  
 ہوئی نقشِ قدم سے منکشف تعبیر مٹی کی  
 اگر قالب بنایا اس میں کیا تعبیر مٹی کی

غیبت ہے قلق کی طرح کو قلمی نے دی رونق  
 دلا تھی اس زمین میں ایک ہی تعبیر مٹی کی



ہم کو آفتِ تنہااری صورت سے (۲۳۶) تم کو نفرتِ ہماری صورت سے  
 کیوں ٹپکتی ہے شرمِ صورت سے آئینہ یاں ہے کس ضرورت سے  
 کیوں مکدر ہے آپ کا چہرہ خوف ہے آپ کی کدورت سے  
 اُس سے تم پوچھتے ہو کیوں احوالِ خال جس کا عیان ہے صورت سے  
 کامیابی ہے یا تیرے ہاتھ آج آئے ہیں اک ضرورت سے  
 ہے مقولہ قیاسِ فدا و افون کا حُسنِ سیرت ہے حسنِ صورت سے  
 تیرا چہرہ مرے پری پیکر خوبصورت ہے خوبصورت سے  
 ہم سے کیوں آگیا ہے دلِ پندبار کیوں مکدر ہو تم کدورت سے  
 دیکھ کر پوچھتے ہیں ہم سے جناب آج آئے ہو کس ضرورت سے  
 تم سے خلوتِ دین یا رکھ دینگے آج آئے ہیں جس ضرورت سے  
 ہم بنا کر مجسمہ تیرا : خط اٹھائیں گے تیری صورت سے  
 آج وہ آئے ہیں یہاں بے وقت نہیں معلوم کس ضرورت سے  
 خوب آراستہ ہے میرا حُسن حُسنِ سیرت سے حسنِ صورت سے  
 مجھ سے کیوں پوچھتے ہو کیوں آئے میری حاجتِ عیان ہے صورت سے  
 پھیر لے اپنے منہ کو اسے واعظِ محکوم نفرت ہے تیری صورت سے  
 غیر کی غیبتِ حاضری یہ کہا : جا اُسے لا کسی بھی صورت سے

قافیہ منتخب کیا ہم نے

اسے قولا حسن کی ضرورت سے

ہم بھٹکتے گئے تھے شامت سے (۲۳۷) پھنس گئے زلف کی عنایت سے



تشرنگاہ تیری قامت سے  
 ہم نہ چھوڑیں مدم تو پھر کیا ہو  
 بیچ زلفون کا ہم پر چل نہ سکا  
 کس سے شرما گئے ہو خیر تو ہے  
 اس قدر ناتوان ہے یہ پیارا  
 مین بہت خوش (سلام سے) شرما  
 باز آنا نصین مراد شمن ہے  
 تیری ٹھوکر ہے وصل کی شکور  
 بعد مدت کے لائے ہیں تشریف  
 یہ لگائی ہوئی ہے اگ تری ہے  
 ہم قدیم بوس انکی ٹھوکر کے ہے  
 آج آنکھوں پہ چھڑ گئی عینک  
 صوفیو آپکا ہے کشف قبور  
 سرکنائے مین ہم کو ہے گالی  
 رات کل تھے وہ نیند مین بہ ہوش  
 بات نالائقون کی سنتے ہو  
 غیر کی طرح کیوں خون ہم بھی

حشر واقف ہے اپنی شامت سے  
 کیوں ڈرتے ہو تم قیامت سے  
 بیچ گئے اپنی ہم نہافت سے  
 سر جھکائے ہو کیوں دانت سے  
 آنکھ اٹھتی نصین نقابت سے  
 مقتدی آپ کی امامت سے  
 حیدر بازی سے اور عادت سے  
 بے خبر و عہد قیامت سے  
 لکے بیٹھے نہافت سے  
 مین ہوں واقف تری شامت سے  
 یہی عادت رہی قدامت سے  
 اگر گئیں دیدہ بسمارت سے  
 انھیں امتد ام کی کرامت سے  
 باز آئے ہم اس بلاغت سے  
 کام ہم نے لیا دیانت سے  
 ہے بید آپ کی لیاقت سے  
 مسترف آپ کی اطاعت سے

ہن والا اس زین مین آج  
 کارفرما بڑی نزاکت سے



تم ہو معذورا اپنی فطرت سے ۱۲۴۸ ہم بھی مجبور ہیں طبیعت سے  
 کیوں وہ شرم مانگے ہیں غیرت سے آئینہ دیکھتے ہیں حیرت سے  
 کیوں ہمیں گھورتے ہو غیرت سے ہم مرے جا رہے ہیں غیرت سے  
 ہم بچے چاہتے تھے مدت سے یا گئے آج اپنی قسمت سے  
 شب و بخور میری قسمت سے لڑا گئی آنکھ ماہ طلعت سے  
 ہم نہ آگتائیں اپنی کلفت سے ہم نہ باز آئیں تیری الفت سے  
 مختب ہیں بڑے ہی ذاتِ شریف کون واقف نہیں ہے حضرت سے  
 شکرت مجھ کو دیکھ کر غمگین بات کرتے ہیں وہ مسرت سے  
 جب کبھی ہم کو مل گیا فتانہ آنکو دیکھا نگاہ حسرت سے  
 دل لگی کر رہے ہو غیر کے ساتھ دل میں شرم او اپنی غیرت سے  
 آج دشمن کے نام آپ کے تار کیوں چلے جا رہے ہیں کثرت سے  
 آج دشمن کی گت بنی ابھی پھنس گیا وہ خدا کی قدرت سے  
 ہم خبر لیں گے اپنے دشمن کی تم کرو چین عیش و عشرت سے  
 عمر بھر ہم رہے یحسان گناہ ہم کو نفرت ہے اپنی شہرت سے  
 ہم مرے جا رہے ہیں ہائے غنیمت رنج سے فکر سے مصیبت سے  
 ہاتھ سے جب نخل گیا مرقع ۴ تب کھلی آنکھ خواب غفلت سے  
 جھڑکیاں مجھ کو دین نہ تھی امید انکے اخلاق سے مروت سے  
 زور پر تھا جو عشق کا دریا پار اترے ہم اپنی ہمت سے  
 مل گیا ہم کو انتظار کا ذوق وصل فائق نہیں ہے فرقت سے



<p>تیرے اقبال تیری دولت سے ہم ہیں واقف تیری طبیعت سے ہم کو شکوہ ہے اپنی قسمت سے شارہون اپنے حسنِ نیت سے سابقہ ایک بے مروت سے کس لئے مر رہا ہے بیت سے</p>	<p>ہم کو حاصل ہیں نعمتیں سب کچھ تو کر لگا رہی جرجا سے گا کیوں گلہ آپ سے کرین ناخ کبھی بدلی نہیں مری نیت صبر سے کام لیں۔ پڑا ہے مجھے لے میں جاتا ہوں خوش ہولے دکن</p>
<p>اسے ولا آج ہم کو رند و جیت دیکھتے ہیں کمال حیرت سے</p>	
<p>۲۴۹ کبھی پیکان کبھی خنجر کبھی تلوار ہوتی ہے مرے سینے سے پھلو سے جگر سے پار ہوتی ہے تیری تیغ نگہ جب قتل پر تیار ہوتی ہے اگر اشکوں سے تیری آنکھ گوہر بار ہوتی ہے مقولہ ہے کہ چشمِ دلر با بیمار ہوتی ہے میری خاطر سے چشمِ دلر با بیمار ہوتی ہے اگر کھولے زبان اسے گلے کا بار ہوتی ہے خریداروں کی ذلت پر بازار ہوتی ہے نگاہِ یار کیونکر محرمِ اسرار ہوتی ہے جو ہم پر گالیوں کی اس قدر بوجھار ہوتی ہے پنپتا ہی نہیں وہ جس پہ تیری مار ہوتی ہے</p>	<p>مقابل جب کسی عاشق کے چشمِ یار ہوتی ہے تیری نوکِ مژدہ جب بر سرِ پرکار ہوتی ہے کسی پھلو سے دل میرا ترکیزِ بچ نہیں سکتا دو فوراً تیغِ ناز و عنائی پہنچتا ہوں خود اپنی ناتوانی سے کسی بیمار الفت کا ترے بیمار کو ہے شربتِ دیدار کی حاجت کسی کی گلہزاری نے کیا ہے غنچہ لبِ گل کو مستلحِ حسن جب نقدِ روان سے مل نہیں سکتی کلیجہِ اتھام کر کہنے لگا عاشق کراہِ سمجھا غنائت کا سمجھتے ہیں سب ہم اس کو غلام رضا جوئی کی بس حد ہر چلے اب خا جا فط</p>



جفا خود کر کے ہوتے ہو خاتمِ میرے رونے پر  
 کیسے کو کیا غرض ہے میرے رونے سے خدا کا  
 تعجب ہے تعجب پر تمہارے میرے رونے پر  
 جگایا خواب میں تم نے مجھے سوتا ہوا پا کر  
 سکوت پار سے جب بید بانی ہو گئی ثابت  
 تری ابرو سے لیتے ہیں سداہل سخن سارے  
 شبِ فرقت نے ظاہر کی اسیدِ دل کی شکل  
 نہ غافل ہو غمخیزِ چشم کی غفلت پر اسے نادان

تمہاری بد مزاجی بھی مری غم خوار ہوتی ہے  
 طبیعت آپ کی کیوں اس قدر بیزار ہوتی ہے  
 یہی حالت مری دُزرات میں سوار ہوتی ہے  
 بھلا سوئی ہوئی قسمت کھین بیدار ہوتی ہے  
 تو پھر نازک لبوں میں کس لئے تکرار ہوتی ہے  
 قوافی میں کسی مطلع کے جب تکرار ہوتی ہے  
 جسے آسان سمجھتے ہیں وہی دشوار ہوتی ہے  
 یہ زکس عین مستی میں بہت ہشیار ہوتی ہے

ولا سرور ہے دل اپنے مرشد کی توجہ سے

لگاؤ فیض بھی کیا کیا مسرت بار ہوتی ہے

پیدا ہو کر مجھے سنا آج مر گئے  
 آئے تھے ہم جہان میں کھان سے کدہ مر گئے  
 زندہ ہے اُنکا نام جو کچھ کام کر گئے  
 مرنے لگے جو ہم تو کرم ہم پر یہ ہوا  
 غفلت نے بعد مرگ خبردار کر دیا  
 جن کا وجہِ مہنتِ نہات جہان سے تھا  
 جب اپنے جانِ نثار دلی پر دنا نہیں  
 تنہا تھے وہ بغیرِ اجازت جو آج ہم  
 آنکھوں کے روبرو نظر آنے لگا جو خط

(۲۵۰) آنکھیں کھلی نہ تھیں کہ جہان سے گزر گئے  
 حسرت یہ ساتھ لے گئے ہم کچھ نہ کر گئے  
 گوانکے انتقال کو برسوں گزر گئے  
 اپنی نگاہ ناز سے وہ قتل کر گئے  
 افسوس اس جہان سے ہم بے خبر گئے  
 جب تک رہے جہان میں بہت کچھ کر گئے  
 ایمان اپنی جان سے ہم بھی گزر گئے  
 کوٹھے پہ چڑھ گئے تو نظر سے اتر گئے  
 بسنے کو اسکے کیوں ترے آہو پھر گئے



<p>تختِ انجمن ہو عاشقِ محزون ہے ساتھ سگ جا کر نہ لے وہ خبر منزل و مقام قاصد کو دیکھتے ہی وہ کہنے لگے کرواہ بد قسمتی سے ایک کا آیا انجمن جواب کیون اپنے خط کا لے گا تھا کوئی جواب اخیار سے نجات ملی جائے شکر ہے گھر پان شبِ فراق کی گنتے رب مدام تبع نظر سے آپ کی جب سابقہ پڑا فرقت میں بار بار بلاتے تھے موت کو جس دن سے چڑھ گیا مری آنکھوں پر ماہِ ز منصور ہا سے دل تو بہت کچھ تھے رات دن</p>	<p>کیون اس قدر تم سے میری جان مجھے ڈر گئے پھر کر نہ آئے وہ جو سفر بیان سے کر گئے یہ کس کا خط ہے ہم نے سنا وہ تو مر گئے تار اور گرافٹون گئے نامہ بر گئے ہم آپ کے خیال مبارک میں مر گئے ہم کر رہے ہیں بدینِ جود وہ اپنے گھر گئے شکر خدا عذاب کے وہ دن گزر گئے سینے کو اپنے ہم بھی بنا کر سپر گئے جب آگئی تو ہوشِ آڑے ڈر کے مر گئے دینا کے گل حسینِ نظر سے اتر گئے کرنے کا تھا خیال مگر کچھ نہ کر گئے</p>
--	--

وہ آگئے تو آج قولا بد حواس ہیں

وہ دلوں لے وہ جوش کے نعرے کہہ رہے گئے

<p>کہتے ہیں وہ عدوے مخالف کے گھر گئے آنکھوں کے سامنے سے وہ مثلِ نظر گئے ایجان تیری وعدہ خلافی سے مر گئے جب دل گیا تو صبر و خرد کی ہوئی تلاش آوارہ ہیں وہ ان کا ٹھکانا انجمنِ انجمن محفل میں اپنے ساتھ ابھی تھے اسی جگہ</p>	<p>وہ کیا گئے کہ ہم بھی جہان سے گزر گئے ہم کو خبر انجمن کہ ہر آئے کہہ رہے گئے کہنے کو بات رہ گئی اور ہم گزر گئے وہ دنوں اسی جگہ تھے ابھی پھر کہہ رہے گئے پچھتے ادھر سے ہم تو سنا وہ ادھر گئے کیا جا میں ہم نہ اکتیر وہ کہہ رہے گئے</p>
--	--



سائے کی طرح ہم نہ ہونے ایک دم جدا  
کیون چھپ چھپا کے ہاتھ ہیں چور کی طرح  
رُشیا میں موبو تھے تری زلف کی طرح  
چلتے ہم تو پھر کے نہ دیکھا کبھی ہمیں  
کیا خاک ہم کھین کہ رہا کس قدر قیام  
اک لحظہ ہم جدا نہ ہوئے ان سے عمر بھر  
آتی نہیں ہے موت تو مشکل تھی کونسی  
بے لطف زندگی سے بھلا نائدہ ہی کیا  
مردوش میں نشیب و فراز جہان میں ہم  
اور دن کی تھی نہ فکر نہ اپنوں کی کچھ خبر  
جب ہو سکا نہ مضبوطاں کھین برس پڑیں  
ایجان اسکی آپ کو کچھ بھی خبر نہیں  
ہم جانتے ہیں تیری عیادت کو تعزیت  
خوبان دلربا کا نہیں ہے کچھ اعتبار

ہم بھی تمھارے ساتھ رہے تم جدا ہو گئے  
ہم جانتے ہیں خوب مگر وہ جدا ہو گئے  
ایجان بلاے جان ہی ہے ہم جدا ہو گئے  
ایجان بس وہیں کے ہوئے تم جدا ہو گئے  
دیوان کی طرح آئے اُدھر سے اُدھر گئے  
آگے سے ہٹ گئے تو پکارا کہہ ہو گئے  
خود اپنے ہاتھوں کیون نہیں کچھ کھلے گئے  
مرتے تھے یا رہ تو کھو کیون نہ مر گئے  
ہم بھی نشے کے ساتھ چڑھے اور اتر گئے  
ایسے ہی بدحواس گئے جس قدر گئے  
منہ پر ہمارے اشک کے موتی کبھر گئے  
صدے ہماری جان پہ کیا کیا گزر گئے  
فرط خوشی سے آنکھ ملی تھی کہ مر گئے  
دل لے چکے تو بات بنا کر کر گئے

جائیں گے ایک روزِ قولا ہم بھی اس طرف

جس راہ میر و غالب و رند و ظفر گئے

مل گئے یا مرے لب جو ترے گالوں سے (۱۵۱) آج دم بھر مجھے تسکین ملی نالوں سے  
زلف لپٹی تو لپٹ ہم بھی گئے بالوں سے  
زہر چڑھتا نہیں ڈرتے نہیں ہم کالوں سے  
برہن آئے ہیں کاشی کے دہرہ ساکوں سے  
ہند و خال کے درشن کے لئے شام و صبح



کھال کھچھرتے ہو عشاق کی تم خیر تو ہے  
 غم برسے جو لگا خانہ دل کی چھت پر  
 چھد گیا دل جو مری آنکھ لڑی غفلت میں  
 رات دن اسکے بکھیروں میں پھنسا رہا  
 بدشگونی سے تو بہ روز ڈراتا ہے مجھ  
 یکدلی آنکھی ستائیگی تمہیں احسنہ کو  
 کم سنی آنکھی تھی جیسا نہ ہو ہم عاشق  
 خبیث دشمن سے بڑا حسن کے بازار کا بول  
 آہ سوزان سے ہماری نہ رہو تم غافل  
 شہد یا چار طرف تار نظر سے ہم نے  
 تارگریہ میں جواشکون سے پروئے موتی  
 خون دل سے ہرے پرورش برگ حنا  
 کرہ ارض سے دمدار ستار کی طرح  
 ابر سے ملکہ بخارات زمین چاند کے پاس  
 پھبتیان غیر پہ وان روز اڑا کر آئی ہیں  
 تیری آنکھوں نے عجب سحر کی قوت پائی  
 میرے لاشے کو میرے اشک سے نکالتے ہیں  
 غم نے ہسائے سے سیکھی ہے زبانِ آبی کی  
 بار غم کا شعل ہے فقط عاشق زار

کیا دباغت کی تجارت ہے انھیں کھالوں سے  
 اشکِ خون بہنے لگے آنکھ کے پر مالوں سے  
 صفتِ مرگان نے خبر لی ہے مری بھالوں  
 میں پریشان ہوں بہت عشق کے بھالوں  
 ارے ملازمین پریشان ہوں تیری فالوں  
 یا رڑتے رہو عشاق کی ہڑتالوں سے  
 آج کیوں آنکھ تنفر ہے کہن سالوں سے  
 کبھی سیدانہ بنا چوک کے دلالوں سے  
 بستیان ہو گئیں غارت انھیں بچا لوں  
 گس خال تیری لاشے سے سکی جالوں سے  
 لدائی گردن و لہار سے مالوں سے  
 اشکِ گلگون بین روانِ وزرے مالوں سے  
 لڑائی آنکھ تیری آنکھوں کے دبالوں سے  
 بیتِ خاص میں موسوم ہوئے مالوں سے  
 دل لگی کیت میں جس طرح بھان سالوں سے  
 سامری کی ہونی شہرت انھیں سالوں سے  
 کام ڈالے نئی عاشق کے نسا لوں سے  
 کچھ مدوحم کو ملی مہی نہیں گھر والوں سے  
 بوجھ یہ اٹھ نہ سکا ریل کے تالوں سے



<p>عسکرتِ نگہ یار سے گھبراتا ہوں ؛ اپنی لگاتے ہیں وہاں حضرتِ واعظانِ بحر</p>	<p>جس طرح شام کو ڈرتی ہے گرجا لوں سے صوفیوں کو تو بھان عشق ہے قوالوں سے</p>
<p>حبشیوں پر ہے ستم مغرب یورپین بہت کیونِ عداوت ہوئی گوروں کو قوالا کالوں سے</p>	
<p>آتشِ عشق جھڑکتی ہے مرے نالوں سے یہ اثر ہم پہ ہوا آگ کے پرکا لوں سے ہیں سوا لال لبِ سنج ترے لالوں سے آگ رہا ہے جو خطِ سبز ترے گالوں سے آسمان سر پہ ہے قائم مری آہوں سے ہر قدم پر نئے انداز سے کرتے ہیں ستم انکی دہوشی مستی کا ٹھکانا ہی نہیں ایک برس پہ خفا ہو کے وہ فرمانے لگے کبھی غافل نہ رہے دشمن مگر سے ہم ہیں مری آنکھ میں موتی تو زبان ہوتی چور وہ ہوا عاشقِ گل اور میں گلہ رو پہ فدا تو مرالال تو مینا مری کیون بول نجاس لال پیار ہے تو پیار ہے مجھے اسکا خیال تخمِ ریحان ہے اگر ایک تو اک دانہ شک تیری صورت سے سوا میں ترے ٹختے دو چا</p>	<p>۲۵۲۱ تن مرا بچ نہ سکا آگ کے پرکا لوں سے اشک آنکھوں میں نظر آنے لگے چالوں سے کیا گل سرخ ٹپکتے ہیں ترے گالوں سے سبز شاخیں نکل آئی ہیں ترے لالوں سے ایک طبقہ ہے زمین کا ترے پامالوں سے ہم بہت تنگ ہیں ان ناز و ادا والوں سے ہم خبر دار رہا کرتے ہیں متوالوں سے دور ہو ہم کو تنفر ہے انھیں چالوں سے پیش آتا ہے وہ ہر وقت نئی چالوں سے وہ بنے اشک کے قطر و نئے تو یہ چالوں سے ذوقِ میل کو ملے کیون نہ مرے نالوں سے لب رنگین کی ہے تشبیہ اگر لالوں سے صادق آتی ہے کھاوت یہ مرے لالوں سے یا ترے لب و رخسار کے دونوں سے ہوئے روشن ترے پازیب کے دو لالوں سے</p>



<p>حَدِّتِ سوزِ جگرِ چو ششِ دلِ عاشقِ زار عمرِ بھر اپنے موافقِ کوئی پانسہ نہ پڑا اُسے ظالم ہے بہت تیرِ تری تیغِ نظر حلقہٴ زلفِ مینِ وہ اور یہ تیری حلقہٴ بگوش منہٴ پھر ہے مینِ وہ تیرے اور مقربِ رگِ گشتِ دستِ بوسی کا شرفِ انکی ہے قسمتِ مینِ ہوا منہٴ لگایا ہے انھیں بوسہٴ لبِ دے دیکر زند کیا بات ہے ٹکسالی زبان کا سکہ</p>	<p>لبِ محزون پر عیان ہے ہر سے تجا لوں سے وا لوں پر وا لوں رہا عشق کے رما لوں سے کبھی پڑتی ہے تو رکتی ہی نہیں فہا لوں سے بالیاں کا نکلی لڑائی مینِ تیرے بالوں سے رنگِ سپہِ جم کو تیرے ہاتھ کے رومالوں سے بختِ تیرے رومالِ تیری شالوں سے اگر گزرتے ہیں ہم ہیجانِ تیری مہنا لوں سے ہاے ملنا نہیں اب ہنسنا ٹکسالیوں سے</p>
--	--

یار کرتے ہوئے سینے سے لگا رکبت مین  
اکم سنی مین جو پڑا کامِ قولا بالوں سے

<p>تیر ہی صورت ہے یا کہ صورت ہے یا انکی یہ کیسی صورت ہے تیرے مجنون کی اس مری لیلے نہ تو ہے ترکِ عشق ہی ممکن مین تڑپتا ہوں صورتِ بسمل ہم نے کچھ اور ہی سنا تھا بھان حسنِ صورتِ تھا حسنِ سیرت کا کیون مکر میں آپ عاشق سے مین رہوں یا رہی رہے دشمن</p>	<p>یہ ہے بت یا پری کی صورت ہے اس سے بچنے کی کون صورت ہے تیرے غم مین جنون کی صورت ہے نہ کوئی جانیری کی صورت ہے تیغِ ابرو منسا کی صورت ہے خبتِ باطن ہے حسنِ صورت ہے یانِ مہربان الٹی صورت ہے آپکے دل میں کیوں کدورت ہے ایک ہی زندگی کی صورت ہے</p>
---	--



سامنے میرے ہے تری تصویر  
 دلنشین ہو کے آنکھ سے پردہ  
 مہ و شون میں پرگمال مرا  
 کیون پریشان ہو استقارِ ایمان  
 روتی صورت کو میری دیکھ کے آج  
 دیکھنے وصل کی ہو کیا صورت  
 بھولی بھولی تھی یا ریحین میں  
 روپِ ظالم کا وہ بھرے ہیں آج  
 آئینہ دیکھ کر وہ کہتے ہیں  
 میں ہوں حیران وہ مکر میں  
 گرچہ بخلق ہے حسین مرا  
 دیکھ کر آئینے کو کہنے لگے  
 نیلگی زلفِ آپکی والیس  
 ہاے ابھی ہوئی ہیں کیون زلفین  
 پوچھتے کیون ہو تم ہمارا حال  
 زلف میں چھڑوینگے جسمِ ایمان  
 ہم سے بگڑو تمہاری کیا صورت

بس یہی زندگی کی صورت ہے  
 یہ بھی چھپنے کی کوئی صورت ہے  
 خوب صورت سے خوب صورت ہے  
 کچھ تو کہہ دو کہ کیا ضرورت ہے  
 آپکی کیون ہنسی کی صورت ہے  
 آج بدلی ہوئی جو صورت ہے  
 آج کچھ اور تیری صورت ہے  
 لال غصے سے انکی صورت ہے  
 چشمِ بدوور کیسی صورت ہے  
 وہ محبت ہے یہ کدورت ہے  
 نیک سیرت ہے خوب صورت ہے  
 میں ہوں حیران یہ کیسی صورت ہے  
 مصحفِ رخ کی یہ بھی صورت ہے  
 کیون پریشان تمہاری صورت ہے  
 کاشفِ حال اپنی صورت ہے  
 بس رہائی کی ایک صورت ہے  
 دلبرو یہ وکن کی صورت ہے

جب پریشان ہو زلف بھاگو قولا  
 بس یہی مخلصی کی صورت ہے



کیا صفائی ہے کیسی صورت ہے (۲۵۵) دیکھ کر آئینے کو حیرت ہے  
 یہ نہ صنعت ہے اور نہ مدرستہ  
 بنگلے آئینے میں آئینہ  
 غیر سے بے حجاب خلوت میں  
 یہ اثر تیری سر دمھری کا  
 میرے دشمن کے بنگلے ہزار  
 دل لگی ہو رہی ہے دشمن سے  
 مجھ کو اس ماہر دوسے ہے الفت  
 دشمن بے وفابے کچھ منہ موم  
 تم کو دعوت ہے مرا حسدانی کا  
 کستی کا اثر ہے پھر سے پر  
 تیری بے التفاتیوں سے ملکر  
 ہاتھ لگتے ہی ہٹ کے کہنے لگے  
 ہمارے دشمن بھی ہم کو نصت سے  
 ہر قسم پر ہے ناز کی ٹھوکر  
 انکو عاشق کی کچھ نہیں حاجت  
 شہرہ روزگار ہوں مجھ سے  
 خون بھا کر وہ داد چاہتے ہیں  
 مشتری بک رہے ہیں ہاتھوں ہاتھ

دیکھ کر آئینے کو حیرت ہے  
 حُسن کیا ہے خدا کی قدرت ہے  
 کسکی صورت پہ تم کو حیرت ہے  
 آپ کو شرم ہے نہ غیرت ہے  
 نبض میں میری کچھ حرارت ہے  
 یہ عداوت ہے یا شرارت ہے  
 دل لگانے سے بڑے نفرت ہے  
 اپنے عاشق سے حکو نفرت ہے  
 تیرے عاشق کو یہ بشارت ہے  
 اسے تیرے خدا کی قدرت ہے  
 ہمارے کیا بھولی بھالی صورت ہے  
 ساری نیت میری اکارت ہے  
 انھیں باتوں سے ہم کو نفرت ہے  
 گھورتا ہے حُسن کی قدرت ہے  
 چال میں تیری کیا شرارت ہے  
 ہم کو معشوق کی ضرورت ہے  
 سارے عالم میں تیری شہرت ہے  
 کیسی جرات ہے کیا جبارت ہے  
 تیرے حُسن کی تجارت ہے



قنہ گزیر ہے رقیب و زیر کچھ بُرا مانسنے کی بات نہیں	پھر تو اقسیم عشق غارت ہے عاشقویہ تو اون کی فطرت ہے
<p>بکر جانِ مُقتدِ امِ قولا بہ سخن جانن جو ہر سربکارت ہے</p>	
<p>ہر ادا میں تیری نزاکت ہے گوری رنگت ہے اور راحت ہے حشر برپا ہوا ہے ٹھوکر سے دیکھنے آئے وہ تو مرنے لگا جس سے چاہو خوشی سے بات کرو کب سے سستی میں پڑ رہا ہے نماز اس توجہ کے مین نہ تھا لائق خواب میں قنہ کو نصیب نہیں نہ وہ صحبت رہی نہ عاشق زار بدعی کے پن آج ہم مدعو جھکو دشمن کی کچھ نہیں پروا عیش میں ان کے ہنِ خلل انداز واہ تیری زبان کا کیسا کہنا عشق کو درد رکھ رہا ہے طیب میرے دشمن کی ناش بے اصل</p>	<p>(۳۵۷) ہر سخن میں ترے لطافت ہے آن ہے حسن ہے جہالت ہے تیری قامت بھی کیا قیامت ہے کیا یہ بیمار کی عیادت ہے میری جانب سے یہ اجازت ہے ارے زاہد یہ کیا حماقت ہے یہ فقط آپ کی عنایت ہے لب شیرین میں جو حلاوت ہے شکر اس کا ہے تو سلامت ہے یار و دعوت ہے یا عداوت ہے دلربا تو اگر سلامت ہے دفع ہم ہوں تو پھر فراغت ہے کیا بلاغت ہے کیا فصاحت ہے واہ وا کیا تری خداقت ہے یارِ ناقابلِ سماعت ہے</p>



واہ کیا آپ کی لیاقت ہے

اے وِلا اس غزل کا کیا کہنا  
کیا لطافت ہے کیا فصاحت ہے

تیرے عاشق کو تجھ سے الفت ہے (۲۵۴) تجھ کو عاشق سے اپنی نفرت ہے  
سیرے دل میں تیری محبت ہے تیری نفرت سے جگہ الفت ہے  
جگہ دشمن کی کامیابی کا رنج کیا اپنی اپنی امت ہے  
ہے مرخ جہان میں ایک سے ایک بعض کو بعض پر نفیست ہے  
کیا کھون یا حصالِ دل اپنا غم و اندوہ ہے مصیبت ہے  
سیل باران دیدہ تر سے ایک عالم عشقِ حبت ہے  
ہم جو بیٹھے تو آپ اٹھنے لگے کیا کوئی یہ بھی آدمیت ہے  
جو چلی آ رہی ہے دل سے دما ہی آواز کو سرِ حلت ہے  
لٹ گیا اپنا گھر ہوے برباد مفاسی آپ کی بدولت ہے  
آج آئے تو کھدیا پھر کل مکمل سہی یہ بھی قطعِ حبت ہے  
غیر پر آگئی تو کچھ نہیں غنیمت اپنی اپنی مگر طبیعت ہے  
حسنِ نیت پہ ناز ہے انکو انکا عاشق بھی نیک نیت ہے  
و خسر رز کو منہ لگا یا کیون اسے نرا یہ کیا فضیحت ہے  
کچھ توجہ ہے آج عاشق پر میرے مہرے مہرے خرقِ عادت ہے  
دوست تیرا بنامِ دشمن تو یہ کہتا ہے اسے تہمت ہے  
تیری صحبت سے ہم بچے نا صح کیا مگر تیری نصیحت ہے



<p>کیا بھروسہ ہے زندگانی کا بے وقافان کی جان لیتے ہیں ضبط زاری سے مین ہوا بیمار نہ کسی کا لحاظ ہے نہ ادب مرنے تجھ پہ ذلیل ہوے عرضِ احوال پر کہا خاموش جرم کے غیر مان لیتے ہو وہ جو شیخی بگھارتے ہیں بھان اون سے شکوہ کبھی کہے نہ کوئی ہائے کس کس کو روؤں اٹھ پھر غیر سے ہے وصال ہم سے فراق آج تک تو بدل چکا سونگ</p>	<p>مرنے والوں کا دم غنیمت ہے جان نثار و کمی اپنی نوبت ہے اشک بر سپن تو ٹسل صحت ہے یا الہی یہ کیسی صحبت ہے ایسے جینے پہ یا لعنت ہے نہ یہ موقع ہے اور نہ فرصت ہے ہم سے کیوں ہر قدم چھت ہے شیخ صاحب کی یہ مشیخت ہے آگے بس یہی غنیمت ہے غم اغیار رنجِ فرقت ہے ہم سے دوری ہے اس جھجکت ہے تیرے عاشق کی ایک حالت ہے</p>
<p>میر اور رشک ورنہ کے آگے اے دلا کیا تری حقیقت ہے</p>	
<p>جب خفا ہو کے برس مجھ پہ تم اے یار پڑے کیون ترے حسن پہ سر آنکھ نہ سوا پڑے کھل گئی آنکھ نظر آنے لگی حسن کی قدر ایک پر ایک حسد یار گرا پڑتا ہے اکا کہوں سے جو بھان لوٹ کی نوبت آئی</p>	<p>تم پہ اولے میرے اشکوں کے لگتا پڑنے ایک سے ایک زیادہ ہیں خریدار پڑے جب نظر تجاؤ ہنساروں ہی خریدار پڑے لاٹری کیوں تیرے حسن پہ لے یا پڑے ہاتھ اس حسن پہ تیرے سربازار پڑے</p>



کیون اُسے جانتے لائے نہ پڑیں لے عیسیٰ  
 غیر پر ہے یہ کرم اُس سے جتنے یار اپنا  
 آنکھ محو رہے اور ہاتھ میں ننگی تلوار  
 بیڑیاں پاؤں میں کافی نہ ہوین کیا لے لطف  
 ہو رہیں نقشِ قدم ایک نہ رک دن سا کر  
 سنگدل چہرے کے پختانے لگا کیون مجھ کو  
 ہے اُدھر تار نگاہ اور ادھر رشتہ آہ  
 پہر لیتا ہے تو اس طرح کہ دیکھا ہی نہیں  
 میری رخصت کے لئے ریل پتے دشمن دوست  
 مختصر دیدہ و دانستہ لکھا خط میں نے  
 ہم گرانے جو لگے آہ کے ہم دشمن پر  
 وجہ سستی میں نہ کر کچھ تو سنبھل لے ملا  
 دل مر اجوش سے لبریز ہے خوف اسکا ہے  
 تو بہت دیر سے گاتا ہے یہاں سستی میں  
 بد دعاؤں سے ڈرو تم نہ کرو روزِ سوال  
 زلزلہ جب مری آہوں سے ہوا گردوں پر  
 شب میں رہتا ہے مجھے زلف پریشانِ کُلیاں  
 بت کا فرتے دیول کے پیجاری بن کر  
 منہ لگایا ہے بہت تو نے مرے دشمن کو

جب ترے عشق کے پالے ترا بیا پرٹے  
 اور ہم پر یہ ستم برقِ شرر بار پڑے  
 خوف ہے مجھے کھین گریہ ستم گار پڑے  
 میری گردن میں جو روطوق گرا بنا پڑے  
 خاکساروں پہ اگر یوں قدم یار پڑے  
 کیا تری عقل پہ پتھر سے دلدار پڑے  
 ڈر ہی ہے کہ کہیں بیچ نہ لے یار پڑے  
 آنکھ بھولے سے جو مجھ پر کبھی لے یار پڑے  
 پھر گلے میں مرے پھولوں کے بہت ہار پڑے  
 خوف تھا آنکھوں پہ تیری نہ کھین بار پڑے  
 بزم میں آگ لگی خاکِ اڑی غبار پڑے  
 خوف یہ ہے نہ کھین گرتی دستا پڑے  
 کھین تجھ پر نہ وبال لے مرے دلدار پڑے  
 کھین تیرا نہ گلا مطرب سسر تار پڑے  
 خوف یہ ہے نہ فقیر و کی کھین مار پڑے  
 تھلکے کیون نہ زمین میں مرے دلدار پڑے  
 خراب آشفتمہ و کن میں مجھے سویا پڑے  
 روٹیوں پر ہیں ترے عاشقِ نادار پڑے  
 خوف یہ ہے کھین منہ اسکا نہ ہر بار پڑے



تیخ ابرو کو وِلا منہ نہ لگاؤ ہر گز  
اپنے ہاتھوں نہ گلے اپنے وہ تلوار پڑے

گر مہ نو پہ ترا پر تو رخسار پڑے  
آئکہ ہم پر نہ عیادت میں کبھی یار پڑے  
میرے پیچھے ہیں بہت دشمن ہر کار پڑے  
آئکہ گئی جب ترے پھر سے نقاب لے مھر  
بوئے مصحف رخ سے تری زلفین بگڑیں  
آج کا وعدہ تھا کل آج ملا بھس کر کل پر  
چاند ہے پیش نظر نیز ہے اب خوابِ خیال  
دیکھ لے جب کبھی چاہے ترا دل سے ظالم  
وہ کے مرجاؤں وہیں اپنی نقابت کے سبب  
کوئی پرسان نہیں ایساں ترے بیمار و شکا  
مصحف رخ سے جو کی بے ادبی کا فرنے  
تیرے ابرو کا اشارہ جو کبھی ہو جائے  
لائکہ دشمن نے کئے ہم پر ستم کھو کھے دل  
دست نازک میری گردن میں جو ڈلے تو نے  
دل بھر آیا ترے غم میں تو گیا ہاتھ سے صبر  
ہوئی سوز دل عاشق سے جو تجھ بخت  
خواب غفلت سے ذرا آنکھ جگا دے ساتی

۲۶۴) پھر ضرورت کبھی سورج کی تیر زنجار پڑے  
ہم مریمان انھیں آنکھوں سے ہیں ہمار پڑے  
ظالموں پر مرے اللہ تری مار پڑے  
کیون نہ پھر آئکہ مری چاند پہ سوار پڑے  
ہاتھ دھو کر مرے پیچھے ہیں یہ کفار پڑے  
کل تک کل مجھے ممکن نہیں ہے یار پڑے  
ہم ترستے ہیں تری یاد میں بیدار پڑے  
توڑتے دم ہیں ترے کوچہ میں دوچار پڑے  
مجھ پر یار بجز کبھی سائیہ دیوار پڑے  
ایڑیاں اپنی رگڑتے ہیں وہ اسے یار پڑے  
مفت جھگڑے میں تری زلف سے دیندار پڑے  
عاشق زار پہ تلوار پہ تلوار پڑے  
کبھی ابرو میں ترے بل نہ مرے یار پڑے  
پھول کی طرح گلے میں مرے دو ہار پڑے  
خود بخود آئکہ سے آنسو نکل اسے یار پڑے  
مثل سیاہی برس دیدہ خوبسار پڑے  
آج مخمور بھیاں سوتے ہیں میخوار پڑے



<p>جان ہم اپنی بچائینگے پٹ کر اس سے          آپٹین ٹوٹ پڑیں پل پڑیں دشمن سے          جب ہوے چین بچیں تیر ہوئی انکی نگاہ          لگ گئے ہاتھ تو پامال ہوے اہل دکن          عاجزی ہم نے جو کی اُنہو ہوا کچھ نہ اثر          ناتوانی میں لپٹ جائیں جو ہم اسے کافر          گت بنے ایک نہ رک دن ترے عاشق کی ضرر</p>	<p>ٹوٹ ہم پر وہ اگر کنج کے تلواریں          آپ ہشتے ہی رہیں ہم پاگر مار پڑے          جو ہر اس تیغ میں اسے ابو خدا پر پڑے          ایسی الفت کے مگر پاؤں ہم سے پار پڑے          ہاتھ جوڑے نہ فقط پاؤں بھی سو بار پڑے          رشتہ تن سے گلے میں ترے رتا پڑے          سابقہ یوں اسے دشمن ہے جو ہر بار پڑے</p>
--	--

اس زمین میں ہے والا زند کو کیوں فکر رہیں  
 ہم کو ڈر ہے نہ کھین قافیہ بے کا پڑے

<p>ہم اسے اگر آتے قدم انکے اٹکتے اپنی آنکھوں سے          اگر اپنے آنسو جو جگاتے اپنی آنکھوں سے          ہم اپنے خاؤ دل کو سجاتے اپنی آنکھوں سے          سمجھ کر بھول ہم تم کو اٹھاتے اپنی آنکھوں سے          تو پھر ہم بند بہا سوتی گرت اپنی آنکھوں سے          پڑا ہے اس کا لاشہ دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے          تو ہم چنگاریاں بجھ کر اڑاتے اپنی آنکھوں سے          جو ہم روتے تو منہل کو رو لاتے اپنی آنکھوں سے          قسم حق کی بجا ہوا سکوتا ہے اپنی آنکھوں سے          سنا سنا مسہرہ کا دکھنا سنا اپنی آنکھوں سے</p>	<p>ہم اسے اگر ہم کو تو جاتے اپنی آنکھوں سے          اگر سوتے میں جاتے قدم انکے تو قدموں پر          اگر قسمت سے بن جائیں وہ نقش پر وہ حیرت          ہماری مشق بازی میں جو ہوتا رنگ گھباز          اگر گردِ قیمی ساحل مقصود ہو سکتی          تھیں بار نہ آیا تھا جو مرنا اپنے عاشق کا          کبھی جب دلجوؤں کے سامنے ہوتا گزرا غما          لقا نظرِ بزمِ عشرت آج واسطیہ تھوڑا          اگر ہم آنکھ پاتے گوشہ ابرو کے اہما سے          اگر وہ گھومتے ہم کو کبھی غصے سے پھر ہم بھی</p>
--	--



<p>و کھا دیتے جرمِ نہ تصدیق ہوتی ان ترانی کی تصور انکا آجاتا تو پھر اشرافیوں کو ہم ہوا ملتی تو پھر روئے ہوئے بھر تماشائیں نہ ہوتی گر نگاہِ ناز کو منظور خوریزی جو آجاتا نظر ہم کو تمہارا مصحفِ عارض اگر دردِ ان کو ہوتا اور اثرِ عاشق کے رویکا جھا کر آنکھ گروہ دیکھتا جسلوہ تصور کا اگر ہوتی جگہ کچھ انکے دل میں اپنے عاشق کی</p>	<p>تو پھر غفلت کے پر سے اٹھ جاتے اپنی آنکھوں سے ہا کر انگلیاں جس بناتے اپنی آنکھوں سے ہم دوشتیان ہم بھی چلاتے اپنی آنکھوں سے تو پھر یوں نہ تم خنجر چلاتے اپنی آنکھوں سے تو بوسہ دیکھتے ہم اسکو لگاتے اپنی آنکھوں سے تو دشمن کی طرح کیوں مسکراتے اپنی آنکھوں سے خبر پڑک رہیں مگر وہ دکھاتے اپنی آنکھوں سے تو مثل اشک کیوں اسکو گراتے اپنی آنکھوں سے</p>
--	--

والا قطرےِ ندامت کے گراتا یا رکھا عارض  
اگر اشکوں کو میرے وہ گراتے اپنی آنکھوں سے

<p>اداکوئی ادا گروہ دکھاتے اپنی آنکھوں سے نگاہِ ناز سے خنجر چلاتے تیغِ برساتے حصولِ قوت اور اک باطن چاہتے گروہ لڑین آنکھیں مگر کچھ خیر گزری نہ گیا عاشق ادب کے ساتھ پھر دل دیکھتے ہم بھی صلہ کر لیتے توجہ انکی گر ہوتی توجہ دل سے ہم کرتے قطر لگنے کا ڈر تھا خیر گزری وہ نہیں آئے نہاری دل لگی ہوتی تو ہم عارض کے پردہ میں جو ہوتا انکے آگے آئینہ اور انکے پیچھے ہم</p>	<p>۳۱۶ تو پھر ہم مت موانکے لگاتے اپنی آنکھوں سے کبھی تو سخت جانی آزماتے اپنی آنکھوں سے حواس ظاہری کو ہم اڑاتے اپنی آنکھوں سے وہ مر جا تا جو تم خنجر چلاتے اپنی آنکھوں سے جو آنکھوں کو ہماری وہ لڑاتے اپنی آنکھوں سے پھر انکے دل کے مطلب کو دکھاتے اپنی آنکھوں سے جو آجاتے تہہ ہم انکو بچاتے اپنی آنکھوں سے چمکتی تیلیاں لیکر بچاتے اپنی آنکھوں سے انھیں کی آئینہ انکو بچاتے اپنی آنکھوں سے</p>
---	--



<p>لگایا قہقہہ دشمن نے اس عاشق کے رونے بہ تاثیر نظر ہم خواب مقنن طیس حیوانی سنا ہے مگر گیا دشمن مگر باور نہیں آتا اسی میں خیر گزری ہونے آنے سے نہیں نقاب اٹھی نہ رکھ لیتے اگر تھا اپنی آنکھوں پر ازل میں تیرے حسن آستین کی گونہر ملتی دو اسے شہرت ویدار یا محبت کی سنا ہے خاک و کھل بھارت ہے بصیر و نجا تھاری ہر جہی کا فخر گرفتار سے لٹا تماشا ہے رخ انور میں اپنے مہر روشن کے جو ہم ہوتے نہ ہوتا کر بلا میں تشہ لب کوئی</p>	<p>جو دیکھا اُس نے آنکھوں (مسکراتے اپنی آنکھوں سے) تصویر بانہ بکرا سکود کھاتے اپنی آنکھوں سے مرا لٹا اگر ہم دیکھ آتے اپنی آنکھوں سے اگر آتے تو پھر بچکر نہ جاتے اپنی آنکھوں سے تو بیانی سے پھر ہم بانہ اٹھاتے اپنی آنکھوں سے ترسے سر کی قسم ہم باز آتے اپنی آنکھوں سے دو بچ جاتا جو تم ساغر پالتے اپنی آنکھوں سے جو ملتی ہو کے اندھے آزمائے اپنی آنکھوں سے ہم لے دہن کشور دہن اٹھاتے اپنی آنکھوں سے مصیبت ہم پر چوڑی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے وہاں رور و کے ہم دریا بھاتے اپنی آنکھوں سے</p>
<p>قدم رنجہ اگر کرتے ہمارے خانہ دل میں ولا فرشتہ قدم ہم بھی پھیلاتے اپنی آنکھوں سے</p>	
<p>اگر وہ چشم حیران کو لٹاتے اپنی آنکھوں سے اجازت ہم کو مل جاتی تو پھر اشک حنائی جب آئینہ مقابل ہو گیا برق نگہ چسکی اگر دونوں کی آنکھوں میں اترتا عکس دو بچا نعینت ہے نقاب انکی ہے عارضہ نقاب ہو سنا بی نہ رہتی دلمیں ہو جاتی مری نسکین</p>	<p>ہم اونکو اونکی تصویر میں دکھاتے اپنی آنکھوں سے ہم انکے پاؤں میں ہندی لگاتے اپنی آنکھوں سے تخیل میں بہک و دیکھو نہ جاتے اپنی آنکھوں سے تو ہم تجکو تیری آنکھیں دکھاتے اپنی آنکھوں سے وہ آجاتے تو ناحق ہم بھی جاتے اپنی آنکھوں سے اگر منہ دیکھ کر وہ مسکراتے اپنی آنکھوں سے</p>



<p>جو کجائی نظر صورت تھاری خواب میں پھر تم  تھارے شربت دیدار کا نقشہ ہوں مرت سے  دکھاتے آئینہ انکو جو ہم اپنے تحت سر کا  زبان سے انکی جھڑتے پھول گرجن نظم میں  سفینہ اپنے دل کا ساحل مقصد پہ گر جاتا  گم گرا انکی پڑ جاتی ہماری چشم گریان پر  سستے کچھ مگر وہ دیکھ لیتے چشم گریان کو  نظر تجھ پر پڑ جاتی تو اپنی لوح خاطر پر  مرا آنکھوں کے ملنے کا یقیناً انکوں رہتا  نیت پر کوئی حاجت نہ تھی خنجر چلا نیکی  اگر آنکھوں میں آکر دیکھتے معلوم ہو جاتا  حقیقت نرگش کی بنکر پھول کھل جاتی  نظر تم سے جلیل نامور فائق ہیں مضمون  جلیل انکو اگر ہم دیکھ پاتے نیند میں غافل</p>	<p>نظر باز و کو دیوانہ بناتے اپنی آنکھوں سے  و عادی تاجر تم جگو پلاتے اپنی آنکھوں سے  سبب وہ دلمین اپنے جان جلتے اپنی آنکھوں سے  ہم اپنے روضہ دل پر چڑھاتے اپنی آنکھوں سے  تو پھر رورو کے ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے  تو پھر ہم اپنی قسمت آزماتے اپنی آنکھوں سے  تو ہم بیابانی دکھو دکھاتے اپنی آنکھوں سے  تری صورت کا نقشہ کہیں لائے اپنی آنکھوں سے  جو آئینے میں نہ آنکھیں ملاتے اپنی آنکھوں سے  ہوے تھے گرجنا ہم سے ڈرتے اپنی آنکھوں سے  پھر انکو کس طرح ہم بھی چھپاتے اپنی آنکھوں سے  اگر تم اسکی آنکھوں کو ملاتے اپنی آنکھوں سے  اگر ہوتے بھان تم دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے  ہم اپنی سوتی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے</p>
<p>ولا گر عین بیداری میں مل جاتے قدم لٹکے  جگاتے بخت خفتہ کو لگاتے اپنی آنکھوں سے</p>	
<p>زنگ زلفون نے کیا نکالا ہے (۳۶۸) ایک کالی ہے ایک کالا ہے  کان بابنی ہے زلف کالا ہے سانپ نے بل سے سر نکالا ہے  ہم پریشان ہیں اسکے کالوں سے زلف نے کس بلا میں ڈالا ہے</p>	



کاٹ کھاتے ہیں اسکی زلف کے ہاگ  
 رواہ اپنی بلا کو زلفوں سے  
 شبِ فرقت ہمارے سینے پر  
 ہم گرتے جا رہے ہیں پستی میں  
 شیریں بکرتو گھورتا ہے کیوں  
 گورے عارضِ بین تیرے زلفِ سیا  
 کچھ نہیں مج کو خوفِ ظلمتِ شب  
 کیوں وہ سننے لگا میری فریاد  
 زلف میں جب پروئے موتی  
 ہوئی بیمار کی عیادت آج  
 آج لیل و نھسار یورپ میں  
 دخترِ زر سے اسنے کی شادی  
 ارے دشمن تو کیوں نہیں ملتا  
 ہم ہیں راضی اگر تو دشمن سے  
 ہم سمجھتے ہیں اپنی خیمہ نہیں  
 ارے ماخلافِ عادت آج  
 ہم دردِ دل کی حاجت ہے  
 طاقتِ زلفِ عنبرین سے تیرے  
 یہی بلین ہے ایک ٹانگ کا مرغ

کس نے ان موزیوں کو پالا ہے  
 تو نے کن خیرین سے ٹالا ہے  
 مہر بہواک بھڑکا لاس ہے  
 قدِ انبیار کی دو بالاس ہے  
 تیرا ناشق تو اک نوالا ہے  
 وہ پنی میں یہ دیو کا لاس ہے  
 میرزا آکھو نہ تیرا جالا ہے  
 نہ سنی ہے نہ سننے والا ہے  
 پھر تو یہ سانپ کوڑیا لاس ہے  
 یہ بھی اک مونگا سنبھا لاس ہے  
 ایک گورا ہے ایک کالا ہے  
 پورے رشتہ کا سا لاس ہے  
 کیا ترے نام کا قبا لاس ہے  
 ہم کو ڈویل لڑانے والا ہے  
 ہم چہ دشمن نے ہاتھ ڈالا ہے  
 تو نے پادری کو کیوں اچھا لاس ہے  
 زخمِ اہنگ جگر کا آلا ہے  
 مہ عارض کے گرد بالاس ہے  
 یہی بلین ہے جو جبالاس ہے



بک رہے ہو تم اے ولا ناتق  
کیا کوئی اس کو سننے والا ہے

قد تمھارا بلند و بالا ہے  
رشتہ شمشاد و تدبیر بالا ہے  
سناغِ چشم سے ڈراے عاشق  
روٹختا ہے پرانی باتوں پر  
تجھ سے کرتے ہیں اے خدا فریاد  
غیر کے ساتھ چل دیا اٹھ کر  
دل میں بے تار رہی ہے خبر  
محبو اُمید التیام نہیں  
عاشق زار سے بچے رہنا  
آج تک عشق کے تصدق میں  
اپنے جو رجحان سے ہے بدنام  
دیکھتا کیا ہے پیچھے پھر پھر کر  
اس خوشی کا کچھ اعتبار نہیں  
دشمن بے حیل ہے رشوت و دوت  
عاشق زار دستانِ اپنی  
وہ سہاگن ہے جسکو چاہے پیا  
گوہرِ اشک سے مرے تیرے

عاشقِ دلیر ہے جگر پہ بھالا ہے  
سروِ قنات پہ مرنے والا ہے  
سامنے زہر کا پیسا لا ہے  
یہ طریقہ نیا نکالا ہے  
نوغریبوں کی سننے والا ہے  
ہم کو محفل سے یوں نکالا ہے  
قد بالا کا بول بالا ہے  
زخم اس تیغ کا زرا لا ہے  
آہ سے ہم گرانے والا ہے  
ہوش ہم نے نہیں سنبھالا ہے  
نامِ ظالم نے کیا نکالا ہے  
ہم نے دامن ترا سنبھالا ہے  
ابھی دم بھر میں پھر کسا لا ہے  
پیٹ بھر کر وہ کھانے والا ہے  
آج تم کو سنانے والا ہے  
وہی گورا ہے گرچہ کالا ہے  
موتیوں کا گلے میں مالا ہے



<p>سرگین آنکھ میں وہ دہسالا یار کوٹھے کا واقعہ کل کا امتحان ہو چکا خدا جانے اسکے پاس یہ دل کھین نہ پڑے نہ رکھو اُسید دوستو الزام عشق کے تہلکے سے ہن برہم فکر ہے اپنی کچھ بغیر کا غم</p>	<p>تیرے خیر کے ساتھ بھالا ہے طشت از بام ہونے والا ہے کیا نتیجہ نکلنے والا ہے لاٹ سے جس کو ہم نے پالا ہے وہ ابھی طفل خور دسالا ہے کار و بار اپنا زیر و بالا ہے ہم نے جسدن سے گھر نبھالا ہے</p>
<p>اپنے سر کی بلا کو غیروں پر اے والا تو نے خوب ٹالا ہے</p>	
<p>تو نہ نہتا ہے اور نہ بال ہے چاند عارض خط اس کا بال ہے ہاے دشمن ہمارے یار کے ساتھ بڑھ گیا مرتبے میں ہم سے عدو دل عاشق بنا ہے جکے کباب میں ہوں کشتہ تمھاری آنکھوں کا گس خال پر ہن تار نظر اگ سینے میں ہو رہی ہے بلند دیکھ لی قدرِ عالم بال اپنی تقدیر پر ہن ہم شاکر</p>	<p>۱۲۷۰ دھین باتوں میں نائے والا ہے اسکے پر تو کا سب اجالا ہے ہم نوالا ہے ہم پیالا ہے روستو شان حق تعالیٰ ہے کسکی آتش نے بھون ڈالا ہے مجھ کو خنجر سے مار ڈالا ہے سامنے مکڑیوں کا جالا ہے داغ دل پر ہے لب پہچالا ہے ایک کا ایک پر حوالا ہے ہو رہی گا جو ہونے والا ہے</p>



<p>مصانعِ حسنِ لایزالِی نے  دو دہول بھر کے گٹھ ہی جانا دم  ہر گیا تھا کبھی کا کام تمام  چاہتے ہیں تجھی سے ہم انصاف  زلف کے دام میں ہے دائرِ خال  گالیاں کہا رہے ہیں ہم تیری  ارے عارضِ فدا ہیں گلِ تجھ پر  ہاے وہ طفلِ اشکِ گرتا ہے  نوں نے کیوں منہ لگا کے دشمن کو  اس دلِ داغدار کا ہر رنگ  سخیان ہم پہ جگر رتی ہیں  ہم بھی اسکے ہیں ایک حلقہ گوش  سادہ لوحی پہ اسکے ہیں قربان  ہم نے کیا کام اس نزل میں کیا</p>	<p>اپنے ہاتھوں سے جھکوڑا لایا ہے  یہ غنیمت ہے لب پہ نالا ہے  سخت جانی نے کچھ منہ جالا ہے  تو ہی سرِ یاد سننے والا ہے  وال میں کچھ ضرور کالا ہے  کیا تریدار یہ نوالا ہے  رنگ تو نے بھی کیا نکالا ہے  میں نے آنکھوں میں جب کو پالا ہے  سانپ اک آستین میں پالا ہے  ایک تیرے چمن میں لالا ہے  کون ان کو سمجھنے والا ہے  کمان میں جس کے کج بالا ہے  کبھی لولو کبھی وہ لالا ہے  کون اس کا سمجھنے والا ہے</p>
<p>کامِ آئیِ دلا تری رندی  رند کا آج بول بالا ہے</p>	
<p>خدا جانے مرے کہنے کا مطلب کیا ہے (۲۶۱)  تری تقریر کو قولِ حکمِ حکمِ قصا ہے  تھلا تھی اس قدر دلدار کو ہم دلربا ہے</p>	<p>اٹک کر بات کے سمجھانے والا کو خدا ہے  تری تحریر کو ہم اپنی قسمت کا لکھا ہے  سزا کافی ہے بس اتنی وہ ہم کو ناسزا ہے</p>



دو دشمن کو ہمارے قابلِ عفو خطا سمجھے  
 سمجھنے کیوں لگے لکھے ہرے مضر و کمزور لکھے  
 و فادار و نپہ دشمن کو تفوق ہو گیا حاصل  
 جگر پر کوہِ غم سوز جگر و بتا رہا ہر دم  
 ہو سے پامال ہم پر بیتیاری بڑھ گئی انگلی  
 ہمارا دل تصدق آپ کی جہان نوازی پر  
 پلایا اپنے زہرِ لابل اپنی آنکھوں کا  
 پرستش کا فر و کرتے ہو تم پتھر کی مورتی  
 نسیم جانفزا ہو کر گھسلا یا غنچہ دل کو  
 جو گل توڑے چین کی سیر میں بلبل کے نالوں سے  
 پر کھ لیتے ہیں بے دیکھے ہر اک نایاب گوہر کو  
 خطا اس میں ہوئی توریف سمجھا اللہ کو جس نے  
 غنیمت ہے چمن میں آج ہنستے بولتے گری  
 سزا دی آپ نے تہمت لگا کر میگنا ہون کو  
 ملوث ہو گیا جب ہاتھ تیرا خون ناحق سے  
 خیال زلفِ محرم حبیب تار یک میں آیا  
 تمھاری تیغِ ابرو سے نکلے خون چمن میں

ہم نکلے رحم کو اپنے گناہوں کی سزا سمجھے  
 جو یہ عید ہے یہ منہ دن تو پھر ان کی بلا سمجھے  
 شکایت کیا کسی کی جب نہ وہ اچھا برا سمجھے  
 جردل و ہلا تو ہم آتشِ فشاں نکال رہا سمجھے  
 وہ دشمن نہ رہا سمجھے ہم آتش نہ رہا سمجھے  
 پیانچن جو غم کو کب کے سکونا تھا سمجھے  
 مریض عشق کے حق میں اس کو ہم دوا سمجھے  
 گز کیا ہے ہوا سب کو آرا پراندا سمجھے  
 ہوا سب کو آرا پراندا سمجھے  
 اثر ہوئے لگا دیا تو دیر ہی دعا سمجھے  
 مرے آنسو کے قطر و گہر و دیر نہ ہوا سمجھے  
 اگر جو بلبل یار کو ہم واہ دیا سمجھے  
 کسی عاشق کے نالوں کو وہ بلبل کی نوا سمجھے  
 خطاوار و نکو انماضِ نظر سے خطا سمجھے  
 ہم اس کی کو تیرے انجمن میں گیا سمجھے  
 پیشکش چاندنی میں ہم است کالی بلا سمجھے  
 ہم اس کو اپنے تن پر لانا سندس کی قبا سمجھے

امیر خسرو کی مکتہ سنجی کے تصدیقی مین  
 نکات شاعری المستحسن ہر اسے والا سمجھے



خدا جانے وہ اپنی کاکل پہچان کو کیا سمجھے  
وہ ہم کو غیر سمجھے غیر کو کیوں آشنا سمجھے  
خدا اپنی تھی یہ نا آشنا کو آشنا سمجھے  
جُرانی اون سے کی دشمن نے وہ اسکو پہلا سمجھے  
کئے لاکھوں نیراروں منگئے پھر تم کو کیا پڑا  
شفا پائی عیادت کر کے اس بیمار نے ہم سے  
کیا کرتا ہے کیوں زرا ہر پستش آتش ہے کی  
ادامین ناز ہے اور ناز میں اندازِ ستی کا  
غضب ہی ہو گیا کہنے کی گنجائش نہیں باقی  
تمہارا خرق عادت جانتے ہیں لطفِ ہما کو  
کیا پرہیز تم نے پیکے جب اسکی تلچٹ سے  
کیا قتلِ عمد حکم دیت پر ہو گئے راضی  
بچے ہم مو شگافی سے جو فرق زلف کا کلین  
اگر مٹی میں لکھ ہو گئے برباد ہم ایجان  
ہرے خاموش ہو کو دیکھ کر غیر وکلِ خلائق  
سمجھ سکتے نہیں جب تم خود اپنی بات کا مطلب  
عیادت کیا ہوئی جان اگلی ایسی کہ اٹھ بیٹھے  
نہ جاتین کیوں ظفر نے مختصر کہی غزل لکھی

(۲۷۲)

بہت کچھ ہم نے سمجھا یا مگر انکی بلا سمجھے  
انہیں جو کچھ بھی ہم سمجھے مگر وہ ہم کو کیا سمجھے  
یہ اوٹکی بے وفائی ہے جو ہم کو بے وفائی سمجھے  
بھلائی ہم نے کی ان سے تو کیوں اسکو پراسا سمجھے  
تم اپنی تیغ ابرو کے اشارہ کو ادا سمجھے  
ہم اپنے گھر کو دشمن کے لئے دارالشفاء سمجھے  
یہ دہو کا تھا جو ہم اس پار سی کو پار سا سمجھے  
یہ مدہوشی تھی جو دونوں کو ہم ناز و ادا سمجھے  
پہلے کو جب جڑا سمجھے جڑے کو جب پہلا سمجھے  
ستم کو ہم طبیعت کا تنہا ہی مقتضا سمجھے  
محو اسلو حضرت زرا دہ تنہا را اتقا سمجھے  
سہا کر خون ہمارا وہ اسی کو خون پہا سمجھے  
حقیقت اوٹکی یہ سمجھے کہ دونوں کو بلا سمجھے  
یہی بس ہے ہمارا خاک کو تم خاک پہا سمجھے  
سمجھ میں کچھ نہ آیا اپنے دلمیں آپ کیا سمجھے  
تہیں سمجھو پھر اسکو کوئی سمجھے تو کیا سمجھے  
کپڑا کر ہاتھ تیرا ہم اسے دستِ شفا سمجھے  
اسیر زلف کی غزل کو ہم زلفِ دوتا سمجھے

جو اپنی موت آئی ہم وِلا مرنے لگے اسپر



بتوں کے حسن کو ہم نور حق اے رہا نقاب کبھی  
 تمہارے حکم کو ہم اے تو حکم خدا ہے  
 بجز اگر خلق سے جب اسے پوچھا ہم کو کیا ہے  
 حقیقت کی خبر ہم کو ملی ہم کیا بڑا ہے  
 اگر ہم روز روشن میں تھے شمس اللہ ہی ہے  
 تری الفت کی اے محبوب بس ہو چکی جینے  
 وجود وحدت خالق کا شاہد ہے وجودنا  
 درتوبہ ہوا مسدود آنکھیں کھل گئیں اپنی  
 پھندا دشمن تو پھر ایک شکل ہو گئی آسان  
 ترے ہاتھوں میں پا کر قوت دست الہی  
 عبادت عشق کو ہم ہے اور تم نے گنہ جانا  
 کہ دور ت جب ہوئی رخصت محبت الہی دین  
 فنا ہو کر گئے ملک بقا کو جب جہان سے ہم  
 اٹھائے ہاتھ اور مانگی دُعا خالق سے رو کر  
 بڑائی کیا ہوئی اے سنگدل نہت کی ترش من  
 خفا کین ہے غلط فہمی سے اپنی منتقل میں ہم  
 ڈر کر تدعی سے منع تم کرتے ہو آئے سے  
 سمجھتے ہیں عبادت سجدہ درگاہ کو تیرے



<p>عزاداروں سے شاید کوئی اسکو مریا سمجھے جسے ذوقِ سخنِ کامل نہ ہو وہ اسکو کیا سمجھے غزل کو تیری ہم اسے ذوقِ اپنا نہ سمجھے</p>	<p>بہت روئے ہیں ونا اس غزل میں چرخِ غلام مذاقِ شاعری کچھ اور ہے ذوقِ سخنور کا ہوا درِ طبیعت سے جو ہر اک قافیہ موزون</p>
<p>بہتچھین غلط فہمی ہوئی جب درگاہِ کین گھبین ہم اسکی ناخوشی کو اسے تو لا عینِ ضابطہ سمجھے</p>	<p>بہتچھین غلط فہمی ہوئی جب درگاہِ کین گھبین ہم اسکی ناخوشی کو اسے تو لا عینِ ضابطہ سمجھے</p>
<p>وہ برائی میں بھی عالم کا بھلا کرتی ہے آنکھ کیوں غیر سے اسے یا رٹا کرتی ہے جان میری مریجان شکر خدا کرتی ہے چاکِ زخمِ دلِ عاشق جو سیا کرتی ہے پھر زبان میری ترا نام لیا کرتی ہے رات دن اشک کے دریا میں چلا کرتی ہے خوفِ خالق سے کراے زلف یہ کیا کرتی ہے کیوں صبا تیرے تجسّس میں رہا کرتی ہے ناک میں کیوں تری دذرات رہا کرتی ہے رات بھر فکر میں وہ اسکی رہا کرتی ہے رہ نہی رات میں وہ زلف کیا کرتی ہے زلف اُلجھی ہوئی ہر وقت رہا کرتی ہے کیا ستم مجھ پر تری کالی بلا کرتی ہے وہ تو دذرات یہی کام کیا کرتی ہے</p>	<p>جہِ طبیعت مریجان خوفِ خدا کرتی ہے شرمِ عاشق سے اگر تیری جیا کرتی ہے قتل سے تو بھی بچا اور بچی جسان اپنی ہے وہ تارنگہ و سوزن مگر گانگی مشین جب پری آتی ہے سر پر تو دہائی کے لئے آتش و لکی حرارت سے دُخانی کشتی بیگناہوں کے گلے میں ہے ٹھگلو کی بچا سی زلفِ سنبل سے وہ کیوں لونجھین لیتی لے لے لے نظرِ بد سے خدا بچا کو بچائے اسے جان خراہشِ زلف ہے یہ دام میں پھانسی بچو کیسی جرات ہے لئے ہاتھ میں عارض کا چرخ میں حقیقت سے خبر دار ہوں اسکی مجھ سے یاد میں زلف کی رہتا ہوں پریشان شب بھر جان لینے میں ہے مشاقِ تری بے جی</p>



<p>رات بھر یہ شبِ فرقت میں بجا کرتی ہے میل کی طرح یہ ذرات چلا کرتی ہے پانچ وقتوں کی نمازوں کو قضا کرتی ہے آنکھ تیری مدد دستِ قضا کرتی ہے بدو غایکوں میں سے حق میں تو کیا کرتی ہے میری نفرت یہ بھی تدبیر کیسا کرتی ہے</p>	<p>ساعتِ دلیں ہے نالوں کی مرے بیلری آہِ انجن ہے تو نالوں سے ہے ریلو کی قطار دن میں دس بار اسے زاہدِ بڑی میٹھی وہ تو آتی ہے یہ سینے میں آتے جاتی ہے اسے دعا تجھ کو سنا ہے تیری بے اثری تیری قدرت نے بنایا ہے مدد ہر سکو</p>
<p>یہ دِلّی کی ہے محبت کا اثر اسے دلبر تجھ پہ اپنے کو مرجھان فدا کرتی ہے</p>	
<p>کیوں نسیمِ سحری روز چلا کرتی ہے آنکھ تیری جوا داون کی ادا کرتی ہے بد مزاجی تری ایجان جفا کرتی ہے اسے ادا تجھ سے کسی جان کی اب نہیں تیری انگلی کی ادا پر ہے فدا عالمِ بین اگلے بلبل کے بدن میں دے لگاتی ہے مدام دیکھ نکلتا نہیں ایجان تیرے جو بن کا ابھار زندہ درگور ہوں تیرے بین نہیں کچھ دم باقی تیرے حلقوں کے ہم اسے زلفِ کن پائیں ہے تو سلامت رہے قسمت میں مری خوشبخت جب کہی غیر سے ملکر تو ہنسنا کرتا ہے</p>	<p>دستِ قضا یہ پاؤں گلستان میں کیا کرتی ہے جانِ جانِ مجھ سے ستم تیری ادا کرتی ہے تجھ کو ماتحت کسی عاشق سے خفا کرتی ہے اوری ظالم تو فوراً دیکھ یہ کیسا کرتی ہے تیرے عاشق کو وہ انگشت نما کرتی ہے آتشِ اسے روزی گلزارِ صبا کرتی ہے تنگ عاشق کو تیری تنگ قفسا کرتی ہے اے لیجانے میں کیوں دیر قضا کرتی ہے پاؤں میں بن کے تو زنجیر پڑا کرتی ہے یہ دعا شام و سحر لب پہ رہا کرتی ہے تجھ پہ کھلی ترستے دانتوں کی گرا کرتی ہے</p>



<p>ساری محنت مری مٹی میں ملا کرتی ہے  تہمت اک روز نئی ہمیشہ لگا کرتی ہے  یہاں تہمت ہے کہ وعدے کو وفا کرتی ہے  تیری بندوق نشانے پہ خطا کرتی ہے  موت آنکھوں میں مریجان پہا کرتی ہے  کیون وہ آتی نہیں جیت کی دعا کرتی ہے  بال کی کمال جو محفل میں کھچا کرتی ہے  دیکھ کر عقل مری دنگ رہا کرتی ہے  آپکے حق میں شبِ روز دعا کرتی ہے</p>	<p>خاک آنکھوں میں مری ڈال رہا ہے دشمن  ناؤ میں خاک اڑانا انھیں آتہ ہے بہت  جیلہ بازی تری لاتی ہے اگر غیر کو ساتھ  صید پر رحم کے آثار نظر آتے ہیں  دیکھ کر خنجر خوریز کا چلنا میری  ماجر کیا ہے مری موت کو ڈر کس کا ہے  تذکرہ موسے کمر کا ہے قیدی کس کے  کیون نہ حیرت ہو مجھے آئینہ رو کے منہ کو  زندہ درگور ہے تن میں مریجان جان مری</p>
<p>قسمت خفتہ دلا رات کی بے خوابی میں  بخت بیدار سے کچھ کام لیا کرتی ہے</p>	
<p>دیکھتا ہوں اری تلوار تو کیا کرتی ہے  تیری قامت توقیامت ہی پیا کرتی ہے  ہمیشہ تہمت نئی ہر روز لگا کرتی ہے  چشم بیمار علاج مرنے کرتی ہے  محض الکی حرکت سے وہ چلا کرتی ہے  یہ وہ شبنم ہے جو آنکھوں سے گرا کرتی ہے  اس کا سکن نہیں دل لب پہ رہا کرتی ہے  یہ سبب ہے جو مری خاک اڑا کرتی ہے</p>	<p>ہے زبان تیر بہت کچھ دکھا کرتی ہے (۳۶۶)  جب طبیعت تری محفل سے اٹھا کرتی ہے  ہے اس ناؤ میں کیون خاک اڑا کرتی ہے  تیرے بیمار کو ہے شوق شفا خانہ عشق  آسکے جو ہر سے کہلا نبض کی رفتار کا راز  ترو تازہ ہے مریے اشک سے تیرا چین  وہ ہونڈا کیون ہے مریجان کو ظالم ولین  تیرے کوپے کی تسمین ہوئی وہ برباد</p>



<p>میں ہوں آئینہ حیرت تیری کا کل کے لئے ایک ٹھوکری ڈھا دیتی ہے سو قبر و نکو کچھ نئی بات نہیں غیر سے کا ناچھوسی قتل عاشق پہنگی ہے جو طبیعت تیری پوچھتے کیوں ہو مریحان ٹہکانا اس کا میں بھلائی تیری کرتا ہوں طبیعت تیری آج آئیگا کبوتر خط و لدا رکے ساتھ میری تقدیر کا سودا ہے یہی جان مری وصل کے دن لب جان بخش کی حاجت ہے خیر ہے کس کا یہ صدقہ ہے نصیب اعدا مجتہد کج ہن کیوں ساغر کے پیرو</p>	<p>جب بگڑتی ہے وہ مجھ سے تو بنا کرتی ہے واہ کیا طوف مزار شہد اکرتی ہے یار کے ساتھ ہمیشہ سے ہو اکرتی ہے بے خبر ہے وہ خدا جانے یہ کیا کرتی ہے کوئے جانان میں مریحان رہا کرتی ہے گر بُرائی میری کرتی ہے بُرا کرتی ہے کئی دن سے یہ خبر روزِ شرا کرتی ہے تیری بخش مریحان بول لیا کرتی ہے شبِ وفات مریحان تن سے جدا کرتی ہے زلف کیوں اپنے مقصد کو رہا کرتی ہے کیوں بہا کبات میں تسلید مہا کرتی ہے</p>
<p>شکر ہے کم ترک الاول للآخر کا غزل رفتہ بھی تعریفِ قولا کرتی ہے</p>	
<p>خدا جو عاشق تین بنا تو عاشق چار یا ہوئے جو ہم کو عاشق خدا بنا تو عاشق کرو گار ہوئے وہ جلوہ آفرین نام و منزل جو نہر صفا نہا ہوئے جو میری آہوں کے ہم زمین میں رہے تو عاشق ہوئے خدا خط سبزِ عنبرین پر تین میں جب سفرِ راز ہوئے یہی ہے سرِ لمین اک تمنا کبھی جرنے و جا ہوئے</p>	<p>جو تین تین سے ہیں ملا تو جاراں دا سے سار ہوئے ہو ہم کو معشوق کر دکھا تا جیسا کہ درگاہ ہوئے تو ماہِ کامل میں ماہِ کامل فرغِ یلین نہا ہوئے میری ہر آہ آتشین میں نفس کے سو شہر ہوئے تو ان کے خسا پر گلِ ریزین پر غنچے نثار ہوئے پھر نکلتا تھو نہ یہ دیکھ بوسہ لے کے ہم ہمار ہوئے</p>



جو سر و دھریے انکی روتے تو اشک سے نرا لبا کرتے  
 وہ ہکو ہو کافر و دیتے وہ مہمف ہنکو سر چلتے  
 جو لکے چٹے مرے ایتے تو منہ سے انکو کیلج چلتے  
 معاف سے ہے انکو نعتِ مصافحے سے انجھین  
 نہ انکی سیر یوں چروٹے نہ اپنے جینے سے ہاتھ دھوتے  
 جو ہم سیت بنکے پڑتے پڑتے اٹریاں پکڑتے  
 جو ساقی خوش خرام ہوتا تو ہے پچھا سحر موتا  
 آتے آفتان سے جب سارے کرن سے غریب کھڑے  
 خیال میں انکے ہم نہ سوتے نگہ کے تیر و نسے خون کے  
 نہ نقص بیان میں بھی بھلائی نہ ہونے پائی کوئی برائی  
 جو انکی تیغ نگاہ چلتی قضا ہماری کبھی نہ ملتی  
 اوہر ہے آئینکا انکو ایقان اوہر ہے جایکا ایلین کا  
 جواپنا دل لایہم کو دیتے تو جان و دل سے ہم کو لیتے

جو اپنی آہوں سے گرم ہوتے کسی کے دکھا بخار ہوتے  
 یقین نہ عدو کا کر ہی لیتے جو ہم بھی کوئی گنوار ہوتے  
 جو میری آنکھوں سے بہ نکلتے تو پھیل کر جو بنا ہوتے  
 نہ بھی کچھ اخلاق کی ضرورت وہ ہم سے کیوں بکنا ہوتے  
 جو اسقدر سنگدل نہ ہوتے خوشی سے ہم شکبار ہوتے  
 جو نشے کی طرح چہرہ ہے کسی کے سر پر سوار ہوتے  
 تمھاری آنکھوں کا جام ہوتا تو ہم بھی پھر بادہ خواہ ہوتے  
 تو عارضِ زلف سے تمھارے ہمارے لیل و نھاہ ہوتے  
 ستم کے ڈبا نیکو خوب ہوتے کمر میں بھی دکھا رہتے  
 نہ سے ہوتی یہ بیرو فانی نہ سے قول قرار ہوتے  
 کبھی جو بھولے سے آنکھ ملتی ہر کچھ ہر کچھ کا ہوتے  
 جو میرے دشمن سے ہیں یہ بیان تو پھر کیوں استوار ہوتے  
 نہ اس طرح صبر اپنا کھوتے نہ اسقدر بیقرار ہوتے

اگر چہ کرتے ہیں بت پرستی مگر کچھ ایسی ہے فاقہ سستی  
 وہ دیکے دعوت اگر بلائے تو ہم ولا روزہ دار ہوتے

جو ہم کو پتھر خدا بناتا کسی کی لوح قرار ہوتے (۲۷۸)  
 جو آتشِ غم میں وہ جلا تا کسی کی شمع قرار ہوتے  
 جو ہم کو پروانہ وہ بنا تا تو شمع و پر شاہ قرار ہوتے  
 جو آگ سے ہکو وہ گرتے ہم اپنے اشکو نکھار ہوتے  
 جو اپنی حالت جو دیکھ جاتے تو دیدہ انتظار ہوتے



زخیر نازم چلا تے نہ ہم کبھی دلفگار ہویتے  
 ہم اپنی آسوں سے گرم گائے تو عار کے غضب کی  
 وہ اپنی صورت اگر دکھاتے وہ ہم کو عاشق اگر بناتا  
 جو خاکسار کا لطف پاتے تو خلق میں آبرو و بڑیا  
 عدو کو جیسا پتہ پاس پاتے وہ دیکھ کر سکھ سدا  
 اگر کسی وزیر نجاتے تو یاد بھی آکھونہ آتے  
 عدو سے گردہ بگڑی جاتے خوشی خوشی سکوڑتے  
 کسی کو تم اپنے گھر لاتے وہ کر کے وعدہ اگر کرتا  
 جو اشک آنکھوں سے گرم گائے تو زبان خوشی  
 وہ چوہ ہون رات میں بیتا ہے وہ دیر میں بیتا  
 وہ درد عاشق کو جان جانتے پوچھتا پوچھتا  
 جو عشق سے نکلے آتے بیشک تنگ آتا  
 کچھ نئے وعدے پہ ہی جاتے تو جو بھی خوشیاں  
 اگر محبت سے وہ بناتے تو تم بھی آکھونہ آتے  
 جیگا لیاں بکھو رہ سالتے جو انکے شکستے فاش  
 جو تیرے تیرے چلائے کجاں الفت سے، کیونہاں  
 بخت جانیکو آرتا ہے، اپنی کرتا عید  
 جی خاک پا تم کو وہ بناتے تو ہم بھی ان پریشاں  
 جی دل راہے وہ نہ آتا تو یا یہ صبر نہ جاتا

نہ تیغ انداز تم دکھاتے نہ اس طرح چھپو اور چو  
 جو جھکو تم پر اپنے ساتھ پاتے تو کیوں ہم پر غارت  
 تھا بد میں اسکو پھر چیلے تو ہم بھی بے اختیار  
 چو کہ روایں ہر گناہے تو پھر ذلیل اور خوار چو  
 جو دور سے بد نظریہ دیکھ جاتے تو کو ہم انکار چو  
 جو تیرے نام سے کہتے تھے تو پھر گلے بیٹھا چو  
 جو ہم بہت سے پاس جاتے تو انکی خاطر پر ہر چو  
 تمہیں بدین کاوش یہ تکتے دو کیوں دیکھا چو  
 سفید رنگ کو چھو چلا نہ تو نہ فرقت سے پار چو  
 دو تیرے کیسی پناہ نہ دکھاتے تو ہم و شرمسار چو  
 وہ غلام کی طرح چلتے پھر اپنی وہ ٹکڑا چو  
 یہ سنگ طغیان کا فوٹس چلے تو میں سنگ چو  
 خدا کو کو رہیہا نہ تکتے تو پھر بہت بیقرار چو  
 وہ بے بس نہ تھے وہ انکار تھے تو ہم بھی ہر شمار چو  
 وہ بے اختیار نہ تھے وہ تکتے تو یہ چسپاں اور چو  
 وہ بے اختیار نہ تھے وہ تکتے تو یہ چسپاں اور چو  
 وہ بے اختیار نہ تھے وہ تکتے تو یہ چسپاں اور چو  
 وہ بے اختیار نہ تھے وہ تکتے تو یہ چسپاں اور چو



<p>اگر وہ سیرِ حزن کو آتے ہم اپنی آنکھوں میں خون بہاتے  اگر اس جگہ آنکھوں کو دیکھ رہے تو نہ انہوں نے گھبراہٹ  وہ سیرِ کربِ حزن میں آتے وہ مثلِ غنیمت کے مسکراتے  اگر وہ تیرے نظر چلا آتے پھر اس تماشا کے دیکھ کر</p>	<p>جو دماغِ دل اپنے رنگ لاتے تو ہم بھی پھر لالہ لاکھ  جو ان کے ہاتھوں سے بھی جلتے تو پیر میں تار پڑ جاتے  خوشی سے پھر ہم بھی پھر نجات کے گلے کا پھر لگے ہاتھ  جگہ پر قلب جگر نہایتے شکافِ دوہوار ہاتھ</p>
<p>جو قہرِ بھیر اس جہان میں آتے تو انہوں نے اپنی ہم سنگ  وہ فاش گرد کی بڑا تے جھان میں ہم باوقار ہو گئے</p>	
<p>میں حسنین جبریں محمد حنی ثناء کس کے  خوش نگاہی سے کھلے کل باغ میں پھرتے  اگر گئے ہوشِ ذہنی آنکھ سے جب نرگس  بڑگئی آنکھ جو اسپر تو کھلی آنکھ اس کی  آج اس بزم میں وہ نورِ ناز آتا ہے  نیکیا دامنِ گل آوازِ آواز میں  ہم نے دیکھا نہ سنا کوئی شہر ایسا  دل گیا صبر گیا غفلت گئی جان گئی  گیر و دار دل عاشق میں یہ رفیقِ ورن  وشنِ دوست میں بگڑے ہوئے چہرے ہیں  کھالے پانی کی سزا اس سے نہ بہہ رہے  یہ سب محض کاویا جس پہ لکھنا نہ  سحرِ بزم کا اثر آنکھ میں بہتا ہے سحر</p>	<p>۱۲۶۹  کشتہ محسرت دیدار تھے جو نرگس کے  آج میں نورِ نظر آپ اسی نرگس کے  رنگِ عارض سے اگل تر بھی ہیں سے کس  بخت خوابیدہ بھی بیدار ہوئے نرگس کے  چشمِ بر راہ میں ارباب بصیرت جسکے  قلب میں جسم سے اترے پیرے گیسو کے  ہائے اس عشق میں ہم پڑ گئے پائے کسکے  چل دیا وہ تو مہرے پاس سے چاروں کسکے  ہیں دوسرے کر دہ عیار سٹی پولس کے  پاؤں میں اس کے ٹروں یا ہوں قد بوس کے  ہم پریشان ہیں گرفتار ہیں اس عمارت کے  شعشعہ رواور ہے پروانے ہم جس کے  ہم ہیں قربانِ دل و جان سے تہائی کے</p>



اپنا کیا کام ہے یاں جلتے ہیں لے صدقہ  
خون ہے تا نفس سے نہ نکشن ہو جا کے  
اشہبِ ناز کسی کا ہے ہوا پر اسے زلف  
میں بھری آنکھ کو جان بچانا شکل  
قالبِ مامیتِ دغِ دل آنکھیں تیری  
وہ رے انصاف کہ بے جرم کو دیتا ہے سزا  
سنگدل جذبِ محبت کے اثر سے سارے  
خسر و ملکِ سخن آپ ہیں دے نہ کرے تشار  
عشوہ و ناز ہیں ظالم تو سنگمر انداز  
دیکھ کر محبتِ شرع کو مینا نے میں  
سنگدل ہاتھ رنگے خون سے اس کے تونے  
اُس پہ عاشق ہوں دل جان سے جیناں  
ہے سیمِ حال ترے شربتِ بیمار جنوں  
قتل کروں میں عدو کو تو بچیں ہم دونو  
کر کے شخص جو کہتا ہے تپ محرق ہے  
اسے سیمِ عاشق کو ہے یا بھکھو جنوں  
یگیا یا رعدِ آج تری ناک کا بال  
چاکرِ عشق رہا یا رین بقیں برس  
نقدِ دل دیکھ کے کہتے ہیں زرقِ لب اسکو

اپنے دشمن ہیں اراکین تری مجلس کے  
یہ سبب ہے جو نگہبان ہیں وہ آثارِ فس کے  
آزاریاں ہے نیاں تھیں اس فارس کے  
کشتہِ پنجہ تیرا بے بین جو اس میں کے  
عکس سے اندر ترسان بگٹے سکے مس کے  
جانِ دلا رتِ موسیٰ قرآنِ تم جنتِ مس کے  
آہنی جان ہونے قابل ترے قیظ کے  
ہم نکل خور و فادارِ یوہا کینس کے  
میر بچاں نہ ہی کو جو رسوں کس کس کے  
اڑ گئے تیرے تو پھر حضرتِ زاہد کے  
رہ گئی بسے سنا تیرے ستم سے پس کے  
وہ چلا بہنے تے فاش میں اگر پیر کے  
آپ نے نہ آنکھیں ادویہ یا بس کے  
دل میں رہ رہ کے یہ آتا ہے ترے فوس کے  
میرے بانس میں قربان ہوں تیری جس کے  
کیون رہے سر پہ لگا تلب تو صندل گیس کے  
آستانِ تیرے ناک اپنی بہت گیس کے  
کھانڈے میں میرے دانت مری برس کے  
ولنگان آپ بنے مشتری مجلس کے



مایہ ناز ہے دس شعر کی موت کی غزل | ہے یہ عالم کا بیان ہم نہین قائل اس کے

بدی عشق کا دشمن ہے مقابل عاشق  
کیسے بھڑا ہے یہ قابل ہے ولا دشمن کے

وہ سرچنے ہیں ہمیشہ کلام سے پہلے | وہ گھورتے ہیں جواب سلام سے پھلے  
کسی پر کرتے ہیں شفقت کلام سے پہلے | کسی کو کرتے ہیں رخصت سلام سے پھلے  
یہ واپسی کا اشارہ ہے یا کوئی اخلاق | جو ہاتھ اٹھاتے ہو میرے سلام سے پھلے  
سلام ایسی ملاقات اور محبت کو | وہ روکتے ہیں پیام و سلام سے پھلے  
نماز کیسا ہوئی زاہد جو آج پھر پھر کر | کسی کو دیکھ رہا ہے سلام سے پھلے  
جراگئے جی میں کرین میری داستان سکر | وہ روکتے ہیں مجھے کیون کلام سے پھلے  
وفا سے وعدہ پیمان کا اونکے کیا کہنا | مکر ہی جاتے ہیں اپنے کلام سے پھلے  
مغلطات کی برداشت اب نہین ہم کو | زبان اپنی سنبھالو کلام سے پھلے  
کسی کے نام سے کرتے ہیں ہم بھی بسم اللہ | کسی کی یاد میں ہر ایک کام سے پھلے  
بنا کر تے ہیں ہم ساتھ ساتھ مجھ پر عتاب | نبٹ تو لو مر بجان اپنے کام سے پھلے  
وہیں سے دیکھ کے قاصد کو پھر بگڑیے | خفا وہ ہو گئے عرض پیام سے پھلے  
ابھی تو حکم ہوا پھر یہ دوسرا فرمان | سنبھل تو جاؤں ذرا ایک کام سے پھلے  
طفیل غیر وہ راعب ہیں اب بھدا اللہ | چرخ پاتھے جو عاشق کے نام سے پھلے  
عدو سے پوچھ رہے ہیں یہ کون ہے گویا | وہ آشنا ہی نہ تھے میرے نام سے پھلے  
وہ کون ہے جسے تم پوچھتے ہو رہ رہ کر | خبر تو دو مجھے دشمن کے نام سے پھلے  
چٹھراؤ لگا میں پھر اپنے عدو کے منہ میں لگام | سمجھ تو لون میں ذرا بد لگام سے پھلے



<p>رہے وہ خانہ خسرو الیٰ بن بام سے پھلے          حلالِ دستہ رز تھی حسرام سے پھلے          عبث ڈراتے ہو تم انتقام سے پھلے          ملے وہ دشمن صورت حسرام سے پھلے          اٹھا رہے ہیں ہمیں آج شام سے پھلے          کہیں گے ہیں وہ بن ہن کے شام سے پھلے          خفا کبھی نہ ہوئے تھے غلام سے پھلے          نہ سابقہ تھا کبھی روک تھام سے پھلے          نما رڑھ بنے لگا دو ورجام سے پھلے          ملے نہ تھے وہ حضورِ نظام سے پھلے          کرو نہ ترک کبھی اختتام سے پھلے          ملے ہیں ہم ترے نازک خرام سے پھلے          وہ چھڑتے ہیں عبث الیام سے پھلے          نما رجات ابرا تیرے دام سے پھلے</p>	<p>ہمارے اشک بستے ہیں بن کے ڈیناٹ          نکلج باد کے دیدی مسلاق و تاضی نے          مرے ہوسے ہیں کسی پر کرد جی چاہے          حلال ہو گئے اور دل میں کنگے رہ گئے ہم          خدا ہی خیر کرے شکوہ کی دعوت ہے          گئے جو وعدے پہ جہ لوگ ہنسکے کہنے لگے          خطا صاف بگڑی تھی وجہ کچھ تو کھو          ہوا ہے ناک میں دم آج تیرے دربان سے          تمہارے ساعفِ مخمور پر خدا عاشق          جو دیکھتے تو سمجھتے کہ کون ہے محبوب          لگا کو ہاتھ کسی کام کو تو استاد و          کیا تخیلِ رفتار نماز نے پامال          امری جرات و لکھو لب نمک ترا سے          کسی سے مرغِ دل اسے زلفِ چہرہ لکھا</p>
<p>خطِ و لا کی بھین اس نرینہ میں اسے قلاغ          غزل ہے اسکی تمہارے کلام سے پھلے</p>	
<p>۱۲۹۱۱          سیری بخش نظر آتی ہے خطا سے پھلے          یاد آتی ہے سزا کو خطا سے پھلے          چوستے بھی پوچھ لیا کرتو سزا سے پھلے</p>	<p>دگر کی خبر آتی ہی سزا سے پھلے          تحوتِ آفتِ مہر و لیدج جا سے پھلے          نام لیتا ہوں معافی میں نشا سے پھلے</p>



خندہ روی ہے تری میری عاؤں کا اثر  
بعد سننے کے کھو گنا جو ہے دکھا مطلب  
آپ بیٹی میں کھا چاہتا تھا غیر کے بعد  
بعد مغرب نہ کھلا راز سیہ مستی کا  
پیتے ہیں خون جگر کھاتے ہیں غم جان سے  
یہ اثر ہے مر بجان تیری ہو اجونی کا  
استخوان میرے چلے ہیں سنگِ دبان نے  
تھیں سراپا کے لئے ایسی کھان تیشہ بین  
ہوش اپنے جو سنبھالے تو ہو ہے ہم بھوش  
دیکھ کر اس لبِ جان بخش کو ہم مان گئے  
ہم قصبہ ترے اوصاف کا لکھیں گے نہ رو  
کیون تری تیج نگہ کرنے کی قطع نظر  
آستین آہ سے پایا کہ نکلتی ہے فغان  
ہم عدم سے ہو بہ منت کش تسلیم وجود  
لے چکے ہیں ترے بچپن میں لبوں کے بوسے  
خوف باقی نہ رہا اب تو قیامت کا ہمیں

خوب روتا ہوں مر بجان عا سے پہلے  
جکڑا نگاہ تو کر اپنی رضا سے پہلے  
جب ہے اصرار تو کھد و نکھلا سے پہلے  
سورما زاہد مکار عشا سے پہلے  
ہضم بگڑا ہے ٹھلے ہیں غذا سے پہلے  
زلف کی بو مجھے آتی ہے صبا سے پہلے  
ذوق بڑی کا ملا اس کو ہما سے پہلے  
منزلت آپ کی کب تھی شعرا سے پہلے  
تھیں واقف تھے ترے ناز و ادا سے پہلے  
تھی عقیدت نہ ہمیں دسبت شفا سے پہلے  
یہ ہے تشیب غنبل مدح و ثنا سے پہلے  
تھی وہ دو چار قدم تیج ادا سے پہلے  
نظر آتی ہے چمک ہم کو صدا سے پہلے  
کبھی واقف ہی نہ تھے ملک فنا سے پہلے  
لطف پایا ہے بہت شرم و حیا سے پہلے  
یہیں ملتی ہے سترار و جزا سے پہلے

کیا محبت تھی مر بجان کسی غیر کے ساتھ  
کیا عداوت کبھی ایسی تھی والا سے پہلے

آنکھ عاشق کی لڑی شرم و حیا سے پہلے (۲۸۲) پھر وہ عارض ہے پڑی زلفا رسا سے پہلے



ہم مرنگے نہ کبھی تیری رضا سے پھلے  
 مرچے ہیں مرجان اپنی قضا سے پھلے  
 ہوں میں بیمار وہ آئے ہیں عیادت کیلئے  
 ہاتھ اٹھاتا ہوں تو عارض سے ہٹانے لگا  
 کیون لگا کر وہ لھو لکج شجیدوں میں ملی  
 قبل بیان وہ کہا کرتے ہیں انشاء اللہ  
 آج کل ہوں میں گرفتار تیری زلفوں کا  
 روکنے کے لئے لیتا ہوں بلا میں نے زلف  
 اپنے ہاتھوں میں عیان بے اثر کیے سامان  
 کام قبیل کا دیتا ہے فروغ عارض  
 تیرے آنے کی خبر تیرے ہوا جو کو ملی  
 پتلیاں ویدہ عاشق کی پھر کرتی ہیں  
 آپ میں حسن خدا واد میں اپنی ہی مثال  
 اے سچا کر و نبض سے تشخیص مرض  
 بان طبعیہ کسی جستار کی جستارچی کا  
 ہر قدم پر وہ کیا کرتے ہیں اب کشف قبور  
 انکے پیچھے ہے عدو وعدے پائے میں رُو  
 خضر ہو کے سے ہرے لاک فنا میں مجسوس  
 جتہد ناک دریا پے ہیں ہم سا جدید

زندہ در گور ہیں گو اپنی قضا سے پھلے  
 لگئی ہم کو سزار و جزا سے پھلے  
 لکھا موت بھی آتے ہیں قضا سے پھلے  
 ہے یہ عارض کا اثر عرض دے سے پھلے  
 خون عاشق نے رنگ ہاتھ حنا سے پھلے  
 شرط جس طرح سے ہوتی ہے جزا سے پھلے  
 سابقہ تھا نہ کبھی دام بلا سے پھلے  
 کام کر جاتی ہے تورا بلا سے پھلے  
 دست بردار اثر سے میں دعا سے پھلے  
 ہے وہ دو چار قدم ماہ نقاسے پھلے  
 آگیا باغ میں وہ باد صبا سے پھلے  
 تیرے کوپتے کی طرف قبلہ نما سے پھلے  
 جس طرح ذات خدا کی تھی خدا سے پھلے  
 پوچھ لو وجہ تمارض مرضا سے پھلے  
 شورہ چاہئے تجویز دوا سے پھلے  
 انکو کاوش تھی مزار شہد اسے پھلے  
 بے وصالی لڑا آتی ہے وفات سے پھلے  
 تھے نہ واقف اثر آب بقا سے پھلے  
 تم بھی کرتے تھے ہی خاک شفا سے پھلے



حیدر آباد پہ وصالق نہ ہوا فیض آباد  
اگرچہ گزرے ہیں وہاں رند و آلا سے پہلے

عارض سے تری زلف و صاحبِ اثر آئی (۱۲۸۳) عاشق کو ترے اسکی خیر تار پر آئی  
خطرِ دل میں آیا تو خیر تار پر آئی  
عاشق کو نظر جب تری رخ نظر آئی  
جب جو نگہ لگی آنکھ کے سر نو کی چرائی  
لیجائیگا خوشبو چستان کو اڑا کر  
دلبر ترے قفسے میں گئی میری تمنا  
جب بجا ملا تھانہ جواب خط عاشق  
آگے اسے جانے نہ دیا ہاے فلک نے  
بعداً سر ماکن فیکون شد شدہ باشند  
بے خود ہو آگے کی خبر پا کے تمھارے  
رکنے نہ دیا چشمہ جاری کو کسی وقت  
اسے عشق میں بے بس بن کہ مجھ پر بھیجتا  
ہے چشمہ جاری تری فرقت میں مری آنکھ  
رورو کے مین مایوس ہوا وصل سے تیرے  
نام اُس کا ہوا زلف صبا زلف سے تیری  
جوشِ دل محزون سے ٹپکنے لگے آنسو  
کیون وقت پہ آیا نصین کو کوئی نہ کوئی

دکھو میرے ان دونوں سے پہلے خبر آئی  
یہ دکھو ہوا اس کے یقین جان پر آئی  
اُس سبزہ عارض کی حقیقت نظر آئی  
زلفین جو کھلین اسکی نسیم سحر آئی  
خوش ہوں میں ترے دلکی تمنا جو بر آئی  
پھر موت تجھے کیون نہ مرے نامہ بر آئی  
واپس ترے عاشق کی وعابے اثر آئی  
ہم مر گئے دشمن کی تمنا ہی بر آئی  
اپنی نہ رہی مجکو خبر جب خبر آئی  
رورو کے بہا یا جو مری آنکھ بھر آئی  
ہو سکتی نہیں مجھ سے تری عہدہ بر آئی  
بہرہ کر ہوئی خالی تو تہ دل سے بھر آئی  
جب تفرقہ پردازی گردون نظر آئی  
بُو لیکے چن مین جو نسیم سحر آئی  
کھولے ہوے دہن جو مری چشم تر آئی  
مشکل تجھے درمیش ارے نامہ بر آئی



تسخیر کی فکر دن سے بچے جنگلے حامل	اس شیشہ دلمین و مہری جب اتر آئی
یہ جان بے سرق تو قولا زندہ گیور راست	اسے عمر جہان یہ کہ پر سرعت بسر آئی
<p>بھولے سے ادھر آج سواری کدھر آئی (۱۲۸۳)</p> <p>جب مر گئے ہم رنج کی انکے خیر آئی</p> <p>فرقت میں مری آہ رسا کام کر آئی</p> <p>تلوار تری جب مرے پھلو میں در آئی</p> <p>پھر حضرت زابد کو خضابو کی جوئی منکر</p> <p>وہ آئے تو آئے آئے حد کو مرے ہمراہ</p> <p>تھا نور کا پتلا مری آنکھیں میں شب وصل</p> <p>رونے سے ہوا دور مرا ساحل مقصد</p> <p>یہ چاند سی صورت جو ہوئی اسکے مقابل</p> <p>کرنی ہی پڑی ٹاکیوں کی آج خوشامد</p> <p>یہ تیری محبت تھی جو اب گر پڑ سکین</p> <p>ہم جلتے ہیں دنیا سے کچھ چھوڑ کے دلدار</p> <p>دنیا سے جو ہم جانے لگے ترک گئے سنکر</p> <p>چلتے جو ملکی تیغ و دو دم آپ کی مجھ پر</p> <p>پانی تری تلوار کا گزرا مرے سر سے</p> <p>چلتے لگے وہ تیر نظر تو ہے نشانہ</p>	<p>امیت سے بڑھ کر مری ایتھد بر آئی</p> <p>کیا آئی پس رطبت عاشق اگر آئی</p> <p>شملوں میں تھپی رات تو سمجھا احسا آئی</p> <p>نوک اسکی مرے دلمین جگر میں اتر آئی</p> <p>جب آپکی داڑھی میں سپیدی نظر آئی</p> <p>میں جل ہی دیا اپنی خوشامد نظر آئی</p> <p>عصا کی تر سے کچھ نہ علامت نظر آئی</p> <p>اسے دیدہ تر چپ گئی آنکھوں سے تر آئی</p> <p>تعدیر تری لوت فلک پر اتر آئی</p> <p>چٹخیں مرے دلدار کی جب ٹو اک پر آئی</p> <p>گھر پنا بہت دور سے تو وہ ہونڈ کر آئی</p> <p>انوس بت یہ دلکی تمنا نہ بر آئی</p> <p>جانا ترے آنے کی خبر وقت پر آئی</p> <p>کام آئی مری آہ جو نیک سپر آئی</p> <p>لہر اسکی مہرجان تری باک پر آئی</p> <p>تیا ہو باری تری اب او جگر آئی</p>



ہم بے خبری سے ہوئے ہیشا بہت کچھ رہتے ہیں گنہگارِ تیرے فضل کے طالب خوشید لب لبابِ کمون منتظرِ تست ترسم کہ نہ سچی بسر ہوے میانش	میشیاری دشمن کی جو ہم کو خبر آئی مشکل ہے طبیعت جو تیری عدل پر آئی بر سرِ بھد پاسے تو چون بامِ بر آئی اسے زلف از نیسان چو بد و بر کمر آئی
--	---

دشمن پہ پڑ ہا فاقہ خیر خوشی سے  
جب جھکو تو لا موت کی اس کی خبر آئی

المنۃ لیلۃ کہ امتیہد بر آئی جب اپنی طبیعت کسی دلدار پر آئی کیون زلف تری خواب میں جھکو نظر آئی ای جانِ محبت جو تری جوش کر آئی الزام کو تھو یا مرے سر روپ بد لکھ یاں قوت برقی سے دل زار کے بے تار انوار سے پھر ہو گئی آنکھوں میں چکا چونہ یہ دورِ تسلسل ہے کہ روتے رہے دن بھر دل ہم نے دیا جان کو لو ہاتھ سے اپنے صدِ شکر کہ کہا کہا کے ترے پاؤں کی ٹھوکر پٹو نگا محبت سے کمر بند کی صورت بے خوابے فرقت نے شب وصل ستایا خالی جو ہوا آج تر سے غم سے مرادل	قسمت سے مجھے یار کی صورت نظر آئی بس ہو رہے ہم یا را دہر کے جدِ سر آئی کیون آج بلا ہو کے پری میرے سر آئی وہ چوٹ جو دلپیر تھی ہمارے اُبھر آئی دشمن کو برارت کی یہ صورت نظر آئی ہم کو ترے آنے کی خبر نامہ بر آئی جب جھکو تری چاند سی صورت نظر آئی جب کٹ گئی غم میں شبِ ہجران سحر آئی وہ مال تھا اپنا یہ امانت ہے پر آئی اب اپنی طبیعت مرچبان راہ پر آئی قسمت سے اگر ہاتھ مرے وہ کمر آئی کیون نیند مجھے اے مرجبان اسقدر آئی آنکھوں میں شب وصل مری نیند بھر آئی
--	--



<p>دل تھا مرے پھلو میں اور آغوش میں لگا کیون آئی شب وصل سحر وقت سے پہلے کیا بات ہے کیون ہو گئی کوتاہ شب وصل سُن پایا ہے شاید مرے مے شرق کا آنا تھا وصل میں یہ جوش تری آنکھ کی تلوار آئینہ عارض نے تعجب کو مٹا یا جب مرنے لگا میں تو تری تیغ نگہ سے وہ تیری ادا اور اداؤں کی نزاکت مارا کند از خوش برون وصل تو جانان در ہجر گل اندام بائیں من اسے گل</p>	<p>راحت سے بہت نیند مجھے رات بھر آئی لو گھا تری زلفوں سے خیر پھر اگر آئی حیران ہوں کیون وقت سے پہلے تیرا اسے بخودی عشق بتاتا تو کہ بہر آئی بھر پور ڈاہا تھ تو دل تک اور آئی عاشق کی تری شکل جیسے لالہ نظر آئی کرتی ہوئی کیون موت میری احسن آئی آنکھوں سے تری دل میں جہاں سے لڑائی زنگیونہ اگر دربر مابہ نہ سر آئی ابلیل بفرق تو کون نغمہ سرائی</p>
---	--

اس بحر میں دیکھی جو غزل زندگی ہم سے

پھر اپنی طبیعت بھی قولا جوش پر آئی

نکالے

<p>اگر تیری کمان ابرو پر خم سے خم کھلے تھارے خون سے اسے بار پنا کیوں دم سمند ناز پر ایک تازیانہ ہو جو زلفوں کا سمجھ کر بے خبر ہم کو عدوس وصل کی ٹھہری قلم و عشق کی وہ ہے سخندان جسکے ہن عام بنی آدم میں ہم جنت ہے جاناں کی کھنفل بظاہر ہم نے سمجھا زلف کو اک ریل کی ٹھہری</p>	<p>غضب ہو جلت اس تلوار سے تیغ دو دم ہمارے حق میں تم اسے مہر بان تیغ دم تو میدانِ شہستان کیوں میں بھرت دم نکالے غضب نے نہ پایا اتنی خلوت میں تم نکالے سخن و عشق کے عالم میں مرفوع القلم نکالے نکالے وہ گئے اور ذلت و خواری سے ہم نکالے اگر چلنے لگے آگے تو لاکھوں پیچ و خم نکالے</p>
---	---



مے آگے عدوے ناتوانی کی حقیقت  
 کچھ ایسے سنگدل ہیں وصل کیوں ہونے لگا  
 ارادہ جب سنا ہم نے ترے ڈویل لڑا  
 اٹھے سب ہڑا کر نصف شب میں پڑ گئے  
 ٹوٹے پڑ پر دشمن کے گھر جاتے ہو چھپکے  
 رسائی ہو فلک تک اس کندیش سما کی  
 جو جس دم کا عادی میں نہ ہوا دم کھڑے  
 صف عشاق میں جانا زکی گریہ نکلا  
 ہونی ساری خدائی اک طرف تم اک طرف بچا

بکڑ لون ناک جب اسکی تو پھر گشت گشت کچھ  
 اگر بوسہ بھی اک مانگوں تو پھر حضرت کا دم  
 رفو چکر تھا دشمن ٹھوک کر ہم جبکہ خم کئے  
 وہ کوٹھے پر جوش آفتاب صبح دم کئے  
 شب پیمان جو مینابی میں اپنے گھر سے ہم  
 تھاری زلف پیمان کا اگر یہ سوچ وہم کئے  
 نہ دم بھر چین تھا مجھ کو جو نالے دبدب کئے  
 نہ بڑ بکر ہم سے کوئی شائق تیغ ستر کئے  
 کسی کی کچھ نہ چلنے پائی ایسے ہٹ دہر کئے

کسی کے غم میں ماتم کر رہے تھے ولا ہم بھی  
 وہ کوٹھے پر کھڑے تھے سر بہنہ جب علم کئے

تھارے عشق میں ثابت قدم دنیا میں ہم  
 نکلنے کو تو لاکھوں سعی کچھ بیش و کم کئے  
 نکلوانے بڑی دلت سے گریہ خود نہ اٹھ جاتے  
 خلش باقی رہے جب تک پناہ ہے سوزن مرگاتے  
 وہ فرمانے لگے دشمن سے میری ہمتان بکر  
 سمندر تیرا ماتا ہے کیوں مے دلان  
 تھکے تھے رات خلوت میں غنیمت ہے ملاؤ  
 کھلا اب چاہتا ہے راز دل بے اعتباری

۲۸۷) انھیں آسان کوئی اس اہ میں ثابت قدم  
 مگر پورے تھارے امتحان میں ایک دم کئے  
 جیسی تو بندہ پروا کی محفل سے ہم کئے  
 تھیں ممکن ہے جو دل سے مرے خارا لکھ کئے  
 تعجب - یہ تو کچھ اپنے حبیب محترم کئے  
 دہلتا ہے کلیجہ یہ تو ٹانگوں کے قدم کئے  
 اثر سے اس لب جان بخش کے ہم نازہ دم کئے  
 انھیں مقصود جب یہ ہے کہ عاشق کا بھر دم کئے



<p>             عدد کے اتہ چاوت سے بہت باہر قدم نکلے              کوئی تو کام اس عاشق کا تم سے کم سے کم نکلے              اپنے سر باز جو وہ عشق میں ثابت قدم نکلے              ڈر اس کا ہے اگر کھدو کن کوئی پھلوے دم نکلے              نہ جیت ہو نہ منہ سے آپ کے جھوٹی قسم نکلے              کھینچ دھلے باہر چاہے گھر سے ہم نکلے              ہم آفس و م سے بھر کر ان پر رکھ کر قلم نکلے              کچھ اسکے قدروان نکلے تو خوبان ہم نکلے              اڑا کر ایک شیشہ اس طرح بے کیف ہم نکلے              سخن سنی میں غالب ہم تمھارے ہم قدم نکلے           </p>	<p>             بڑھایا اتھ ظالم نے تمھارے منہ لگاتے              نہ ہو گروصل بوسہ ہی سہی کچھ تو ملے ایمان              بنجین پر واسے سر بھی کب یہ نزل سربان              یہاں تے ہیں وہ پھلو و صل میں غامض ہیں منگی              سچائی اس میں ہے وعدے کی پیا کر لپٹ جاتے              یہ ٹھہری تھی کہ ہوگا وصل کا اکی خلوت میں              غزل کہنے میں ہم تھے منہمک جیسا نکال آیا              ہرے معشوقہ ہندوستان پر واسے وہ              مے وحدت کے میخواروں میں جیسے حضرت فی              یہی عزت ہے کافی ہم کو رہ رہ لگیا ایسا           </p>
<p>             ہماری خاکساری نے بنایا ہے ولا رہبر              انجیر کے ہم زمین سے صورت نقش قدم نکلے           </p>	
<p>             (۲۸۸) نکلتا ہے اگر ممکن تو ممکن ہے کہ دم نکلے              اور ہرے ہو کے جانان پا اور دشمن ہم نکلے              جب آ دم خلد سے نکلے تری محفل سے ہم نکلے              نہ دم سینے سے نکلے اور نہ دل سے رخ و غم نکلے              لبوں پر جان آ جائے ترے ہو ٹونپہ دم نکلے              وہ دروازے پر بیٹھنے کے پہنچا تھا کہ ہم نکلے              جو سید ہی ہو ستر زلفوں سے تیری پیچ و دم           </p>	<p>             نہ ارمان دل سے نکلے اور نہ ناکامی کا غم نکلے              جد ہرے غم جدا ہو گا اٹھا کر آن ہم نکلے              وہاں تھا دانہ گندم بھان تھا خال کل بوسہ              غضب یہ ہے کہ گو عاشق نہ چاہے چاہتے ہیں              مرے جلتے ہیں ہم تجھ پر اگر بوسے سے ہو سکر              آں آیا محسب کیا اسے گزری تم سمجھ جاؤ              گد و ڈرگی مثل یل ملک شام تک تیری           </p>



رہی سب بھری جب آگئے ہم زلف کے دم میں  
 نہ نکلے اس سے خنجر بس یہی ہے آرزو دہی  
 نکالے پیٹ سے پاؤں آپ نے کیا کیا جوانی کر  
 اسی تیغ و دو دم یا برو ہمد دم کا صدقہ تھا  
 سنا جب سر قلم ہوتا ہے میرا تیغ ابرو سے  
 خنجر جب ہم کو پھونکی وصل کی شبائے آنکلی  
 رہوں قدیموں کے آگے جب تلک ہر دم میں رہا  
 وہ لیتے ہیں حسابِ عاشق و زکر گن کر  
 ہم آہنگِ فغان تا نفس سے ہوں مرے کا  
 ملی ہے کاتبِ قدرت سے قدرت جب خلیفہ کو  
 قلع چھپے تھے اور داغ و طمر تھے ساتھ ساتھ

رہے قائم و رازی زلفِ شب کی صبحِ محشر تک  
 شبِ وصل انکی کاکل سے ولا گریچ و خم نکلے

کیوں تیرے آستانِ بہت دہوم و دام ہے  
 حد سے زیادہ در پہ ترے روک تھا ہے  
 دشمن ترے جنون پہ ہنستے ہیں پختہ مقرر  
 راتوں کو مے کبھی نہ کیے نوبے کے بعد  
 قامت سے تیرے آج قیامت کا ہے قیام  
 روزِ ازل سے بندہ بے دام زلفِ ہون

کیا بات ہے جو آج بڑا اہتمام ہے  
 ایجان عاشقوں کا بڑا از و سام ہے  
 یہ ہے تراخیِ سال کہ سوداے خام ہے  
 اے مے فروش حکمِ مدارِ الہام ہے  
 اے بادشاہِ حسن یہ دربارِ عام ہے  
 اندیشہ کند نہ پروا سے دام ہے



<p>ہم نے کیا سلام تو خاموش ہو گئے چاہا معاف تو کہا ہٹ کے دور ہو بدول نصیحتیں ہوا میں ترے ظلم و جور سے زخمِ خدنگِ چشمِ میں ہے زہر کا اثر تیرے سوا کسی کی محبت نصیحتیں بھیجے وعدوں پہ مالتا ہے ہر اک کو خوشی کے سما اُس بار گاہ سے نہ پھر کوئی نام راہ کوٹھے پہ ماہِ روجِ برآمد ہوا ہے آج زلزلوں میں مرغِ دل کو پہنچایا ہے خالی غیروں سے سابقہ ہے گراؤ سے کیا نص</p>	<p>انکھانہ سر نہ جواب سلام ہے ان بدتمیز یوں کو ہمارا سلام ہے مدت سے سیرت و لمین ترا احترام ہے دلین میرے عبت ہو س الیام ہے تہمت بنِ نفس اور غلط آہیا م ہے وہ لپٹ عاشقوں میں بیا نیک نام ہے داؤد و دہش کی دہرم و بان بھیج و شام ہے برجِ شرف میں مہرِ فلک کا مقام ہے دانے کی کی ہو س تو گرفتِ رام ہے ہلکو تو صرت تیری محبت سے کام ہے</p>
<p>یہ خیر ہے کہ نفسِ مخالف کے ساتھ ساتھ دلینِ دلا محبتِ خیر الیام ہے</p>	
<p>ہم کو جہان میں عشق بت سبز نام ہے تیری جد ہر نظر ہے اُدھر قتل عام ہے خاطر سے شیخ کی ہوئی میخانے میں تاز لیل و نہار اپنے گزرتے ہیں اس طرح پچھو کتابِ صنو عارض پہ سبز خط قاصد کو دیکھ کر بندا دمِ نخل گیا ناکام کل ہوا تھا مقابلِ مرے جی بھی</p>	<p>۱۲۹۰ زہرِ نگہ سے کام ہمارا تمام ہے تیری جفا زبانِ زہرِ خاص عام ہے مینوشِ مقتدی ہیں تو ساقیِ امام ہے عارض کی یاوز لعل کا غم صبح و شام ہے ایک ہی ورقِ میں حسن کا طلبِ عام ہے ایجانِ پیامِ موت تمہارا پیام ہے دشمن تو آج مستعدِ انتقام ہے</p>



<p>در عفو لذت نیست که در انتقام نیست  افطار بہم شراب سے کرتے ہیں وقتِ شام  دربان کو سے یا رہے رفوان بلغِ خلد  کیا طرز ہے یہ ہم سے عداوتِ علانیہ  عزت ہے ولینِ سورہ والیل زلف کی  پا مال ہر قدم پہ ہوئے عاشقوں کے دل  دل اپنا اٹھ گیا نہ رہا لطفِ زندگی  زاہد ہے کج عید کرو فکرِ اکل و شرب  عاشق کو کیوں نہ بہم پہچان خود کشیِ حلال</p>	<p>ضربِ اثل یہ اہلِ کرم کا کلام ہے  اسے روزہ دارِ حرمتِ ماہِ صیام ہے  دارِ وغہ بہشتِ برین جس کا نام ہے  چھپ چھپ کے دشمنوں سے پیامِ سلام ہے  صحف کا جزو ہے یہ خدا کا کلام ہے  کیسی ادا ہے اور یہ کیا حرام ہے  اب ایسی زندگی کو ہمارا سلام ہے  تم جانتے ہو آج کا روزہ حرام ہے  اسکو ترے فراق میں جینا حرام ہے</p>
--	---

کیوں پوچھتے ہو اہل زبان کون ہے ولا  
وہ اک وظیفہ خوار حضورِ نظام ہے

<p>طوطی کی طرح یا تو شیریں کلام ہے  اقبال ہیں لب کے جن کو دہن میں کلام ہے  گر حلتِ شراب میں تجھ کو کلام ہے  بوسے سے لاکلام ہوا لب کا اعتراف  تیرے زبان سے سنکے سمجھو دینِ وقاب  حرکتِ حلال میں ہے تو برکتِ حرام میں  میں تیرے ترکِ چشم سے کیا گفتگو کروں  آتے ہیں خطِ پیام ترے وحی کی طرح</p>	<p>۲۹۱) ذوقِ سخنِ حلاوتِ جان اس کا نام ہے  ہے اس میں گفتگو کہ دہن کس کا نام ہے  واعظِ نکاح و خیرِ زکیوں حرام ہے  گرچہ دہن میں اہلِ سخن کو کلام ہے  یہ راز ہے جو انکو مسدوقِ کلام ہے  مخارکِ دل وہ دشمنِ صورتِ حرام ہے  ایک ہی سوال میں مری ترکی تمام ہے  قاصد بھی حبسِ ریل علیہ السلام ہے</p>
---	---



<p>دل کہنچر ما ہے مصحف عارض کے شوق میں اسلام میں شراب کی حرمت ہے جس طرح پھر پھر کے دیکھتا ہے تو زائد نامین کوچے میں تیرے جان بھانہ میں پڑے ہو گلشنِ مین لالہ کے گردن پر محسوس ماہ سرورِ دروان نے سرور کو آزاد کر دیا کہتے ہیں جان سے تھکا لیا کو وہ عزیز عارض کا نور تیرگی زلف کی مثال دکھلا رہے ہیں آنکھ سے وہ اپنا مکدہ وان ہے تم فلک تو بھان کا سہ شراب</p>	<p>لو کا قربان زلف ہمارا سلام ہے اے شیخ میکشون کی مذمت حرام ہے رکعت میں چار بار یہ کیسا سلام ہے اس سیر میں یہ جب سے ہوا قیام ہے سردارِ دروان نے سیر کا غلام ہے شہنشاہِ حسنہ دانی کا غلام ہے یوسف جو اپنے حسن میں تیرا غلام ہے صبح و طن ہے اور غم سے بڑی شام ہے شیشہ ہے اور شراب ہے ساغرِ جام ہے وان گر دیش سپھر بھان و درجام ہے</p>
--	---

مومن طہیر و آتش و تند و اسیر و داغ  
سب کچھ چلے ولایہ ہمارا کلام ہے

<p>آپ کے قدموں پر جب قربان لیجان ہم ہو جب سے یگانوں میں داخل آپ کے جہم ہو حکمرانی بن سلیمان کا تمہا پر یون پر کرم خال لب نے ایک پر نقطہ لگا کر دس کیا اسکے حسن سیرت و صورت کا باعث تھا کرم ہو گئے خوش دل باتم بے تکلف لیکے دل حسن کی شہرت نہ ایسی تھی تمہارے جہد</p>	<p>یہ کیا کچھ سمجھ میں آپ کیون برہم ہو آتشِ نالائشاغیا ر سب محرم ہو تم پتی ہمارے ل آزار بنی آدم ہو امتحان میں جب مرے دشمن کے غم ہو چھوڑ کر عشقِ ستم خواہش میڈم ہو کھو کے اپنے مال کو ہم بدلاے غم ہو بد مزاج سے تم اپنی شہرہ عالم ہو</p>
--	---



وہول کی رسی سے بڑھ کر تھانہ کوئی اینجاب  
غیر بیان صبر بھی سے تمہارے کا کیا  
پہنسن گئے بے دام کچھ ایسے اوٹیرا میں  
نہا اشارہ نوک تیغ ابرو خمدار کا  
ایک کو ہم نے نہ پایا حسن میں تیرا عیال  
تیرا شیدا اھو کے اپنا دل۔ ہوا جب سینہ زن  
تھی گرفتاری دل عشاق کی تقدیر میں  
مثل انگڑا لکھ سے اڑنے لگے جب اشک گرم  
زنگ لایا عکس چشم نیلگون یار جب  
گرمی خورشید عارض کا تمہارے ہے اثر  
دم دیا تو۔ نے کچھ ایسا ہمدون کو اپنے یار  
نغمہ سنجی بلبلو کی نالہ عاشق کے ساتھ  
ہیں پریشان آپکے عارض کے اور اقیاناس  
یتیم ماری تیرا بر سائے نگاہِ ناز نے  
جسم نازک نرمی پوشاک کی انکی تیسر  
ایک بوسے کالب جان بخش کے تھا یہ اثر  
اسم اعظم کا ترے تھا نقش انکے دل پہ یار  
ہے نہ ہوگی شہر تک اغیار کو اسکی خبر  
غم کی ہمدردی کچھ ایسی تھی ترے غم کو کے مٹا

یون تو ہو نیکو ہزاروں وعدہ حکم ہوئے  
ہم سے وعادے یار جتنے بھی ہوئے ہم ہوئے  
وصف کامل میں سپا بھار کے کامل ہوئے  
جو سر تسلیم تیرے عاشقوں کے ختم ہوئے  
سیکڑوں معشوق گو عالم میں بیش و کم ہوئے  
سیکڑوں عاشق شریک حلقہ ماتم ہوئے  
یہ سب تھا جو تری زلفوں میں پیچ و خم ہوئے  
بام دلبر پر گرے پہشکر عدیل تم ہوئے  
اشک کے نایاب موتی غیرتِ نیل ہوئے  
میرے اشک سر دنیا بانی میں جو چشم ہوئے  
آج دم بھرنے لگے تیرا تو وہ بیدم ہوئے  
ملکے دو نون بلغمین مصلحتی یروم ہوئے  
تھے اگر شیرازہ گیر زلف کیوں برہم ہوئے  
اسے سگر جب ہوئے ہم پستم ہم ہوئے  
سخت مشکل تھی جو رنگین پوشا برہم ہوئے  
معجزے پر اپنے نازان عیسیٰ مرہم ہوئے  
راز یہ تھا جو سلیمان صاحبِ عالم ہوئے  
رازِ عنائی ہے واقف تم ہوئے یا ہم ہوئے  
دلخ اپنے۔ زخم دگے پنبہ ہر ہم ہوئے



<p>لال ٹور و نئے ہوئے قائم خطوط ہندی اتما الاعمال بالنیات کا تھا یہ اثر مبتلائے زلف ہے عارض بلائیں لگے ہم</p>	<p>پھر تری آنکھوں کے ساغر رشکِ جامِ ہم ہوئے جگہ بے بدقتیوں کے درہم و برہم ہوئے اپنے سر اغیار لیں انکو نہ یہ بھی ہم ہوئے</p>
<p>طرحِ مشکل نمی بد لکڑی تحریر غالب نے کھا نکتہ بنی مین و لا تم شجرہ عالم ہوئے</p>	
<p>بحواب صاف ہم کو مل گیا اپنے مقدس کیا آوارہ عاشق کو نکالا یار نے گھر سے نکار دل کی تکر سے ہے بجلی کی چمک پیدا لبوں سے اس کے ٹپکی لال مین غرقِ تیر ہون وہ مخمرج اور منقذ ہے ہوسے گرم و تازہ کا سنا آئینہ حوض کوثر آئینہ ترا سراض آئسے صنع سکندر کیوں کہا کرتے ہونا دانو زبان حال سے کہنے لگا گہر کے آئینہ چلاتا ہے کوئی چرخ زمین یا چرخ گرد کو انکھیاں سلف کرتے ہیں دور آسمان ثابت کس تنکے پھنسید کا خال تیرا میرے پتھریں چھپایا گہا حقیقت اس طرح گرم سے دعا چھپک ایسی نظرائی تری آنکھوں کے پھریں بیت کا در ہمارا گرد ہاں جلے تو ہم جاہلین</p>	<p>ابھی آج ہم دایوس جاتے ہیں ترے در ملا یا اسکو سٹی مین سٹا یا ایک ٹھوکر سے گر جتنی ہے فغان پھر کیا مجب کر شمعِ تربت جہا کیوں کر ہوئی یہ آبِ اودن اترنے کے گھر سے لے ہیں ہند سے نئے کام دونوں ٹی لیکر دکھا کر آئینہ دلوں کا منہ آبِ کوثر سے بلوری آئینہ روشن ہوا پار سے جوہر سے نظر آئینہ رواں آ رہے ہو کیوں کدھر سے چلا کرتا ہے جیسے ریل کا انجن ڈریور سے پھرے اودن سے ہم اپنے کرنا رضی کی پکڑ سے بنوں گامین اگر کھڑکھا جالا جسم لاغر سے پکڑ کر ہم اتارینگے تجھے بالائے زبر سے کہ بھر کر چوکی طوسی نکلا کوئی آہو برابر سے نکالیں پھر غلیل اللہ است اللہ کے گھر سے</p>



<p>وفور شنگی سے خشک لب ہون کن اسے سنا خط سیر آئینا رخسار تابان سے ہوا پیدا لکھرا ہون میں صفت مگر کان سے لینا تری تلو اس سے ذوق شہادت پاس کے عاشق طبیعتِ قتل پہ نہ تحت جان پہ تقدیر ہم اپنی تازیانی سے ہوئے کچھ استغیر کسی تفریح کو سامان ہے آج زرت سے لکھنا</p>	<p>پلا دے آب آتش رنگ اپنے آتش توتے نخل آریا زمرود کا گلینہ معدن زرتے بیجا ناجان کا شغل ہے اب ترک نہ کرے پھار قاتلو کا ٹورے سر کوئے سرے اگر مڑ جائے اسکی دہار منہ موٹے نہ خیرے پڑے رہتے ہیں بستر پر پٹ جاتے ہیں بستر ترے دانتوں کی بدعت کو لکھیں ہم آج گہرے</p>
---	--

لچا کی یادِ خلوت میں مزا ہم کو لا ایا  
نکلتے ہی نہیں ہم اسے ولا باہر کبھی گھر سے

<p>سبق ہم کو ملا اک فلسفے کا عشقِ دلبر سے صفائے قلب کی صورت نظر آتی ہے فلتر سے ترے لطف و کرم نے کر دیا گتاج دشمن کو نہ سمجھے ہو اگر آہن رہا اور کہہ دیا کیا ہے چمن میں اس کا گھر اچھول کے سرچھٹتے ہری اکھوں کے شیشوں نے بھر ہے اکھوں کو بھڑی آتش تصادم کے وہاں سے ڈرے در تھیں جانو نہ نکلا جو نہ بھر بھر خون بہا کیا چمن کی سیر میں سرور وان کہنے لگے جگر جلین گے دوزخ کیا جانو قدرت کے کرشمہ کو</p>	<p>محبت کی کشش پہنے لگی سینے کے اندر شکستی ہے صفائی دیکھ لو آبِ مقطر سے بہت ہی پاؤں پیلائے ہیں باہر اپنی چادر رموزِ دلربائی کو سمجھ لو اپنے دلبر سے صبا لائی ہے خوشبو یار کی زلفِ معبر سے جیسی تو لال ہے ساغر میں مے خوں کہہ کرے حقیقتِ رعد کی روشن ہوئی ریلو کی گرتے تھپکا ایک قطرہ خون کا قاتل کے خیر سے قیامِ باغ میں شبیہ تیری ہے معنوبر سے سبق تو گر نہیں باور نہیں آتا معبر سے</p>
--	--



میں خوفِ قتل سے جاگتا تھا رے دل کی شمعیں  
 مرے لاشے پر دشمن نے لگائی چوٹ پر دین  
 بے خبر ہی تبخیر دل اوپر تو رہے آنکھ سے آنسو  
 نشان ہوتے ہیں قائم پیکھڑی کے جنم ہر کہ  
 یہ تک میری روئی ہے اور شکلِ غریبی تراش کی  
 کھانے آئے ہو جاتے کدہر ہو کون ہر کھانا  
 ہو کھانا ہوں میں اسکو آئینہ بنتا ہوں آئینہ  
 بنایا مست تو نے آنکھ کے سانچے سے محفل کو  
 بنے کشتہ تو پھر ہے بے قرار سو زخمِ قائم  
 شاکر اسکو بن بیٹھا ہے پورا ناخلف اسکا

مردوں نے جگایا جب مجھے اللہ اکبر سے  
 گلِ خسار یا دوانے لگا پھر لو لگی پاؤں سے  
 حقیقتِ ابر کی ظاہر ہوئی اس زمانہ سے  
 اسی اہمیتِ تقرب اُسے پورا دیکھا تر سے  
 خطا نہ شاعِ و شب یہ ان رات کوئی گھر سے  
 سوزِ دل سے پوچھو جا کر سمجھو  
 جہیزِ دل لڑی ہے قسمتِ صنعِ سکندر سے  
 کہاں جہیز کی نوبت کیا قطرے کو بھی ہر  
 یہ تو توجہ نہ کیا ہے تیرے کیا رہا ہے  
 اہمیتِ تقرب اُسے پورا دیکھا تر سے

جستہ آب ہے ضربِ الشل شبِ ابداری میں

ولا جو ہر نیکتا ہے مرے اشکو کے گھر سے

میں رو کر التجا کرتا ہوں اپنے دیدہ نشین  
 ارب کا مقتضا ہے چل کے والے تیرے چہرے  
 خمارِ ایسا ہے چکر گہرا رہا ہوں نصفِ شب میں  
 ابھی خیر ہو کس کے لئے ہیں عیش کے سامان  
 متاعِ دل کو لٹا عارضِ وشن کو دکھا کر  
 اسی کا جانقر اپنے نام جو ہو جسمِ منِ جل  
 یہ چالاکی ہے دشمن کی بنایا نامہ برِ ہم کو

نہ زینِ خیرت پانی گزر جاتے مرے  
 زہرِ امانِ حین اپنے میں تشریفِ دلبر سے  
 سلاخی زو بانِ سرکے و سامان سے  
 بہانہ بن آئے دو سرِ قائم ہوئے نیکو دور سے  
 بیستہ کام سے زلفِ رن و زو نا اور سے  
 روزِ سرِ ملی ہو اسے تو بخانا قیامت سے  
 بہت ہوشت گاہِ حکامِ پاری تیرے دہر سے



وہ آئے فاتحہ کو دل بھر کر یاد لکھ کر تربت  
 لکائے اور بکھانے میں بڑا ممتاز ہے غلام  
 وہ منہ ہی منہ میں باتیں کر رہے ہیں بد زبان  
 دلیل وسعت رحمت بھلا کیا اس سے ہر بزرگ  
 وہ شایہ من نگہ سے چمکے پہنچاتا ہے خطیرا  
 ہمیشہ چل رہا ہے دور سے ساتی کا کیا شکوہ  
 اب آئینہ برقی سے فوجِ برے دل کا  
 زین وہ میکش بہن ست دیدہ مخدیس ساتی  
 زین بوسہ چاہتا ہوں ایک تیرے سکرین  
 تیار دیدہ میگوں نظر آتا ہے سانغیرین  
 اسی کے نام پر کر دیں نگہ بدلی ہے غلام  
 جہاں زلف اور اسکی تجست میں پریشان دل  
 پری شیشے میں ہے روزِ گواہی گھورتے کیوں

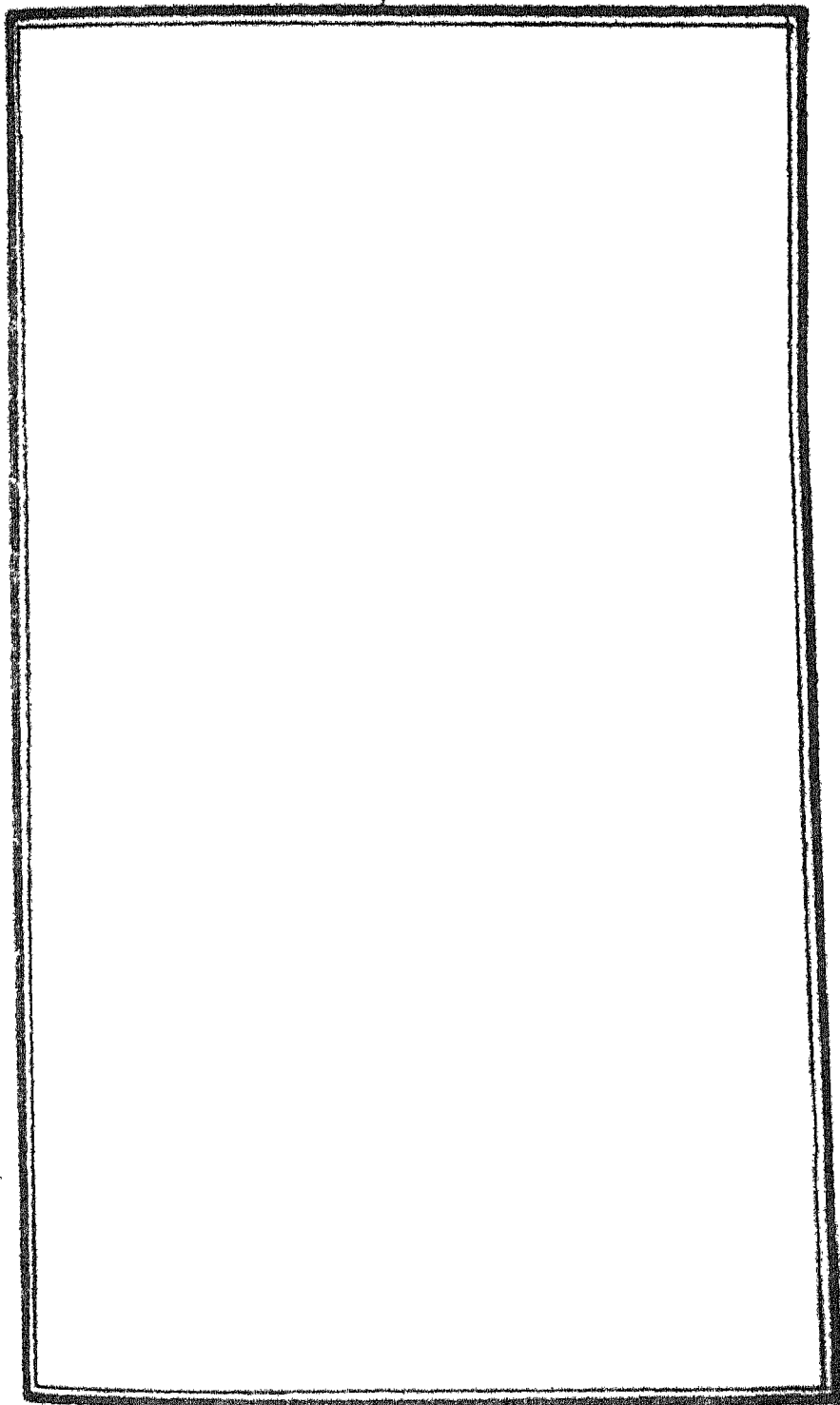
چھپایا میرے دشمن نے اسے پھونکی چادر  
 خدا محفوظ رکھے ہم کو اسے دشمن ترے سر سے  
 صدائیں گونجتی گنبد میں ہیں نالوکی ٹکڑے  
 کوئی جاتا نہیں یا اسے خالق ترے درے  
 بہت بگڑے ہوئے رہتے ہیں وہ میرے بزرگ  
 کسی ہے اپنی استعداد کی قسمت کے چکر سے  
 ہوا ثابت کہ ٹکڑا رہ گیا ہے نوکِ خنجر سے  
 نہ سے کام ہے کوئی نہ تیرے دورِ سانغیر  
 شکر خورے کو اسے شیریں دہن ہے کام کر  
 تھاری آنکھ کی گردش ہے پیدا دورِ سانغیر  
 عداوت ہے ترے شاہین کو کیوں کر کے بزرگ  
 دھا کر تا ہے یارب یہ بلا نکلے مرے سر سے  
 لڑا کرتی ہیں چڑیاں آنے میں اپنے پیکر سے

منیر و صابر و رند و اسیر و بحر و اشک و آتش  
 چھارے تھے دلا دیوان ترا بہتر ہے بہتر سے

تمام شد دیوانِ اردو



FOY





## رباعیات

۱	ہر ایک رباعی میں مثل کا کہنا کہتے ہیں جلیل اسے وِلا کہنے میں	مشکل ہے کچھ آسان نہیں ایسا کہنا عالم میں مثل ہے تو تیرا کیا کہنا
۲	یون ہم سے نہ آنے کا کرو تم نہ گلا بھاتی ہے بہت گوشہ نشینی و لکھو	ملنے جلنے سے بھگو نفرت ہے وِلا ہم آپ پہلے اور اپنا گھر بھگو بھلا
۳	دنیا میں نہیں ہے ماہِ رُوحِ جیسا غیرِ وِلا سے نہیں تو پہچان لے کیا شرم	معیوب ہے خورشید پر پردہ ایسا نکلے جب ناچنے کو گھونگٹ کیا
۴	عاشق ہوں مرلیں چشمِ جانان ہوں وِلا اسے عیسیٰ میں ہوں جس مرض کا بیمار	معشوق کے ہاتھ ہے فقط میری شفا لقمان کے پاس بھی نہیں اکی دو
۵	انگھون پہ عدو کی آگیا ہے پردا دونوں کو مڑا لے وِلا محفل میں	فریاد سے میری یار چہ بے بہرا اندھا گائے اگر بتائے بہرا
۶	اس عاشق نزار نے محبت میں وِلا سچ کہتے ہیں ارباب بصیرت اسکو	جان و دل اک نگہ پہ قربان کیا اندھا انگھون کا گناٹھ کا ہے پورا
۷	ہیں حسنِ جمال میں وہ یکتا لاریب سیرت ہے وِلا انکی خلاف صورت	اور حسن پرستوں کے لئے نعمت عیب سچ ہے کہ فقط ذاتِ خدا کی بی عیب
۸	کیوں چال سے بے خیر ہیں ہم خانہ خزاں یامالی آج جو وِلا کو ہے نصیب	کیوں آپ کے ہر قدم پہ دل ہے پتلا آپ کی جوتیوں کا صدقہ ہے جلا
۹	کچھ کام نہ رکھیں حرم و دہر سے آپ حدِ شکر وہ دل لیکے یہ فرمانے لگے	بچتے رہیں اسے اہل طلبِ غیر سے آپ اب کھر کو سدھار کے وِلا غیر سے آپ



شکر سے ڈہلی ہوئی ہے انکی صورت بر سے یہ بگڑ کے اسے دلا کہنے لگے	۱۰	میٹھی باتیں ہیں اور میٹھی صورت یہ جلوہ اور یہ منہ خدا کی قدرت	
بحر و ستم آمیز ہیں انکی حرکات ہو سے کی ہوس تب لب شیریں سے	۱۱	گالی کے سوا کسی سے کرتے نہیں بات ہر گائے دو دو باری تو بھلی آسکی	
بے جلوہ فروز جس جگہ انکی ذات ارباب سرور کا مقولہ ہے دلا	۱۲	عشاق کا جگہا و مان ہے ذرات دو لہا کے دم کے ساتھ ہے سار کی	
نعمت چکسی کی کیوں ڈہاتے ہو بیٹ دشمن ہو و لا کے دین پیٹ میں بیٹ	۱۳	بھوکے کی طرح کیوں دکھاتے ہو بیٹ دانی کے آگے کیوں پیچھے دے بیٹ	
لیتا ہے نقد جان مخزون سے خزان حاشا نہ شہنشاہی دشمن کی دلا	۱۴	وہ حسد و حسد - عاشق کا سر تان لکھوٹے ہوئے حیمت کو کہ ہو تان	
جہان کے اکھاڑے میں نہ لگا تان یہ زمان کہا تو میں کن کی دین دلا	۱۵	انہوں کی بہت میں نہ کا تان تانا بھی اپا بہر من سے لیتا ہے حلق	
پچھتے رہو تم بڑی بلا ہے لای سچ جان نہ کھا و لا انھیں سلج کو آج	۱۶	جھوٹوں کی کبھی تو نہ بھول کچ پر واکر و جان کی کہ - دھج جج	
گروں میں رہی پڑ گئے الفت کے چ کھاتے ہیں چ و تاباں ہی ل میں	۱۷	دل میں رہے کاکل کی محبت کے چ رائیں میں و لا یا میری قسمت کے چ	
آیات و لاع و سرامی کی ط جانا ہے چ کو کھا کے تو سوچ رہے	۱۸	میں آؤں میں آؤں لکھے لی کی ط خوارت میں دبا بیٹھا ہے پانی کی ط	
خوارت خند سے ہے جاری تی محفل تیری ہے اپنے حق میں تی	۱۹		



جنت میں وِلا جہنمی بن گئے ہم	عاشق کو لگی دشمن بھکاری کی پیچ
دل اپنا گیا برائی غیروں کی داد	۱۰ قیامت ایسے کہ گھر ہمارا برباد
بیشنی ہے متاعِ غیر پر انکی وِلا	کرتے ہیں وہ پرانے بروے آزاد
کیسے آزاد جب ہوئے زلفِ سین قید	۲۱ کہتے ہو شکاری ہوں نظر آتے صید
قربان ہے وِلا تمہاری فلاح پر	ہو یا ہے ببولِ آم کی ہے امید
راتب سے دکن کے وہ کچھ ایسا ہے سُنا	۲۲ شیریں لب یار کو سمجھتا ہے وہ کہنا
کہتے ہیں وِلا وہ کاو پرواری ہے	لکھو رہے تجارت کا عدد وراثت کا سنا
تم تنگ نہ رہو کہ وہاں ہے گمنام	۲۳ منہ آبِ نہایت کا نہ دکھلائے گمنام
ضربِ اشل دکن ہے ارشادِ وِلا	لڑ جائیں جو آنکھیں تو نکل جائے گمنام
دل سے پھڑپھڑے ہوئے ہیں ران سے	۲۴ اچھے ہوئے بیٹھے ہیں پریشان سے
زلفوں میں چھپے ہیں انکی نام وِلا	مرے ہیں کسی پہ (اُنکی جان کو)
آنکھ انہی لڑی مری نظر آنکھوں پر	۲۵ کیا بات ہے اور کیوں ہے اُن آنکھوں پر
شہِ رام ہے ہوئے ہیں کنسِ امت سے وِلا	خفتِ حضرت کی میرے سر لکھو سر
کل محفل میں تھا ساغرِ ختم کا دور	۲۶ اب گہیر رہا ہے یار اس خط کا دور
دور دوران کا ہے یہ رنگ وِلا	آج اس کا دور ہے توکل اس کا دور
کیا سنگِ دلی ہے اے بتِ غارتگر	۲۷ کچھ بھی تو پریشانی نہیں تجھ پر
بے تیری خدائی سے خبردار وِلا	مانو تو دیو ہے نہیں تو پتھر
وان آبِ چرخی ہے بیتِ رجب ہریر	۲۸ یان آنکھ لگی ہے نگہِ دلبر پر
تم آنکھ لڑانے کے وِلا بہشتِ اقی	کیا موت تمہاری کسبیت ہے سر



کہتے ہو میں نے کوہِ ولا تھا تیار	۲۹	قسمت تیری رسنا کہ تو ہے بیار
وعدہ جب کر کے بولے انشا اللہ		سیرا ماتھا جیسی سے ٹھنکا تھا یار
تقدیر میں ہے جو ہے خدا کو منظور	۳۰	پاؤ نگامِ راد اک نہ اک دن میں ضرور
پہنچے ہیں دکن سے لکھنؤ ہم بھی ولا		کیون کہتے ہیں وہ ہے ابھی فی ولا
وعدہ کل شام کا تھا آئے وہ سحر	۳۱	جاگا تھا صبح میں تھا غافل شب سحر
لیجانے میں شیطنت تھی دشمن کی		آنے کی نہ تھی میرے فرشتہ کو خبر
وہ دشمن ہے جو ہر امارت پر نشا	۳۲	وہ دوست نہیں جو غلٹی میں ہو را
جو ساتھ نہ دے وہی ہے بگناہِ ولا		وہ ہی اپنا جو اپنے کام آئے یار
دریا دل کے مکان میں دیکھ نہ کوثر	۳۳	دریا سے کرم کو نہیں ساحل کی آثر
پلٹتی نہیں خشکی میں ولا دیکھی ناؤ		کہتے ہیں کہ داتا کی چڑ ہے ناؤ بھار
لکھا نہیں تقدیر کا ٹکڑا ہرگز	۳۴	کاٹنا دیکھا نہیں نکلتا ہرگز
گر کر ڈرا شک ہاتھ آیا نہ ولا		نظرون کا گرا نہیں سنہلنا ہرگز
کیون کہتے ہو اب نہیں بے سخن کی ہر	۳۵	آگے نہ بڑھو زبان سلجا لو بس ب
خرب مثل زبان کا قائل ہے ولا		گرا ایک کہو گے تو سنو گے تم دس
دل میں عاشق کے ہے کچھ ایسا و سو	۳۶	رہنما تب فراق میں دوزخ تارا
کیے کا خیال ہے پریش میں ولا		سر سجدے میں ہے دل کسی تیکے پا
حاشا شمی بازل ہے کمال بخشش	۳۷	سنا نہیں کوئی قیل و قال بخشش
سنم کو ولا جواب انکا حسرا		منفلس کو حلال ہے سوا بخشش
جب مر گئے ہم پھر اب لئے میٹھے ہیں لا	۳۸	فرماتے ہیں دیکھتے یہ اسکولے کا



معتوقِ وِلا یہ صادق آئی پیش		جب ناگ کئی تو نتھ کی ہوتی ہے تلاش
رکھتے تھے جو عشق میں کیسے اٹھائیں	۳۹	مر کر بھی نہیں انکو مصیبت سے نکلا
ایسی منطق ہے عشق قاتل کی وِلا		مرے کو شہید کر کے لیتا ہے قصا
وعدہ کی وفا ہے یوفا سے مخصوص	۴۰	ہے انکی رزالت شرفا سے مخصوص
لعنت ہے وِلا ایسی خصوصیت پر		دشمن ہے عطاس سے ہم جفا سے مخصوص
کیا انکو مریض کے مداوا سے غرض	۴۱	جو ہر نہ سٹے تو دفع کیونکر ہو عرض
تشخیص غلط کی اسے وِلا ہے یہ دلیل		بڑھتا ہی گیا دو اسے عاشق کا مرض
وان غیر کے نام پر چلے آتے ہیں خط	۴۲	یان ہم سے ہوے جلتے ہیں یگان غلط
سچ یہ ہے وِلا عدو کی خوشحالی سے		ہو تا نظر آنا نہیں غم اپنا غلط
سکرب مینا سے ممتال واعظ	۴۳	کیون آج ہے منتشر خیال واعظ
ہے حرمت میں لطف تجھیں وِلا		بانگِ قلقل ہے قیل و قال واعظ
ہم یا شوہر دین روئے ہیں شمع	۴۴	منہ اپنا شکر غم سے دہوتے ہیں شمع
معتوقِ وِلا بنا مخالف تیرا		روپشت برابر ترے ہوتے ہیں شمع
ہبتاب ہو تم اور مرے دلبرِ زارغ	۴۵	پر وانیہ میں ہون تم ہو محفل کے چہرِ زارغ
عالم کو خبر ہے اسے وِلا کے معشوق		خوشید زین ہو آسمان پر ہے دماغ
جو عاشق ہیں انھیں کہاں شکر کا خون	۴۶	ٹھوکر سے ہے دلبر کے عیان شکر کا خون
کیسی آفت میں ہیں وِلا وِنا دار		یان فکرِ معیشت ہے دہان شکر کا خون
ولدِ اوہ نام شرفا تھے اسلام	۴۷	رکھتے تھے شرافت کے بہت کچھ وصفا
اب اُس کا ہوا ہے فیصلہ اس پر وِلا		ہے جبکہ پاس اشرفی وہ اشرفا



کیوں دل پہ نہ ہوا سے مرجان اکل	۴۸	مقدار غیر سرتس کو ہے سبق
حاصل ہے ولا کو اس شل تکین		حق حق ہے یار اور ناحق ناحق
محل میں کھڑا ہے روبرو رہ سفا	۴۹	چھر سے برس ہے غافل کا پکا
دشمن ہے نعلین جس سے غافل ہوا		انگھین کے آگے ناک سو بچھ کیا کا
غیروں کی ملاقات ہے عاشق سے جو	۵۰	اس کا ہی اثر ہے کہ ہوا کھنک سے بروگ
ناممکن ہے ولا کا دشمن سے ملاپ		ہے آگ سے پائیکار سجان بھوک
ہرتے نہیں وہ شکر میں ہا ہا	۵۱	جو کہتے ہیں سر قدم یہ موقع کا نیا
جاہل ہیں ولا جو چمکے سناکھن		موقع پفسور ہے شجاعت کا کمال
جب دھنکے ہم ہوس وہ روئے نابا	۵۲	پھر ہوا زرد اور آنکھیں نہیں لال
خورشید لب بام بنے کوٹھے پر		قدیمت ہوئی ولا بعد زوال
ہوس سے لہو کے ہو ہو شہر کا	۵۳	چوسا لب کو دقن کو بچھے ہوئے آم
یال لب شہر میں سے زرخیز انکو ولا		زین نام کے آم گھٹلیوں کے ہیں ام
قارور نہیں ہوں جو گڑیاؤں میں	۵۴	یا پیش نہیں ہوں جو اکڑیاؤں میں
پروانہ میں اسکی سرودھ کی ولا		پھل تو نہیں ہوں کہ جو سڑیاؤں میں
دشمن کو اسے جب نہجانا دشمن	۵۵	گھل مل کے بنا دوست پرانا دشمن
اس سے تو ولا وہی بجا ہے بکر		نادان ہے دوست اور دانا دشمن
دشمن کے گھر تھے رات کہتے ہیں عین	۵۶	تھے ہم بھی تھے ولا باندھن میں
مہتابی یرقیام - شکر ہوس		مکے منہ پر ہوا ایمان آئے لگین
عاشق سے جلین عداو اگر چلتے ہیں	۵۷	کیا تھتے ہوس پانی سے گھر طے ہیں



جس دلیں وِلا ہے آتشِ عشق بلند	وان یارِ فرشتوں کے بہی پہ چلتے ہیں
لوہے کے چنے ہیں یہ جہان کے ٹھہرے	۵۸ یہ دانوں حریفوں کو دکھانے کے ٹھہرے
ظاہر وِلا نہ کہا وِلا کے دہوکا	یہ دانت دکھانے کے ہیں کھانے کے ٹھہرے
دشمن کی طرف سے خط پہ خط جاتے ہیں	۵۹ خطا اسکو بھی سنا چلے آتے ہیں
کافہ کی ناؤ میں وِلا ہم میں سوار	گھوڑے کا قہ کے غیر دوڑاتے ہیں
منہ دیکھ کے فرماتے ہیں کیوں آئے ہو	۶۰ کچھ میں نے کہا تو کہہ یا کچھ نہ کہو
بوسے کے اشارے پہ وہ فرمے لگے	اشکوں سے وِلا تم اپنا منہ دھو
کیوں سر پہینا سقدِ خلد جانے ہاتھ	۶۱ کہتے ہیں ترے گرم ہیں دیوانے ہاتھ
شکایت میں سر دھرتے وہ تو وِلا	بے ضرب مثل ہاتھ کو پہنچانے ہاتھ
آئے کا چراغ گھر رکھوں چو ہاتھ	۶۲ باہر رکھوں تو اسکو کوئی لجاے
یہ پروہ نشینوں کو بکھاوتا ہے وِلا	ہر بچھو سے جھانکے نقصان نظر آئے
زلفوں میں پھنسا دیا ترے بوسے	۶۳ جب وہ نکلا لگے بلا میں لینے
دل دیتے بن پڑی پریشان وِلا	لینے کے پڑ گئے یہ آئے دیتے
فرمودہ بیخاندہ وِلا کا قاضی	۶۴ چیزے کہ حلال است حرامش کفّی
فتویٰ یہ ملا سر و دہم سائر سے	قاضی کو حلال ہے شراب مفتی
چھوڑیں جو وطن تو ہو طلبِ منزل کی	۶۵ پیدل جو چلیں تو قدر ہو غسل کی
غریب کا اچھین تو بچھائیں وِلا	ملکی کیا جانیں اس پرانے دل کی
سکر یہ جب حال انکے منہ سے	۶۶ منہ عاشق کا تھا لال انکے منہ سے
بوسہ دشمن کو دیکے کہتے ہیں وِلا	شکلی پڑتی ہے رال انکے منہ سے



تو نے تو نے خوب ہی دشمن ہوئے	۶۷	چالوں سے تری وِلا کے چھلکے چھوٹے
گھر پر سے دیکھ کر انھیں جل ہی گیا		بس دل کے مرے آج پھوپھوٹے
سازش و زحمت سے کیا میری ہے	۶۸	کہد تو تھیں وہ دیدہ نگہ کس کی ہے
وہ ہر کٹے ہو کیوں وِلا کو چور و کی طرح		اسنے اتنی کیا تمھاری چوری کی ہے
دشمن تر سے عاشق سے بھلا کیوں ہے	۶۹	جو دتا ہے کسی پہ وہ کیا نہ کرے
جان باز ہے بخت جانِ آفت ہے وِلا		کھٹے نہ کٹے کسی کے مارے نہ مرے
تھے محفلِ عشق میں وہ عیار بڑے	۷۰	اغیار میں بے حجاب بہتے تھے کھڑے
شرابے نہ ہوئے تھے کیوں شبِ صبح وِلا		کیوں ٹکٹے پھر نہ اریا کی کے کھڑے
صنعتِ ناکسی کی ہے نہ پندرت ہے	۷۱	صورت کیا ہے خدا کی اک قدر تھا
کہنچی ہے وِلا نے نیائی تصویر		تصویرِ حسن کی یہی صورت ہے
محنت کی جس نے اس کی ہی جی جا	۷۲	واقع ہو کوئی تو قدر اس کی جلنے
گر شاہِ مغفور ہو وِلا کیا کہنا		ہیرے کی پکھ تو جو ہری ہی جلنے
شکلی یہ بھان نا کو چلا کرتی ہے	۷۳	پانی میں بھان آگ لگا کرتی ہے
یہ بھر ویر عشق نرا ہے ہن وِلا		اولیٰ گنگا بھان بھا کرتی ہے
ہر عاشق زار عشقِ جانان سے ہے	۷۴	معشوق وہ عاشقِ مستعد سے ہے
یہ قولِ دکن کے شاعر و نگاہ وِلا		اشعیم سخن کا شاہ دیوان سے ہے
عالم کے بھرے دامنِ دلِ لہر سے	۷۵	لو لو سے سخنِ ابد میں سے ہے
دل و لب سے محروم وِلا تشہ لب		برے وہ آسمان سے دلی ترے
محفلِ مین ہن اکی سارے اراں سے	۷۶	ہم بھی کوئی مین بننے پاگل سے ہے



کل تک تھی ولا دہوم شتر غزو کی	ہاں دیکھئے آج اونٹ کس گل بیٹھے
دشمن سے جھڑپ برسرِ بازار ہوئی	۷۷ اُس کیل سے ٹکر مری سو بار ہوئی
کیا اسکے بچانے میں ولا گر گئے	دو قصا بون میں گائے مر وار ہوئی
خلوت میں گئے تو وہ بہت گھبرائے	۷۸ ہم خون سے انکے کچھ نہ کرنے پائے
یہ اپنی حماقت ہے ولا یا قمت	دیر یا بجا کے آج پیاسے آئے
ناراض وہ ہم سے غیر سے ہیں اسی	۷۹ بو سے دینے میں اُس سے ہے فیاضی
کس سے کریں فریاد ولا کیا حاصل	دو دل راضی تو کیا کر گیا قاضی
جب آتے ہیں وہ عدو بھی ساتھ آتا ہے	۸۰ جب آتا ہے تو جو تیان کہا تا ہے
اس گندہ دہن کو ہے ولا مثل پہ ناز	کو آجوسیا تا ہے وہ گہہ کہا تا ہے
مشفوقہ ہند کیون تھا ہوتی ہے	۸۱ کیون مستعد جو رجھا ہوتی ہے
خربان عجم نے سچ کہا ہم سے ولا	عورت کی ذات بے وفا ہوتی ہے
شاہوں کے لئے اور وزیروں کیلئے	۸۲ راحت ہے دو شاہہ شال میر کیلئے
سربامین ولا اسی سے گرائے تین	کتل ہی دو شاہہ ہے فقیروں کیلئے
ہے تیغ ادا میں جو ہر فتنہ گری	۸۳ شمشیر نگہ میں سر بسر خیرہ مری
بچتے رہو اسے ولا جھا کاروں سے	تیت ہے بُری جسکی بغل میں سچ مری
قطعاتِ تاریخی	
متعلق بہ میلاد	
قلعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ بلند اقبال آقا سے ولی نعمت حضرت حضور پر نور المصباح	
وہ اپنے کرم سے حق نے شہ کو چاند سا بیٹا	
۱	رہے جرج امارت میں بلند اختر یہ شہزادہ



<p>فلک جب تک ہے یارب اصف ہنرمند کے سامنے          رہے قائم صدوسی سال افضال الہی سے          فنون جنگ میں یکساں شجاعت میں مولائانی          شہزادہ کاپیا راوی عہد کا حامی          الہی اسکے حامی ہوں ابو بکر و عمر عثمان</p>	<p>چمکتا ہی رہے شمس خاوریہ شہزادہ          زمانے میں دکھائے علم کے جوہر شہزادہ          امیر البحر جو اور ناظم لشکر یہ شہزادہ          صفات و خلق میں بہتر سے جو بہتر یہ شہزادہ          قیامت تک رہے وابستہ حیدر شہزادہ</p>
<p>ولہ نے عرض کی تاریخ اسکی خدمت شہ میں          مبارک آگے جو اسے شہ صفدر یہ شہزادہ</p>	
<p>قطعة تاریخ سیلا و سیرت نواب قزاق ملک بھادر معین الہام عدالت و کوثر الی و امور عاترہ          مبارکبادی خود شاہ نے لڑکے کے واداکو ۲          ولہ کیا خوب تاریخ ولادت عرض کی کہ</p>	<p>موانو بادہ اقبال فخر الملک کا پوتا          مبارک آپ کو اس میں نور چاند سا پوتا</p>
<p>قطعة تاریخ ولادت باسعادت شہزادہ بند اقبال حضرت آقا ولی نعمت علی حضرت حضور پر نور          دام اقبالہ</p>	
<p>۳ پھر آئی بھارتی گلستان کن میں          پھر بار بھاری کے چلے آتے میں جوتے          باہیں کی چپک نغمہ مطرب کو سبایون          پھر جتن کا سامان ہوا قصر شہی میں          اس بزم کی شمع میں تہ قوت برقی          اس بزم میں گل ہونے لگے ہر گھنٹہ          اس بزم میں سرور میں شہر سے نہا</p>	<p>۳ رگمینی غم سون جو سخیان کو مبارک          سنہ پڑا چٹھیا لب خندان کو مبارک          پھر لون کی مہک مہک خوش الحان کو مبارک          یہ بزم مطرب خسرو زیشان کو مبارک          فانوس شمع شبتان کو مبارک          دامان گل تر موگر بیان کو مبارک          انا بزم گل خندان کو مبارک</p>



<p>ہے گوہرِ زندا کی جھلک خندہ لبِ مین          آثارِ طرب اُس لبِ خندان کو جھٹا          گرتے ہیں گہرا برکتِ دست سے شہ کے          زربختی عثمان غنی ہم پہ ہے روشن          ہم آصف علی کی ریاست پہ ہیں نازان          محبوب کے صدقے سے تصدیق سے علی          مدوح مرا چاند ہے وہ چاند کا ٹکرا</p>	<p>سوتی کی چمک لعلِ بختان کو مبارک          وہ لعل سے لب گوہرِ دندان کو مبارک          جوہرِ کاشفِ قطرِ نسیان کو مبارک          قُرون پہ عطا ہر درخشاں کو مبارک          آصف کی وزارت ہو سلیمان کو مبارک          فرزندِ ہمایون شہِ عثمان کو مبارک          یہ تختِ جگر آصفِ دوران کو مبارک</p>
<p>مُحَلِّ مینِ وِلا آئی ندا اوجِ فلک سے          یہ چاند سا بیٹا ہم تاجِ بابر کو مبارک</p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>شہ دکن کو دیا حق نے چاند سا فرزند          وِلا سے سالِ ولادتِ مہجور نے کہا</p>	<p>۴ ہجرتِ آلِ محمد طفیلِ شاہِ نجف          حمل سے نکلا وہ آفتابِ اوجِ شہرت</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>مبارک بلبلیو باغِ دکن میں پھر بہار آئی          فلک سے یہ ندا آئی وِلا سالِ ولادت میں</p>	<p>۵ شہِ گلِ پیرِ مہن کو آج پھر حق نے دیا بیٹا          مبارک آپ کو اسے ماہِ تابان چاند سا بیٹا</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>عطا حق نے کیا اپنے کرم سے چاند سا بیٹا          مستور کیون نہ اسے ہر کرم ہو منزلِ شاہی          ابو بکر و عمر عثمان و حیدر اس کے ہونِ حامی</p>	<p>۶ سلیمان بخت ہے آگے صفِ دورانِ شہزاد          سراپا نور ہے مثلِ تابانِ یہ شہزاد          پچھلے چھوٹے جہان میں اسے شہِ عثمان شہزاد</p>



<p>نمک پروردہ دولتِ ولانے عرض کی شد سے مبارک آگہو اسے شہزادہ والا شان یہ شہزادہ</p>	
<p>قطععات تاریخ بسم اللہ</p>	
<p>قلعہ تاریخ بسم اللہ شاہزادگان بلند اقبال آقا سے ولی نعمت حضور پر نور بندگان علی مستغالی مدظلہ العالی</p>	
<p>آج ہے گلیوشی شہزادگان گلبدین آج ہے مہمانی خاصہ فادارانِ شاہ آج وہ دن ہے کہ جشنِ خسرو کیے روئے آج وہ دن ہے کہ بابوس شہی کو کھڑک شہر کے مدد سے ملازمت لگی برائے اپنے بااست مہمانی بامہر و شہی سے جلوہ افزا زمین بزم شہزادگان مدد ہو گئے ولایتگان دامن دولت و تہ</p>	<p>جسکی کہت جانقراے جسم خلق اللہ جسکی نعمت خوانینما سے ساطع شہزاد سرمہر تحفہ رنگ جشنِ نو شاہزاد شاہ خاور پر قیامت نسلت کو یہ منزل مقصود جب مقصد کی عشق گہر مینست جشنِ بایرونی سے عجب گہر یہ گہری وجہ قرآن نیک ہر و مد بعد مہمانی کے عجب نذر وکی بزم اللہ</p>
<p>عرض کی میں نے ولا تاریخ تقریب عید رسم گلیوشی قیامت سے جشن بسم اللہ مہمانی</p>	
<p>قطععات تاریخ ختمان</p>	
<p>قلعہ تاریخ ختمان شاہزادگان بلند اقبال آقا سے ولی نعمت حضور پر نور میر عثمان علی خان بہا</p>	
<p>دکن میں ہر طرف ہے دھوم شہزادوں کے ختم زچہ جتنے کہ بریا بندگان امن و دولت</p>	<p>مبارک آگہو است بندہ پروردہ جشنِ مہمانی گران قیمت قربت جائے ارجمی اشتہار زانی</p>



<p>نمک خوارانِ دولت کی ہوئی ہے آج مہانی رہے قائم آہی تا قیامت دور عثمانی</p>	<p>اسی جشنِ ہمایون میں ولی نعمت کے صدقے سے سلامت یا خدا شاہِ جہانِ بخت و جہانِ دولت</p>
<p>ولا نے عرض کی تاریخ اس تقریبِ سنت کی ہوئی شہزادگانِ راحتِ جاں کی سلسلانی</p>	<p>ایضاً</p>
<p>(۷) چمن میں شاہ کے ہے آج شہزادوں کی گلپوشی گل و بلبل میں پھر ہونے لگی باہر ہم آغوشی پر طوطی سے جب ثابت ہوئی اسکی چمن پوشی مے الفت سے جب ہونے لگی محفل میں میوہی ہوئی ساعر سے جسم قفلِ مینا کی سرگوشی ہوئی جب بارِ دل سے آج مینا کی سبکدوشی خوشی سے پھولکر باہر ہوئی جامے سے مدوشی عیان تھی بندگانِ سلطنت کی حلقہ درگوشی ادب سے ہو گئی چاروں طرف محفل میں خاموشی</p>	<p>سبارک بلبلو باغِ دکن میں پھر بھرا آئی گلے ملتے ہیں باہم شاخسارانِ چمن ہل کر زرگل سے قباے گل ہوئی زربفت گلشنِ بین سرور جامِ صحت بعدِ مہانی ہوا حاصل سمجھ کر اٹھ گئی محفل سے غفلتِ کلفتِ دل کی انگل پڑنا تھا دل مے کی طرح جوشِ مستری سے بلاؤ میں شاہ کی لیتا تھا کوئی اور قدم کوئی وفا دارانِ دولت کو عطا کی شاہ نے عزت بحکم شاہِ آصف جاہ جب ہونے لگیں ندیرن</p>
<p>ولا نے عرض کی تاریخ شہزادوں کی خدمت میں جوانِ طالعِ مبارک آگے بڑھنے کی گل پوشی</p>	<p>ایضاً</p>
<p>(۸) پھولکر شہزادگانِ گلبدنِ کلفام نے تارک و وشع سے دو گل لئے حجام نے</p>	<p>بعدِ ختنہ کروئے دو گل خلیفہ کو عطا کہدیا پروانہ و سرِ دولا نے سالِ نیک</p>



## قطعات تاریخ روزگاری

قطعه تاریخ گلپوشی روزہ داری شہزادگان بلند اقبال آقا سے ولی نعمت حضور پر نور بندگانِ تعالیٰ  
ادام اللہ اقبالہم

<p>گل پیرا من شہزادوں کی ہست آج محل میں گلپوشی آئنا رقبہ تم سے لب پر چہرے سے عیانِ فرحت کا محل ان کے گلے کا بار بار خسار گل بے غار بنا آہنگ بنی بلبل کی چمک فون سے طعنے کی چمک ریختہ تھی خوش مسرور تھا دانا سے سے ہوئی نکل شع محفل تھا شعہ گداہ راہ بلبل مثل بلبل</p>	<p>(۹) ایوان شہی تھا مثل تین گلپوش ہوئے جب شہزاد مسرور تھے یہ شاہ و کن گلپوش ہوئے جب شہزاد اور دین گل تھا پیرا من گلپوش ہوئے جب شہزاد تھے نندہ سر امر خان تین گلپوش ہوئے جب شہزاد آئینہ نہیں کہی جائے کی چین گلپوش ہوئے جب شہزاد یہ بھولوں سے ہوا ایوان و ش گلپوش ہوئے جب شہزاد</p>
---	---

زکین بنی تھی نظم و لا تاریخ ہوئی بلبل کی صدا  
پھولے نہ مایا اب گلپوش گلپوش ہوئے جب شہزاد

## قطعات تاریخ عروسی

قطعه تاریخ عروسی شاہزادیاں بلند اقبال حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ و حبشہ گران  
آقا سے ولی نعمت حضرت حضور پر نور دام اقبالہ

<p>شاہ کے اقبال سے حبشہ گران شاہ کی عرش کی مین سے واکا و عقد کی تاریخ انہی</p>	<p>(۱۰) ہو گئیں دو شادیاں احمد بلند ایک ساتھ مین بسا رک و و قران احمد بلند ایک ساتھ</p>
--	---

ایضاً

<p>قصر مین آج ہے جشنِ نخبہ سال برشہ گران شاہ کی مین آج شادیاں</p>	<p>(۱۱) رونق فرور مین شہ عثمان نامدار حاضر حضور مین مین امیران باوقار</p>
---	---



<p>ہیں: ہینین حرم میں غلی اللیل کا تقعر والبستگان وامن دولت ہین یہ بیان درگاہ شاہ بین نقبانے یہ عرض کی یا داسکی جب ہوئی تو قسم چو مکر کہا قول نجوم مصریح تاریخ ہے حضور</p>	<p>دو طے ہین قصر عام ہین کالشمس فی الہنا خوان کرم پہ جن کو ملا آج افتخار پچا ملک پہ ہے حضور و آسے وفا شعار مین جان و دل سے آپکے خدمت پہ ہون اک دن مین دو قرآن ہین مسعود و پیشا</p>
<p>قطعة تاریخ عروسی شہزادی فرخندہ فال ہمشیرہ فرمانروا سے بلند اقبال آقا سے ولی نعمت حضور پر نور بندگانِ نعلی مدظلہ العالی</p>	
<p>آج نوشاہ بنے ہین بن سلطان الملک جلوہ گرتخت عروسی پہ ہین نوشاہ و عروس مصحف رخ سے ادا ہوتے ہین جلو کی رسوم تو سلامت رہے عثمان غنی تا بہ ابد</p>	<p>۱۲) ہے بنی خسر و محبوب کی اک نور العین اقتراں شمس و قمر کا ہے بعد نیت زین رونمائی کے کرشمے ہین عیان فیما بین اقر با تیر سے ہی صدقے مین کیا کرتے ہیں</p>
<p>عرض کی عقد ہمایون کی ولہ لانے تاریخ جلوہ جشن عیسوی ہے قرآن السعیدین قطعات تاریخ جشن مبارک و سالگرہ</p>	
<p>قطعة تاریخ دربار سالگرہ مبارک آقا سے ولی نعمت حضور پر نور بندگانِ نعلی مدظلہ العالی نشا محمد پر سے دل کی ثمت نکلی نزدی مین نے ولہ شاہ کو تاریخ نعید</p>	<p>۱۳) مسند افر وزیرین ایوان شہی مین سرکار ہو مبارک گرہ سال کا شاہی دربار</p>
<p>ایضاً قطعة تاریخ جشن سالگرہ مبارک آقا سے ولی نعمت حضور پر نور بندگانِ نعلی مدظلہ العالی</p>	



شکر حق پنجتن پاک کے صدقے سے ہوا	(۱۴)	پچھلے سال کی طرح آج چھٹا جشن جلوس
شاہ کی تخت نشینی کی ہے یہ سالگرہ		بعد اسی سال جلوس خلفا جشن جلوس
مدت سال جلوس کا ہے نور و زین		عید نور روز سے بڑا کر ہے ولا جشن جلوس
پادشاہانِ سلف کے ہیں یہ آئین قدیم		نظر آتا ہے ہر اک سال نیا جشن جلوس
آج حاصل ہوئی یمن رمضان میں یہ عید		عید شوال سے ہے ہیکو سوا جشن جلوس
سیرے آقا ترے اقبال سے قائم ہر سال		تاقیات رہے دنیا میں ترا جشن جلوس

عرض کی میں نے قولا نصیحت تاریخی

آج ہوشہ کو ہمایون یہ چھٹا جشن جلوس

ایضا

انصافِ خدا و فیضِ نبی مہربانی کی سمیت سے	(۱۵)	پھر نورب جشنِ سلطانی یہ سالگرہ شہزاد کی
ہے تاریخِ تہنیل کی رُخا اور سنگِ بزمِ تاریخ		بے عقدہ کشا ہے مہمانبانی یہ سالگرہ شہزاد کی

قطعاتِ تاریخ و وزارت

تاریخ وزارتِ نواب سالِ جنگِ بہادر ثالث

ری خواب میں ہائے بشارت ہے آج	(۱۶)	دیکھو شہرِ مہر امارت ہے آج
تعبیر سے تاریخ نکلتی ہے قولا		سالارِ کودی شہ نے زیارت ہے آج

قطعاتِ تاریخ و تصنیفات

تاریخ طبعِ کتبِ سخن دیوانِ جناب استاذی استاذِ السلطان مولوی حافظِ حسین صاحب  
المخاطب نواب فصاحتِ جنگِ بہادر حقیقِ تخلص

جس روز چھپا ہوا وہ مطبوع جہان	(۱۷)	دیوانِ سخن و حقیقِ تخلص
-------------------------------	------	-------------------------



سلطانِ مسلم و سخن کا دیوان	کیا خوب کہی ولانے اسکی تاریخ
انھیں اور اوراق میں سب کائنات نظم عابد ہے عبادت کی ہدایت جس فات نظم عابد ہے مطالب کا اثر وجہ صفات نظم عابد ہے بلاغت سر بسر محو نکات نظم عابد ہے ہر اک مضمون تر آب حیات نظم عابد ہے یہ نسخہ باقیات الصالحات نظم عابد ہے	تاریخ کلیات عابد مصنفہ نواب صولت جنگ بھادر نالکھی عابد محکم حیدر آبادی کلام اچھا چھپا نواب صولت جنگ عابد کا (۱۸) مطالب کی لطافت چستی بندش کا کیا کہنا مفید مختصر تعریف ہے شیرازہ گل کی قصاحت نقش ہے آیتہ الفاظ روشن پر رہبر گافیض جاری تا ابد اس خضر صورت کا مصنف کی رہبگی نیک نامی روزِ محشر تک
ولانے خوب کہتی عیسوی تاریخ نورانی	
کلام انوری ہے کلیات نظم عابد ہے	
تاریخ طبع (جان سخن) دیوان دوم حضرت جلیل جلیل الشان استاذی استاد السلطان دیوان جلیل ہے جلیل الشان ہے (۱۹) یہ جان سخن ہے اور سخن کی جان ہے تاریخ سے ظاہر ہے ولانے شان اسکی اقلم سخن کے شاہکار دیوان ہے	
ایضاً	
جو ہر نظم جلیل آیتہ جان میں ہے ابرو بخوان میں ہے زلف پریشان چین اس کا گداز اس کا سوز شمع شبستان میں غنچہ شیریں دہن اس چستان میں باغ سخن کی بہار طبع سخن دان میں ہے	(۲۰) عکس کلام جلیل دیدہ حیران میں ہے مطلع دیوان کا ڈھنگ مصرع مشکین کا رنگ ہے سخن دلفروز مہر فلک نیم روز شاخ گل و گلبدن میوہ سیب و قن طبع روان جو بے فکر سخن آبیار



<p>نظم ہے یہ دلستند خلق ہوئی بہرہ مند قد کلام بلند آصفِ دوران میں</p>	
<p>فخر ہے فخرِ قولا مصحح تاریخ کا جان سخن در جہاں قلابِ دیوان میں ہے</p>	
<p>ایضا</p>	
<p>۱۲۱) ناظم کا لقب ملک الشعراء اور نظم نگاری دیوان سخن باب قلم و علم و فن کتب میں محمد بن سلطان شاگرد میر بینائی استادِ جلیل الشان سخن یہ طبعِ ضرعانِ نگین و جبہ سرخ کان سخن وہ رنگ بہارِ سحر نقشِ نگارستان سخن تاجِ قولا ہے نورانی بایستہ جانیان سخن دیوانِ جلیل کے قلاب میں طبع ہوئی ہے جان</p>	<p>عثمان کے کرم ت شکر خدا دیوانِ جلیل القدر چسا نام نامی ہے جلیل حسن کیا ہے زمانِ شیریں ہر رنگ و جید و جہاں و نامے یزید کیا ہر حرف تہا سہ کاش میں لفظ بنا آئندہ انگوئی ضرعان ہے گلِ منتقدش ہے دلیر سکا دیوانِ جلیل ہے امانی شایستہ و در عثمانی محبوب ہے حسن مطالعہ میں کہہ سحر علوم و فن</p>
<p>قطعاتِ تاریخ بنا عمارات</p>	
<p>اطلع تاریخ تعمیر ایڈرین بال صنعت تیس</p>	
<p>۱۲۳) پست ہے اس کے مقابل طبقِ چرخِ برن</p>	<p>اسے خرم شافقہ دیوانِ ولا ویرِ نسیم</p>
<p>۱۹۱۷ عیسوی</p>	<p>۱۹۳۶ شالیوین</p>
<p>طبقِ چرخ سے اوچی ہے اس ایوانِ مین</p>	<p>اسکی رنست ہے فلک پر فلکِ عرشِ بند</p>
<p>۱۳۳۵ ہجری</p>	<p>۱۹۵۴ است</p>
<p>اس عمارت کی بدولت جو بنے با تکمین</p>	<p>اس کے بانی میں سہ ستاروں کے حاکم</p>
<p>۱۹۳۸ شالیوین</p>	<p>۱۳۲۶ فصلی</p>



شہنشاہِ ہندوفاکیش بہن وہڑکن رکین	عامی طرح عمارت بہن عماد بن عساو
۱۹۱۷ عیسوی	۱۳۳۵ ہجری
ہے لبِ بام پر منشور صدائے تحسین	میر تقی میر بہن احمد علی ماد کال
۱۳۲۶ فصلی	۱۳۳۵ ہجری
ہفت اقلیم ہون یکبار ترے زیر نگین	دید بان آصفِ سابع ہون ترے ہفت رونا
۱۹۱۷ عیسوی	۱۸۳۸ شالیو بہن
شکرِ نعمات کا ہے نقش یہ ایوانِ رزمین	تیری ناہیز رعایا کا ہے یہ ایڈرس مال
۱۹۱۷ عیسوی	۱۳۳۵ ہجری
بہن ہر اک بیت کے بحرینِ بیخ و در شمین	اے قولا نور کے سانچو بہن ڈلہن باغین
۱۹۱۷ عیسوی	۱۹۶۴ م
ہے فلک شاہ نشین۔ چاند شہ ماہِ جمین	نور طالع سے بھلا کیوں نہ ہو محفلِ روشن
۱۳۳۵ ہجری	۱۳۳۵ ہجری
ایضا	
<p>(۲۳) یہ رعایا کی ہے خوش اقبالی</p> <p>حیدر آباد کی فستخ فانی</p> <p>خلق کے سر پہ دکن کا والی</p>	<p>فضل خالق سے بنا ایڈرس مال</p> <p>دور عثمان کے تصدق سے ہوئی</p> <p>آقا قیامت رجب و قائم یارب</p>
بر محل ہے مری تاریخِ قولا	
پڑ فضا ہے یہ مکانِ عالی	
قطعات تاریخ رحلت	



تاریخِ رحلتِ نواب شجاع الملک بہادر صاحبزادہ نواب خانشاہان بہادر	
امیر نیک سیرت آخر ماہ محرم ۱۲۳۵ (۱۲۳۵) جلیان شہید کر بلا میں ہو گئے تھیں	نخل آئی و لا مانند جان تاریخِ دولت کی
تاریخِ رحلتِ شہزادی یاور النساء بیگم صاحبہ نورا قند مرتدا	
شہزاد حنیف سریرِ دکن کی شہزادی (۱۲۵) جہان سے آج ہوئی رگبرگ ملک عدم	ہر اک مقام پر اس سانحہ کی ہے فریاد
ہر ایک ملک میں اس واقعہ کا ہے ماتم	ہر اک زبان پر ہے اس کی وفا تھا فک
ہر اک بیان میں ہے وہستانِ بچ و دم	ہر ایک لب پر ہے (ایہ مصیبت) کی فغان
ہر ایک دل میں جب بے وقت اس فغانِ غم	ہوا نصیب میں جو تھا گزشتہ یہ ہے
و غورِ رنج سے محزون ہیں خسرو عالم	بلند ہوتی ہے تخیلِ سوزِ غم دل سے
پکارتے ہیں گہرا شک آگہ سے پیہم	اسی سبب سے ہیں ایمانِ سلطنت میں
ہوا اسی سے ہے شیرازہ سکونِ بریم	ادب سے بڑھے و لا جان نثارِ دولت
لگا کے آنکھوں سے کہنے لگا وہ شک کے قدم	سلامتی سے ہے سرکار کی یہ زبان سب کچھ
جہاں پناہ کا غم ڈبار رہا ہے ہم پر ستم	اگر وہ عالم دنیا سے چل بسیں معصوم
سوا ہے عالمِ عقبیٰ میں اونکا جاہ و حشم	بغیر صبر و تحمل نہیں ہے چارہ کار
نہ بڑھ سکے گا مشیت سے ایک آنچہ قدم	ہمارے سر پر سلامت ہو آنچا سایہ
تھوڑے پاک نگہبان ہو آنچا سرور و دم	حضور کو ہو تسلی کہ آن رضوان نے
سوال سال پہ یون کر دیا جواب رقم	
جوارِ رحمت حق میں جگ ملی فی الحال	
جہانِ غلمہ میں یاور النساء بیگم	



مرثیہ تاریخی حلیت جناب محلّہ القاب وقار الدولہ وقار الملک نواب مشتاق حسین خان بہادر  
انتصار جنگ مرحوم

مثایا اے فلک چن چن کے تو نے اہل دانش (۲۶) ہمیشہ خانہ بربادی ہے داخل تیری عادت میں  
نہ سیر سید رہے باقی نہ عمن قوم کا (ہمدی) تیرا چہرہ پڑے سوتے ہیں نہ اپنی تربت میں  
کہان ہیں حالی و شبلی کہ ہرین وہ تہیج اللہ نہ چھوڑا ایک کو تو نے مسلمانوں کی خدمت میں  
ستم پر ہے ستم تیرا جفا پر ہے جفا تیری سمجھ ہم لینگے تیرے ساتھ کل روز قیامت میں  
مسلمانو اٹھو جاگو خبر بر اپنی قیمت کی پڑے سوتے ہو تم کیوں خیبر اس خواب غفلت میں  
تمہارے سر پر ستون سے زمانہ ہو گیا خالی یہی تقدیر تھی اپنی ہی لکھا تھا قسمت میں  
اسی کا نام ہے دینا۔ اسی کا وصف ہے فنا مسکلم ہے کہی رہتی نہیں وہ ایک حالت میں  
وقار الملک آخر چل بسے افسوس مینا سے وویعت تہین صفات نیک بخشی جنگی فطرت میں  
مرا و بادین جن کا وطن تھا خاص ام و صہ یہ مصرع و آغ کا موزون ہے ایدل انکی تیرا  
خدا بخشے بہت سی خبر بیان تہین مریوے میں یدر طوائف تھا ان کو مقصد قانون قدرت میں  
زبانے میں مثل تھیں انتظامی قوتیں ان کی پڑے محتاط تھے پابندی حکم شریعت میں  
زکوٰۃ و حج صلوة و صوم اشراق و تہجد سے نظر آتی تھی ان کی سادگی طرز معیشت میں  
امارت میں فقیرانہ بسر تھی زندگی انکی قسم کھاتے ہیں انکے نام کی عرض یا نت میں  
صدقات نقش ہے انکی قلوب ہل یاں پر لیا کرتے تھے وہ ارباب حاجت کی خبر گیری  
عطا خالق کی تھی ہمدردی خلق خدا ان کو کیا کرتے تھے بے کسوں کے بچ و رخت میں  
عذیل انکا نہیں مجبور و اوصاف میں کوئی محکم ایشل تھے وہ اپنے اخلاق و معروف میں  
تخل انکسار و بردباری میں متانت میں



کریم النفس تھے لیکن متفرق تھا نمائش سے  
 بڑے ثابت قدم تھے حادثاتِ دورِ گردون پر  
 زبان سے اُف نہ کی جب مر گیا ان کا جوان پنا  
 نہ ہوتا تھا مغالب کی وجاہت کا اثر اوپر  
 رسائی فکر روشن کی تلاش اور طبیعت کی  
 قلم برداشت لکھتے تھے ہر مضمون نازک کو  
 نظر آتا تھیں عالم میں ایسا عالم جاسط  
 بہر وہ قوم کو تھا ان کے قول و فعل پر ہر  
 آملق چا پلو سی سے ہمیشہ انکو بھی نفرت  
 بڑے وقفون میں جبر و خلاق ذات بھی تھی  
 بیان کیا کیا ہوں اوصاف یہ انکے انکے  
 دلاؤ انکو جب سالار جنگ نکتہ پرور نے  
 بشیر الدین نو بجاد نے پہر مستدیا پنا  
 امین الدین بخان دہلوی جب ہو گئے نصرت  
 عہد السلطنت نے مژگن مجلس کر دیا ان کو  
 وکیل کی جہتی جب صوبہ داری آپ کو حاصل  
 بنے یہاں کے وہ مقہر فضل اکہی سے  
 مدوکار وزیر اعظم دولت الغیب پایا  
 بسائی اور حکومت الہی تھی دولت میں ناف

چھپے رستم تھے وہ داد و دہش جو و سخاوت میں  
 رہے وہ مستقل اولاد کے غم کی مصیبت میں  
 کہا لاجکو نہیں کچھ دخل خالق کی شیت میں  
 بہت مضبوط تھے اسلام کے جو شجرت میں  
 نہ پانی ہونے اربابِ علوم اہل فضیلت میں  
 طبیعت آپ کی رستی تھی ہر دم دستِ قدیر  
 فنون خاص میں علم و ہنر فہم و فراست میں  
 قدسے قوم تھے ایشیا و تھان کی طبیعت میں  
 نصیحت کی جھلک رستی تھی پیدا کی نفرت  
 کیا کرتے تھے دشمن کی مدد وقتِ مصیبت میں  
 مگر تصویرِ اخلاق نبی تھے وہ حقیقت میں  
 بہت پختہ پھل وہ ناظرِ اول عدالت میں  
 بنایا آپ کو صدر المہامی کی صدارت میں  
 ہوئے وہ محتسب کار عالی کے عدالت میں  
 ہوا جب انتظام مالِ آئین ریاست میں  
 درج بڑے گئے شامل ہوئے ارکانِ ملت میں  
 امیر اکبر پاگاہ کے عہد وزارت میں  
 مدوکار انکے تھے ہم بھی اسی دورِ حکومت میں  
 وہ شش تھے سارے عہدہ دارانِ ملت میں



کیا قربان اپنے آپ کو دوبار دولت پر  
 مراعاتِ مناسب بہ محلِ احسان میں تھے حاتم  
 خطاب خان بہادر جنگ و دود کہ ملک کی عزت  
 ملا جب حقِ خدمت کا وظیفہ تب علیگڑھ کے  
 گورنر جنرل ہندوستان (سیرکسنسی) نے  
 ہوئے معذور جب فالج کے شکوے سے توجہ نہ  
 ادب کرتے تھے ان کا حکمان ہند سرتاکر  
 فریش و عاجز و مجبور و محتاج مدد پایا  
 سترل انکی صحت میں نظر آتا تھا ہر ساعت  
 حواس انکے بجاتھے اور زبان پر قوم کا رونا  
 برآیا و ان سے انتظام ملک و ملت کا  
 خدا کے فضل سے قائم ہوئی ہے میرے سر پر  
 دعا کرتا ہوں امر و ہم میں کالج ہو رہے قائم  
 بس اب ایکی تمنا دلیں باقی رہ گئی میرے  
 میں بول اٹھا بہت مشکل ہے اس شکل کا  
 جو ہم چلنے لگے وہ ان سے تو فرمانے لگے بہائی  
 نظر آتے ہیں کچھ آثار ایسے اپنی انکھوں میں  
 انھیں کا قول صادق آگیا و احسرتاً آخر  
 معین قوم سے ہے ہے زمانہ ہو گیا خالی

وفاے سلطنتِ اعیانِ دلت کی اعانت میں  
 نہ لٹوایا کبھی دولت کو نا واجب رعایت میں  
 ملی تھی حضرتِ غفران مکان کے عہدِ دولت میں  
 بنے وہ آنریری معتمد کالج کی خدمت میں  
 دیانوتاب کا اعزاز ان کو اپنی دولت میں  
 رہے گوشہ نشین اپنے وطن کے گنجِ عزت میں  
 گورنر نے قدم رنج کیا ان کی عیادت میں  
 سفر ہم نے کیا جب پارسل انکی علالت میں  
 ترقی ہو رہی تھی رات دن انکی نقاہت میں  
 یہی رہتا تھا ان کا ورنہ تنہائی کی حالت میں  
 تو فرمانے لگے دیگر رعائین عینِ وقت میں  
 بنائے مذہبی تسلیم انگریزی حکومت میں  
 ضرورت ہے ایسی احتیاج ملک و ملت میں  
 خدا برائے اس کو یادگارِ حسنِ نیت میں  
 تو فرمایا یہ عین سب کچھ ہے اس خالق کی قدرت میں  
 خلل انداز ہو جائیگی میری فکرِ بخت میں  
 تمنا اپنی لیجا سینگے ہم ساتھ اپنی تربت میں  
 وہی ہو کر رہا افسوس جو لکھا تھا قسمت میں  
 بزرگ قوم اب باقی رہا کہ انکی نسلت میں



<p>جد ہر دیکھو زبانِ خلق پر ہے ذکرِ خیر ان کا خدا انکو جزا سے خیر دے اعمالِ صالح کی خیر جب موت کی آئی ہو ا دل پر بڑا صدمہ</p>	<p>وَحَلَّ مَغْفِرَتِ جَارِی ہے مِیَابِی کی حالت میں جگہ انکو عطا ہو یا آپہی قریبِ رحمت میں رہے ہم رات بہرے خراب فکرِ سالِ حشر میں</p>
<p>نہا آئی ولہ وقتِ سحرِ رضوانِ جنت سے جگہ پائی وقارِ ملک نے لاریبِ جنت میں</p>	
متفرقات	
آم کی پہلی سرفرازی کا شکریہ جو بارگاہِ اقدس و اعلیٰ دامِ ظلّہ سے ہوئی	
<p>میرے مالک سے مجھے آج عنایت ہوئے آم مازہ ہے مجھ کو اسی کامرے ہم چشموں میں شکرِ نعمت میں ولہ میری زبان ہے تار کہدیا انبستہ اللہ بنا آحسناء صدوسی سال سلامت رہے عثمان شہنشاہ</p>	<p>موردِ رحمتِ نعمت سے بہ کارہوں میں میرے آقا کی غلامی میں وفا دار ہو نہیں ذوقِ نعمت سے اعانت کا طلبگار ہو نہیں ہاتھ اٹھائے ہوئے آمین کو تیار ہو نہیں تیری دولت کا زمانے سے نکھڑا رہیں</p>
آم کی دوسری سرفرازی کا شکریہ	
<p>پھر مرے نخلِ تمنا میں ولہ بار آیا ہے سزائے الٰہی ہے یا قوت و زور سے سوا میرے مالک نے کیا آم سے جب مالا مال فضلِ امسال نہ آئی مری امرتیاں میں سرخروئی مجھے حاصل ہوئی ہم چشموں میں قلبی آم سے آفت تھی مرے خانے کو</p>	<p>پھر عنایت ہوئے مجھ کو مرے سرکار سے آم جب عنایت ہوئے اس دستِ گہوار سے آم میں خرید و کچا نہ اب کچھ بھی بازار سے آم کرم شہ سے چمکنے لگے گلزار سے آم خوب ہاتھ آنے مجھے طالعِ بیدار سے آم کرم شہادت چمکے مرے اشعار سے آم</p>



جب تلک دہرین ملتے رہیں اشجار سے آم	بار ورتو ہو ترے سائے میں ہم اسے آقا
آم کی تیسری سرفرازی کا شکریہ	آم کی تیسری سرفرازی کا شکریہ
<p>خلل الہ سے مجھ کو ملے آم دلپسند اس میوہ لطیف کے پین نام دلپسند ہر اعتبار سے ہوئے اقسام دلپسند ہوئے انھیں کوئی شہر خام دلپسند مالک سے ملگیا مجھے انعام دلپسند کہاتے ہیں ہم قولا سحر و شام دلپسند مخلوق میں ہو اس کا ہر اک کام دلپسند</p>	<p>پھر نخل آرزو میں مرے آگئے ٹہر نیلیم میں۔ بے نشان ہیں۔ مرغوبہ و کن ہر ملک میں ہیں آم کی قسمیں جدا جدا ان کے سوا چار و مرتبے کے واسطے محنت مری ٹھکانے لگی باغ علم میں دیتے ہیں ہم دعا تہ دل سے خلوص سے پھولے پھلے جھان میں مرا شاہ نامدار</p>
آم کی چوتھی سرفرازی کا شکریہ	آم کی چوتھی سرفرازی کا شکریہ
<p>ہے اوج شرف پر مری قسمت کا قمر آج ہاتھ آئے حلاوت کے سمندر سے گہر آج پھر آئے مرے نخل تمتا میں ٹر آج پھر مجھ پہ ہوئی لطف و عنایت کی نظر آج پھر آم کے انبار لگے ہیں مرے گہر آج آمون کی حلاوت سے ملا ذوق شکر آج عمون ہوں قد مونہ پہ تیرے مر اسر آج ہے میری دعاؤں میں حلاوت کا اثر آج پھر لا ہے مرے دلکی دعاؤں کا شجر آج</p>	<p>پھر مطلع اقبال پہ چکا مہ طالع پھر ساحل مقصد سے ملی آم کی کشتی پھر مجھ کو عنایت ہوئی سرکار سے ڈالی پھر مجھ کو عطا آم ہوئے حضرت شد سے آمون کے درختوں سے ٹپکنے لگیں نشانیں سندہ تری دولت کا نمک خوار تھا آقا شکرانہ نعمت سے زبان ہے مری قاصر شیرین ہے زبان میری ترے لطف و کرم سے دائم رہے مخلوق کے سر پر تر اسایہ</p>



	آدابِ بجالا کے ادب سے ہون میں خاموش ہے مجھ کو ولا حد ادب پیش نظر آج	
	آم کی پانچویں سرفرازی کا شکریہ	
<p>یہ ٹمرا ہے ترے قدموں سے چوہ مجتہد کا مرا مجھ کو ملا تب آپ گوہر کی حلاوت کا بجائے عین گسائی میں دیکھا میری شہرت کا سخن میں ذائقہ پیدا ہوا مصری کے شربت کا ہرے والد کو دیوانی میں تھا عہدِ نظامت کا مرا اسکو ملا اضلاع کی اعلیٰ حکومت کا ملا سرکار سے مجھ کو وظیفہ حسن خدمت کا چمکتا ہے میرے سینہ پر تمنا میری عزت کا نروال عمر میں چکا ستارا میری قسمت کا حاصلہ مجھ کو ملا سرکار سے ہر ایک محنت کا دل و جان سے ہوا میں معترف شدہ کی غنائت کا شرف حاصل ہوا مجھ کو کبھی زریفت خلعت کا ملا سرکار کو تطیلی وظیفہ انکی قسمت کا ہرے اقبال سے سکھ جا انکی دیانت کا بھروسہ انکو آگے ہو گیا وجہ معیشت کا مجھے سب کچھ سال آج صدقہ تیری دولت کا</p>	<p>عطا مجھ کو ہرے سرکار سے پھر آم ہو گیا ملے جب دست گوہر بار سے یا قوتِ رسانی عطا ہونے لگے گسٹام کو جب بے نشان ہم حلاوت سے انھیں آمو کی ہے میری ان پختہ میں آبا کی تک پروردہ دربار شاہی ہون تعلقہ دار اول تھا ولا عہدِ جوانی میں وفاداری سے آپ تاب سے جب ملے ہوئی ہر خطابوں سے تری دولت کے میری بڑ گئی عزت بڑا ہے میں جوان آقا سے نعمت کے قدر کیجئے ولا اسے ورنہ غمانی میں شدہ کی قدر دانی سے ہر سائے لگ گئی محنت ہرے اشنال علی کی کسی تقریب میں دعوت سے مجھ کو لگئی عزت ہرے اولاد کی تعلیم میں امداد کی تو نے میری اولاد کو عہد سے ملے تیری یا ست میں نوازا تو نے اپنی لونڈی کو میری خاطر بیان کس کس عنایت کا کروں اسے خسر و غشا</p>	



	دعائے دولت و اقبال ہے و در زبان میر یہی ہے اے ولا بہتر طریقہ شکر نعمت کا	
	باؤنی کی کھانی کاشتکاروں کی زبانی	
چلیدیا بارش کا موسم کاشتکاری ہو چکی سرپوسر ماگیا بارش کی باری ہو چکی	چشمہ امید کی امید واری ہو چکی بجلیان رخصت ہوئیں اب بیقراری ہو چکی	
	ہاں ہو اے سرد جاڑے کی خبر لائی ہے آج ابر رخصت ہو چکا غم کی گستاخانی ہے آج	
ابر آنسو پچھنے آیا نکھل بالاے بام ناز تھا جسکی ہوا خواہی پہ جگہ صبح و شام	آج اس کی سر دمھری نے کیا قصہ تمام دید یا آخر ہونے اُسکو رخصت کا پیام	
	شیشہ شبنم میں عکس اسکا نظر آنے لگا کاشتکاروں کا دل بیتاب گھبرانے لگا	
دوڑ سے آئی جو بجلی کی چمک جھکو نظر دلین تھی امید شاید وہ پلٹ آئے ادھر	بیقراری سے تڑپا رہ گیا میں رات بھر یہ خیال خام تھا مجھ کو نہ تھی گل کی خبر	
	ایک بیک سورج گل آیا اجالا ہو گیا فصل تاباں کا غم دیرین و وبالا ہو گیا	
کیا فرماے ابرا تا ہے مجھے اساک میں وہرم تیری بھلیوں کی گج گئی افلاک میں	ایک قطرہ بھی نہ پایا ویدہ نہ ناک میں تخم جگر رہ گئے افسوس جرم خاک میں	
	مفت میں گا وزمین کو آب ووا نہ مل گیا تیری بیرجی کو کیا اچھا بہا نہ مل گیا	



سخت دل پاکر زمین کو مین جو گھیر آیا نہ تھا ہاے تو نے اشک تک آنکھوں سے برسیا نہ تھا	مجھ پر کیا ہے ابر تیرے لطف کا سایا نہ تھا رحم تجھ کو میری بربادی پہ کیا آیا نہ تھا
نالہ و فریاد کا تجھ پر اثر ہوتا نہیں تو کبھی بد قسمتوں کے حال پر رونا نہیں	
ہاے اے دریا بڑی ہی دور سے آئے تو سیکڑوں لاشوں کو گویا مین اٹھالانا ہے تو	پر سندر کی محبت میں کچا جانا ہے تو دیکھ کر اونچے کنارے سخت گھبرا جاتا ہے تو
تیری پستی نے کیا جھکنا دامت سے نہ ہاں کاشٹکاروں کو ترے پانی کا پانا تھا محال	
جب انی کٹ دور سے آنے لگا جھکو نظر تو جب اسکی سینہ زوری سے ہوشوریدہ	تب و فور غم سے تو پینے لگا خون جگر نہر نے پھلو سے دلجوئی یہ تب باندھی کمر
آب جو بکریست کز دریا جہدالی میثود خندہ زد نہرش کہ با ما آشنائی میثود	
لجھتیوں میں جب زبردستی سے تو لایا گیا رات بھر اسے آب تو کھیتی میں ٹھیرایا گیا	کامیابی پر مری تب ابر شرمایا گیا صبح تیرے رنجہ خشکی کا اثر پایا گیا
مین سمجھتا ہوں کہ تیری جیلہ بازی تھی کوئی ابر کی اس میں بھی شاید کار سازی تھی کوئی	
سے غضب تالاب نے بھی ویدیا آخر جراب شک ہے میرا گلا دل کھاربا ہے سچ و تاب	کہہ دیا ہے نے یوں نالے سی باختم تر آب پھر گیا ہے مجھے پانی۔ ابر کا خانہ خراب
کاشٹکاروں کو مری جانب سے ویدیا پیام	



سال آمدہ ملک لینا نہ پھر یانی کا نام	
باؤلا بکر کوئین سے کی جو مین نے التجا	دل بھر آیا اس کامیری زار نالی سے ذرا
قطرہ اشک اسکی آنکھوں جو رہ رہ کر گرا	قطرہ قطرہ سیل کا مطلب سمجھ میں آ گیا
میں تو دل سے ہوں اسکے شکر بے مین تر زبان ایسے گہرے دوست اس دنیا میں ملتے ہیں کہاں	
سوت نے پانی کو قعر چاہ میں پہنچا دیا	رتیبوں نے ڈول کر کھٹے میں اوپر لا دیا
نالیوں کی نوڈرنے نھر و نکو جب شرما دیا	قطرہ اشک نہامت ابر نے برسا دیا
بولی شبنم کام کچھ ہم کو بھی کرنا چاہئے چرخ مینا نے کھا آبِ ڈوب مرنا چاہئے	
کہیت میرا بولی سے جس گھڑی شاداب تھا	خشک لب افسر وہ دل غالی شکر تالاب تھا
پیشی جنت سے دریا سے روان پایاب تھا	نھر کو دریا کی ناکامی پہ بیچ و تاب تھا
ابر کو صد سہ ہوا خلقت کی قیس و قال سے پُر دلی اسکی برستی تھی اُسی کی چال سے	
ناگھان دفع نہامت کو جوا بر آیا ادھر سر	برق کی تیغ دو دم دونوں طرف زیب کر
وٹا ہل نے دریا سے حامل کی انی کٹ کی سپر	آنکھ میں چشے کی جہر کر رہ گیا تیسر نظر
دھار پانی کی ہوئی تھمر و نمین تیری سے روان نالیوں کے لب سے جاری تھی صد اسے الامان	
بارش بیوقت سے جھل میں جب چل پڑ گئی	آتش کا سونکے دل ناشاد کو کل پڑ گئی
لجھتیوں میں ہر طرف ناگل کی لہجیں پڑ گئی	اگر دن جہتاب میں ہائے کی ریکل پڑ گئی



	باؤل کوثرالہ باری نے نشانہ کر دیا بادلوں نے چاند ماری کا بھانڈہ کر دیا	
تباہیوں نے پھیل کر مڑے اکھڑے گورتے تباہیوں کا لفظ آئین گھٹا گھٹا ہو رہا		تباہیوں چلنے لگیں جھل میں زور و شور سے سوچنے بڑھرائی کٹ کو روایا زور سے
	جب مندر میں ہوا سب جو کھا طوفان آشکار ابر نے وہشت سے لی آخر پناہ کو ہمار	
گھر گھر اکھڑتوں کے آگے پشتہ تالا ب تھا کیا میرے حق میں ابھی یہ پریشان خراب تھا		حکم کیا پانی تو دیکھا کبیت غرق آب تھا میرے حسن کا نشانہ کب حلقہ روا اب تھا
	سچ گیا پانی تو پایا محسوس کرتے ہوئے پشتہ تالا ب کو اشکوں سے منہ دہوتے ہوئے	
مسئلے دریا کے تھوڑے الٹی کٹ کے مقام پر میرے معشوق کا قاتم تھا سارا انتظار		ریت کی کثرت سے چوہے ہو گئیں بھرنی ہم پشتہ تالا ب کا ختم تھا انکھڑے کا پیام
	موٹا ہوا اپنی جا پر بھی قلیب شمالی کی طرح جہت تھا چکر میں چرنا لا آسانی کی طرح	
کبیت کو پانی میں پالینا کبھی آسان نہ تھا ابر کا گھر میری بربادی سے عشرت خاہ تھا		جس طرف سہل روان گزرا ادھر میرا نہ تھا آنکھوں کی زباں پر بھی یہی افسانہ تھا
	میری چاہیتی کے صدقے سے ہوا حقہ تمام جذبہ الفت میں وہ دینے لگی منہ کا کام	
جہم خاک کے لئے دراصل جان ہے باؤلی		ٹھکرا کا شہکار بن جہان سب باؤلی



قلعتِ بارش میں تالابِ نھان ہے باولی	اکثریتِ باران میں دریا سے روان ہے باولی
وہ وفاداری میں اپنی شہر کو آفاق ہے	اُس کے صدقے ہی سے محصولِ زمین مباح ہے
تشنکِ سالی میں ایک دم سے بے کھیتی کا دم	گہیت کو سرسبز رکھتا ہے اسی کا دم قدم
ہے یہ وصفِ بیماری میں بڑی ثابت قدم	ابرِ رحمت چشتہ امینِ دریا سے کرم
اس کی تیاری کا صرفہ راہگان جاتا نھین	قطر اس کے پاس بھرے سے کبھی آنا نھین
مشرقی دشت و بیابان میں اسی کا نام ہے	روشن رنگِ گلستان میں اسی کا نام ہے
قصہ محبوبِ کُنان میں اسی کا نام ہے	شہرِ حُسنِ زندان میں اسی کا نام ہے
ماہِ خشب کی ہوتی شہرتِ ایسی ذات سے	آبِ زمزم کو ملی عزتِ ایسی ذات سے
باولی نے آبر ویزی سے دی محکومِ نجات	ہے ایسی آبِ پاشی پر مری گلِ کائنات
دل میں اس کے حجِ ہن دریاولی کی صفیات	کاشد کارون کا یہی ہے چشمِ آبِ حیات
قلعتِ بارش میں اسکی جزیر سی مشہور ہے	اکثریتِ باران میں ندی کی طرح بہاؤ پر ہے
یا اگہی نہر میں جب تک چاہے پانی کی دہار	یا خدا جب تک الی گت ہے ہو دریا کا اُتھا
جب تلک پیدا سمندر میں ہو دریا دہار	باولی جب تک رہے یا ربہا اُنس کاشد کار
اگر یہاں آصفی سے نکلتا شاداب ہو	اگر شہرِ ایتھوپیا سے دُکھ ہو



دکنی زبان اور دیکھ کی استان	
مثالی زمانے نے ثروت ہماری	نہ باقی رہی کچھ حکومت ہماری
عجب طرح سے آئی شامت ہماری	بنا کرتی ہے رات دن گت ہماری
انہو خواب غفلت سے اوسونے والو خبردار ہو بے خبر کھونے والو	
مٹے پر گئے اور محالات اپنے	کھین کیا کہ اتر میں حالات اپنے
نہیں کچھ بھی باقی کمالات اپنے	ہوے خواب سارے خیالات اپنے
نہ گھر میں ہمارے ہیں گھر کا بولتا باقی : نقطہ اُن کے دفتر میں ہیں مانوں باقی :	
زمینداروں کی مالک پاناب کھان ہے	کھان ان کی حقداریوں کا نشان ہے
زمین ہے نئی اور نیا آسمان ہے	جدید دیکھتے ہیں یہ کی داستان ہے
مگر ہمارے دفتر کا بی ہے : پٹیل اور پیٹواروں کا عمل ہے :	
زمین سیریاں اور نہ وہ سا درم ہیں	نقطہ یا دو گاراؤں کے بس ایک چہر ہیں
حکومت نہ رہنے کے جو رنج و غم ہیں	بیان جس قدر ہی میں سے کار کھر ہیں
دو ہزار ہم کو کہتی تھی ساری رہنمائی پڑا ہے پہ بھی آج کوئی نہ آیا :	
سواری کی کھچڑی میں سیلون کی جڑی	جلوسن تھی کوئی مستندم یا تر گھوڑی
دہ جاتی ادھر بھی جد ہر باگ موڑی	مخالفت نہ آج ہم سے ٹکڑی







ڈراڑوں کی ترمیم کی ہم نے اُسد م	جواہری کی تقسیم کی ہم نے اُسد م
اگر بھیکنا ہسم کو کچھ بار ہوتا ہے	تو گت لڈی سے تالاب بے کار ہوتا ہے
مجت تھی اپنی رعیت سے ہم کو	مسترت تھی ان کی فراغت سے ہم کو
انہیں کاترول تھا شروعت ہماری	انہیں کی بدولت تھی دولت ہماری
لوئی ہار بیٹھا جو ادا رہا ہو کر	اسی دم پہلے ہم خبردار ہو کر
تھاوی کے دینے کو تیار ہو کر	گلے پڑ گئے بس کے ہم ہار ہو کر
گر وکر دیا اپنی جو رو کا مال ہے	بھبھ حال ہم نے ہی اسکو بیٹھا ہے
ہمیں سے خزانہ کی بھی رو بھکاری	ہمارے ہی سر پہی و متاع نگاری
ہمیں سے بڑی رونق کا شہ نگاری	ہمیں پر بیتا یا کی تھی ذمہ داری
پڑا ہونے کو ہونے ہی بہت راٹھا یا	کیا ہونے کو بہت ماقیون کا صفا یا
کھین جانی کی منکر دل میں سنانی	جریب ایک باسے کی ہم نے بنائی
کھین ہونے ناپا تو نویس رہائی	نہ نکلے کسی کیت میں کچھ جڑائی
کھین جیب ہی پاسے جو جا اڑے تھے	کھین جو کو دینے سے اسے بیٹھوڑے تھے

اس مقام  
پہلے سے تالاب  
ہے

کلیاتِ دلا  
کلیاتِ دلا  
کلیاتِ دلا  
کلیاتِ دلا



کسی سال جب ہو گئی قحط سالی	ہوا پر گنہ اپنا غلے سے خالی
رعیت کی تھی ہر طرف زار نامی	خداوند عالم نے عزت بچالی
لصیحت بزرگون کی جب یاد آئی	
تو دل کھول کر ہم نے دولت کٹائی	
رعایا سے بہتوں کو ہم نے سلجھایا	پٹیلوں نے اپنا ذخیرہ نکھالا
غریبوں نے آخرت پہ پیٹ اپنا پالا	رئیس ریاست کا تھکا بول بالا
مسائی پر اس نے قناعت نہ کی تھی	
مصیبت کے ماروں کو روٹی بھی دی تھی	
رعایا کو فکدہ دلا یا حسین نے	ضمانت میں ٹوٹا اٹھایا ہمیں نے
تباہی سے اُن کو بچایا ہمیں نے	اکھلایا انھیں اور نہ کھایا ہمیں نے
کسی رات رات سوتے سوئے نہ پئے	
کسی روز نہ اپنا دھوئے نہ پئے	
نہ تھی اُس زمانے میں کچھ ریل چابی	دراگ کی راہیں تھیں مسدود ساری
براگ کی روک ایک مشکل تھی بھاری	شب و روز ہم کو رہی بے تساری
شیر دان کا سب خوف کھائے ہوئے تھے	
بہت تھے کہ مانتا اچھائے ہوئے تھے	
نہ تھا کوئی دل جو پریشان نہیں تھا	دلا سا غریبوں کا آسان نہیں تھا
تجارت کو دروغ نہ بیان نہیں تھا	جیتا نہ ورت کا سامان نہیں تھا
شب و روز ہمارا ہر لمحہ ہمارا	



اگرانی سے تھا تاک میں دم ہمارا	
دیا ہم نے جب نرغ نامہ بنا کر	مہاجن بگڑ کر چلے سہ بنا کر
اگر اون کے ٹٹنے کے آثار پا کر	کیا ہم نے مہوار سبھا چھا کر
خیر یون کی خاطر دکان ہم نے کھولی	
ترا زو میں جنس عطف ہم نے تولی	
چلے ہم تھے ساری رعیت کو لیکر	لگا یا ہر اک گائون میں ہم نے چکر
آئی کٹ بائے کئی ندیوں پر	سہ ہادی ہزاروں ہی کشتوں کی چا
بحاری کے بدلے سبے کام سارے	
مصیبت کے دن ہم نے آخر گزارے	
مہولی اپنی سرحد پہ جس دن چڑھائی	ہمیں نے وہاں جان اپنی لڑائی
چراغ اوتارنے کی نوبت جب آئی	توری گائون پیر کی ہم نے دہائی
ادھر ڈول موضع کے پیش نظر تھے	
ادھر سنگ شائستہ پشمن و قسرت تھے	
مداخل کی قلت کو ہم جانچتے تھے	مخارت کی کثرت کو ہم جانچتے تھے
خزائن کی حالت کو ہم جانچتے تھے	مقتای ضرورت کو ہم جانچتے تھے
سمجھ بوجھ کر ہم نے بیڑا اٹھا دیا	
اسی کام کا جس سے کچھ ہاتھ آیا	
اگر ہم زمینوں میں کھیتی نہ بوتے	تو تم حوان تخت سے کھردہ مہوتے
اگر ہم طلائے میں راحت نہ کھوتے	تو راحت ستارہ ایک لفظ نہ دوتے

ہمیں میں ہستی

دن ادھی  
نام جس میں  
کے حالات  
تجربہ  
ہمیں ایک ہی  
نام

دن بوجھ  
کی ذمہ داری  
نہی دیکھ کر  
نہی دیکھ کر  
نہی دیکھ کر



	<p>پہ خوش گفت فرزانہ نیک بستے رعیت جو بخت سلطان درختے</p>	
<p>نہ ہوں ہم تو آجاسے سر پر قیامت ہوی کاشتکاری کی جسے ہدایت</p>		<p>لرہم سلامت تو دنیا سلامت زمیندار مین مستحق رعایت</p>
	<p>جو زمیندار قدر زمین جانتے ہیں ہم کو بچھپاتے ہیں</p>	
<p>ہمارے لئے رہ گئی کاشتکاری اب آئی ہے اس کی حکومت کی باری</p>		<p>زمیندار یان مٹ گئیں جبکہ ساری سلط ہوئی ہم پر تحصیلداری</p>
	<p>سیلے سے جتنے لگی میسز و کرسی زمینداروں کے حق میں ہے کس پر سی</p>	
<p>انھیں اپنے وہندوں سے مہلت کھان لگاتار لکھنے سے فرصت کھان ہے</p>		<p>نہیں لطف فریق فلاحت کہاں ہے عایا سے ان کو محبت کہاں ہے</p>
	<p>وہ کھیتوں کی حالت سے نا آشنا ہیں طریق زراعت سے نا آشنا ہیں</p>	
<p>کرین جھجندی کا دورہ خوشی سے مخالف ہیں دائم برآیندگی سے</p>		<p>مجھی انکو رغبت نہیں لاؤنی سے ہمیشہ بگڑتے ہیں نام کمی سے</p>
	<p>وہ کرتے ہیں اس طرح سے موثر گانی کہ ہم میں سے کوئی نہ پائے مافی</p>	
<p>لمی ہم کو اس کے کرم سے حمایت</p>		<p>گر ہم نے سرکار سے کی شکایت</p>

ملے دکن میں تھوڑے  
کے انتظام کا نام  
ملے دکن میں سالانہ  
تجربوں کی گزارش



مقامی حکومت سے کرلی عداوت	تو پھر صادق آئی پُرانی کھاوت
مگر مجھ سے آن بن سندرین رہ کر	کسی اور دریا میں جینا ہے بھٹ کر
حقیقت کا اظہار بیجا نہیں ہے	بڑا جاننا اسکو اچھا نہیں ہے
عداوت کا کہنا کھین کیا نہیں ہے	مگر خیر خواہوں کو پروا نہیں ہے
وہی دوست ہے جو کبے دل دکھا کر	مثل ہے کہ دشمن ڈبوئے ہنسا کر
زمیندار جیسے ہیں آصف کے درم	وہاں سے دل ہے زبانِ علم سے
آپنی بڑبڑت فصل سے اور کرم سے	ترقی اقبال و جاہ و خشم سے
رعایا کے سر پر رہے وہ سلاست	شجر اس کا چھو لے پھلے تا قیامت
فلک کو ہے جب تک شب و روز چکر	زمین جب تک کیت سلج زمین پر
شجر پر ہوں جب تک کہ خوشبو کے بخور	زمین جب تک تھر خوشنوں کے اندر
زمین ریاست کی ہو بیاری	شب و روز ہوتی رہے کاشگاری
زمانے میں ہوں فصل و ہنگام چٹک	تیز رہیں پختہ و خام جب تک
سجین ہوں اجناس کے نام جب تک	سویٹھی سے پڑتا رہے کام جب تک
رہے کاشگاروں پہ آصف کا سایا	وہ وافر رہے تیسرا خواہ رعایا



رہے ملک یارب یہ آباد دائم	وزیر ریاست رہے شاد دائم
رعایا کو ملتی رہے داد دائم	چکنا رہے حیدر آباد دائم

بہے اس کی نہروں میں دھڑات پانی  
زمیندار کرتے رہیں متلبہ رانی

ختم شد



1



CALL No. { ۸۹۱۵۴۳۱ } ACC. No. ۸۲۵۷  
 AUTHOR - ولایت آباد  
 TITLE - کلیات نظم و نثر

URDU SEC

۸۹۱۵۴۳۱  
 ۲۱/۲/۶۰  
 ۸۲۵۷

Date	No	Date	No



# MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

## RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.